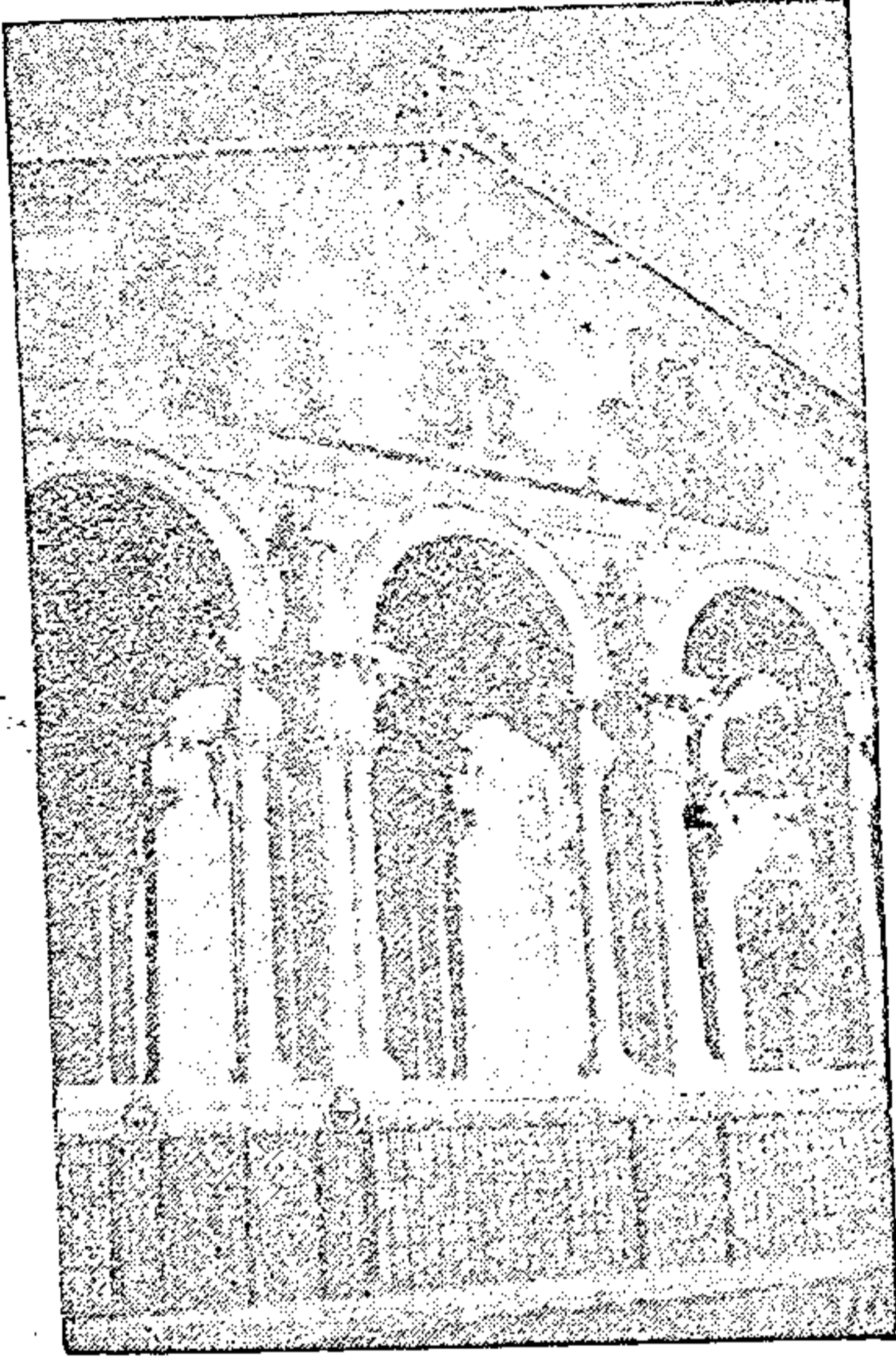


اشاعتِ خاص
ماہنامہ بانو دہلی
فخرِ دو عالم
سیرت

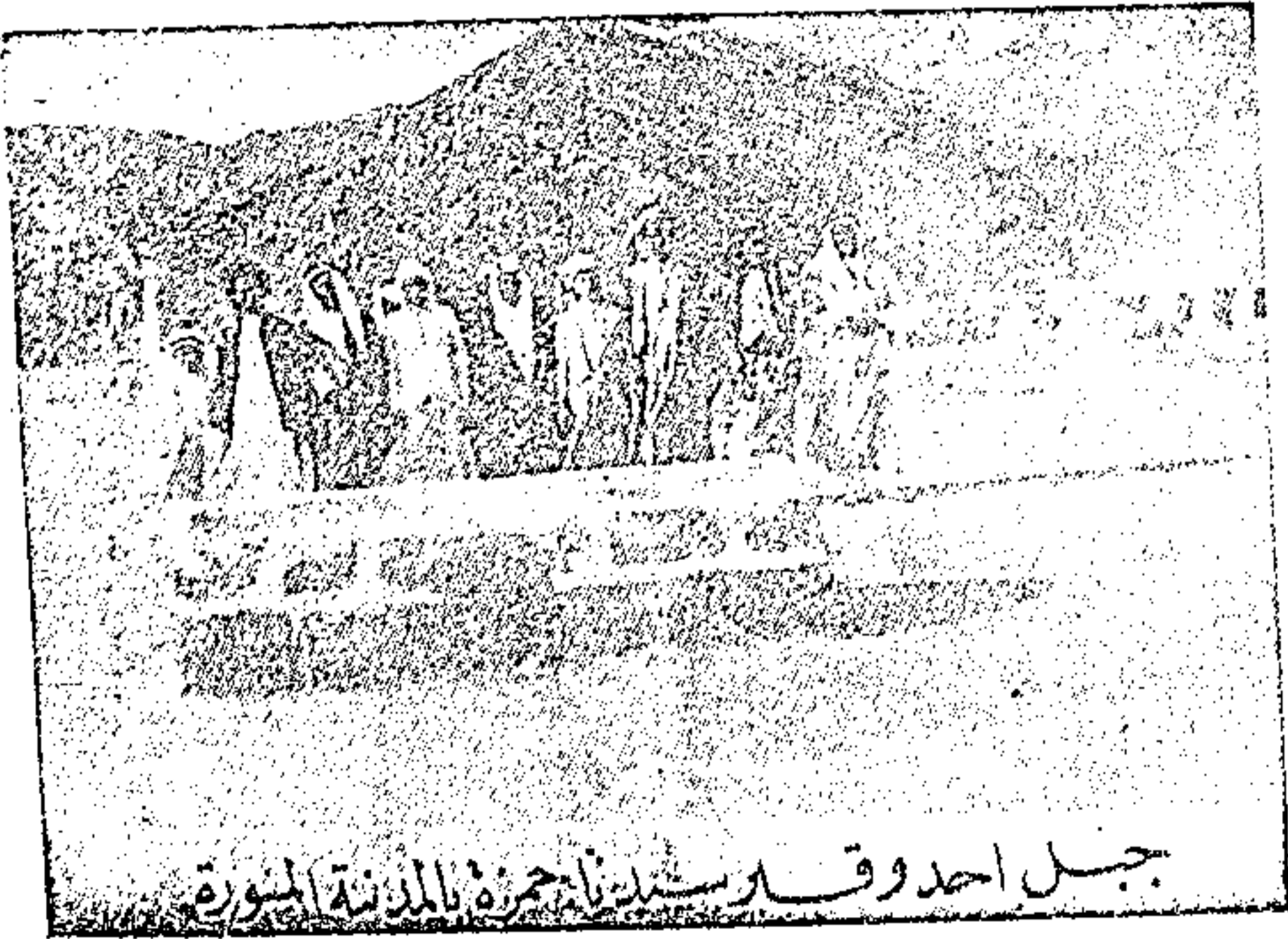
م اعطاء خالص

«سیرت فخر دو عالم»

بیت المقدس

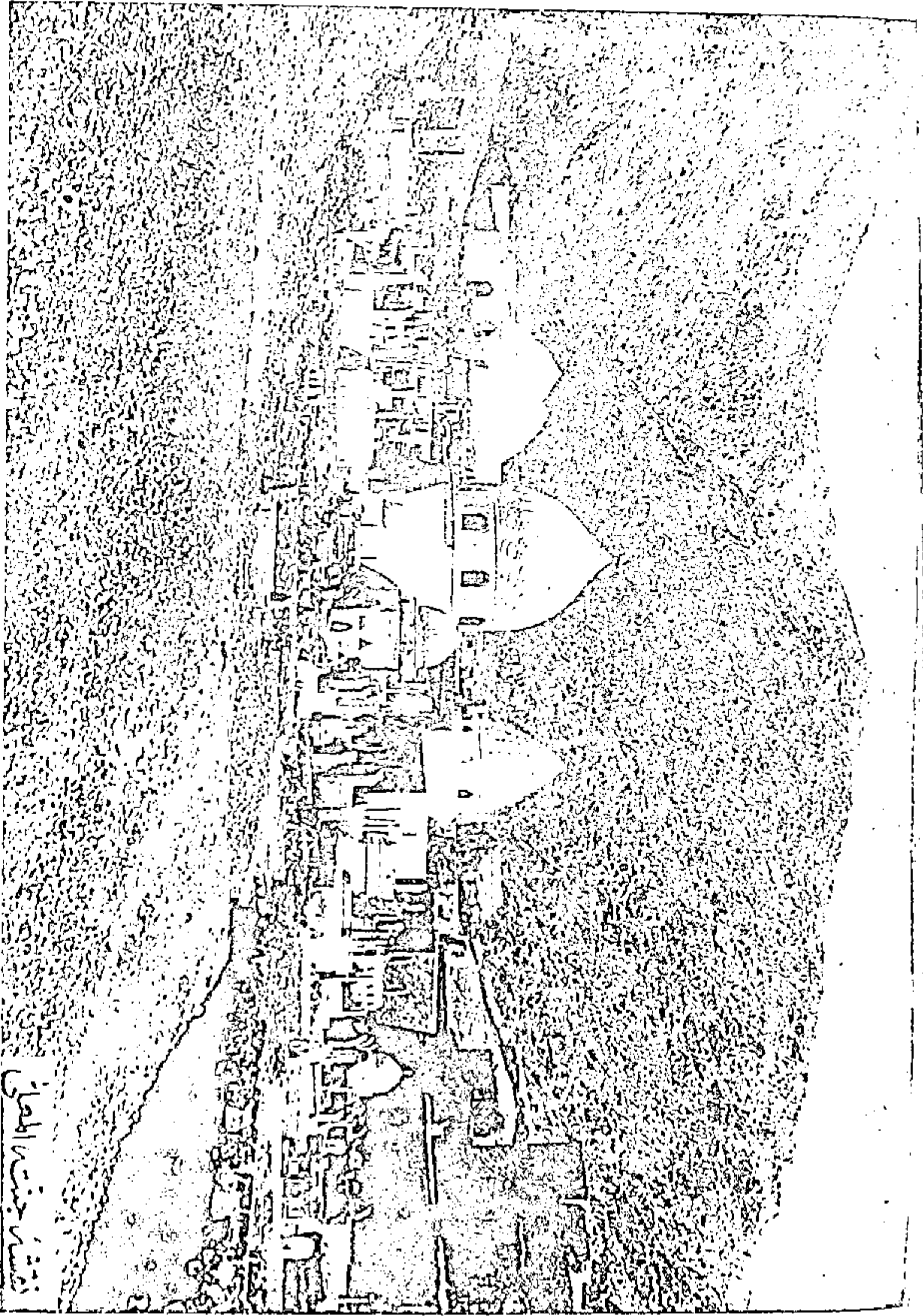


مسلمانان عالم کا قبلہ اول



جبل احد و قریباً سے ناظر حجازہ بالمدينة المنورة

«سیرت فخر دو عالم»



رشتہ جنت المہدی

و تبارک و تعالیٰ و ایزد و قهار کا یہاں تک پہنچنا
کہ اس کے بیچ اس خط کے نیچے استغفار سے پاک فرمایا

محبوب خدا کا حرم مبارک

بہت ہی اہم ہے اس کا علم
اور اس کا نام کا ایک اور نسخہ

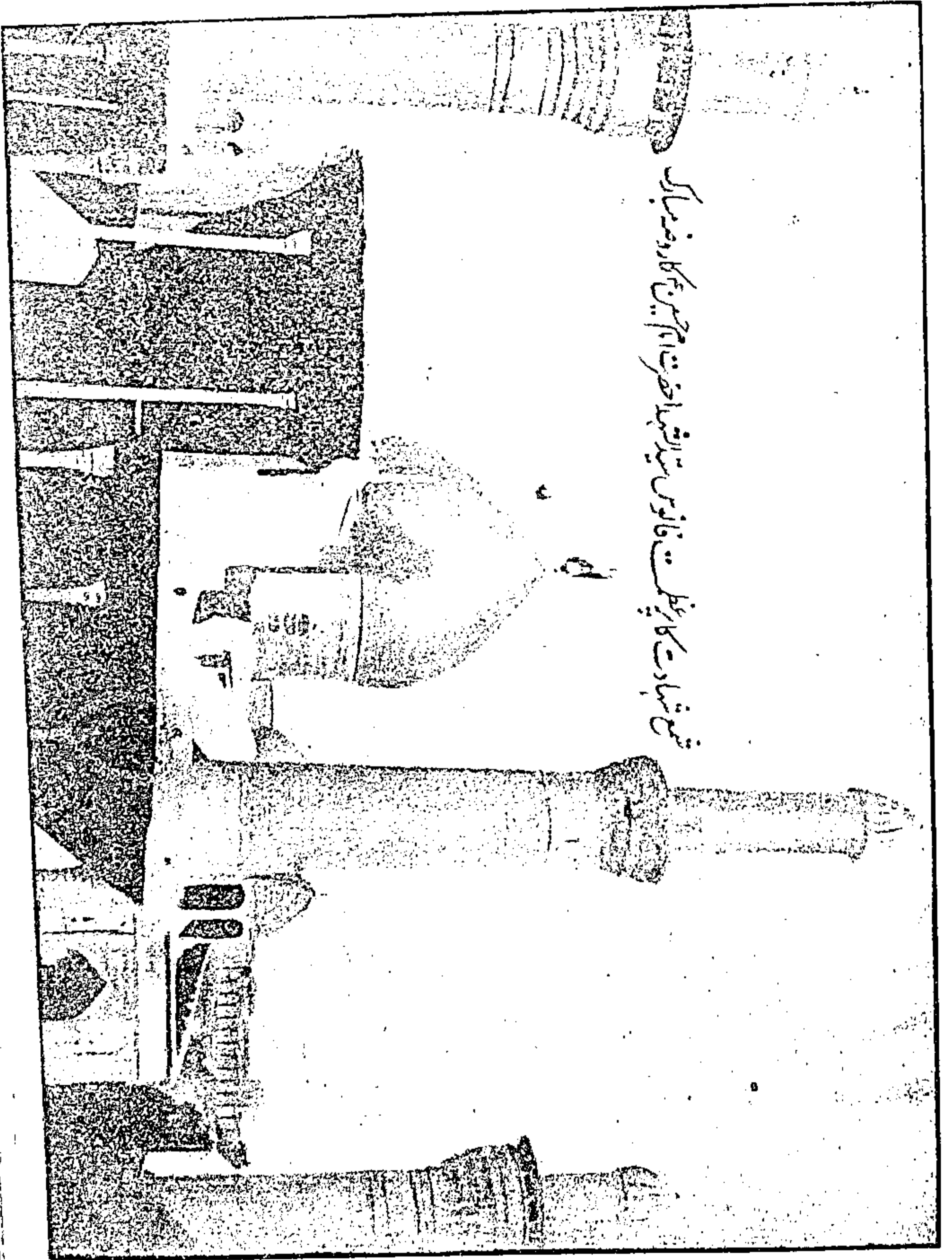
«سیرت فخر دو عالم»

کاملاً محفوظ ہے

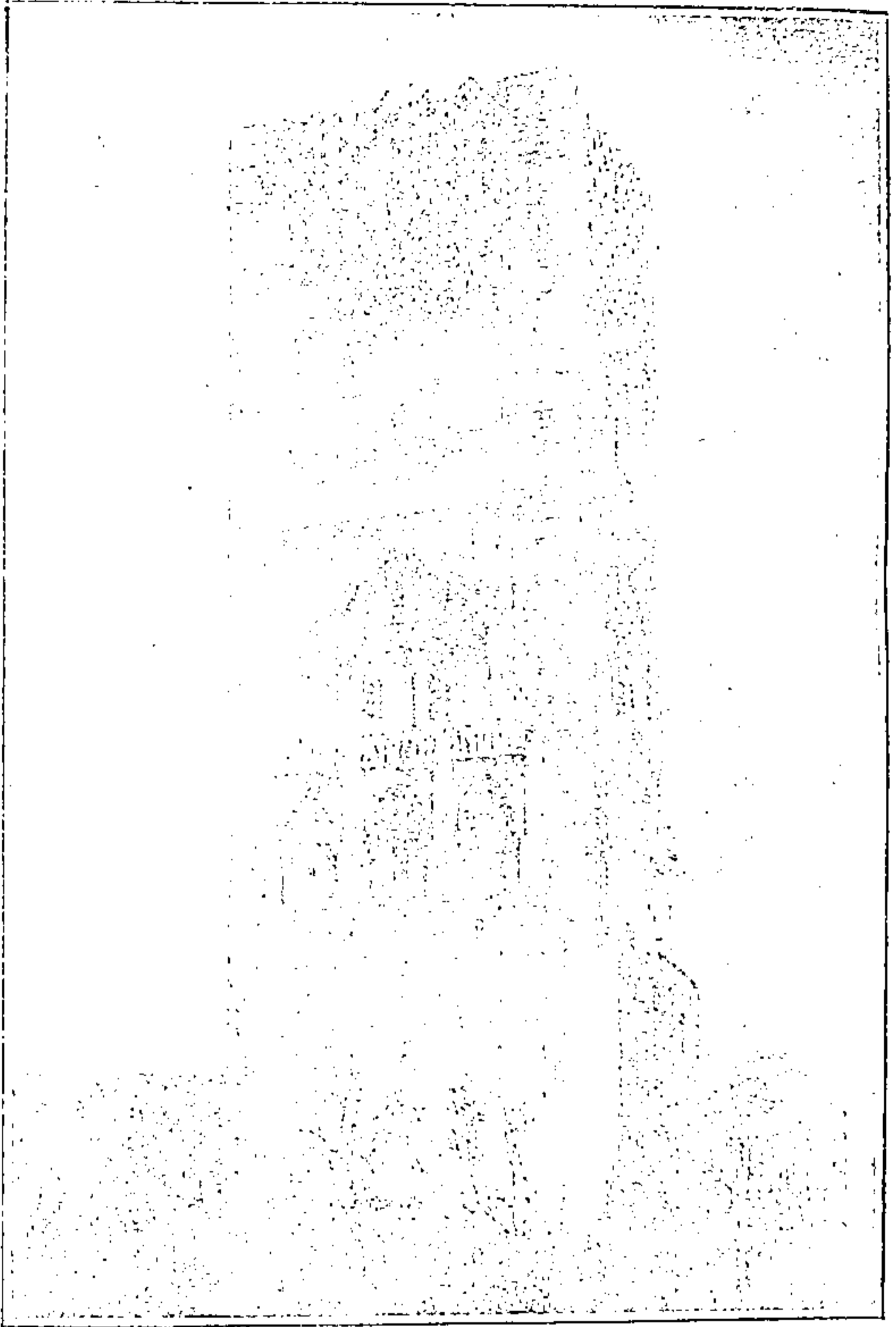
اس نام کی کتاب کا نام ادا نام خود لکھنے کے قرار ہے

«سیرت فخر دو عالم»

شمع شہادت کا پرچم تیرا شہدائے حضرت امیر مومنین کا روز مبارک

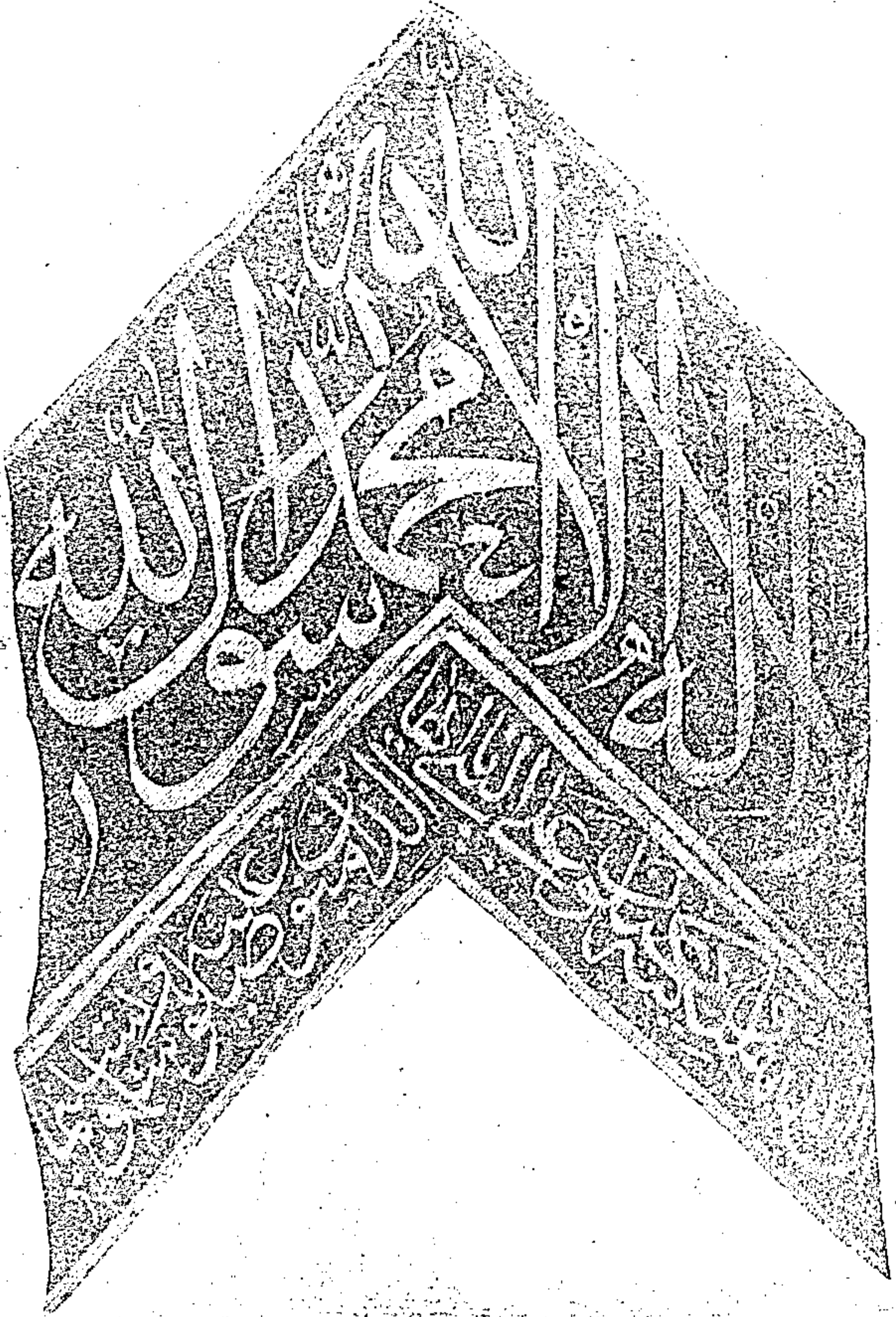


«سیرت فخر دو عالم»



مسجد حسن کا نام مکمل منارہ شہر بہا ط

«سیرت و فخر دو عالم»



حجر اسود کا غلاف

«سیرت و فخر دو عالم»

السیرت وال کماکل

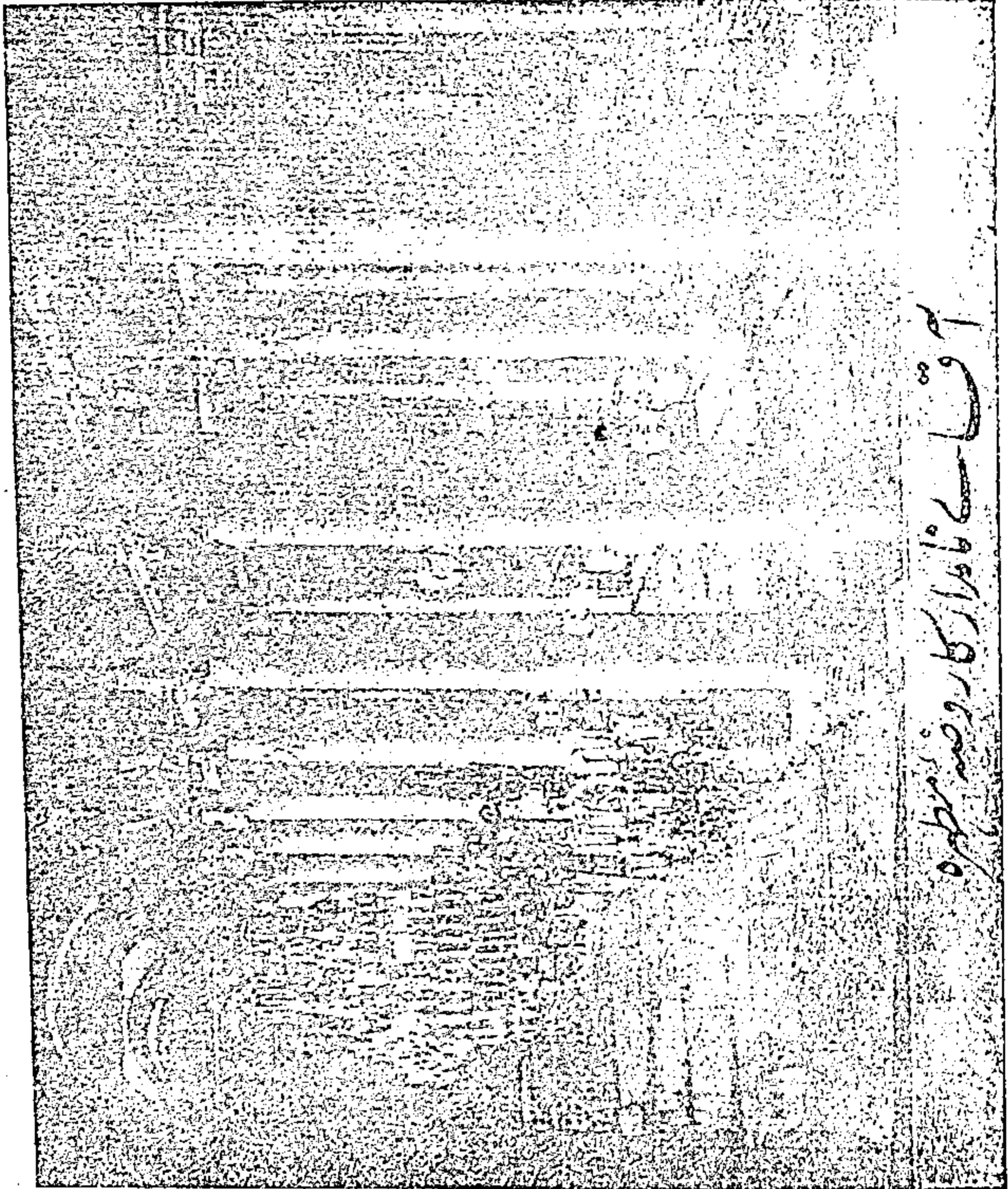
جو سیرت ہی کے موضوع پر تاجدار دو جہاں کی عظمت و جلال سے شہزادوں کی مثال

و حی الہی کا بیہودہ بیست

نمازرا

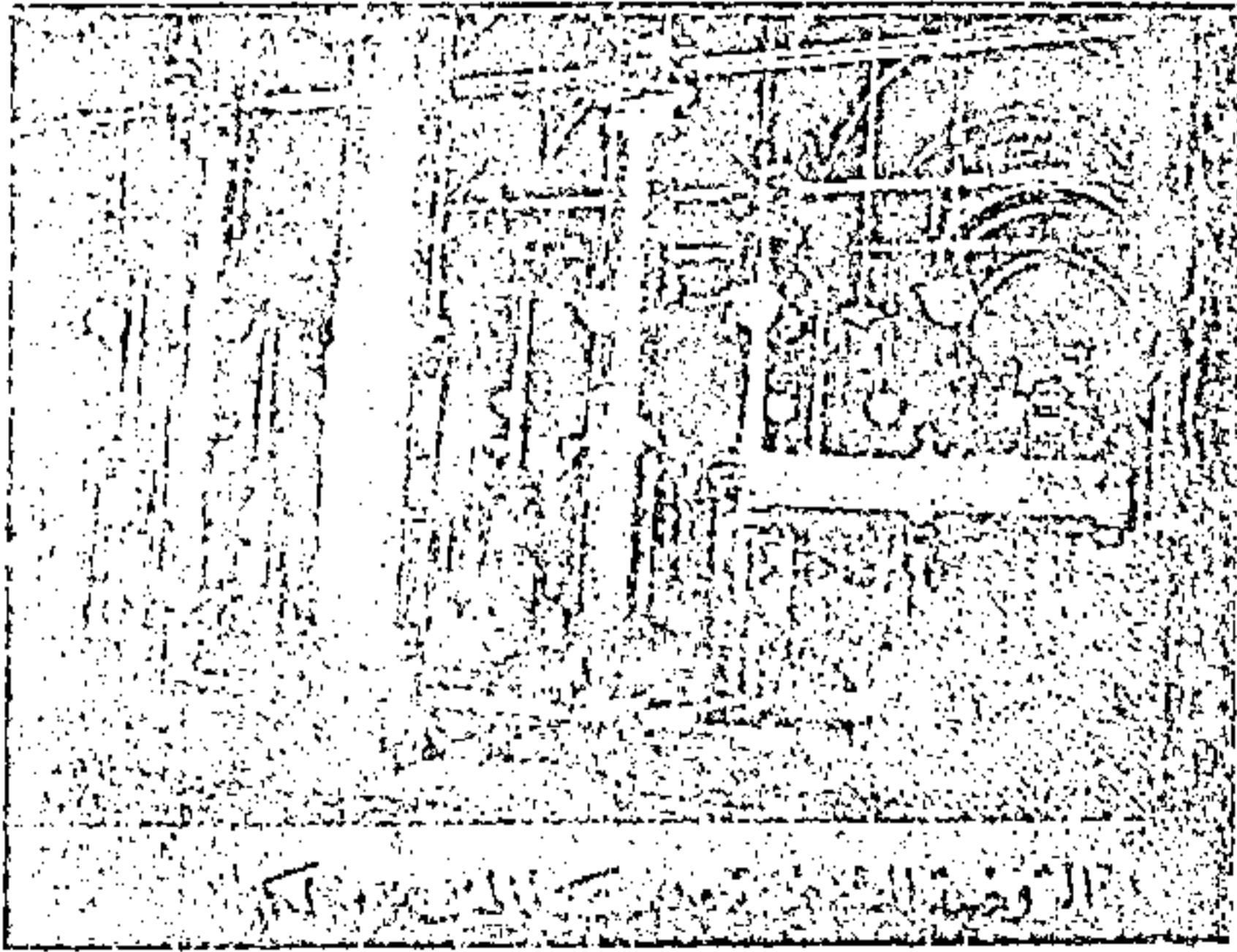
کتابت و تصنیف: مولانا محمد رفیع صاحب

« سیرت فخر دوعالم »

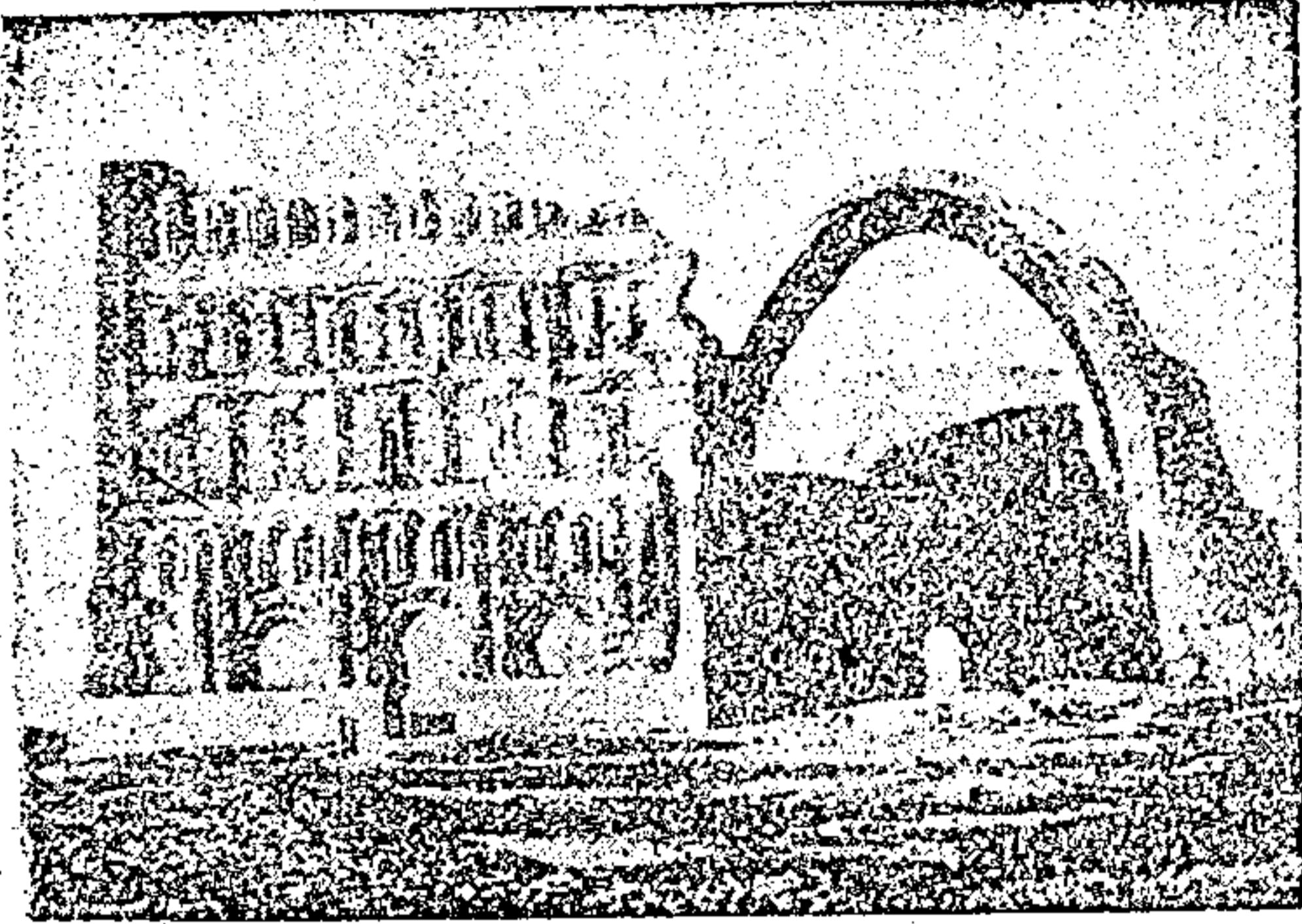


ام سیرت فخر دوعالم

«سیرت فخر در عالم»



«سیرت فخر دو عالم»



طاق کسی (فارس)

بغداد کے سرکار غوث الاعظم کا روضہ مبارک



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



وكان من انبياء الله
الذين اتوا بالحق
وكان من انبياء الله
الذين اتوا بالحق
وكان من انبياء الله
الذين اتوا بالحق

وكان من انبياء الله
الذين اتوا بالحق
وكان من انبياء الله
الذين اتوا بالحق
وكان من انبياء الله
الذين اتوا بالحق

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِرَبِّكَ
 وَرَبِّ اَبْنائِىْ وَرَبِّ اَرْضِىْ
 وَرَبِّ سَمٰوٰتِىْ وَرَبِّ عَرْشِكَ
 وَرَبِّ كَلْبِىْ وَرَبِّ لَبِّىْ
 وَرَبِّ رِجْلِىْ وَرَبِّ يَدِّىْ
 وَرَبِّ سَمْعِىْ وَرَبِّ بَصَرِىْ
 وَرَبِّ قَلْبِىْ وَرَبِّ دَمِىْ
 وَرَبِّ عَظْمِىْ وَرَبِّ جَسَدِىْ
 وَرَبِّ نَفْسِىْ وَرَبِّ رُوْحِىْ
 وَرَبِّ سِرِّىْ وَرَبِّ خَلْقِىْ
 وَرَبِّ سَمٰوٰتِىْ وَرَبِّ اَرْضِىْ
 وَرَبِّ عَرْشِكَ وَرَبِّ كَلْبِىْ
 وَرَبِّ لَبِّىْ وَرَبِّ رِجْلِىْ
 وَرَبِّ يَدِّىْ وَرَبِّ سَمْعِىْ
 وَرَبِّ بَصَرِىْ وَرَبِّ قَلْبِىْ
 وَرَبِّ دَمِىْ وَرَبِّ عَظْمِىْ
 وَرَبِّ جَسَدِىْ وَرَبِّ نَفْسِىْ
 وَرَبِّ رُوْحِىْ وَرَبِّ سِرِّىْ
 وَرَبِّ خَلْقِىْ

فردوس عالم

صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ

مرتبہ :-
 م. عظام اللہ خان عظمیٰ

مؤلف :-
 رفیق الغریبا۔ مجالس المؤمنین۔ خزینہ ایمان۔ سلطان الہند۔
 رفیق جتوئی۔ جو آئینہ سلووم۔ مکاتیب عالیہ۔ جوش و دیدار غیرہ
 گورنمنٹ ٹوٹا کے لاجپور ٹاؤن

۱۳۶۰ھ مطابق ۱۹۵۱ء

۳۳۹۶

انور علی پرنسٹن پبلشرز نے کھنہ لیتھو پریس چاؤرھی بازار

دہلی میں چھپوا کر دفتر بانو علی بازار چلی قبر دہلی سے شائع کیا

قیمت چار روپے

تاریخ و عمالہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	شمار
۳۳	عرب قبل از اسلام ۱- مین	۱۷	نذر	۱
۳۳	" " " " ۲- حمیرہ	۱۸	ریویو	۲
۳۳	اقوام عرب کی فضیلت اور گمراہی	۱۹	ریویو	۳
۳۴	مذاہب	۲۰	تقریظ	۴
۳۴	اہل عرب	۲۱	تقریظ	۵
۳۷	ملت ابراہیمہ	۲۲	تقریظ	۶
۳۸	اقوام عرب کی فصاحت و بلاغت	۲۳	دیباچہ	۷
۳۸	کاہن یا وراہب	۹		
۳۱	قریش	۱۰		
۳۱	بنی ہاشم	۱۱	۲۷	۱
۳۷	ملکہ کی مذہبی و اخلاقی حالت	۱۲	۲۹	۲
۳۳	کلمہ بانی عالم کا دیباچہ	۱۳	۳۳	۳

پہلا باب (۱)

ارض نام پر ظلمت و تاریکی کا تساط

ملاک عرب (حدود)

عرب قبل از اسلام

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۷۵	رسول کریم کے اسلاہ عبد المطلب کی نیت		۲۲	بحیرہ رابہ	۱۲
۷۶	عبد اللہ کی ہر و نری		۲۵	نخاشی بادشاہ حبش	۱۵
۷۶	طالاب کی شفقت ان کی		۲۵	ابراہیم گوہر زین	۱۶
۷۷	تاریخی واقعات	۲۰	۲۸	۱۔ سورہ فیل	
۷۷	۱۔ حج و مکہ معظمہ		۲۹	فار قلیط	۱۷
۷۸	۲۔ تہامہ		۵۲	ثبوت نبوت (توریت، انجیل، زبور)	۱۸
۷۸	۳۔ یمن		۵۹	رسول کریم کے اسلاف	۲۹
۷۸	۴۔ حیرہ		۵۹	۱۔ قیدار کی شو و غفلت	
۷۸	۵۔ مدینہ		۶۴	۲۔ سخت نذر کا حملہ	
۷۸	۶۔ عراق		۶۴	۳۔ سخت نقرہوں کا	
۷۹	۷۔ شام		۶۳	۴۔ خیر اسود لیا ہے	
			۶۳	۵۔ آب زمزم کی شرح جاری	
	دوسرا باب		۶۶	۶۔ زمزم کی خوش قسمتی	
	مقدس مقامات		۶۷	۷۔ توقعات گجاہ و جلال	
	۱۔ مکہ و حوائی مکہ	۱	۶۹	۸۔ بیت پرستی اور بلا لائق	
۷۹	۱۔ جبل بو قیس		۷۰	۹۔ قریش کی جو دو ہما نوازی	
۷۹	۲۔ نماز مسلات		۷۱	۱۰۔ قصص میں کلاب کے اولاد فرم	
۸۰	۳۔ جبل نور پستی		۷۳	۱۱۔ ہاشم کی اولاد و سیا	

شمار	عنوان	صفحہ	شمار	عنوان	صفحہ
۹۷	بقیہ کیفیت خانہ کعبہ	۲۶	۸۰	مقدس مقامات - مسجد الراہ	۸۰
۱۰۰	فاران	۳۳	۸۰	مسجد الاجابہ	۵
۱۰۱	سائمر	۲۴	۸۰	مسجد الحین	۶
۱۰۲	جسدہ	۲۵	۸۱	جنت المعلیٰ	۷
۱۰۲	عرفات	۲۶	۸۱	دار حضرت خدیجہ الکبریٰ	۸
۱۰۳	صفاء و مروہ	۲۷	۸۱	مقام مولیٰ رسول کا و عالم	۹
۱۰۳	منا	۲۸	۸۱	دار حضرت ابو بکر صدیق	۱۰
۱۰۳	موقوف	۲۹	۸۲	مکان حضرت علی	۱۱
۱۰۳	مزذلحہ	۳۰	۸۲	مسجد حضرت عائشہ صدیقہ	۱۲
۱۰۳	جمہ	۳۱	۸۲	مسجد النبی واقع منا	۱۳
	مدینہ و حوالی مدینہ		۸۲	غار ثور	۱۴
۱۰۳	مدینہ	۱	۸۲	چاہ زمزم	۱۵
۱۰۶	مسجد نبوی رضی اللہ عنہ	۲	۸۳	مسجد الحرام بیت العتیق	۱۶
۱۱۲	مشہدات نزعہ جبل احد	۳	۸۳	حجر اسود	۱۷
۱۱۳	بیت الفرزدق بیت الحزن	۴	۸۳	بیت اللہ شریف	۱۸
۱۱۳	تباہی مسجد تباہ	۵	۹۳	غللات	۱۹
۱۱۴	بیمبر الہدیس	۶	۹۵	مہملات	۲۰
۱۱۴	دار الصفہ	۷	۹۶	۲۱ حجادی کعبہ	۲۱

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۱۳۴	۱۰۔ یہود کے یادگار پہوار		۱۱۶	۸۔ عرفات	
۱۳۵	۱۱۔ بیت المقدس کے مقامات		۱۱۶	۹۔ بقیہ کیفیت مدینہ منورہ	
۱۳۸	۱۲۔ دیوار گریہ		۱۱۷	۱۰۔ بقیہ حجر الزمیت و بیر الضاعہ	
۱۳۹	۱۳۔ وادی بہوشفات		۱۱۷	۱۱۔ جبل الشیطان	
۱۳۹	۱۴۔ وادی کبھوم یا جہنم		۱۱۷	۱۲۔ بیر رومہ	
۱۴۰	۱۵۔ مسجد اقصیٰ		۱۱۸	۱۳۔ مسجد الفتح	
۱۴۳	۱۶۔ لوانانی مسجد		۱۱۸	۱۴۔ سقاوے باب الحدید	
۱۴۷	۱۷۔ مسجد اقصیٰ (مسلمانوں کے نزدیک عظمت و بزرگی)۔		۱۱۸	۱۵۔ بیت المقدس	۳
۱۴۸	۱۸۔ مسجد اقصیٰ کا بانی کون ہے		۱۱۹	۱۶۔ حدود دارالینہ	
۱۵۰	۱۹۔ مختصر تاریخ مسجد اقصیٰ		۱۲۰	۱۷۔ طول	
۱۵۲	۲۰۔ پہلی سلیمانی		۱۲۰	۱۸۔ موجودہ فلسطین	
۱۵۵	۲۱۔ باراول		۱۲۰	۱۹۔ فلسطین کی زمین پر دنیا کی سب سے بڑی مسجد	
۱۵۵	۲۲۔ بار دوم		۱۲۳	۲۰۔ مقدس یارا اور دینی مقامات	
۱۵۵	۲۳۔ بار سوم		۱۲۵	۲۱۔ یروشلم	
۱۵۵	۲۴۔ بار چہارم		۱۲۸	۲۲۔ بیت المقدس کا مقدس مقام	
۱۵۷	۲۵۔ پہلی کی دوبارہ تعمیر		۱۲۹	۲۳۔ بیت المقدس کی تاریخی عظمت	
			۱۳۱	۲۴۔ پیغمبروں کی راجدہائی	

شمار	عنوان	صفحہ	شمار	عنوان	صفحہ
۱۵۸	تبایہ و تبرہ اور تعمیر	۲۲	۱۶۶	اور تائب بن یوشنا	۱۶۶
۱۵۹	تبایہ و تبرہ	۲۳	۱۶۷	حضرت خرمیل	۱۶۷
۱۶۰	تبایہ و تبرہ	۲۴	۱۶۸	حضرت الیاس	۱۶۸
۱۶۱	تبایہ و تبرہ	۲۵	۱۶۹	حضرت ایسح	۱۶۹
۱۶۲	تبایہ و تبرہ	۲۶	۱۷۰	حضرت شموئیل علیہ السلام	۱۷۰
۱۶۳	تبایہ و تبرہ	۲۷	۱۷۱	حضرت نذری ہونگاری	۱۷۱
۱۶۴	تبایہ و تبرہ	۲۸	۱۷۲	حضرت نذری کا پہلا حملہ	۱۷۲
۱۶۵	تبایہ و تبرہ	۲۹	۱۷۳	دوسرا حملہ	۱۷۳
۱۶۶	تبایہ و تبرہ	۳۰	۱۷۴	تیسرا حملہ	۱۷۴
۱۶۷	تبایہ و تبرہ	۳۱	۱۷۵	چوتھا حملہ	۱۷۵
۱۶۸	تبایہ و تبرہ	۳۲	۱۷۶	خونناک تبایہ و تبرہ	۱۷۶
۱۶۹	تبایہ و تبرہ	۳۳			
۱۷۰	تبایہ و تبرہ	۳۴			
۱۷۱	تبایہ و تبرہ	۳۵			
۱۷۲	تبایہ و تبرہ	۳۶			
۱۷۳	تبایہ و تبرہ	۳۷			
۱۷۴	تبایہ و تبرہ	۳۸			
۱۷۵	تبایہ و تبرہ	۳۹			
۱۷۶	تبایہ و تبرہ	۴۰			
۱۷۷	تبایہ و تبرہ	۴۱			
۱۷۸	تبایہ و تبرہ	۴۲			
۱۷۹	تبایہ و تبرہ	۴۳			
۱۸۰	تبایہ و تبرہ	۴۴			
۱۸۱	تبایہ و تبرہ	۴۵			
۱۸۲	تبایہ و تبرہ	۴۶			
۱۸۳	تبایہ و تبرہ	۴۷			
۱۸۴	تبایہ و تبرہ	۴۸			
۱۸۵	تبایہ و تبرہ	۴۹			
۱۸۶	تبایہ و تبرہ	۵۰			
۱۸۷	تبایہ و تبرہ	۵۱			
۱۸۸	تبایہ و تبرہ	۵۲			
۱۸۹	تبایہ و تبرہ	۵۳			
۱۹۰	تبایہ و تبرہ	۵۴			
۱۹۱	تبایہ و تبرہ	۵۵			
۱۹۲	تبایہ و تبرہ	۵۶			
۱۹۳	تبایہ و تبرہ	۵۷			
۱۹۴	تبایہ و تبرہ	۵۸			
۱۹۵	تبایہ و تبرہ	۵۹			

شمار	عنوان	صفحہ	شمار	عنوان	صفحہ
۱۹۴	فلسطین	۲۱۲	۱۹۴	۳۹- یہود اور فلسطین	۲۱۲
				تیسرا باب	
۱۹۵	فخر و عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ	۲۱۳	۱۹۵	فخر و عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ	۲۱۳
۱	صلی اللہ علیہ وسلم	۲۱۵	۱	صلی اللہ علیہ وسلم	۲۱۵
۱۹۶	۱- اباہ الکرام	۲۱۵	۲	۱- اباہ الکرام	۲۱۵
۲	۲- بیاہ حضرت عبداللہ کا	۲۱۶	۳	۲- بیاہ حضرت عبداللہ کا	۲۱۶
۲۰۳	حضرت آمنہ سے	۲۱۷	۴	حضرت آمنہ سے	۲۱۷
۲۰۳	۳- قبیلہ بنی زہرہ	۲۱۸	۵	۳- قبیلہ بنی زہرہ	۲۱۸
۲۰۳	۴- مشرف ہونا حضرت آمنہ کا	۲۱۹	۶	۴- مشرف ہونا حضرت آمنہ کا	۲۱۹
۲۰۳	فور محمدی سے	۲۲۳	۷	فور محمدی سے	۲۲۳
۲۰۵	۵- وفات حضرت عبداللہ	۲۲۵	۸	۵- وفات حضرت عبداللہ	۲۲۵
۲۰۵	۶- ولادت باسعادت	۲۲۵	۹	۶- ولادت باسعادت	۲۲۵
۲۰۶	۷- نسب نامہ	۲۲۹	۱۰	۷- نسب نامہ	۲۲۹
۲۰۷	۸- ۱- جمیلی شجرہ نسب نبوی	۲۳۰	۱۱	۸- ۱- جمیلی شجرہ نسب نبوی	۲۳۰
۲۰۹	۹- رضاعت	۲۳۱	۱۲	۹- رضاعت	۲۳۱
۲۱۱	۱۰- قبیلہ سعدیہ	۲۳۰	۱۳	۱۰- قبیلہ سعدیہ	۲۳۰
۲۱۲	۱۱- درس کلمہ بانی امت	۲۳۱	۱۴	۱۱- درس کلمہ بانی امت	۲۳۱
				چوتھا باب	
				وفات حضرت آمنہ	
				فخر عالم عبدالمطلب کی آغوش میں	
				سگر و عالم ابو طالب کی کفالت میں	
				تاریخ بصرہ پر ایک نظر	
				حجاز کی لڑائی میں شہرت	
				تعمیر خانہ کعبہ	
				تاریخ کعبہ	
				دوسری مرتبہ چاک ہونا سیدہ عمار کا	
				آمین کا خطاب	
				بنی خدیجہ رضی	
				پانچواں باب	
				شوق صدر شریف تیسری مرتبہ	
				بنوت	
				غار حرا کی خوش قسمتی	

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۲۵۵	۶۔ سیر پانچواں آسمان	۲۳۲		وحی	۴
۲۵۶	۷۔ چھٹا آسمان	۲۳۳		تبلیغ	۵
۲۵۶	۸۔ ساتواں آسمان	۲۳۹		دبیر اسلام	۶
۲۵۷	۹۔ سدرۃ المنتہی	۲۴۰		حبش کی ہجرت	۷
۲۵۷	۱۰۔ حجاب باؤز کینٹ	۲۴۱		نظر باری	۸
۲۵۸	۱۱۔ مقام مستوی	۲۴۱		وفات ابوطالب اور خدیجہ	۹
۲۵۹	۱۲۔ درجہ رفیع	۲۴۲		حائف کا سفر	۱۰
۲۵۹	۱۳۔ عرش بریں				
۲۶۰	۱۴۔ رقابہ قوسین				
۲۶۱	۱۵۔ راز و نیاز امر و نہی				
۲۶۲	۱۶۔ ہر اجعتا	۲۴۳		۱۔ عشقِ محمد شریف چو کئی بار	
۲۶۵	۱۷۔ تصدیق معراج	۲۴۴		۲۔ معراج شریف	
		۲۵۲		۱۔ براق	
		۲۵۳		۲۔ سواری شاد زمن	
۲۶۰	۱۸۔ ہجرت	۲۵۴		۳۔ سیر اول آسمان کی	
۲۶۱	۱۹۔ بیعت عقبہ اولیٰ	۲۵۵		۴۔ دوسرا آسمان کی	
۲۶۱	۲۰۔ بیعت عقبہ ثانیہ	۲۵۵		۵۔ تیسرا آسمان کی	
۲۶۲	۲۱۔ روانگی بجانب مدینہ	۲۵۵		۶۔ چوتھا آسمان کی	

چھٹا باب

معراج

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۲۸۸	غزوہ بارہ	۲	۲۷۳	۴ - مدینہ	
۲۹۰	غزوہ احد کا واقعہ	۳	۲۷۴	۵ - پہلی مسجد	
۲۹۳	بنی قریظہ سے لڑائی	۴	۲۷۵	۶ - پہلا جمعہ	
۲۹۴	بج نضر کی جلا وطنی	۵	۲۷۵	۷ - نشان اسلام	
۲۹۵	غزوہ بنی مصطلق	۶	۲۷۵	۸ - مدینہ میں داخلہ	
۲۹۷	خندق یا اہراب کی لڑائی	۷	۲۷۷	۹ - مسجد نبوی	
۳۰۰	غزوہ بنو قریظہ	۸	۲۷۸	۱۰ - صفہ والے	
۳۰۲	غزوہ خیبر	۹	۲۷۸	۱۱ - نماز کی تکمیل	
۳۰۷	اسلام قانون کی صورت میں	۱۰	۲۷۹	۱۲ - اذان کی ابتدا	
۳۰۹	صلح حدیبیہ	۱۱	۲۸۰	۱۳ - تحویل قبلہ	
۳۱۰	فتح مکہ	۱۲	۲۸۱	۱۴ - روزہ	
۳۱۳	روائے شریف	۱۳	۲۸۱	۱۵ - عید	
۳۱۵	غزوہ حنین	۱۴	۲۸۲	مواخاۃ مہاجر و انصار	۲
۳۱۶	غزوہ تبوک	۱۵	۲۸۳	مدنی زندگی سے ابتدائی مضامین	۳
	نوائے باب			آکھوائے باب	
۳۱۷	سفارت اسلام	۱		غزوات و جہاد	
۳۱۸	بصرہ کے حاکم کے نام نامہ (جنگ موتہ)		۲۸۵	بغزوہ اسلام کا اولین معرکہ	۱

صفحہ	عنوان	شمار	صفحہ	عنوان	شمار
۳۳۱	۵ - خطبہ		۳۱۹	۲ - نجاشی کے نام نامہ	
۳۳۱	۶ - امام		۳۲۱	۳ - ہرقل قیصر روم کے نام نامہ	
۳۳۱	۷ - مسند		۳۲۲	۴ - شاہ ایران کے نام نامہ	
۳۳۱	۸ - زکوٰۃ		۳۲۳	۵ - مقوس والی مہر کے نام نامہ	
۳۳۲	۹ - بیت المال		۳۲۴	۶ - دایہ شام کے نام نامہ	
۳۳۲	۱۰ - عامل		۳۲۵	۷ - دالی بکامہ کے نام نامہ	
۳۳۳	۱۱ - روزہ		و سوالی باب		
۳۳۳	۱۲ - ترا		عمرہ		
۳۳۳	۱۳ - فیدر	۲۷۶	پہلے حج اکبر		
۳۳۳	۱۴ - صدقہ العطر	۳۲۷	گیارھواں باب		
۳۳۳	۱۵ - حج		حکومت اسلامیہ		
بارھواں باب			۳۲۸	تکسیر دین اور اسلامی نظام	
۳۳۳	حجۃ الوداع	۱	۱۶۹	۱ - نماز	
۳۳۷	وفات شریف	۲	۲۷۹	۲ - جماعت	
تیرھواں باب			۳۲۹	۳ - قبلہ	
۳۳۸	ارتفاق و عبادات	۱	۳۳۰	۴ - جمعہ	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
۲۰۰	۱۱۔ حضرت حسین	۲۰۰	۱۰۔ چودھو سوال	
۲۰۰	۱۲۔ خطبائے رسول اکرم	۲۰۰	۱۱۔ گنگوڑی سے تفرقہ	
۲۰۰	۱۳۔ امیر المؤمنین ابو بکر صدیق	۲۰۰	۱۲۔ سادات	
۲۰۰	۱۴۔ خطبہ اول	۲۰۰	۱۳۔ قتل نورسادات	
۲۰۰	۱۵۔ امیر المؤمنین فاروق اعظم	۲۰۰	۱۴۔ حضرت زین العابدین	
۲۰۰	۱۶۔ عربین خطاب خطبہ دوم	۲۰۰	۱۵۔ اسلام	
۲۰۰	۱۷۔ امیر المؤمنین جامع القرآن	۲۰۰	۱۶۔ خلیفہ مبارک	
۲۰۰	۱۸۔ عثمان بن عفان خطبہ سوم	۲۰۰	۱۷۔ معجزات	
۲۰۰	۱۹۔ امیر المؤمنین حضرت علی	۲۰۰	۱۸۔ نبوت نبوت	
۲۰۰	۲۰۔ ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ	۲۰۰	۱۹۔ قرآن حکیم اور اسکی سالگرہ	
۲۰۰	۲۱۔ خطبہ چہارم	۲۰۰	۲۰۔ قرآنی معلومات	
۲۴۲	۲۲۔ خاتمہ	۲۰۰	۲۱۔ چودھو سوال باب	
۲۴۴	۲۳۔ التماس و معذرت	۲۵۲	۱۔ ازواج مطہرات	
		۲۵۶	۲۔ اولاد پاک	
	رسالہ	۲۵۶	۳۔ حضرت امانہ	
	باتو	۲۵۶	۴۔ رسول کریم کی اولاد اور نواسے	
	دلی	۲۵۶	۵۔ حضرت حسن	

اظہار شکر

اپنی سعادت کا یہ زور بازو نیست۔
تانا بخشہ خدا کے بخشندہ !

لاکھ لاکھ شکر ہے اُس خداوند ذوالجلال کا جو اس کُن جہاں کا مالک ہے جس نے مجھ جیسی نحیف و ناتواں کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ میں اُسکے محبوب اور اپنے آقا سرور کائنات نضر موجودات سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ علیہ وسلم کی سیرتِ مقدسہ پر یہ ایک گرانقدر اشاعتِ خاص پیش کر سکوں۔ ناظرین بانوسے پوشیدہ نہیں ہے کہ کچھلے سال قرآنِ مجید نکال کر میں نے اپنی مالی حالت تقریباً ناقابلِ برداشت بنا لی تھی۔ پھر بھی جس طرح بن پڑا بانو کو زندہ رکھنے کی جدوجہد کرتی رہی۔ بلکہ درمیان میں تو کئی مرتبہ تمام امیدیں ختم ہو ہو گئیں۔ لیکن یہ خدا کے ذوالجلال والاکرام کا احسان ہے کہ اُس نے اپنے جیبِ پاک کے صدقہ سے مجھ سے یہ بہت عطا فرمائی اور میں زندگی اور موت کی کشمکش میں پھنسے ہوئے بانو کو نکال کر پھر ایک نئی شاہراہ پر لے آئی ہوں۔

آج میرا دل مسرت اور خوشی کے دہزبات سے بھر پور ہے کہ کلاف

توقع پھر اس سال میں بانو کی ایک مقدس اور پاکیزہ اشاعتِ خاص پیش کرنے کی سعادت حاصل کر سکی۔

بانو کا فروری و مارچ ۱۹۵۱ء کا یہ مشترکہ شمارہ ہے۔ اس مرتبہ میں بجائے اس کے کہ مختلف حضرات کے مضامین شریک اشاعت کئے جاتے، آنحضرت کی سیرتِ مقدسہ پر ایک مکمل کتاب بطور نمبر کے شائع کر دی ہوں۔ جس کو م علامہ اللہ صاحب ٹونکی نے بڑی محنت اور بڑے مطالعہ کے بعد تحریر کیا ہے۔

سرور کائنات کی اس مقدس سوانحِ حیات کے پیش کرنے میں مجھے جن محترم حضرات نے دانے درے دانے امداد پہنچائی ہے۔ ان کا شکریہ ادا کرنا بھی میرے فرائض میں ہے ان حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

ہنر بانس نواب صاحب۔ ٹونک

قبلہ حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی (مدیر پشوا دہلی)

م۔ عطاء اللہ خان صاحب ٹونکی

صاحبزادہ محمد مستحسن صاحب ناروتی (مبتولی وقف آستانہ دہلی)

محترم مولانا عبداللہ صاحب فاروقی (نگراں خانوں مشرق دہلی)

محترم شمسہ جلیل صاحبہ آفٹ مرزا پور

شیم ٹھیکلی صاحبہ کالی کٹ

سید عصمت بانسا صاحبہ سقف (تجور)

حاجی عبدالعزیز صاحب (پشاور)

شیخ محمد فیروز صاحب (بھنڈارہ)

مس اصغر بانو سعید (ڈھاکہ جنیرہ) محترم منشی عبدالقادر صاحب والا خوانہ

حاجی محمد زبیر صاحب دہلی

فتحدار بیگم صاحبہ ہزاری باغ

سلطان جہاں صاحبہ (کراچی)

افروز بانو صاحبہ غفران (منظرنگر)

مشرف بانو صاحبہ غفران (منظرنگر)

محترمہ ناز ورائی صاحبہ آف کونٹہ بلوچستان

محترمہ یوسف امینہ ہاٹیا آف افریقہ

مسٹر کبیر احمد پاکستان بک ڈپوزٹو کنونر ممتاز احمد خاں ڈوم ڈوما آسام

مسٹر ایم۔ اے ہمتورانی آف افریقہ

علیہ حضرت بیگم صاحبہ آف محمد گڑھ (بھوپال)

یہ ضخیم اور گرانقدر اشاعتِ خاص بھی قرآن منبر کی طرح تمام خریداروں کو
مفت پیش کیا جا رہی ہے۔ نئے خریداروں کے لئے بھی پہلے دو مرتبہ انعام کیا جا چکا
ہے۔ کہ جو حضرات ۵ اپریل ساہیہ تک خریدار بن جائیں گے انہیں یہ مقدس تحفہ
مفت پیش کیا جائے گا۔ لیکن پندرہ اپریل کے بعد یہی اشاعتِ خاص ہر قارئین
عام کو مبلغ چار روپے میں مل سکے گی۔ حالانکہ یہ میعاد پہلے صرف ۳۱ تاریخ تھی۔
لیکن ناظرین بانو کے بے حد اصرار پر مجھے اس میعاد میں پندرہ روز اور بڑھانے
پڑے تاکہ عام حضرات بھی صرف پانچ روپے پانچ آنہ میں چار روپہ قیمت کی اس

ضخیم کتاب سے مستفید ہو سکیں۔ اور سال بھر تک بانو کے عام شمارے بھی مطالعہ کر سکیں۔

اس مرتبہ بھی شروع میں بارہ صفحات پر مقاماتِ مقدسہ اور عرب کے مشہور مشہور مقامات کے فوٹو دیئے جا رہے ہیں۔ جن میں شفیق امت حضور پر نور کا فرمان اور ہر نبوت کا فوٹو بھی شریک کیا گیا ہے۔

خیال تھا کہ اس اشاعتِ خاص کی ضخامت تین سو صفحات ہو جائے گی۔ اور تین سو صفحات کا ہی اعلان کیا گیا تھا۔ لیکن قرآن منبر کی طرح اب کے بھی چار سو تیس صفحات کے قریب ہو گئے۔

آخر میں ایک مرتبہ پھر میں اپنے ہمدردوں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اور ناظرین بانو کی خدمت میں بھی التماس کرتی ہوں کہ اگر انہوں نے اس مرتبہ بھی میرے ساتھ تعاون فرمایا۔ تو مجھ ناچیز کی ہمت بندھی رہے گی اور میں اسی طرح حالات اور وقت کے تقاضوں کو سمجھتے ہوئے خدمت کرتی رہوں گی۔ اور اپنی تمام بہنوں کے لئے ایسی کارآمد چیزیں پیش کرتی رہوں گی۔ جن کی ان کو اشد ضرورت ہے۔

وما توفیقی الا بالہ

خادمہ

زینب انور

۳۱ اپریل ۱۹۵۱ء

تذکرہ :-

ہر اس فرزندِ توحید کی خدمت میں جو کلمہ طیبہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

پر ایمان رکھتا ہے۔ پیش ہے :-

۱۸ رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ م ۱۵ جولائی ۱۹۴۹ء

م۔ عطاء اللہ خان عطاء
مؤلف

ٹونک راجپوتانہ

ریویو

بچہ اللہ تاریخ مسلمانوں کا محض فن ہے۔ مسلمان اگر اس پر فخر کریں تو خود ستائی کے مجرم نہیں ٹھہرائے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ گذشتہ زمانے کو زندہ و حاضر رکھنے کا صحیح طریقہ دنیا کو اگر کسی نے بتایا تو وہ صرف فرزندِ اسلام ہیں۔

”فخر و علم کو دیکھ کر مجھ کو اس کے مرتب تالیف کرنیوالے عالی حوصلہ اور ستورہ صفات م۔ عطا اللہ خاں عطا کی علم دوستی اور تاریخ نوازی پر خوشی ہوئی کہ سیرت کی چھوٹی اور مختصر سی کتاب لکھتے ہوئے پہلے مقدس حصص اور نبی عرب بیت المقدس سے تعارف کرایا ہے جس سے عامۃ المسلمین ہی نہیں بلکہ عازمان عرب، حاجیاں بیت اللہ بھی ان سے کافی مستفید ہو سکتے ہیں۔ بلا خوف کہہ سکتا ہوں کہ مولف نے سمندر کو ایک کوزہ میں بند کر دیا جو پاکیزہ صورت میں سب سے پہلی اور سب سے آخری اور عمدہ لچپ تالیف ہے۔ کتاب کیا ہے ایک تحفہ ہے جو جدید مسائل پر ہے۔“

حقیقت یہ ہے کہ ”فخر و علم“ کی داعی تعریف جو اس کے پیش بہا خاند پر حادی ہو میری زبان اور قلم سے ممکن نہیں۔ اس قدر فخر اس کتاب سے مجھ کو حاصل ہوا کہ یہ ہتھم بالشان کار نامہ میرے ایک دوست کے قلم سے وجود پذیر ہوا۔ چنانچہ اسکولوں، مدرسوں، اور مکتبوں کے کارکنوں اور معلموں سے درخواست ہے کہ وہ اس کو اپنے نصاب تعلیم میں جگہ دے کر مذہبی تعلیم کی ایک بڑی کمی پوری کریں تاکہ ان کے دلوں میں ہلام کی ایک اسپرٹ پیدا ہو جائے۔ خداوند رب العزت سے مستدعی ہوں کہ بظہل فخر و علم احمد نجفی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قریبی زمانہ میں اس کی طباعت کا سامان ہتیا فرمادے اور م۔ عطا اللہ خاں عطا کو اپنی

داعی برکت عنایت فرمائے آمین

حامد خان

ایم۔ ایس۔ سی (الہ آباد) بی ٹی (علیگ)

ہیڈ ماسٹر دربار ہائی اسکول

ٹونک راجپوتانہ

۱۹۲۹ء

۱۶ صفر المظفر ۱۳۶۹ھ ۷ دسمبر

مہر دربار ہائی اسکول ٹونک راج

ریلوے

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى

ہر مکان کا عقیدہ ہے کہ تقدس حقیقی صرف خداوند تقدس کے لئے ہے اور ہر چیز کو تقدس اسی کے تقدس سے حاصل ہے۔ آسمان، مکان اور زمان جس کو تقدس حاصل ہے اسی کے تقدس کا ظہور ہے جس کو اس کی طرف اصناف اور نسبت کا فخر حاصل ہے وہی زیادہ مقدس ہے، فخر دو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حبیب اللہ اور خلیل اللہ کی نسبت کافی وافی ہے۔

عطاء اللہ خاں کو کبھی یک گونہ نسبت حاصل ہوتی "فخر دو عالم" کی تالیف سے قند مکرر کی نسبت پیدا ہوگی۔ اس کتاب میں خصوصیت یہ ہے کہ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کے حالات کے علاوہ ان مقدس مقامات کا بھی مختصر جغرافیہ بیان کر دیا ہے اور ضرورت کے موافق تاریخ بھی لکھ دی ہے جن کو ان کی ذات ستودہ صفات سے نسبت ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ اُمت محمدی مقدس افراد اس کتاب کو بنظر قبول دیکھیں گے اور اسکی اشاعت میں مساعی جمیلہ کر کے مابور ہوں گے اور تمام مسلمان اس کتاب کے مضامین اپنے بچوں کے زیر مطالعہ رکھنے کی کوشش کریں گے تاکہ وہ بچے مقدس مقامات اور مقدس حالات کو ذہن نشین اور فخر دو عالم سے نسبت پیدا کریں۔

محمد علی

منشی، مولوی مولوی ناضل (درس نظامیہ)

ناظم اعلیٰ دارالعلوم ناصریہ
گورنمنٹ ٹونک راجپوتانہ۔

تقریظ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم - اما بعد ، احقر نے کتاب ”نخردو عالم“ تالیف کردہ منشی محمد عطاء اللہ خاں عطاء ٹونکی کو مختلف مقامات سے بنظر غائر پڑھا یہ حقیقت ہے کہ مولف موصوف کی یہ پہلی تالیف نہیں ہے بلکہ اس سے قبل مفید عام فہم چند کتابیں تالیف کر کے اہل اسلام کے ساتھ برادرانہ سلوک کر چکے ہیں سابقہ مولفہ کتب کو پڑھنے نے بنظر استحسان دیکھا۔ اور عامۃ المسلمین کے لئے نفع بخش ہونے کی وجہ سے پسند کر کے زیور طبع سے آراستہ کیا اور عام اشاعت کی اہمیت لیکر تمام کتب مقبول ہوئیں۔ مجھے یہ ظاہر کرنے میں پاک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قابل مولف کو استعداد اور بلکہ تالیف عطا فرمایا۔

سیرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اگرچہ علماء اور فضلاء و مورخین نے ضخیم کتابیں تالیف فرمائی ہیں لیکن یہ کتاب امتیازی شان لئے ہوئے ہے اور مختصر ہے باوجود اختصار جملہ صحیح مضامین سے سمجھو جامع اور حاوی ہے۔ نیز ایک اچھی خاصی تاریخ بھی ہے۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اردو دان حضرات کو اس کتاب کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے بے انتہا فائدہ پہنچے گا اور خالق کائنات کی خوشنودی حاصل ہوگی۔ مجیب الدین مولف کی سعی کو مشکور فرمائے اور مزید توفیق عطا فرمائے

عبدالحفیظ

ناظم عدالت شرعیہ شریف
ٹونک گورنمنٹ (راجپوتانہ)

و شوال المکرم ۱۳۶۵ھ
مطابق ۵ اگست ۱۹۴۹ء

مہر ناظم صاحب شریعت

تقریظ

”فخرِ دو عالم“ ایک ایسی کتاب ہے جس کو مولف م غطار اللہ خاں عطا سائے نہایت محنت شاقہ و جانگاہ کوشش سے ایک عرصہ میں فراہم کیا۔ فی الواقع یہ ایک بحرِ ذخائرِ دریا رنا پیدا کتا رکھا۔ جس کو متعدد ادراق میں مجتمع کر کے ہدیہ ناظرین کیا جس سے مولف کی قابلیت علمی و لیاقت ذاتی کا کافی ثبوت واضح و لا شح ہوتا ہے۔ اس پر یہ ہدیت ہے کہ عرب اور فلسطین کے مقدس مقامات زمانہ حال تک مخصوص طور پر لیٹرز جداگانہ نجیب غریب طریق سے منہ حالات ضروری مستثنیٰ پیرایہ میں درج کئے ہیں کہ جس کے دیکھنے سے ہر صاحبِ علم کو ایک خاص دلچسپی ہوگی۔ اگرچہ کتب تاریخ صفحہ ہستی پر اس سے ضخیم و مطول مدون ہیں مگر ان کے دیکھنے سے ہماری طبائع کو خاطر خواہ سیری نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ اجل شانہ مولف کو اس عرق ریزی و محنت کے صلہ میں بحق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبولیت وافر بخشے اور جزائے نیک عطا فرمائے۔ الحمد للہ۔

عجب خال

مفتی عدالت شرع مشرف
ریاست ٹونک راجپوتانہ

۱۹ صفر المنظر ۱۳۶۹ھ
مطابق ۱۰ دسمبر ۱۹۴۹ء

مہر مفتی صاحب

تقریظ

میں نے اس کتاب "فخر دو عالم" کا بعض مقامات سے مطالعہ کیا۔ عرب کے محل وقوع مقامات کے رقبے۔ حدود کالتین، مقدس حصص اراضی، اور بیت المقدس کے مفصل واقعات ہادی نام علیہ السلام کا حج وغیرہ یہ سب ایسی چیزیں ہیں کہ عامۃ المسلمین ہی نہیں عازمان عرب حاجیان بیت اللہ بھی ان سے کسی نہ کسی نہج پر مستفید ہو سکتے ہیں۔ نماز، زکوٰۃ، اذان وغیرہ کے کچھ تاریخی واقعات بھی درج ہیں۔ مولف کی محنت ضرور قابل داد ہے۔ روایات کا وثوق قابل نظر ہے۔

اس سے پہلے بھی بعض رسائل مولف نے تالیف کئے ہیں۔ بعض کو میں دیکھ بھی چکا ہوں۔ چنانچہ موجودہ حالت میں ایک کتاب "سرفیق الغریب" شیخ غلام علی اینڈ سنز ناشران کتب و مالکان علمی پرنٹنگ پریس کتاب منزل کشمیری بازار لاہور زیر کتابت ہے۔ خدا کرے کہ مسلمان صحیح اور غلط بات کا امتیاز کریں اور متلاشی حق ہو کر قبولیت کتب حقہ کا باعث بنیں۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

احمد حسن

منشی مولوی، مولوی فاضل، حافظ قاری، حکیم

مفتی عدالت شرع شریف

ٹونگ راجپوتانہ

۲۹ شوال المکرم ۱۳۶۸ھ

مطابق ۲۵ اگست ۱۹۴۹ء

مہر مفتی صاحب

۱۷۳۹۶

دنیا چہ

رحمۃ اللعالمین سرکارِ دو عالم خاتم الانبیاء احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات جامع صفات ایسی نظر آتی ہے جس کی نام لیوا دنیا کی آبادی کا پانچواں حصہ ہے تارک زمانہ میں آپ کے اخلاق کا جو معیار قائم تھا۔ آج بھی اسی طرح اپنی بلند جگہ پر ہے۔ آپ کے وجود مبارک سے اسلام کا گلدستہ ایک دھاگے سے بندھا۔ اُس کی ایک ایسی سمج ہے جس کی کو تیرہ سو سال سے آج تک دھیمی نہیں ہوئی، اُس روشنی میں ہر مسافر سیدھے راستے پر پڑ کر بے کھٹکے اپنی منزل تک جا پہنچتا ہے۔

آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر مخلوق کی ہدایت کے لئے تشریف لائے اور خدا کی وحدانیت کا سبق دیا۔ اور ساتھ ہی اپنے آپ کو بشر کہا۔ آپ کو رحمۃ اللعالمین کا تاج پہنایا گیا۔ اور تمام دنیا کے لئے رحمت اور برکت کا منبع بن کر آئے۔ اور بالکل قلیل عرصے میں عرب کی زمین اور آسمان کو بدل ڈالا۔ مشرکین عرب جن کا آبائی مذہب بت پرستی تھا۔ اُس نیک اور پاکباز انسان کے طفیل توحید کے گیت گانے لگے۔ بتوں کو سجدہ کرنے والوں نے اپنے ہاتھ سے بتوں کو توڑا۔ اور تمام دنیا پر علی الاعلان کہہ دیا۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَّقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ ذَهُوًا
آپ کے کارنامے، آپ کے اعمال، اور آپ کے اخلاق، آپ کا برتاؤ۔
اُس وقت جب کہ سر پر نبوت کا تاج پہنایا گیا تھا۔ بلکہ اُس سے پہلے ایسے تھے کہ تمام

عرب میں امین مشہور ہو گئے اور کینہ و عداوت سے بھرے ہوئے دل امین و صادق کے لقب سے یاد کرتے تھے جسے آج تمام دنیا تسلیم کرتی ہے۔ مشرکین جو ایذا رسانی میں سب سے زیادہ خطرناک تھے ان میں بھی اکثر آپ کے حسن سلوک کی وجہ سے ممنون احسان رہے۔ آخر کار مان گئے کہ آپ خاتم الانبیاء، شفیع عالم اور سید البشر ہیں یہ امر بالضرور قابل تسلیم ہے کہ آپ کو معمولی حرف آموزی میں کھیل علم بالکل نہ بھٹی۔ نہ تو لکھنا جانتے تھے نہ پڑھ سکتے تھے، مگر آپ نے اپنے قول و فعل سے تمام دنیا پر ثابت کر دیا کہ آپ کی تعلیم کے حکمت آموز کلمات آپ زرسے لکھنے کے لائق ہیں۔ چنانچہ تعلیم ایسی مکمل تم ہے کہ دنیا کی کوئی بات انسان کی روحانی و جسمانی ضرورت کے لئے کوئی ایسا قانون نہیں جو اس میں نہ ہو، حضرت مسیح (عیسیٰ) کوئی کامل شریعت نہیں لائے اور انہوں نے اپنی بہت سی باتیں جن کے حواری برداشت نہ رکھتے تھے، ان سے نہیں کہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکمل قانون اور کامل شریعت جس میں الہی عبادت کے کل قاعدے اور انسانی ضرورتوں کے تمام قوانین درج ہیں لائے۔

اُس معلم اعلیٰ کی بعثت سے قبل زمانہ جس حالت میں تھا اور عرب کی جو کیفیت تھی اُس کا ایک بیک بدل جانا اسی پاک تعلیم کا نتیجہ تھا۔ اور سالہا سال کی قبیح رسوم جن کا ترک کرنا ایک امر محال تھا اُس پاک تعلیم نے نیست و نابود کہیں۔ ہزار ہا سال کی بت پرستی، تثلیث پرستی جو واحد خدائت کا ذریعہ سمجھی جاتی تھی فدا رومی نے لا الہ الاہو کہہ کر باطل قرار دی اور اُس کے مقابلہ میں ایسی موثر و اعلیٰ تعلیم پیش کی کہ وہی بت پرست و تثلیث پرست جن کے اوقات بتوں کی سجادت میں اور تثلیث پرستی کی دھن میں گزرتے

تھے۔ صبح و شام، دن اور رات یہ کہنے لگے کہ وہ ہی ہے ذاتِ واحد عبادت کے
لائق جو لم نزل ولا یزال، بصیر مطلق، قدیر مطلق اور حکیم الاطلاق ہے، جس نے سچا دین
آدم کو اس کی پیدائش کے وقت دیا تھا۔

غرض وہ قوم جو صدیوں سے فسق و فجور میں مبتلا اور طرح طرح کی خرابیوں
کی خوگر تھی۔ جس کی بندگی بتوں اور پتھروں کو سجدہ کرنا جس کی تفریح جو بازی
و تمار بازی تھی، جس کا چلن فتنہ انگیزی، جس کا تشغل شراب خوری و زنا کاری تھی
جس کی غیرت زندہ لڑکیوں کا گارنا تھی، اور جو مدتوں سے ان کی گھٹی میں حاصل
تھی، چھڑائی۔ اور اس مصلحِ عظیم کی تعلیم کی بدولت راہِ راست پر آئی اور اسی معلمِ عالی
نے ان کے دلوں کی سیاہی کو سفیدی سے، اور ظلمت کو نور سے مبدل کیا۔ پس
اس تعلیم پاک کا اندازہ ہر ایک انصاف پسند کر سکتا ہے کہ آپ نے کس طرح توحیدِ الہی
کو پیش کیا۔

الغرض آپ کے مواعظ و نصائح جو عمدہ اور صاف ہیں۔ ان کی بدولت
زندگی کے راستے میں کچھ ہوئے کانٹے پھول بن کر ایمان کی قوت اور دل کی
روشنی کا باعث ہوئے۔ اور طینون فاسدہ اور تعطیبات دور ہوئے۔ آج ان سے
قدم قدم پر مکت، استقلال، اثبات، عفو اور امانت کا سبق ملتا ہے۔ اس لئے
ضرورت ہے کہ سرکارِ دو عالم کے وجود پاک کے سوانح کا ایک ایک حرف ہر مسلمان
کے کان تک پہنچ جائے تاکہ یہ رشتہ مضبوط سے مضبوط تر اور ایمان تازہ ہوتا چلا
جائے۔

ایک زمانہ سے ارادہ تھا کہ سیرت کی ایک چھوٹی سی کتاب لکھوں، تاکہ

اُس خالقِ اکبر کا کہ یہ مختصر سی سیرت لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جو نہایت صحیح اور معتبر روایتوں سے تالیف کی گئی ہے۔ غیر صحیح روایات اور نامعتبر اقوال کو دخل نہیں دیا گیا۔ عبارت بہت سہل اور روزمرہ کے اُردو محاورہ میں لکھی گئی ہے تاکہ کم استعداد لوگ اور عورتیں اور لڑکے بھی اس کو پڑھ کر اپنے برحق نبی اور اُن کے متعلقین کے حالات سے واقفیت پیدا کر کے واقف ہو جائیں اور انبیاء کو تباہی سے بچا سکیں کہ محمد رسول اللہ دنیا میں حقیقی اور ابدی نجات حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہیں۔ اس کے بغیر نہ دنیا بستی نہ عاقبت منور تھی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو مظفر و منصور رکھے آمین ثم آمین

جو لوگ اس کو پڑھ کر خوش ہوں وہ احقر کے لئے دعائے خیر فرمائیں اور بوجہ کمی معلومات کوئی لغزش یا غلطی نظر سے گزرے اُس کو اصلاح سے کارآمد بنالیں اور مجھے معذور خیال فرما کر معاف فرمائیں اور جن کتب سے اقتباس کیا ہے اُن کا حوالہ بھی ضرور دے دیا ہے جن کے مصنفین کا سچے دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خدا میری مدد کرے۔

م۔ عطاء اللہ خان۔ عطا
ٹونک راجپوتانہ

۹ ربیع الاول ۱۳۶۸ھ

۱۳ جنوری ۱۹۴۹ء

پہلا باب

(۱) ارضِ عالم پر ظلمتِ تاریکی کا تسلط

۱۔ باغِ عالم پر خزاں کا دورِ مسلط تھا۔ بادِ سموم کے آتش باز جھونکوں نے برگِ دبار کیا شاخوں اور تنوں میں اندرگی و خشکی پیدا کر رکھی تھی۔ روئیں خاک اڑا رہی تھیں۔ خیابانوں میں سوکھے ہوئے پتے اڑتے پھرتے تھے۔ نہکتیں معدوم ہو چکی تھیں بہاریں آغوشِ فنا میں سو رہی تھیں۔ عنادل کی جگہ زراغ و زغن کی غیر مالوس اور غیر مرغوب آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ ہر طرف سناٹا اور ہر سمت دیرانی تھی۔

۲۔ کائناتِ انسانی پر جمود و غفلت کی موت طاری ہو چکی تھی۔ چھ صدیوں کے فصل نے حضرت عیسیٰؑ کی ملہمانہ تعلیمات کو بھی مسخ کر کے رکھ دیا تھا۔ تورات و زبور کے پڑھنے اور ان کے محرف احکام پر بھی عمل کرنے والے مبتدل ہو چکے تھے کہنے کو انسان کی بستیاں آباد تھیں۔ جنگل کے جنگلِ زکور و اناث کے

گلوں سے پٹے پڑے تھے۔ لیکن ان کی رہبری و رہنمائی ان کی تعلیم و تربیت اور ان کی فلاح و بہبود کا کوئی سامان موجود نہ تھا۔ خواص و عوام سب پر عصیان و سرکشگی کے جن سوار تھے۔ انسان اشرف المخلوقات، انسان کی زندگی و زندگیوں سے برتر و فروتر ہو چکی تھی۔ جنگلوں کے بھیڑیوں۔ بھٹوں کے سانپوں اور صحراؤں کے جانوروں سے یہ امید تھی، یہ توقع ہو سکتی تھی کہ وہ قابو پا کر رحم کر دیں، بخش دیں، چھوڑ دیں، مگر انسانوں سے انسان کو توقع نہ تھی۔ بندے بندوں پر خدائی کر سکتے تھے۔ بندے بندوں کو سجدہ کرنے پر مجبور بنے ہوئے تھے۔ خدا کو سمجھنے اور اس کی عظمت و جبروت سے ڈرنے اور لرز اٹھنے والے کہیں نظر نہ آتے تھے۔ اس کی عبادت کرنے اور اس کے سامنے سر جھکانے والے ناپید ہو گئے تھے۔ مذاہب تھے اور مذاہب کے پیشوا بھی مگر فلاح و بہبود انسانی اور رہبری و مساوات کے لئے نہیں بلکہ گمراہی اور جھٹکانے اور دنیا والوں پر ظلم و ستم کی بجلیاں تر پانے اور گرانے کے لئے تھے۔

۳۔ یہ نہ تھا کہ یہ دور، زینت و تہذیب سے خالی ہو۔ امراء و رؤسا ناپید ہو گئے ہوں، مذہبی قائدین کا نام مٹ گیا ہو، کوئی منظم حکومت صفحہ ہستی پر نظر نہ آتی ہو۔ شاہانہ کروفر کے اہتمامات نگاہوں سے اوجھل ہوں، کھتا اور سب کچھ کھتا اور ایسی ہیج و آئین پر کھتا۔ جس طرح کہ آج ہے مگر سب پر بہمیت کا رنگ چڑھا ہوا تھا۔ سب غرض کے بندے بنے ہوئے تھے۔ سب عصیان و عدوان کی گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ڈرنے والے بھی تھے۔ پرتش بھی ہوتی تھی اور پوجا بھی۔ لیکن خدا کی نہیں۔ خالق ارض و سما کی نہیں جو تراشیدہ بتوں کی آتما ہے۔

و ماہتاب کی، کو اکب و ثوابت کی مذہبی پیشواؤں کی۔

۴۔ روم و ایران اس عہد کی نہایت منظم و متمدن سلطنتیں تھیں ان کے خزانے زر و جواہر سے سمور تھے۔ لیکن عوام کی حالت روز بروز بدتر ہوتی جاتی تھی۔ سلاطین و امراء کو اپنے خزانے بھرنے اور اپنے محافل لینے کے سوا اور کوئی غرض نہ تھی۔ غلاموں کی کثرت تھی اور ان کے ساتھ انتہائی ظالمانہ سلوک روا رکھے جاتے تھے۔ عورتوں کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ اخلاق کا کوئی معیار باقی نہ رہا تھا۔ عرب کے اندر خود مکہ معظمہ معمولی نہیں ایک عظیم الشان شہر تھا۔ اس کے اندر بڑے بڑے رؤسا اور لکھ پتی تاجر تھے جن کے پاس دولت کی کوئی کمی نہ تھی اور تجارت نے انہیں بہت متمول اور نارغ البال بنا دیا تھا، اور نہایت ہی مرفہ الحال تھے۔ اب استفادہ کے پیش نظر ہم ملک عرب کا مفصل حال درج کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت سے قبل عرب کی کیا کیفیت تھی؟

۴۔ ملک عرب

حدود

۱۔ ساری دنیا دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے۔ پُرانی دنیا۔ نئی دنیا، نئی دنیا میں شمالی امریکہ، جنوبی امریکہ اور آسٹریلیا گنے جاتے ہیں۔ پُرانی دنیا تین براعظموں کو گھیرے ہوئے ہے۔ ایشیا۔ افریقہ، یورپ، عرب پُرانی دنیا میں۔ اور پُرانی دنیا میں کبھی ایشیا کے مغرب میں ہے جو ایک وسیع جزیرہ نما اور کیرہ قلم (بحر ہند)

لال سمندر یعنی ریڈ سی کے مشرقی کنارہ پر واقع ہے۔

۲۔ اس کے غرب میں بحیرہ قلزم، شمال میں ترکی و آسٹریا، جنوب میں بحر ہند و خلیج عرب و ابناء باب المندب، یہ مشرق میں خلیج فارس ہے۔ اس جزیرہ نما کو عموماً (۴) جغرافیہ دان مثلث بتاتے ہیں۔ اور باب المندب کو اُس کا زاویہ قائمہ ٹہراتے ہیں۔ مگر فی الواقع اس کی صورت بے قاعدہ متوازی الاضلاع کی سی ہے۔ صوبہ عمان کو جو ایران کی طرف ہے اور جس کا دار الحکومت مسقط ہے اگر علیحدہ کر دیا جائے تو ہر دو حصہ مستطیل بن جاتے ہیں۔ ایران، سریا، مصر، حبشہ (ابی سینیا یا ایتی اویا) اُس کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اس کا مغربی و شمالی کنارہ کنعان ہے جس کو قدیم یونانی زبان میں پونیشا اور زمانہ متوسط میں فلسطین یا ارض مقدس اور زمانہ حال میں سریا یا شام کہتے ہیں۔ ملا ہوا ہے۔ نہر سویر نے اس ملک کو مصر سے علیحدہ کر دیا ہے، رقبہ اس ملک کا ۱۲۰۰۰۰ میل مربع اور آبادی ۱/۴ کروڑ سے زیادہ ہے طول زیادہ سے زیادہ ۱۸۰۰ اور عرض ۱۲۰۰ میل ہے۔

۳۔ پرانے عربی جغرافیہ دان نے عرب کو پانچ حصوں پر منقسم کیا ہے یعنی تھامہ، حجاز، نجد، عروص اور یمن۔ بعض نے باعتبار شادابی اور ویرانی کے تین حصے قائم کئے ہیں۔ یعنی عرب البحر، عرب الوادی اور عرب شاداب چونکہ عرب البحر سے صوبہ نجد مراد ہے جس کا دار الحکومت عید ہے۔ عرب الوادی میں صوبہ تھامہ و حجاز داخل ہے۔ عرب الشاداب صوبہ یمن میں اور اُس جنوبی حصہ ملک کو کہتے ہیں جو بحر ہند پر واقع ہے۔ تھامہ اور حجاز کا

دار الحکومت مکہ معظمہ اور صوبہ یمن کا صدر مقام صنعاء ہے اور حجازیہ دان
 قحطامہ، نجد، عمان، حضرموت، یمن، حجاز چھ صوبہ ملک عرب کے بتائے ہیں
 ۴۔ اس نالیف کا زیادہ تر تعلق عرب الوادی یا صوبہ حجاز و قحطامہ سے
 ہے جو حصہ بحرہ احمر کے کنارے کنارے لمبائی میں شام کی سرحد سے شروع
 ہو کر یمن کے صوبہ پر ختم ہوتا ہے، حجاز کہلاتا ہے۔ یمن کا صوبہ بحرہ احمر کے
 کنارے کنارے حجاز سے عدن کی کھاڑی تک پھیلا ہے۔ اور یہ عرب کا
 سب سے ہرا بھرا اور آباد صوبہ ہے۔ اس کے قریب عدن کی کھاڑی کے
 کنارہ پر حضرموت ہے اور عمان کے دریا کے غربی کنارے پر عمان اور ایران
 کی کھاڑی کے کنارے پر بحرین اور اُس سے ملا ہوا ایمامہ ہے اور بیچ ملک
 عراق تک کا حصہ نجد (قحطامہ) کہلاتا ہے۔ مشہور بندرگاہ ملک عرب، عدن
 جدہ، قحہ، بیزع ہیں بڑے بڑے شہر اس ملک میں کم ہیں۔
 ۵۔ شام کی سرحد سے یمن تک بحرہ احمر کے کنارے کنارے حجاز جزیرہ نما
 عرب کا ایک حصہ ہے اس کے مشرق میں بادیہ العرب و نجد اور غرب میں
 بحرہ احمر (لال سمندر) شمال میں بادیہ العرب۔ جنوب میں یمن ہے۔ یہ حصہ
 عرب میں تاریخی اعتبار سے بہت اہم ہے۔ یہاں ہی سے اسلام کا ظہور ہوا
 اور یہیں سے تمام عالم میں پھیلا ہے۔ اس کے اہم اور مشہور تین شہر یمن،
 اور اب بھی ہیں۔ ایک مکہ، دوسرا طائف اور تیسرا یثرب (مدینہ) ہمارے
 پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام (اُن پر درود و سلام ہو) کو ان ہی تین شہروں
 سے تعلق تھا۔

۶۔ مکہ کل عرب کا دار الحکومت ہے۔ جو بحر قلزم سے چالیس کوس پر آباد ہے۔ جدہ اس کا بندرگاہ ہے۔ اس کے تین طرف پہاڑ ہیں جو فاران کہلاتے ہیں۔ کوہ سینا (کوہ طور) مشہور پہاڑ شمال کی طرف بحیرہ قلزم کے سرے پر واقع ہے۔ چوتھی سمت جس طرف مدینہ منورہ ہے راستہ صاف ہے۔ پہاڑ کم ہیں۔ ۱۱ لاکھ کی مردم شماری ہے۔ ہر قوم و ملک کے اہل اسلام وہاں نظر آتے ہیں۔ سوائے مسلمانوں کے اور مذہب کا آدمی علائقہ وہاں نہیں جا سکتا آبادی شہر دو میل طویل اور ایک میل عرض ہے۔ بڑے بڑے اس شہر میں ۱۲ محلے ہیں دور دور تک سینہ کا نام نہیں۔ البتہ مکہ سے ستر میل پر ایک شہر طائف ہے جس میں اچھی پیداوار ہے اور جگہ ہریا دل نظر آتی ہے۔ ۷۔ مکہ سے شمال کی طرف ۲۰ میل پر شہر مدینہ آباد ہے۔ لمبائی چوڑائی کے اعتبار سے یہ شہر مکہ سے آدھا ہے۔ اس کے گرد پیرانے زمانے سے ایک شہر پناہ بنی ہوئی ہے، زمین یہاں کی بھی پختری اور ریتی ہے۔ آبادی ۸۰۰۰۰ ہے۔

۸۔ اس جزیرہ کا اکثر حصہ کل رنگستان اور کوہستان ہے اس میں کسی قسم کی زراعت نہیں ہوتی۔ بعض جگہ کے جیسے طائف، موخہ وغیرہ ہے، اس جزیرہ نما کے باشندوں کی گذراوقات گوشت اور دودھ پر اکثر ہے۔ مویشی پالتے ہیں اور کوہستانوں میں چراتے ہیں لیکن سمندر کے رہنے والے تجارت کا پیشہ بھی کرتے ہیں۔

۳۔ عرب قبل از اسلام

یمن

۱۱۔ حضرت نوحؑ کے زمانے میں طوفان آیا۔ اور ساری دنیا پانی میں ڈوب گئی۔ اس کے بعد حضرت نوحؑ کے بیٹے سام کی اولاد اس ملک میں آکر رہ پڑی۔ سام کی پانچویں پشت میں ایک لڑکا ہوا جس کا نام قحطان بن عابر بن شالح بن قینان بن ارمشدد بن شام بن نوح علیہ السلام تھا۔ قحطان کا ایک لڑکا عرب نام ہوا۔ جس نے یمن کو بسایا اور دوسرے بیٹے کا نام برہام تھا اس نے حجاز کو بسایا۔

۲۔ عرب کی سلطنت قحطان کی اولاد میں رہی اور اسلام کے ظہور کے وقت بخاندانِ عدنان میں سلطنت قائم ہوئی۔ یہ عرب کا ایک بڑا خاندان اور قبیلہ ہے۔ قریش اسی کی طرف منسوب ہے۔ قحطان کے بعد اس کا بیٹا عرب بادشاہ ہوا۔ سب سے پہلے عربی زبان اسی نے بولی ہے۔ پھر اس کا بیٹا شجعت حاکم ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عبید شمس حاکم رہا۔ اس کو سب سے پہلے کہتے ہیں۔ زمین ماریت میں اس نے ایک سردنیا بنی تھی۔ اس سے ستر نہریں نکلی ہیں پھر اس کا بیٹا حمیر مالک ہوا۔ غرض قحطان کی اولاد اسی طرح نسل بعد نسل چلی آئی، یہاں تک کہ اسی سلسلہ سلطنت سے بلقیس بنت شریل بن مالک حاکم ہوئی۔ اور یہیں برس حکومت کی۔

۳۔ بعدہ خاندان قحطان سے یمن میں ذوالاس حاکم ہوا۔ یہودی مذہب

رکھتا تھا۔ مسیحی دین مٹانا تھا۔ جو شخص ملت یہودی میں داخل نہیں ہوتا تھا
 اُس کو آگ کی خندق میں ڈال دیتا تھا۔ اس لئے اُس کو اخرو دیتے ہیں
 پھر زوجہ بن مالک ہوا۔ اس خاندان سلطنت سے یہ آخری بادشاہ تھا۔
 ۲۳۰ برس تک اُس کے خاندان میں حکومت رہی اور اس مدت میں
 ۳۶ بادشاہ ہوئے زان بعد یمن میں حبشیوں اور آٹھ پارسیوں نے
 حکومت کی، پھر اسلام آیا۔ اور اہل یمن مسلمان ہو گئے۔

(۲) حیرہ

حیرہ بھی عرب کی زمین ہے جس کا ذکر احادیث میں ہے اس زمین
 میں اول بادشاہ مالک بن نہم ہوا ہے۔ یہ شخص بھی عرب بن قحطان کی اولاد
 سے ہے۔ اِکاسرہ سے پہلے ہوا ہے۔ یہاں تک کہ اسلام کے وقت میں
 منذر بن نعمان مالک بادشاہ ہوا۔ اور حضرت خالد بن ولید نے حیرہ کو فتح کر لیا

۴ - اقوام عرب کی ضلالت اور گمراہی

۱۔ عرب پہلے علم و ہنر سے خالی تھا۔ لکھنا پڑھنا بھی سینکڑوں میں سے
 کوئی جانتا تھا، افلاس کی کوئی انتہا نہ تھی۔ قزاقی، چوری، قتل اور زنا و شراب
 خوری کی بھی کوئی حد نہ تھی۔ شہوت پرستی یہاں تک تھی کہ بڑا بیٹا اپنے باپ
 کی بیویوں کو بھی تصرف میں لانا تھا۔ سنگدلی کی یہ نوبت تھی کہ معصوم بچوں
 کو زندہ دفن کر دینا ایک عام بات تھی۔ سینکڑوں معبود اور سینکڑوں جنتوں کے
 پوجتے تھے۔ رمالوں کا ہنوں، عیاروں کے گرتے ہر وقت پیش نظر تھے۔

اور ان پر ایمان تھا۔ فال شگون پر سفر و اقامت منحصر تھے گندے اور میلے وحشی بنے ہوئے تھے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے وقت حالت تھی۔

۲۔ گو پہلے عرب میں شاہانِ مین کے ذریعہ شائستگی ہوئی ہوگی اور علوم بہتر کی چمک ان پر پڑی ہوگی مگر اُس وقت تو چاروں طرف جہالت کی گھٹائیں چھپائی ہوئی تھیں۔ ملت ابراہیمیہ بالکل مٹ گئی تھی اور اسی طرح تمام مذاہب اور جمیع اقوام کی حالت تھی۔ مجوس کا مذہب جو کچھ ہو، مگر شہوت پرستی اور عنصر پرستی کا مجموعہ رہ گیا تھا۔ اسی طرح اہل کتاب کی حالت خراب تھی۔ یہود تو ریت اور انبیاء علیہ السلام کے اصل صحیفے کھو بیٹھے تھے صرف کچھ مضامین اصل کتابوں کے باقی، قصص و حکایات یا مذہبی دستور تھے جن کو توریت و صحف انبیاء کہتے تھے۔

۲۔ منجملہ ان کے ایک یہ تھا کہ اپنی کھیتی اور چار پاؤں کو بتوں کے نام پر چڑھاتے تھے اور اُس کو اچھوتا کہتے تھے۔ اور بجز بجا رہوں کے اور کسی کو کھلانا درست نہ سمجھتے تھے۔ عورتوں کو کبھی کھانے کی اجازت نہیں تھی۔ اور ان جانوروں پر تعظیماً سوار ہونا بھی بُرا اور حرام جانتے تھے، جانوروں پر بوقت ذبح اللہ کا نام بھی نہ لیتے تھے۔ بلکہ بتوں کے نام سے ذبح کرتے تھے۔ اور ان کو کسی کار خیر میں صرف نہ کرتے تھے۔ اور اس فعل کو خدا کا حکم سمجھتے تھے۔ دوسری بات یہ تھی کہ اگر حاملہ جانور کے پیٹ سے زندہ بچہ پیدا ہوتا تو اُس کو خالص اپنے مردوں کے لئے حلال جانتے تھے اور عورتوں پر

اُس کا کھانا حرام کر رکھا تھا۔ اگر مردہ پیدا ہوتا تو اُس کے کھانے میں سب
زن و مرد شریک ہوتے۔ غرض کہ اُن ناپاک باتوں میں سب سے بُری
بات اولاد کا قتل ہے۔

۵۔ مذہب

مذہب کا یہ حال تھا کہ گو بعض اشخاص موحّد موجود رکھتے اور نیز حضرت
البرصم، حضرت اسمعیل وغیرہ انبیاء کو مانتے تھے مگر تاہم ہر ایک کا میلان بت
پرستی کی طرف تھا۔ ۳۱۵ قبل ہجرت عمر بن کعبی نے شام سے ہیل۔ اساقہ
و نائلہ بتوں کو اپنی ہمراہ لاکر اول مقام زمزم میں رکھا لیکن آخر میں وہ داخل
خانہ کعبہ کر لئے گئے۔ رفتہ رفتہ ہر ایک قبیلہ اور خاندان کا بت اور معبود جدا جدا
ہو گیا۔ سال کے دنوں کے اعتبار پر ۳۶۰ بتوں کی پرستش ہوتی تھی۔ حرم اور
کعبہ بتوں سے بھرا ہوا تھا۔ قبیلہ خزیش کا میلان لامذہبی کی طرف ہی ہوتا تھا
قبیلہ ربیعہ اور عسائینہ نے عیسائی دین اختیار کر لیا تھا۔ حمیری بنی کنانہ بنی الحارث
اور کندہ قبائل موسوی اور بنی تمیم نجوس ہو گئے تھے اور علاوہ بت پرستی کے
اجرام فلکی کی پرستش بھی ہوتی تھی ہر ایک ادنیٰ بات کو باعث خیر و شر کا سمجھا
کرتے تھے اور اسی وجہ سے اور بہت سی باتوں پر تغافل کیا کرتے تھے۔

۶۔ اہل عرب

۱۔ عرب عموماً دو طرح پر آباد ہے۔ یعنی اہل بدر اور اہل دیر۔ اہل بدر
وہ ہیں جو دیہات اور قصبات میں مل کر آباد ہو گئے تھے۔ ان ہی پر بلوک یا سلاطین
عرب حکمرانی کرتے تھے۔ اور ان ہی عرب نے تجارت و زراعت کا پیشہ اختیار کیا تھا

باغ و باڑی لگاتے اور تجارت کرتے تھے۔ تجارت کے واسطے دوسرے ملکوں میں جاتے تھے چنانچہ قریش حجاز ہر سال میں ایک مرتبہ شام اور ایک مرتبہ یمن کا سفر کرتے اور خرید و فروخت مال کی کیا کرتے تھے۔ ان وجوہ سے ان میں صنعت اور کاشتکاری کرنے والے بھی موجود تھے۔

۲۔ دوسرا گروہ عربوں کا وہ تھا جو اہل ویر تھے جن کو بادیہ نشین یا بدو کہا جاتا ہے۔ ان کا کوئی گھر نہ تھا۔ پہاڑوں کے دامنوں، خشکیوں اور جہاں ان کے مویشی کے واسطے پانی میسر آسکتا تھا جھونپڑیوں میں بسر کیا کرتے تھے۔ اس فرقہ کا میلان تجارت یا صنعت کی طرف مطلق نہ تھا۔ ان کے خیوں کا مقصد صرف دھوپ کی گرمی سے اپنے آپ کو بچانا تھا۔ خیمہ صرف ایک کبل کا ہوتا تھا جو اونٹ، دنبہ، بکری، یا گھوڑی کے بالوں سے بنایا جاتا تھا۔ جھونپڑی کھجور کے پتوں یا بعض گھانس سے بنائی جاتی تھی۔ سفر کی مشکلات کی برداشت کرنی اور گرمی کے وقتوں میں بھی پایادہ، اونٹ یا گھوڑے پر سوار ہو کر چلنے میں بڑے مشاق اور ماہر تھے۔ دھوپ گرمی کی انہیں بالکل پروا نہیں ہوتی تھی۔

۳۔ قحط ابراہیم

۱۔ آدم کی اولاد میں مشہور پیغمبر حضرت نوحؑ، اور نوحؑ کی اولاد میں ابراہیمؑ سے سب سے بڑے پیغمبر ہوئے۔ یہ عراق کے ملک میں پیدا ہوئے اور وہیں بڑھے اور جوان ہوئے۔ اُس وقت عراق کے لوگ، چاند، سورج اور ستاروں کی پوجا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے جب یہ دیکھا تو دل میں غور کیا کہ یہ سنا سے خدا ہو سکتے ہیں؟ لیکن جیسے ہی رات ختم ہو کر صبح کا ترکا ہونے لگا

سنا سے جھلملانے لگے۔ اور جب سورج نکلا تو وہ بالکل نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ یہ دیکھ کر وہ پکار اُٹھے کہ ایسی فانی ہستیوں سے تو میں دل نہیں لگانا پھر رات آئی اور چاند پر نظر پڑی تو خیال کیا کہ شاید اس روشنی میں خدائی کا جلوہ ہو۔ لیکن جیب وہ بھی ڈوب گیا تو بول اُٹھے کہ میرے پروردگار نے اگر مجھے راہ نہ دکھائی تو مجھے سچائی کا راستہ کبھی نہ مل سکے گا۔ اب خیال ہوا کہ اچھا سورج کی روشنی تو سب سے بڑھ کر ہے کیا یہ ہمارا دیوتا نہیں ہو سکتا؟ لیکن شام کی تاریکی نے اس بڑی روشنی کو بھی بجھا دیا۔ تب اُن کے دل سے آواز آئی کہ میرے پروردگار کا نور تو وہ نور ہے جس کو اندھیرا نہیں۔ میں اسی خدا کو ماننا ہوں جس نے آسمان اور زمین اور اُن کے جلووں کو پیدا کیا۔ پھر لوگوں سے پکار کر کہا کہ میں تمہارے مشرکانہ دین کو چھوڑتا ہوں اور ہر طرف سے مڑ کر اُس ایک خدا سے برحق کے آگے سر جھکاتا ہوں۔ خدا نے اُن کو پیغمبر بنایا اور آسمان و زمین کی حقیقتوں کے دفتر اُن کے سامنے کھول دیئے اور دنیا میں توحید کا پیغام سنانے کے لئے اُن کو مامور کیا۔

۲۔ حضرت ابراہیمؑ نے عراق سے شام اور مصر کے ملکوں کی طرف رخ کیا اور وہاں کے بادشاہوں کو توحید و خدا کو ایک ماننا اور کہنا، کا وعظ سنایا۔ اور جیب کہیں یہ آواز سنی نہ گئی تو عرب کے صوبہ حجاز میں چلے آئے۔ یہاں اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو دو بیٹے دیئے، بڑے کا نام اسمعیل اور چھوٹے کا نام اسحاق رکھا اسحاق کو شام کے ملک میں اور اسمعیل کو حجاز کی زمین میں آباد کیا۔ خدا نے اسمعیلؑ کے گھر کو بزرگی بخشی اور حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ حجاز کی زمین میں

ایک مقام پر ہماری عبادت کرنے اور نماز پڑھنے کے لئے ایک گھر بناؤ۔
 اور اُس گھر (کعبہ) کی خدمت کے لئے اپنے لڑکے اسمعیلؑ کو اُس مقام پر
 آباد کرو۔ حضرت ابراہیمؑ نے ایسا ہی کیا۔ حضرت اسمعیلؑ اور حضرت ابراہیمؑ نے
 مل کر خدا کے اُس گھر کو کھڑا کیا۔ اُس گھر کا نام کعبہ اور بیت اللہ یعنی خدا کا گھر
 رکھا گیا۔ حضرت اسمعیلؑ کی اولاد بھی یہیں رہنے لگی اور اس مقام کا نام مکہ رکھا
 حضرت اسمعیلؑ کا گھر انا اس شہر میں جس کا نام مکہ پڑا تھا آباد رہا۔ حضرت اسمعیلؑ
 ابو العرب جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کا لقب ذبیح اللہ ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے آپ کی خاطر خانہ کعبہ کو آباد کر کے ایسا شرف بخشا کہ قیامت تک
 کے لئے آپ کا نام روشن کر دیا۔

۳۔ سینکڑوں برس گزرنے کے بعد عرب کے لوگ دوسری قوموں کی دیکھا
 دیکھی ایسے خدا کو چھوڑ کر مٹی اور پتھر کی عجیب عجیب شکلیں بناتے اور کہنے لگے
 کہ یہی ہمارے خدا ہیں چنانچہ ہر قبیلے کے بت کا جدا جدا نام بھی رکھ چھوڑا تھا
 مثلاً کعبے میں جو سب سے بڑا بت تھا۔ اُس کا نام ہبل تھا۔ مقام صفا میں
 آساف۔ مروہ میں نائلہ، طائف میں لات تھا۔ قبیلہ قریش کے بت کا نام
 عزی اور اوہن اور خزرج کے قبیلوں کے بت کا نام منات تھا۔

۴۔ کہتے ہیں کہ منات کو اہل ہند نے زمانہ ظہور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 خانہ کعبہ سے لاکر سو منات کے مندر واقع بگرات (ہندوستان) میں رکھا تھا
 ۱۲۲۷ء مطابق ۱۲۲۷ء میں سلطان محمود غزنوی نے اس مورتی کو توڑا۔ اور ایک
 ٹکڑا اُس بت کا اپنے ساتھ غزنی لے گیا جو غزنی کی جامع مسجد کی سیڑھی میں

لگایا گیا۔

اُس زمانہ میں بعض فریقے بالکل دہریے تھے۔ یعنی خدا تعالیٰ کو نہیں مانتے تھے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دریا موجزن ہوا اور پیغمبر خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور ایک آن کی آن میں سائے ملک کی کاپی لپی لپی

اقوام عرب کی فصاحت و بلاغت

۱۔ عرب میں صرف علم اس قدر تھا کہ اپنے نسب نامے اور باپ دادا کی تاریخ سے پوری پوری واقفیت رکھتے تھے۔ خوالوں کی تعبیر بیان کرتے تھے۔ جانوروں کی آواز اور ان کی پرواز سے ہر کام کا شگون لیتے تھے۔ البتہ شروع اسلام اور آگے نشوونما سے پہلے ان لوگوں میں فصاحت اور بلاغت کا بہت چرچا تھا۔ اور انہیں انہوں نے ایسا کمال پیدا کیا تھا کہ فصیح صاحب تقریر اپنے کلام کی تاثیر سے لوگوں کے دلوں کو جید پر چاہتا تھا اور ہر پھیر دیتا تھا۔ یہ جو ہر ہر انسان میں خدا داد تھا شریف خاندانوں کے بچے یہ جو ہر ماں کے پیٹ سے لے کر پیدا ہوتے تھے۔ لڑائی کے میدانوں میں جب یہ لوگ رجز خوانی کرتے تو مخالفوں کے جی چھوٹ جاتے جب اپنے مقتولوں کی لاشوں پر نوحہ کرتے تو سننے والوں کے آنسو نکل پڑتے۔ جب اپنے قبیلے کے سامنے کھڑے ہو کر تقریر کرتے، تو ہزاروں کے دل ادھر سے ادھر پھیر دیتے تھے۔

کاہن یا راجہ

بڑے بڑے سن رسیدہ بوڑھے دنیا اور دنیا کی لذتوں کو ترک کر کے جنگوں

پہاڑوں یا عبادت گاہوں میں جا بیٹھے تھے۔ غیب دانی کے دعوے کرتے تھے اور لوگوں کے سامنے پیشین گوئیاں بیان کرتے انہیں دھوکے کے حال میں بھینساتے تھے یہ لوگ کاتھن یا راضب کہلاتے تھے۔

قریش

اممائل کے گھرانے کے آدمی بہت سے خاندانوں اور قبیلہ میں پڑ گئے تھے ان میں ایک مشہور قبیلہ کا نام قریش تھا۔ یہ خاص مکہ میں آباد اور کعبہ کا متولی تھا۔ دُور دُور سے کعبہ کے حج کے چڑ لوگ آتے جن کو حاجی کہتے ہیں ان کو ٹہرانا، کھانا کھلانا، پانی پلانا اور کعبہ شریف کے دوسرے کاموں کی دیکھ بھال اسی قبیلہ کے ہاتھوں میں تھی۔ اس لئے یہ قبیلہ سوائے عرب میں ہجرت کے ساتھ دیکھا جاتا تھا۔ اسی قبیلہ کے اکثر آدمی تجارت اور سوداگری کا پیشہ کرتے تھے۔

ہنی ہاشم

قریش کے قبیلہ میں کئی بڑے بڑے خاندان تھے۔ ان میں سے ایک ہنی ہاشم تھے۔ یہ ہاشم کی اولاد تھے۔ ہاشم اس خاندان کے بڑے نامی گرامی شخص تھے۔ جو حاجیوں کو دل کھول کر کھانا کھلاتے تھے۔ یہ ایک طرح سے مکہ کے امیر تھے۔ ہاشم (جن کا مفصل ذکر آگے آئے گا) نے اپنی شادی یثرب (مدینہ منورہ) کے شہر میں بنو نجار کے خاندان میں کی اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا اصلی نام تو "شیبہ" مگر شہرت عبدالمطلب کے نام سے ہوئی۔

مکہ کی مذہبی و اخلاقی حالت

ایام جاہلیت کے مکہ کا ذکر آتا ہے تو فرزندِ انبیاؑ توحید بالعموم یہ تصور قائم کر لیتے ہیں کہ اس کی حالت اس عہد کے ایک قصبہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ اور لوگ بالعموم دیہاتی زندگی بسر کرتے ہوں گے، انہیں سرگز نہیں۔ ارضِ عرب کا یہ ایک واحد عظیم الشان اور دولت مند شہر تھا، ہونا چاہیے تھا اس لئے کہ یہاں کے تمام خاص و عام کا شغل معاش تجارت تھا۔ اور تاجر قوم کبھی مفلس و غریب نہیں رہ سکتی۔ پھر مکہ کی جائے وقوع بھی تجارتی اعتبار سے بہت اہم تھی۔ اس کے شمال و جنوب اور مشرق و مغرب میں دولت مند اور زرخیز ممالک شام اور ایشیائے کوچک، یمن و بحرین، مصر و سوڈان، عراق و ایران واقع تھے۔ ان سب میں ہر فاصلہ عرب کے بے آب و گیاہ ریگزار تھے، جس کی تمازت اور گرمی ان ممالک اطراف کے لوگ برداشت نہ کر سکتے تھے۔ ان کے لئے ریگ اور حدت کے اس سمندر کو عبور کرنا غیر ممکن تھا۔ اور وہ باہمی تجارت کے لئے عربوں کے محتاج تھے۔

عرب میں صرف ایک مکہ ہی وہ مقام تھا جس کے حوصلہ مند فرزند ایک ملک سے مال خرید کر دوسرے ملک میں لے جاتے اور اسے بڑے نفع کے ساتھ فروخت کرتے تھے۔ ساتھ ہی وہ اپنی ملکی اشیاء بھی شام و یمن میں کثیر نفع پر فروخت کرتے تھے۔ یہاں کا چمڑا تمام دنیا میں بہتر اور اعلیٰ سمجھا جاتا تھا۔ غرض اس تجارت اور اجارہ داری نے باشندگانِ مکہ کو مالا مال بنا رکھا تھا اور اس شہر کے اندر زر و دولت کا دریا بہ رہا تھا۔ اور لوگ بڑی فارغ البالی کی زندگی

بسر کر رہے تھے۔ ہر قسم کی راحتیں اور فراغتیں انہیں نصیب کھتی تھیں اس غیر معمولی
عیش اور تنعم اور نسلی ہشرف و عظمت نے انہیں بہت مغرور و سخت دل بنا دیا۔
دولت کثیر ہو اور کسی کا ڈرنہ ہو تو انسان کا توازن و دائمی قائم نہیں رہتا۔ اور وہ
دوسروں کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔

اسی وجہ سے صد ہا اخلاقی عیوب بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ عربوں کے
اندر کوئی بد اخلاقی ایسی نہ تھی جو موجود نہ ہو۔ سوتیلی ماؤں سے شادی کرنا، نر کیوں
کو زندہ دفن کرنا، باہمی جنگ و جدال۔ نسلی مغرور و تکبر، زنا بے حیائی و بے شرمی
میخواری و قمار بازی، اُبت پرستی و بے کس آزادی تمام عیوب ان کے اندر موجود تھے
اور اخلاقی و مذہبی اعتبار سے ان پر ایک موت طاری تھی۔ اور ایک عرب کیا پوری
دُنیا کی یہی حالت تھی۔ غم و نامرادی کی فریادوں، منظر موموں و بے کسوں کی چیخوں
اور اندوہ و کرب کی صدائے دل سے گنبد افلاک پڑا گونج رہا تھا۔ تیمانی کی آہیں
بیواؤں کا شیون اور ضحاک کے نالے عرش الہی کو جنبش میں لائے تھے۔ ناموس
النسائت بیچ کھیت پڑی لٹ رہی تھی۔ ہر طرف قتلہ خیزیاں اور ہر طرف آتش
خیزیاں تھیں کہ یکایک "غیرت حق" کو حرکت ہوئی اتنی عالم پر ایک چمک پیدا ہوئی
اور آواز سے عالم، ماؤں نے النسائت اور ملجائے منظر لومیت حضور نبی کریم علیہ السلام
والتسلیم ایک نوید مسرت اور پیغام راحت بن کر پیدا ہوئے۔ اس آفتابِ ہدایت
کا طلوع ہونا تھا کہ ربع سکون پر روشنی پھیل گئی پھیلاؤں کی پہچانی ہوئی ظلمتیں
معدوم ہو گئیں، غنچے کھل گئے، پھول پھلنے لگے سمجھیں، منور ہو گئیں۔ کائنات
انسانی میں مسرت و انتہاج کی لہریں دوڑ گئیں۔ ترو و سیرت کی آمد سے ہوئے

سیلاب کھٹم گئے۔ عصبیان و عدوان کی آندھیاں کھٹم گئیں۔ چمنستانِ سعادت میں بہاریں کھلنے لگیں۔ رشد و ہدایت کا چشمہ اُبلا اور پرتوِ قدس سے اخلاقِ انسانی کا دریا اُٹھا اور بُتِ کدوں میں کہرام مچ گیا۔ مشرورنٹن کے دفتر اُلٹ گئے۔ اور شیاطینِ عالم کے تخت اوندھے ہو گئے۔

گلہ بانیِ عالم کا دیباچہ

بکریاں چرانا اُس عہد میں ایک شریفانہ کام سمجھا جاتا تھا۔ سر ولیم میوز کو اس میں لپٹی کی بوا آتی ہے۔ لیکن انہیں کون بتائے کہ اُس عہد میں ولید بن مغیرہ اور عاصم بن ذوالجناہ جیسے لکھ پتی اور روسائے عرب کے بیٹوں نے بھی بکریاں چرائی ہیں۔ اور انبیائے عظام کا یہ پیشہ ابتدا سے چلا آیا ہے اور یہ گلہ بانیِ عالم کا دیباچہ تھی۔

بحیرہِ راہب

بحیرہِ راہب اُس عہد کا ایک صاحبِ باطن عارف تھا۔ اس وقت تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت نافذ تھی۔ وہی دین مقبول بارگاہِ دین تھا۔ اُس میں اولیاء بھی موجود تھے۔ بحرہ بھی یقیناً اولیائے امت عیسوی سے تھا۔ اُسکی چشمِ باطن کھلی ہوئی تھی جس سے اُس نے شجرِ حجر کو سر بسجود دیکھ لیا اور اندازہ کر لیا کہ جس پیغمبر کے ورود کی بشارت و خبر انجیل میں دی جا چکی ہے وہ یہی مقدس بچہ ہے جو ختم المرسلین ہے اور جو کچھ اُس نے کہا تھا۔ اٹھائیس سال کی مدت منقصر ہونے کے بعد وہی بحیرہ وقوع پذیر ہوا۔

بخاشی

بخاشی ملک حبش کا زبردست، اور اہل دل بادشاہ تھا۔ غاشیہ حکم کو
دوش ہوش رکھ کر مثل غلامانِ کمترین بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا
ادنیٰ ترین خادم بن گیا

ابراہیم

کعبہ ایک تکرہ کی صورت ضرور اختیار کئے ہوئے تھا مگر یہ گھر حضرت
خیل اللہ کے مقدس ہاتھوں سے تیار کیا ہوا تھا۔ قریش حضرت ابراہیم ہی کی
نسل میں تھے وہ تو اس کی جو کچھ قدر کرتے وہ تو کرتے ہی۔ عام قبائل عرب بھی
اس کا احترام کرتے اور ہزاروں کی تعداد میں ہر طرف سے لوگ اس کی زیارت و
حج کے لئے آتے رہتے تھے اور اسے تقدس عام کا درجہ حاصل تھا۔

ابراہیم بادشاہ حبش کا خراج گزار گورنر بن گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ چہا
جانب سے ایام حج میں لوگ جوق در جوق خانہ کعبہ جاتے ہیں اور بڑے سے بڑا
کام بھی اس مبارک فرض کے سامنے پس پشت ڈال دیتے ہیں، تو حاسد حسد کی
آگ میں جل بچھا اور کعبہ کی توقیر و مرکزیت دیکھ کر بخراں میں ایک عظیم الشان
عبادت خانہ بنوانے کا حکم دیا کہ اس سے بہتر ایک قصر عالی تعمیر ہو جس کے
تکلف، آرائش اور زیب و زینت میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا جائے۔ اس کے
گرد چہرے چھوٹے چھوٹے قصر بھی بنائے جائیں اور ضروری سامان سے سجائے جائیں حکم
کی تعمیل شروع ہوئی۔ اور حضورؐ کا عرصہ میں وہ قصر اور اس کے متعلق عمارتیں
تیار ہو گئیں۔ ابراہیم بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ بجائے خانہ کعبہ جانے کے لوگ ہمارے

اس قصرِ عالی کا طواف کرنے آیا کریں۔ اس حکم کی تعمیل کون کرتا۔ اہل عرب اور خصوصاً قریش کو بہت ہی ناگوار ہوا۔ جب اُس کے من مانے کعبہ کا طواف کرنے کوئی بھی نہ آیا اور کامیابی نظر نہ آئی تو حسد کی آگ میں جل بچھا۔

ایک دن اتفاق سے ایک عرب یمن میں پہنچا اور اُس کے قصرِ عالی کے تمام پرتکلف مقامات پر لگ کر چلا گیا۔ ابرہہ نے جب یہ سنا اور مجرم کی تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا یہ ایک عرب کا کام تھا۔ پھر کیا تھا، بے حیا ابرہہ سر پاشعلہ آتش بن گیا اور خانہ کعبہ کے شہید کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ تیاری لشکر ہی میں مصروف تھا کہ ایک نیا گل کھلا۔ اہل حرم کا ایک قافلہ حیب اتفاق سے اُس قصرِ عالی کے قریب ایک رات شبِ بائس ہوا۔ صبح جب قافلہ والے چلنے لگے تو آگ جلائی اور اُس کی روشنی میں گری پڑی چیزیں اٹھانے لگے۔ خداوند قضا و قدر کے حکم سے تیز ہوا چلنے لگی اور آگ کی کچھ چنگاریاں اڑ کر اُس شیطانی قصر میں جا گریں۔ پھر کیا رکھا تھا۔ آنا فنا سارا قصر معہ سامان جل کر خاک ہو گیا۔ جو عمارت بچی بھی وہ اس قدر سیاہ ہو گئی کہ شاید شبِ دیو بھی ایسی نہ ہوتی ہو۔ اہل قافلہ یہ ہوش رُبا سانحہ دیکھ کر ڈر گئے۔ اور کھانگ بھاگتے یمن سے دور نکل کر دشمنوں کی زد سے محفوظ ہو گئے۔ ابرہہ یہ سن کر سن ہو گیا اور چھان بین کے بعد حیب یہ معلوم ہوا کہ یہ کام انہیں اہل قافلہ کا تھا تو غصے سے بیاب ہو گیا فوراً لشکر تیار کرایا۔ بارہ ہاتھی جن میں ایک کا نام محمود تھا، ساتھ لے اور خانہ کعبہ پر چڑھ دوڑا۔ ہر چند اُس خدا کے دشمن کو راہ میں اہل قریات نے روکا۔ اُس کا نقصان دینے کو کہا مگر ایک نہ سنی۔ یہاں تک کہ مکہ معظمہ کے قریب جا پہنچا

اور وادی محترم میں خانہ کعبہ سے پانچ کوس ہٹ کر عرفات کے راستے پر ڈیرے ڈال دیئے۔ جب یہ وحشت ناک خبر مکہ میں پہنچی تو کل اہالیان شہر ڈر کے دار خانہ کعبہ سے بھاگ بھاگ کر مختلف پہاڑیوں پر جا چڑھے لیکن آفاٹے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ بزرگوار حضرت عبدالمطلب وہیں ٹہرے اور تائیدِ غیبی کا انتظار کرتے رہے۔

جب ابرہہ نے خانہ کعبہ پر حملہ کرنے کے لئے قدم بڑھایا تو جدہ کی طرف سے (جو سمندر کی ایک بندرگاہ ہے) بہت سی سینر چڑیاں اڑتی ہوئی اس پر سے باندھے ہوئے ابرہہ اور اس کے لشکر کی طرف آئیں۔ ہر چڑیا کے پاس تین تین کنکر کھتے۔ ایک ایک پونچوں اور دو دونوں پونچوں میں دبائے کھتے۔ جب اس لشکر پر پہنچی تو فوراً کنکریاں پھینکنی شروع کیں۔ ایک ایک کنکری کی تاثیر بڑے بڑے خوفناک گولوں کے برابر ثابت ہوئی۔ کنکریاں اہل فرج کے سروں پر پڑتی کھتیں اور مثل تیر شہاب۔ ٹانگوں کے بیچ سے نکل جاتی کھتیں۔ دم بھر میں سارا لشکر فی النار ہو گیا۔ خدا نے ابرہہ کو اس سے پہلے ایک تہیہ بھی فرمائی تھی کہ وہ اس ارادہ فاسد سے باز آجائے مگر اس کے سر پر شیطان سوار کھتا قدرت کی نشانیوں کی ذرا پروا نہ کی۔ صورت یہ تھی کہ جب حملے کے لئے یہ لوگ آگے بڑھے تو محمد ابرہہ کی سواری کا ہاتھی زمین میں گر گیا۔ قدم نہ بڑھا سکا اور ساتھ ہی دوسرے ہاتھیوں نے بھی گھٹنے ٹیک دیئے۔ بڑی کوشش کے باوجود بھی کوئی ہاتھی نہ بڑھا۔ چاہتے تھے کہ ابرہہ اس سے سبق لیتا تو بہ کرتا، پلٹ جاتا، مگر اس کے خلاف اس نے نیل بانوں کو دھمکاتے ہوئے کہا، تم چاہتے ہو

کہ میں خانہ کعبہ کا معتقد ہو جاؤں۔ لیکن مطمئن رہو کہ میرا ارادہ بدلنے والا اور میں
 واپس پلٹنے والا نہیں۔ یہ آخری لفظ اس کی زبان سے نکلا ہی تھا کہ چڑیوں نے
 کنکریوں کی بوچھار کی اور معہ شکر کی غیر کو دار کو پہنچا۔ مذکورہ کنکریاں زمانہ نبوت تک
 موجود تھیں۔ بلکہ اس کے ایک عرصہ بعد تک لوگوں کے گھروں میں پائی جاتی تھیں
 جو انہوں نے ہجرت کے لئے رکھ چھوڑی تھیں۔ بہت سے صحابہ کرام نے وہ
 کنکریاں دیکھی تھیں۔ اس قصے کے پچیس روز بعد آقائے نامدار رسول اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم اس جہاں خاکدان میں تشریف لائے۔
 ہم نے مناسب خیال کر کے یہ واقعہ تفسیر عزیز سے نقل کیا ہے جو
 تاریخ سے بھی زیادہ معتبر ہے۔

سورہ قیل

سورہ قیل مکی ہے تیس کے ۹۹ حروف

السمتر کیت فحل کر کیت	کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے پروردگار نے
یا صحاب القیل اللم یجعل کتیم	ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا۔ ان کا داؤں غلط اور
فی تضلیل وارسل علیہم طیرا ابابیل	بیکار نہیں کر دیا اور ان پر غول کے غول اڑتے ہوئے
نومیمہم یجارتہ من سجیل فجعلہم	جانور نہ بھیجیے۔ وہ جانوران شکر والوں کو کنکریوں
کغصیف ما کول ہ	سے مارتے تھے پھر ان لشکر والوں کو کھائے ہوئے تھیں کے نام نہ کر دیا۔

شاہ صاحب غنیہ الرحمۃ نے اس مبارک سورہ کی تفسیر بھی نہایت شہود
 کے ساتھ پوری وضاحت سے فرمائی ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ولادت باد

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دنوں پہلے یہ واقعہ رونما ہوا تھا۔ اور یہ برکت
 نے محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے اس بڑے فتنے کا سدباب کر دیا تھا
 یہ سورہ اس لئے نازل فرمائی کہ کفار قریش اس عینی شہادت کے دیکھتے ہوئے
 تو حضور اکرم پر ایمان لے آئیں۔ اس سورۃ کا گہرا تعلق قریب ولادت حضور
 اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لہذا عبرت اور نصیحت کے لئے یہ سورہ نازل
 فرمائی گئی۔

فارقلیط

یہ کس زبان کا لفظ ہے۔ اس میں کس قدر اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں
 کہ زبان خالدیہ کا لفظ ہے جو ہالی اور اس کے اطراف کی زبان تھی اور اسی کو
 کلدیہ یا کلدانی بھی کہتے ہیں۔ مگر اس میں شک نہیں۔ اس لئے کہ یہ بشارت
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک سے فرمائی تھی اور یہ مسلم ہے کہ
 حضرت کی زبان عبرانی تھی جو ملک یہودیہ کی زبان ہے۔ آپ کو کلدانی لفظ
 بولنے کی کیا ضرورت تھی۔ مگر یہ ممکن ہے کہ کلدانیوں کے غلبہ سے اور نبی اکرم
 کے مدت دراز ان میں رہنے سے اس زبان کے الفاظ بھی عبرانی میں شامل
 ہو گئے ہوں۔ جیسا کہ اور زبان میں اختلاط ہوا اور پوتا رہتا ہے۔ اس تقریر
 پر یہ لفظ خاص حضرت کے منہ سے نکلا ہوا ہے۔ پھر یونانی میں یا تو اس کا
 ترجمہ پیرکلوٹس کیا گیا یا تغیر کر کے ایبا گیا جس کے معنی احمد کے ہیں۔ لیبشباش
 اسی کے قائل ہیں، جو عیسائیوں میں مسلم الثبوت مانے گئے ہیں۔ دوسرا

قول یہ ہے کہ یہ سریانی لفظ ہے۔ یعنی ملک سریا یا شام کی زبان کا تفسیر یہ کہ یہ عربی لفظ ہے۔ لشب مذکور ان دونوں قولوں کو بھی مانتے ہیں مگر زبان عرب میں اس کا پتہ نہیں معلوم ہوتا۔

پوچھا قول وہ ہے کہ جس کو فاضل محقق مولوی رحمتہ اللہ نے اپنی کتاب انظار الحق میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے عبرانی زبان میں پیشین گوئی کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص نام احمد لیا۔ مگر جب اس کا یونانی زبان میں ترجمہ ہوا تو اس کے ہم معنی لفظ پیرکلوٹوس ذکر کیا جس کا معرب فارقلیط ہوا۔ اور یونانی زبان میں پیرکلوٹوس ہونے کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ سینٹ جروم نے جب انجیل کا ترجمہ لاطینی زبان میں لکھنا شروع کیا تو پیرکلوٹوس کی جگہ پاراکلوس لکھ دیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس کتاب سے نقل کیا تھا پیرکلوٹوس تھا۔ دستی تحریروں کا ضائع ہونا اس گمان کی اور بھی مدد کرتا ہے اور لفظ پیرکلوٹوس صومر وغیرہ شعراء و فضلاء کے استعمال میں بھی آیا ہے جس کے معنی ستودہ کے ہیں جو محمد یا احمد کا کھٹیک ہم معنی ہیں۔ یوحنا نے انجیل کی ۱۲۷ فصل میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے فرمایا فارقلیط

وہی ہے جس کو میرا پاپ آخری زمانہ میں بھیجے گا۔ وہ تم کو ہر چیز سے خبردار

کرے گا۔ سو سوائے ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے کوئی مقصود نہیں ہو سکتا۔ آپ ہی سے تمام اسرار الہیہ کو صغیر عالم پر شائع کیا۔ آپ پر قرآن مجید کی وحی نازل ہوئی جس میں تمام علوم اولین و آخرین کے مخزون ہیں لے کم و کاست اس میں سب چیزوں کا بیان ہے چنانچہ

خداوند نے اپنی کتاب ازلی میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔ کوئی بتاوے کہ لعبد
حضرت عیسیٰؑ کے کونسا نبی اس دھوم دھام اور عز و شان سے مبعوث ہوا
یوحنا کی انجیل کے ۱۴ فصل میں لکھا ہے کہ ”مسیح نے فرمایا کہ میرا باپ
فارقلیط پہنچنے والا ہے۔ وہ اپنی طرف سے کوئی بات نہ کہے گا۔ راستبازی
کے تم کو راز بتا دے گا۔ حوادث اور امور غیبی کی تم کو اطلاع دے گا“ منوات

چیزوں سے یہ امر یقینی ہے کہ یہ صفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔
بجز اس شخص کے جو خدا کے دروازہ جنت سے لٹکارنے آگیا ہو۔ آپ کی
ان صفات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ آپ ہی کی یہ صفت تھی کہ اپنی نفسانی
رغبت سے کوئی بات نہ کرتے تھے۔ جس کی شہادت قرآن میں بھی ہے۔ آپ کا
غیبات اور حوادث سے اطلاع دنیا ایک وسیع بات ہے۔ بہت سی کتابیں
اس امر میں تصنیف کی گئی ہیں اور ایک ناپید کنار سمندر ہے۔

امام حجتہ الاسلام ابوالفضل نے ایک مستقل کتاب میں اس کو تفصیلاً لکھا
ہے وہ بالکل کافی ہے اور ارباب بعیرت اس سے عبرت حاصل کرتے ہیں۔
ابراہیم انبیائے سابقین سے اس کا ثبوت سجدہ اس کے زبور کی ۷۲ فصل میں

حضرت داؤد علیہ السلام کا قول ہے کہ

”وہ اس سمندر سے اس سمندر تک فیصلہ کرے گا۔ نہروں سے انتہائی

”زمین تک وہ مالک ہوگا۔ جزیروں اور مین کے بادشاہ اس کے پاس

پدیر لائیں گے۔ بادشاہ اس کو سجدہ کریں گے۔ خود سرنگوں ہو جائیں گے

ہر وقت اس پر درود بھیجا جائے گا۔ ہر روز اس کی برکتیں

پھیلتی جائیں گی۔ مدینہ سے اُس کی روشنی چمکے گی۔ اس کا ذکر
ابدال آباد تک رہے گا۔ اس کا نام آفتاب کے وجود سے پہلے
موجود ہے۔۔۔۔۔“

یہ صفات بھی آپ کے وجود باظہر میں سب ظاہر اور موجود ہیں جو شخص
آپ پر ان صفات کو صادق نہ کرے گا پھر وہ کسی پر ان کے قابل نہ پائے گا
اور اگر کسی اور نبی پر صادق ہونے کا دعویٰ کرتے تو وہ بہتان بندی ہے۔
سوائے حضرت داؤد کے ہم کسی کی طرف ایسی پر جہالت صفتیں منسوب نہیں
کر سکتے۔ اور ان کا زمانہ حضرت عیسیٰ سے پہلے ہے۔ یہودیوں کو اس کا خوب
یقین ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی صفتیں ہیں لیکن چونکہ ازل سے
ان پر خدا کی بھڑکار ہے اس لئے وہ ان باتوں کو ظاہر نہیں کرتے۔ منجملہ ان کے
حقوق نبی کی کتاب کی تیسری فصل میں شہادت ہے کہ آخر زمانہ میں پروردگار
قبلہ کی طرف سے آئے گا اور مکہ کی پہاڑیوں سے قدس ظاہر ہوگا۔ پروردگار
آئے کے معنی بھی یہی ہیں کہ وہاں وحی الہی کا نزول ہوگا اور قدس سے مراد
سرور عالم کی ذات اقدس میں ہے جو کہ مکہ کی پہاڑیوں سے ظاہر ہوئی۔
تحفۃ الاریب فی الرد علی اہل الصلیب۔

ثبوت نبوت

توریت، انجیل، زبور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت ہر ایک کتاب الہی میں موجود ہے

یعنی توریت، انجیل و زبور کی آیتوں سے اور اس امر کا بیان ہے کہ انبیاء علیہ السلام نے آپ کی پیدائشی اور انتہائی سے زمانہ تک آپ کے بقائے دین کی بشارت دی ہے۔ توریت میں بعض بشارتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی قرار دی گئی ہیں۔ لیکن وہ نہایت مجمل طور پر ہیں جن سے دل کو اطمینان نہیں ہو سکتا ہے لیکن جو بشارتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہیں وہ اگر بے تعصبی اور ایمانی آنکھ سے دیکھی جائیں تو ان کے ثبوت میں کوئی شبہ نہیں ہوتا۔ اس لئے دو قسم کی بشارتوں کو ہم پیش کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت جو کتب میں درج ہیں اور جو ان کے علاوہ ہیں ان پر ہم بحث کریں گے لیکن سیدنا ونبیاء عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہیں وہ مفصل ذیل ہیں :-

”جب اجاز یہود کے بادشاہ پر، اہتین بادشاہ ارم اور لیصخ بادشاہ رملیا بنی اسرائیل کے بادشاہ نے چڑھائی کی تو اجاز بادشاہ یہود بہت گھبرایا۔ اُس زمانہ میں حضرت اشعیاہ نبی تھے۔ ان سے التجا کی۔ انہوں نے اجاز کو تسلی دے کر فرمایا کہ تو خوف نہ کر تیرے دشمن تجھ پر غالب نہ ہوں گے اور اُس کی تصدیق کی یہ علامت فرمائی کہ ایک کنواری کا حمل ہے گا اور وہ بیٹا جنے گی اور اُس کا نام عمانوئیل رکھا جائے گا اور جب وہ ہو شیار ہوگا تو جو خوف تجھ کو دشمنوں سے ہے وہ دور ہو جائے گا اور تیرے لئے بہت اچھے دن آئیں گے“

یہ مضمون اشعیاہ نبی کی کتاب کے ساتویں باب میں مندرج ہے پھر

اسی کتاب کے آٹھویں اور نویں باب میں مذکور ہے کہ :-

”وہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ماہیر شلالی ناسیئر رکھا گیا اور جب وہ ہوشیار ہوا تو احاز کو دشمنوں سے جو خوف تھا وہ جاتا رہا۔“

بادشہد اس کے کہ اس لڑکے کا نام عسراحتہ لگے بابوں میں بتا دیا گیا ہے اور پیشین گوئی اُس پر منطبق کر دی گئی ہے۔ تاہم متی کی انجیل میں پیشین گوئی حضرت علیہ السلام کی طرف منسوب کی گئی ہے جس سے متلاشی کی حیرت دور نہیں ہو سکتی متی اپنی انجیل میں لکھتے ہیں کہ :-

”یہ سب کچھ اسی لئے ہوا کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا پورا ہوا دیکھو ایک کنواری پیٹ سے ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اُس کا نام عماؤئیل رکھیں گے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔“

حضرت میکابنی نے آئندہ انقلابات کے متعلق اشارۃً کچھ باتیں کہی تھیں

ان میں انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ :-

”اے بیت لحم افزا باہ اگر چہ تو یہودا کے ہزاروں میں چھوٹا ہے

لیکن تیرے لئے وہ نکلے گا جو بنی اسرائیل میں سلطنت کرے گا

اور اس کا ہونا بہت قدیم زمانہ سے مقرر ہو چکا ہے۔“

(کتاب میکاباب ۲۰۵)

متی نے کہا کہ یہ پیشین گوئی بھی حضرت عیسیٰ کی ہے کیونکہ جب ہر دس

بادشاہ نے سردار کاہنوں اور یہودیوں کے فضلہ کو جمع کر کے پوچھا تھا،

مسیح کہاں ہے اور کہاں پیدا ہوگا تو انہوں نے میکابنی کی کتاب کی اسی آیت

استدلال کر کے کہا کہ وہ بیت لحم میں پیدا ہوگا۔
 (انجیل متی، باب ایک، ۳۰ تا ۳۴ اور جو کہ حضرت عیسیٰ بیت لحم میں پیدا ہوئے
 حضرت عیسیٰ کو دنیاوی سلطنت نبی اسرائیل پر نہیں ملی مگر متی نے
 اس سے روحانی سلطنت مراد لی اور ان کے لئے اس پیشین گوئی کا ہونا قرار دیا
 حضرت یوشع متی نے معتمہ کے طور پر کچھ فرمایا.....
 ”خداوند فرماتا ہے کہ راہ ماہ میں دھاڑیں مار مار کر رونے اور
 نالہ کرنے کی آواز سنائی دیتی ہے۔ راجیل اپنے بیٹوں کے لئے
 روتی ہے اور تسلی نہیں پاتی کیونکہ وہ نہیں ہیں کتاب پر مگاہ باب ۳۰“
 متی کہتے ہیں کہ یہ پیشین گوئی بھی حضرت عیسیٰ کے لئے اس وجہ سے کہ
 حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے زمانہ میں ہیروڈس بادشاہ نے اس شبہ سے کہ
 حضرت عیسیٰ کو نسا بچہ ہوگا۔ بیت لحم اور اس کے اطراف میں دو سالہ اور اس سے
 کم سن بچے قتل کر دیتا تھا۔ اب صرف اتنے تعلق سے ان بچوں کے مارے جانے
 سے رامہ رونا پٹینا ہوا تھا۔ یہ کہہ دیا کہ یہ پیشین گوئی حضرت عیسیٰ کی نسبت ہے
 حضرت اشعیاہ نے یہ بیان فرمایا تھا کہ ”بیت المقدس میں تکلیف باقی نہ رہے گی

اور یہ بھی بیان کیا کہ :.....

” تنگی کی ظلمت جس میں زمین مبتلا ہوتی ہے باقی نہ رہے گی جس طرح
 کہ اگلے زمانوں میں زبولون کی زمین اور نفتالی کی زمین کو حقیر کر کے
 آخر کار اسی طرح دریائے اردن (فرات) کے کنارے جلیل میں،
 بڑے قبیلے ہوں گے جو قوم کہ اندھیرے میں چلتی ہے نور عظیم کی

اور موت کے سایہ کی زمین کے رہنے والوں پر ایک نور چمکے گا۔

(کتاب اشعیاہ باب ۵، ۹، ۱۰ اور ۲)

متی کہتے ہیں کہ یہ بشارت بھی حضرت عیسیٰ کی ہے کیونکہ جب حضرت عیسیٰ نے سنا ہے کہ حضرت یحییٰؑ پیغمبر گرفتار ہو گئے تو وہ حلیل کو چلے گئے اور ناصرہ کو چھوڑ کر کفرناحوم میں جو دریا کے کنارہ زبولوں اور نقتانی کی سرحدوں پر ہے جا رہے تھے“ (باب ۲ - ۱۲ - ۱۳)۔ متی نے صرف اتنی بات پر کہ حضرت عیسیٰؑ دریا کے کنارے جا رہے تھے حضرت اشعیائہ کی اس قول کو حضرت عیسیٰؑ کی بشارت قرار دیا۔ حضرت ملاکی نبی نے بنی اسرائیل کو خدا کی عدول حکمی پر ملامت کرتے کرتے یہ فرمایا :-

”اب میں اپنے رسول کو بھیجوں گا اور وہ میرے برابر راہ کو تیار کرے گا اور جس خداوند کی تلاش میں ہو۔ یعنی رسول عہد کی۔ اور اُس سے خوش ہو گا۔ وہ یکایک اپنی سیکل میں آجائے گا۔ لشکروں

کا خدا فرماتا ہے کہ اب وہ آقا ہے (کتاب ملاکی باب ۳ - ۱) اور جس وقت اشعیائہ نے بنی اسرائیل اور بیت المقدس کو تسلی دی اسی وقت آپ نے یہ فرمایا کہ :

”پکارنے والا پکارتا ہے کہ بیابان میں خداوند کے لئے ایک راہ تیار کرو اور جنگل میں ایک شاہراہ میرے خداوند کے لئے درست کرو“

(کتاب اشعیائہ باب ۴۰)

متی اور مرقس اور لوقا تینوں حواریوں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ دونوں

بشارتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہیں۔ اس لئے کہ حضرت یحییٰؑ پیدمیر نے جب لوگوں کو اصطبارغ دیا تو گویا حضرت عیسیٰؑ کے لئے راہ بنائی اور حضرت عیسیٰؑ یہ کہا کرتے تھے کہ میرے بعد ایک اور آتا ہے وہ مجھ سے بھی زیادہ تو ہی ہے پس حضرت یحییٰؑ کا اصطبارغ دینا تو راہ بنانا ہو گیا۔ اور حضرت عیسیٰؑ کا یہ کہنا کہ میرے بعد ایک اور آتا ہے پکارنے والا یا پکارنے والے کی آواز ہوگی اور وہ دونوں بشارتیں حضرت عیسیٰؑ پر صادق آئیں۔

بشارات مذکورہ بالا سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ انبیائے سابقین کی بشارتیں بے تحقیق کی ہوئی کیسے چسپاں ہوا کرتی تھیں کہ وہ خود کسی چیز کی طرف رہبری نہیں کر سکتے۔ بخلاف حضرت سرور کائنات فخر موجودات کی بشارت کے۔ ان میں آپ کے اوصاف معہ اکہ مبارک کے نہایت صاف اور روشن طریقہ سے مذکور ہیں۔

صلوٰۃ اللہ علیک یا سید الانبیاء (خطبات احمدیہ)

منجملہ ان کے تورات کی پہلی کتاب ۱۱ فصل میں ہے کہ

”جب حضرت ہاجرہ، حضرت سارہ (زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام) کے پاس سے چلی آئیں تو انہوں نے رات کے وقت ایک فرشتہ کو خواب میں دیکھا، اس نے کہا اے ہاجرہ اب تمہارا کیا ارادہ ہے اور تم کہاں سے آئیں؟“ کہا میں سارہ کے پاس سے آئی ہوں، کہا تم کہ انہیں کے پاس لوٹ جانا چاہئے۔ جاؤ اور خوب ان کی فرمانبرداری کرو۔ خدا عنقریب تمہاری اولاد کو بڑھائے گا۔ تم حاملہ ہوگی۔

عل تورات کی پانچ کتابیں ہیں اور سب کے مجموعہ کا نام تورات ہے۔

اور ایک لڑکا تمہارے یہاں پیدا ہوگا۔ جس کا نام اسمعیل ہوگا۔
 خدائے تمہاری نالہ و زاری کو سن لیا۔ تمہارا لڑکا سب لوگوں میں
 بیگانہ ہوگا۔ اس کا ہاتھ سب پر بالا ہے گا۔ فروتنی سے سب
 کے آگے ہاتھ پھیلائیں گے۔ تمام دنیا میں اس کا حکم نافذ ہوگا۔۔۔
 (توریت کی آیت ختم ہوئی)

اب یہ امر یقینی ہے کہ حضرت اسمعیل اور ان کی صلیبی اولاد میں سے کوئی
 ایسا نہیں ہو جس نے تمام دنیا پر قبضہ کیا ہو۔ یہ اشارہ بجز ذات اقدس صلی اللہ
 علیہ وسلم کے اور کسی کی طرف نہیں۔ صرف اسلام ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو
 زمین کے رہنے والوں پر بالادستی نصیب ہوئی۔ آباد ملکوں کے اکثر حصوں پر
 اسی نے اپنا سکہ جمایا۔ آپ کی اُمت نے مشرقی اور مغربی ملکوں میں کسی کسی
 نمایاں ترقیاں کیں۔ علمائے یہود اس امر سے خوب واقف ہیں لیکن وہ کج بحث
 عام لوگوں سے اس کو چھپاتے ہیں۔ توریت کی ۵ کتاب ۱۸ فصل میں ہے کہ
 ”خدائے حضرت موسیٰ سے کہا کہ نبی اسرائیلیوں سے کہہ دو کہ میں
 اخیر زمانہ میں تجھ سے ایک نبی ان کے برادر زادوں میں سے بھیجوں گا“

جو جو نبی حضرت موسیٰ کے بعد آئے وہ سب اسرائیلی ہی تھے۔ اور
 سلسلہ اسرائیلی حضرت عیسیٰ پر ختم ہو گیا۔ اب کوئی برادر زادوں میں سے سوائے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نظر نہیں آتا۔ آپ ہی حضرت اسمعیل کی اولاد سے
 ہیں اور حضرت اسمعیل و اسحاق بن حضرت ابراہیم کے بھائی ہیں اور اسحاق سب
 اسرائیلیوں کے جد ہیں جن بھائیوں کا توریت میں ذکر ہے وہ یہی ہیں اگر

یہ بشارت کسی ایسے نبی کی ہوتی جو کہ خود اسرائیلی ہوتا تو اس وقت اس کو بزرگوار
 اسرائیلیوں کا کہنا محض بے معنی ہوتا اور نیز یہودیوں کا اتفاق ہے کہ جتنے
 انبیاء بعد حضرت موسیٰ کے مبعوث ہوئے ان میں سے کوئی موسیٰ کا ہمتا نہ تھا
 مثلاً ایسا شخص ہو جس کی تمام فرقتے اور قومیں پیروی کریں۔ یہ صفت اگر ہے
 تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہے کہ آپ ہی حضرت اسمعیلؑ کی اولاد سے
 ہیں۔ شریعت آپ کو ایسی عطا کی گئی ہے کہ تمام شریعتیں اس کے سامنے
 ہیچ ہو گئیں اور تمام فرقتے آپ کا لوہا مان گئے۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ
 تورات کی ۵ کتاب سہم فصل میں ہے کہ ”پروردگار طور سینا کی طرف سے
 ہماری طرف متوجہ ہوا اور کوہ ساعیر سے اس نے ہم پر طلوع کیا فاران کی
 پہاڑیوں پر اس نے ظہور کیا۔“

رسول کریمؐ کے اہل کف

قیدار کی شوکت و عظمت

حضرت سیدنا ابراہیمؑ کے فرزند گرامی حضرت اسمعیلؑ کی نسادہی جرمی
 قبائل میں ہوئی جو چشمہ زمزم کے نمودار ہونے پر حضرت ہاجرہ کی اجازت سے
 ارضِ مکہ میں آباد ہو گئے تھے۔ ان سے جو نسل پھیلی وہ عرب مستعمرہ کے نام سے
 تاریخ میں مشہور ہے۔ حضرت اسمعیلؑ کے صلب سے گیارہ اولاد ہوئیں ان میں
 ایک لڑکے کا نام قیدار تھا جس کی نسل میں سب سے زیادہ شہرت عدنان
 کو حاصل ہوئی۔ قریش کا سلسلہ نسب ان ہی عدنان تک پہنچ کر ختم ہوتا ہے۔

مورخین نے اس کے بھی نین جھٹے کئے ہیں۔ اولاً حضرت اسماعیلؑ سے لے کر عدنان تک ثانیاً، عدنان سے لے کر فہر تک۔ ثالثاً فہر سے لے کر آخر تک فرزند ان اسماعیلؑ میں دو صاحبزادوں قیدار و زیارت کو بہت عروج حاصل ہوا اور انہوں نے بڑے جاہ و جلال اور شکوہ و طمطراق کے ساتھ زندگی بسر کی قیدار کی اولاد نے بھی بڑی ترقی اور نام حاصل کیا۔

انہیں فرماں روا یا نہ صولت تو حاصل نہ تھی۔ تاہم چونکہ کثیر التعداد تھے بالعموم شہروں میں رہتے تھے۔ ایک سردار کی زیر قیادت تھے۔ اس لئے ان کی شہرت بھی زیادہ ہو گئی تھی اور انہیں اقتدار و عظمت بھی حاصل تھی اس لئے ہمسایہ قبائل بھی ان کے زیر فرمان رہا کرتے تھے۔ ان میں تمدنی مشاہد بھی نمایاں تھے اور زندگی بالکل مدبرانہ زندگی نہ تھی۔ بنو اسماعیلؑ دولت و ثروت میں بہت نمایاں تھے۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ یہ تجارت کرتے تھے اور دور دور تک مال لے جاتے اور خرید و فروخت میں مصروف رہتے تھے۔ رفتہ رفتہ ان کی کاروباری شہرت دور دور تک پھیلی۔ لکھا ہے کہ وہ مشہور قافلہ بھی جو تجارتی اشیاء کو لے کر مصر گیا تھا اور جس نے کہ کنزین سے حضرت یوسفؑ کو نکالا تھا انہی لوگوں کا قافلہ تھا۔

تورات میں لکھا ہے کہ یہ قافلہ گرم مہالحم اور روغن بلسان وغیرہ کثیر مقدار میں لئے ہوئے مصر جا رہا تھا۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان کے جوہلے کتنے بند تھے اور کاروبار کس قدر فروغ حاصل کر چکا تھا اور ہر ملک میں ان کی عزت و وقعت کی جاتی تھی گو اس تجارت و نمول نے انہیں عام عزت

واعزاز کا مستحق بنا دیا تھا لیکن سب سے بڑی عزت ان کے لئے یہ تھی کہ بیت اللہ شریف کے متولی بھی تھے۔ جس کی وجہ سے تمام عرب انہیں محترم و مشرف سمجھتا تھا۔ حضرت اسماعیلؑ کے بعد کعبہ شریف کی تولیت قیدار کے حلقہ میں آئی لیکن دو ہی نسلیں گذری تھیں کہ نسل کے بڑھنے کی وجہ سے یہ لوگ اطراف میں اپنی بستیاں بسانے پر مجبور ہوئے اور جو لوگ ارض حرم میں رہتے تھے وہ اس کے اہل ثابت نہ ہوئے۔

بخت نصر کا حملہ

چنانچہ تولیت قبیلہ جرہم کے ہاتھ میں آگئی۔ کئی لپشت تک تو جرہم اس منصبِ جلیل کے حامل رہے لیکن یہ دیکھ کر کہ یہ لوگ فسق و فجور میں مبتلا اور مدہوش ہو گئے ہیں اور تولیت کا شرف رکھنے کے باوجود حرمت کعبہ کا بھی پاس نہیں کرتے۔ حجاج کو سنانے اور ان کے چڑھاؤں کو بھی خرد برد کر جاتے ہیں آل اسماعیل نے انہیں تنبیہ کی لیکن وہ باز نہ آئے۔ قرابت داری کا لحاظ کرتے تھے مگر تابہ کے مجبور ہو کر وہ قبیلہ جرہم کی سرکوبی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ لیکن چلتے چلتے یہ شرارت کی کہ حجر اسود کو اکھاڑ کر دیگر تبرکات کے ساتھ چاہ زمزم میں ڈال دیا۔

اس طرح تولیت آل اسماعیل میں آگئی اور عرضِ مکہ کی سیادت کا منصب بھی انہی کو حاصل ہوا اور عدنان نکسا پہنچ گئی۔ عدنان بہت حوصلہ مند اور نامور شخص تھا۔ بڑے غرور و شکوہ کے ساتھ سرداری کر رہا تھا۔ بہت سے انتظام

اس کے پیش نظر تھے کہ بخت نصر اپنی پوری ستم گاریوں اور شقاویوں کے ساتھ
 عرب پر حملہ آور ہوا۔ عدنان نے بڑی جرات و ہمت کے ساتھ مقابلہ کیا مگر
 ارض کلدانیہ کے اس عظیم الشان لشکر سے مقابلہ کرنا اور فتح پانا اس کے قابو کی
 بات نہ تھی شکست ہوئی عدنان اسی حملہ میں مارا گیا۔ بخت نصر کی سفاکیاں عالمگیر
 شہرت اختیار کئے ہوئے تھیں اس نے برا فروختہ ہو کر سائے عرب کو تباہ
 کر دیا۔ انتہائی ظلم و تشدد کے مظاہر پیش کئے بمشکل ایک فرزند معد کسی نہ
 کسی طرح بچ گیا۔

بخت نصر کون تھا؟

بخت نصر آتش پرست اور محرز مشرف خاندان کا ایک یتیم بچہ تھا مگر
 گردش زمانہ کی وجہ سے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر اپنی ماں اور خود کی شکم پوری
 کرتا تھا۔ جب وہ بیمار ہوا تو حضرت دانیال نے اس کی تیمارداری کی اور تعلیم
 و تربیت دی۔ بخت و اقبال نے وہ زور پکڑا کہ سنجاریب بادشاہ بابل نے
 اس کی قدر و منزلت کرتے ہوئے امارت پر پہنچایا۔ یہاں تک کہ وہ بادشاہ کا
 ولی عہد ہوا۔ بعد وفات سنجاریب بادشاہ بابل ہوا۔ فتح و ظفر اس کے استقبال
 کو آئے تھے۔ بیت المقدس کی تباہی و بربادی کا بانی یہی ہے جو تاریخ عالم میں
 ایک دائمی یادگار ہے۔

ہمیں چونکہ اختصار سے کام لینا ہے اس لئے اس بات کو مد نظر رکھتے
 ہوئے کچھ حالات چاہ زہرم اور حبر اسود کے ربط مضمون کی خاطر اس جگہ درج

کرتے ہیں اور موقع ملا تو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ زیب صفحات کریں گے۔

حجر اسود کیا ہے؟

اس کے متعلق دو قول زیادہ مستند طور پر بیان کئے جاتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ حیت کے قیمتی پتھروں میں سے ایک ہے دوسرے یہ کہ حیب آدم نے خطا کی تو جو فرشتہ ان کا محافظ تھا اس پر بھی آدم علیہ السلام کے ساتھ ساتھ نقاب نازل ہوا اور وہ پتھر بنا دیا گیا۔ وہی جبریل امین نے لاکر خلیل اللہ کو دیا جسے آپ نے نصب فرمایا اور اس کا نام حجر اسود ہو گیا۔ لیکن ہمارے خیال میں پہلا قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ یہ پتھر صوب کی مانند سفید تھا لیکن گناہگاروں کے ہاتھوں سے مس ہو کر اب بالکل کالا پڑ گیا ہے اور صرف نقطہ کے برابر سفید باقی رہ گئی ہے اس کو بوسہ دینے والے ہاتھ لگانے والے حیب قیامت میں پیش ہوں گے تو یہ ان کی گواہی دے گا اور وہ اس کی سفارش سے بخش دیئے جائیں گے۔ لیکن جن لوگوں کا مقصد حج سے نام و نمود بھٹی ان کے خلاف یہ پتھر گواہی دے گا۔ اس کی گواہی پر ان کا حج مردود ہو جائے گا۔ اور وہ سزا پانے کے لئے دوزخ میں بھیج دیئے جائیں گے۔ اسی وجہ سے حجر اسود زمیوں اور آسمانوں میں متبرک سمجھا جاتا ہے لیکن اس کی تعظیم سے ہندو وغیرہ یہ اعتراض نہ پیش کریں کہ مسلمان بھی پتھر کو پوجتے ہیں۔ معاذ اللہ عمر رضی اللہ کے اس قول نے حجر اسود کے متعلق صاف تصریح کر دی چنانچہ

آپ بوسہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں.....
 ”تو کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع لیکن چونکہ میں نے اپنے
 آقائے نامدار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دینے
 ہوئے دکھایا ہے اس لئے آپ کے نفع میں۔ میں بھی تجھے بوسہ
 دیتا ہوں.....“

یہیے کفار کے پھر اعتراض پر توحید کی بجلی گر گئی۔ تو نہ نفع پہنچا سکتا
 ہے نہ نقصان۔ کیا بتوں کو پوجا کے وقت بھی ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ تم نفع
 نقصان نہیں پہنچا سکتے، کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں جو حجر اسود سے مراد میں
 مانگا پڑا سے خدا کی ذات و صفات میں شریک بٹراتا ہو۔ معاذ اللہ۔

آپ زہم کس طرح جاری ہوا

جب خلیل اللہ سیدہ ہاجرہ کو چھوڑ کر چلے گئے تو آپ ہشاس ہشاس لہجے
 خوفناک اور وحشت انگیز جنگل میں ریت کی ایک ڈھیری سر کے نیچے رکھ کر
 لیٹ گئیں اور اپنے معصوم بچے کو دودھ پلانے اور اس ننھے سے کھلونے
 سے کھیلنے لگیں۔ جب بھوک بہت لگتی اور پیاس کی بہت شدت ہوتی تو چند
 کھجوریں یا تھوڑا سا سنتو کھا پانی پی شکر الہی بچا لائیں۔ تاہم آپ طعام کا یہ
 قلیل ذخیرہ ختم ہو گیا۔ اور ایک دو نہیں پوسے سات وقت صاف گذر گئے تو
 حضرت ہاجرہ بھوک پیاس سے بہت بیتاب ہوئیں۔ زیادہ اضطراب کی
 یہ وجہ تھی کہ آب و طعام نہ ملنے کے سبب سے دودھ خشک ہو گیا تھا اور

سردِ عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جان اکما عیل علیہ السلام بھوک پیاس کے مارے ریت پر ایڑیاں رگڑ رہے تھے۔ بھلا ماں اپنے بچے کی یہ حالت دیکھ کر کب ہوش میں رہ سکتی ہے۔ سیدہ بے قرار ہو کر اٹھیں معصوم کو وہیں چھوڑا اور دوڑ کر کوہ صفا پر چڑھ گئیں۔ اس لئے کہ شاید کہیں پانی نظر آجائے۔ مگر جدھر آنکھ اٹھاتیں جہاں نظر دوڑائیں۔ ریت کے دریا یا چند بے برگ و بار درختوں کے سوا کچھ بھی نظر نہ آتا تھا۔ مانتا نے اجازت نہ دی کہ وہ بھٹوری اور یہاں ٹہر سکیں۔ خیال آیا کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی موزی درندہ میرے بچے کے پاس آجائے۔ اور معصوم کو منہ میں دبا کر لے کھاگے۔ اتنی اندیشے کے تحت فوراً دوڑتی ہوئی پہاڑ کے نیچے اتریں بھوکے پیاسے بچے کے پاس آئیں، زمین سے گود میں اٹھایا، گلے لگایا پیار کیا پھر وہیں ٹاڈا دیا اور دوڑ کر کوہ مروہ پر جا چڑھیں۔ اسی طرح سات مرتبہ پانی کی تلاش میں سیدہ صفا اور مروہ کی پہاڑیوں پر دوڑ دوڑ کر چڑھیں اور اتریں۔ سیدہ کا یہ بے اختیارانہ فعل حق جل مجدہ کو اس قدر پسند آیا کہ قیامت تک کے لئے مسلمانوں کے لئے حج کے موقع پر صفا و مروہ پر سات سات مرتبہ دوڑنا لازمی کر دیا۔ جب سیدہ اس دوڑ دھوپ سے تھک گئیں تو بے جان ہو کر اپنے پیاسے بچے اسمعیل کے پاس آکر گر پڑیں۔ اور ان کی نگاہیں آسمان کی طرف جا لگیں۔ خدا جانے ان نگاہوں میں کیسا زبردست اثر تھا کہ زمین لرز گئی۔ آسمان کانپ گیا اور عرش ٹھرا گیا۔ جہاں معصوم اسمعیل ایڑیاں رگڑ رہے تھے وہیں فوراً خدا کی قدرت کا ایک نمونہ نظر آیا۔ حضرت ماجرہ نے دیکھا کہ میرا معصوم ایڑیاں رگڑ رہا ہے وہاں سے

ایک پانی کا چشمہ اُبل پڑا۔

حق تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ کی یہ بے حسنیٰ دیکھ کر ارشاد فرمایا۔ یا جبریل
جبریل نے کہا۔ "لیسیت ریتا وسعدیک" حکم ہوا فوراً جاؤ اور اُبلے حبیب محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد (اسمعیل) اور ان کی والدہ کے لئے
زمزم نکلے۔ فوراً حکم کی تعمیل ہوئی۔ پلک جھپکالے میں یہ سب کچھ ہو گیا۔
جہاں ذبح البشاہاں رگڑ رہے تھے۔ جبریل امین نے اپنا پر مارا اور وہاں
سے زمزم کا ایک چشمہ جاری ہو گیا۔

سیدہ نے سنا کہ ایک پکارنے والا پکار رہا ہے
تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم سے ہمیں کچھ فائدہ
پہنچ سکتا ہے تو ہمارے پاس آؤ۔ جبریل امین
نشریف لائے اور اپنی اڑی زمین پر ماری ساتھ ہی
پانی کا ایک چشمہ زمین سے اُبلنے لگا۔ (صحیح بخاری)

فاذا هوى بصوت فقال
اغث ان كان عندك
خبر فاذا جبريل وغنم
عقبه على الارض فانيشق
الماء

زمزم کی خوش قسمتی

زہرے نصیب اس پانی کے جو جبریل امین کے پاؤں مارنے سے ذبح اللہ
جبریل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی والدہ کی بھوک پیاس بجھا دینے کے
لئے جاری ہو گیا اور یہ ہی نہیں بلکہ شب معراج میں رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کا مبارک قلب دھونے کے لئے یہی زمزم لایا گیا۔

اے زمزم تو کتنا قابل رشک ہے کہ تو ذبح البشاہ اور ام ذبح اللہ

کے کام میں آنے کے لئے جاری ہوا۔ اور پھر تو دادا دادی کا ورثہ ہو کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے مشرف ہوا، واقعی تو اپنے اُپر جتنا ناز کرے صحیح اور جس قدر فخر کرے بجا ہے۔ حضرت ہاجرہ نے جب زمین سے چشمہ اُبلتے ہوئے دیکھا تو جلدی سے معصوم ذبیح اللہ کو پانی پلایا اور خود بھی پیایا۔ پھر چاروں طرف سے بالوریت سمیٹ کر منڈیر بنائی کہ کہیں الیسا نہ ہو یہ قدرتی چشمہ جو میرے لئے جاری ہوا ہے بہہ جائے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "خدا ہاجرہ کا بھلا فرمائے اگر وہ اس پانی کو روکنے کے لئے منڈیریں نہ بنا دیتی، تو یہ ایک جاری چشمہ ہو جاتا اور میری ادنیٰ اُمت کے گھر میں بھی جاری پایا جاتا۔" (تاریخ الانبیاء ابن خلدون)

بنو قضاۃ کا چاہ و حلال

عدنان سے حضرت اسمعیلؑ تک چالیس پشتوں کا فصل ہے۔ عدنان کی نسل سے صرف ایک ہی لڑکا معد بن عدنان بنا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی نسل میں برکت دی اور اس کی اولاد اس کثرت سے پھیلی کہ دور دور تک آباد ہو گئی۔ معد کے لڑکے نزار سے پانچ مشہور قبیلے نکلے جنہوں نے تاریخ عرب میں بہت اہمیت حاصل کی ان پانچوں میں ربیعہ، قضاۃ، اور مضر کی نسلیں بکثرت پھیلیں اور انہوں نے دنیوی اعزاز بھی حاصل کیا ربیعہ بن نزار کے متعدد لڑکے تھے جو بڑے بڑے عرب قبائل کے مورث ہوئے جن میں بنو جدیلہ، بنو وائل، بکر بن وائل، بنو عجل، بنو عبد قیس اور

بنو تغلبہ وغیرہ کے بہت مشہور تھے۔ بعد کو یہ قبائل بھی بہت سی چھوٹی چھوٹی شاخوں میں منقسم ہو گئے۔

بنو قضاعہ کی نسل نے بڑی ترقی کی۔ بنو جرہم۔ بنو اسد۔ بنو مکر۔ بنو کلب۔ جہینہ، نہدیہ وغیرہ اسی نسل میں ہیں۔ اور ان کی بھی بہت سی ذیلی شاخیں ہیں۔ مضر بن نزار کی نسل سب سے زیادہ پھیلی اور بکثرت قبائل میں تقسیم ہو گئی۔ انہوں نے دنیوی اعزاز بھی حاصل کیا اور عرب کی دستوں میں پھیل کر ترقی حاصل کی۔ مختصر یہ کہ آل اسمعیل د آل عدنان بہت بڑھی جس کی مزید تفصیل کی گنجائش نہیں اور نسلیں تو بدویانہ زندگی بسر کرتی رہیں مگر قضاعہ۔ ربیعہ اور مضر نے متعدد بڑی بڑی حکومتیں اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کر لیں جو صدیوں تک قائم رہیں۔ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ حجاز سے لے کر شام تک اور عراق تک بنو قضاعہ کی حکومتیں پھیلی ہوئی تھیں۔ ان میں بھی تنوخ اور سلیم نے تو اس درجہ اقتدار حاصل کر لیا کہ وہ یکے بعد دیگرے تخت شام پر متمکن ہوئے اس سلطنت کے ماسوا تبوک اور دومتہ الجندل میں بھی ان کی بڑی بڑی ریاستیں فرماں روائی کرتی رہیں۔ ربیعہ کو سلطنت تو نصیب نہ ہوئی مگر اقتدار انہیں بھی اتنا حاصل ہوا کہ تمام قبائل کی گردنیں ان کے سامنے خم رہیں اور ان کی ادنیٰ مخالفت بھی اعلان جنگ کے مترادف خیال کی جاتی تھی۔ یہ مضر تو ان میں بکر و تغلبہ کی ریاستیں حجاز میں تھیں اور بنو عامر کی حکومت عراق پر قائم ہو گئی تھی۔

بیت پرستی اور بلائے افتراق

یہ تو ضرور ہے کہ قریش کے علاوہ قریب قریب تمام عدنانی بدویانہ ہی زندگی بسر کرتے تھے لیکن ان کا خاص پیشہ اور مخصوص ذریعہ معاش تجارت تھی، جیسا کہ علامہ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ نخت نھر کے حملہ عرب کے وقت متعدد عدنانی کاروانی تجارت اس کی سلطنت کے حدود میں موجود تھے جن کی گرفتاریاں سب سے پہلے عمل میں آئیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام بیت شکن تھے۔

ان کی نسل کو دین حنیف کا حامل اور خالص موحد ہونا چاہئے تھا۔ لیکن انسان ظلو یا جہولاً واقع ہوا ہے۔ چند پشت تک تو ضرور اس میں توحیدی شمعیں روشن رہیں لیکن جیسا کہ سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے کہ اسی نسل میں ایک شخص عمرو بن لُحی نے اٹھ کر اس کا شانہ توحید میں جو بیت اللہ کے نام سے موسوم تھا متعدد ثبت لاکر رکھ دیئے رفتہ رفتہ تمام عرب اصنام پرستی کی وبا کا شکار بن گیا تاہم حج و طواف کے لئے لوگ برابر آتے رہے۔ اسی طرح عدنان بیت پرست ضرور ہو گئے اور دین حنیف مٹ گیا۔ جو لوگ اس وبا کا شکار ہونے سے بچ گئے انہیں دیگر مذاہب نے نکل لیا۔

بنی کنانہ میں یہودیت اور سارہ پرستی دونوں نفوذ کر گئیں۔ فہما عمہ اور ربیعہ نصرانیت کی طرف گئے۔ تمیم میں مجوسیت آگئی۔ کچھ ایسے بھی تھے جو بالکل دس پرستی کے آغوش میں پہنچ گئے۔ دین حنیف کے پیرو کہیں کہیں خال خال رہ گئے

ان کی حالت بھی کچھ اچھی نہ تھی اور مذہب کی صورت بڑی حد تک بگڑ چکی تھی اس ابتدائی دور کفرانِ نعمت کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدائے قدوس نے ان پر بلائے افتراق مسلط کر دی اور یہ حالت ہو گئی کہ ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر صدیوں تک جنگیں جاری رہنے لگیں جن میں سے بعض تو بڑی خونریز تھیں۔ اگر آفتابِ اسلام نے طلوع ہو کر ان ظلمتوں کا خاتمہ نہ کر دیا ہوتا تو یہ لڑ لڑ کر ہی تباہ ہو جاتے۔

قریش کی جنگجوی اور ہمان نوازی

بکر و غلب ایک معمولی بات پر لڑ بیٹھے اور چالیس سال تک برابر سلسلہ جنگ جاری رہا۔ قبیلہ قریش کے بانی فہر بن مالک بن نصر بن کنانہ تھا۔ قریش تجارت کے ہم معنی ہے۔ یہ خطاب سب سے پہلے فہر کے مورث اعلیٰ نصر کو اس کی تجارتی حوصلہ مندوں کے باعث حاصل ہوا تھا۔ لیکن چونکہ اس کی نسل زیادہ تر فہر ہی سے پھیلی اس لئے وہ خطاب بھی اس کی طرف منتقل ہو گیا اور تمام بنو فہر قریش کہلانے لگے۔ یہ بہت عظیم الشان خاندان تھا۔ جو چھوٹے بڑے دس خاندانوں پر مشتمل تھا۔ فہر کے تین لڑکے محارب، حارث اور غالب میں سے حارث و محارب کی نسل زیادہ نہیں پھیلی۔ عہد رسالت میں شاہرہ میں حضرت ابو عبیدہ بن الجراح الہی کی اولاد میں تھے۔ باقی تمام خاندانوں نے جو اعلان نبوت کے وقت موجود تھے وہ غالب ہی کی اولاد میں تھے۔ یہ قریش بھی نہایت جنگجو تھے۔ اور ان میں بھی تلواریں چلتی رہتی تھیں۔ تاہم بہت پرستی اور انتہائی ابتدالی و اختلال کے باوجود ان میں خوبیاں بھی تھیں۔ اور سب کے سب

تجارت میں مشاق اور دولت مند تھے۔ حرم کی عزت، اقربا نوازی، مہمان پروری، فیاضی، پختگی عہد میں عالمگیر شہرت رکھتے تھے اور اس درجہ مغرور بھی تھے کہ کسی کے سامنے گردن خم کرنا جانتے ہی نہ تھے۔ کسی حکومت کے ماتحت ہو کر نہ رہتے تھے۔ کسی کا تابع فرمان ہو کر رہنا باعث ننگ و عار سمجھتے تھے۔ اور خانہ کعبہ کی تولیت کی وجہ سے انہیں مذہبی پیشوائی کا منصب بھی حاصل ہو چکا تھا۔ اور تمام عرب اس اعتبار سے انہیں وقعت و احترام کی نظر سے دیکھتا تھا۔ عرب پران کی سیادت بھی مسلم تھی۔

قصہ بن کلاب کے اولوالعزم کارنامے

تمام قریش کی زندگی بالعموم بدویانہ زندگی تھی۔ صرف ایک شہر مکہ میں کچھ آثار تمدن نظر آتے تھے۔ اب وہ دور شروع ہوا کہ ایک اولوالعزم اور جوانمرد قریشی میدان میں اُترا اور قریش کی حالت میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ اس صاحبِ عزم شخص کا نام قصہ بن کلاب تھا۔ قہر کی پانچویں پشت میں کلاب بن مرہ کے صلاب سے یہ جوان مرد و مدبر پیدا ہوا۔ ابتدا بہت حقیر تھی۔ ابھی ہوش بھی نہ سنبھالا تھا۔ آنکھ بھی نہ کھولی تھی کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹ گیا۔ ماں رہ گئی تھی۔ اُس نے قبیلہ بنی عذرہ میں عقد ثانی کر لیا۔ بچہ تو تھا ہی ماں کے ساتھ رہا اور وہیں پرورش ہوئی۔ ہزار شفقت کی جائے مگر پھر جگر جگر ہے اور دگر دگر ہے۔ قصہ بن کلاب اپنی ماں سے اپنی خاندانی عظمت و وجاہت کا حال سنتا اور خاموش ہو جاتا۔ یہ زمانہ تو اُس نے جوں توں کر کے گزار لیا مگر

سبزہ زار شباب میں قدم رکھتے ہی اُس کی غیور اور غیرت مند طبیعت نے یہ گوارا نہ کیا کہ وہ بے کسانہ زندگی بسر کرے۔ مضافات میں پڑا ہے فوراً عازم مکہ ہوا۔ دادھیال والوں نے نہایت محبت سے اُسے اپنے آغوش عاطفت میں لے لیا۔ طلب صادق ہو تو اللہ تعالیٰ انسان کو فائز المرام کر دیتا ہے یہ اپنی ترقی کی فکر میں لگا ہوا تھا کہ موقعہ دیکھ کر اُس نے حلیل بن حبیبہ خزایمی کی لڑکی سے شادی کر لی جو حرم کا متولی تھا۔

حلیل کے مرتے ہی اُس نے یہ سوچ کر کہ قریش کے ہوتے ہوئے بنو خزاعہ کو ولایت حرم کا کوئی استحقاق نہیں۔ قریش و کنانہ کو ساتھ ملا لیا جنگ کی اور انہیں حرم سے نکال دیا۔ قصی حوصلہ مند و مدبر بھی تھا۔ اور حلیل کا داماد بھی۔ لوگوں نے اس منصب اہم کے لئے اسی کو منتخب کر دیا اس کے بعد جو اُس نے گرد و پیش نظر ڈالی تو دیکھا کہ قبائل قریش کی حالت ابتر ہے۔ بے اہتول اور منتشر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ دور دور آباد ہیں۔ عنوان زندگی

خانہ بدوشانہ ہے چنانچہ یہ ایک عزم صمیم کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ پہاڑوں اور صحراؤں میں جو قبائل منتشرانہ آباد تھے۔ انہیں ترغیب دے کر مکہ لے آیا اور انہیں حرم محترم کے گرد و پیش آباد کیا۔ چونکہ خود ایسی قبیلہ کا چشم و چراغ تھا اس لئے اس اجتماعی زندگی سے جہاں قریش کو فائدہ پہنچا وہاں اس کا اقتدار بھی بہت بڑھ گیا۔ اس کے بعد قضی نے مکہ میں ایک دارالندوہ کی بنائیں استوار کیں اور اسے اُس عہد کا ایک نہایت فعال اور کارفرما ادارہ بنا دیا۔ تمام اہم امور کے مشورے اسی دارالندوہ میں ہوتے تھے۔ قریش کو جب کبھی

جنگ کی تیاری کرنی ہوتی کسی اہم کام کا اقدام کرتے تو وہ باہمی مشورہ کیلئے
 اسی میں مجتمع ہوتے۔ زرقانی کی تصریحات کے مطابق تمام معاشرتی تقریبات
 کی رسوم بھی اسی عمارت میں ادا کی جاتی تھیں۔ اس سے بھی زیادہ ممتاز اور
 یادگار زمانہ کام قصی نے یہ کیا کہ ایک روز دارالندہ میں قریش کو مجتمع کر کے
 ان کے سامنے ایک پرچش تقریر کی اور کہا کہ زیارت حرم کے لئے جو لوگ
 متعدد کثیر یہاں آتے ہیں ان کی میزبانی قریش کا ایک اہم فریضہ ہے۔ ہر طرف سے
 اس کی تائید ہوتی اسی وقت حجاج و زائرین کے آرام و طعام کے لئے خرچ کی جانے
 کو ایک رقم کا تعین ہو گیا اور میزبانی کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ قصی ہی نے
 مشعر حرم تیار کیا جس پر حج کے زمانہ میں چراغ جلائے جاتے تھے۔ ان کے
 پانی پلانے کے لئے چرمی حوض بنائے اس سے قریش کی عظمت عرب بھر میں
 مسلم ہو گئی۔ گویا قصی نے ایک چھوٹی سی جمہوریہ مکہ میں قائم کر دی حقیقت
 یہ ہے کہ قصی پہلا شخص تھا جس کی اطاعت تمام قبائل قریش نے قبول کی اور
 یہی پہلا دن تھا جب کہ حجاز میں سیاسی اہمیت حاصل ہوئی۔ قصی رئیس عظم قریش
 نہ تھا بلکہ دراصل بادشاہ تھا۔

ہاشم کی اولوالعزمیاں

قصی نے تجارت کو بھی ترقی دی اور ترقی کیا دی قریش کی کایا پلٹ کر
 رکھ دی اگر وہ کچھ دن اور زندہ رہتا تو خدا جانے قریش کو کہاں سے کہاں
 پہنچا جاتا بہر کیف یہ کارنامہ ہی کچھ کم اہم نہیں کہ اس نے قریش کو فرش خاک سے

اٹھا کر عرشِ عزت پر پہنچا دیا۔ قریش کے چھ بیٹوں میں سب سے چھوٹا بیٹا
عبدالدار سے زیادہ ناقابل تھا لیکن قصی نے حرم محترم کے تمام مناصب
اس خیال سے اسی کو تفویض کر دیئے کہ وہ اس طرح اپنی حالت قائم رکھ سکے گا
لیکن سچھے بھائی عبدالمناف نے کچھ ہی مدت بعد اپنے اقتدار و ہوشمندی سے
تمام مناصب پر قبضہ کر لیا۔

یہ عبدالمناف ہی حضور نبی کریم کے مورثِ اعلیٰ ہیں جنہوں نے بڑی
پریشکوہ زندگی بسر کی ان کے چھ بیٹوں زین کا مفصل ذکر اگلے صفحات میں
کیا جائے گا) میں ہاشم سے زیادہ صاحبِ اثر و جہت اور شجاع تھے۔
عبدالدار سے مناصبِ حرم حاصل کرنے میں سب سے بڑا ہاتھ انہی کا تھا چونکہ
بہت مقتدر اور بہت مدبر تھے۔ اس لئے باپ کے تمام مناصب پر انہی کا قبضہ
ہو گیا۔ اس کے بعد انہوں نے دادا کے کارناموں کو زندہ کیا اور اس شان کے
ساتھ زندگی بسر کی کہ ہر طرف ان کا طوطی بولنے لگا۔ ہر قلب پر سکے بیٹھ گیا۔
فروغ و ترقی تجارت اور قیام امن کے سلسلہ میں ان کی سرگرمیاں بہت مستحق
اور بہت کامیاب ہیں انہوں نے کاروبار تجارت کو بے حد ترقی ہی نہیں دی
بلکہ فلک الافلاک تک پہنچا دیا۔ قیصر روم اور شاہِ حبش کے درباروں میں پہنچے
اور اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر ان سے اس مضمون کے فرامین حاصل
کر لئے کہ وہ اپنے حدودِ سلطنت میں عربوں سے مال تجارت پر کوئی ٹیکس نہ
لیں گے۔

ایک طرف تو یہ فرامین حاصل کئے اور دوسری طرف مختلف قبائل میں

دورہ کر کے اُن سے معاہدات کئے۔ ان میں پہلے ہو گیا کہ وہ قریش کے کاروان تجارت کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے جس کے صلہ میں کاروان قریش ان کی ضروریات کی اشیاء لے کر خود ان کے پاس جائے گا۔ اور خرید و فروخت کرے گا۔ ہاشم کے وقت تک قریش تجارت تو کرتے چلے آتے تھے۔ مگر یہ تجارت کبھی بہت محدود خطرات زیادہ تھے۔ قافلے لٹ جاتے تھے۔ لیکن اب جو بیرونی ممالک میں ٹیکس معاف ہو گیا اور عرب کے اندر قافلوں کے لٹنے کی طرف سے اطمینان ہوا تو قریش کی تجارت کو پر لگ گئے۔ قریش کے کاروان جنوب میں یمن اور بحرین تک شمال میں شام اور ایشیائے کوچک تک مشرق میں عراق اور ایران تک اور مغرب میں مصر و حبش تک گھومتے اور بے شمار منافع حاصل کرتے رہتے تھے۔ یہی نہیں جہاں جاتے تھے وہاں عزت ہوتی تھی۔ کہیں ان کا قافلہ نہ لٹتا تھا۔ قیصر و نجاشی خود قریشی تاجروں کو بنظر وقعت دیکھتے تھے۔

قریش نے جتنی ترقی اس عہد میں کی اور جتنی دولت کے انبار اس زمانہ میں فراہم کرے اس کی نظیر اس سے پیشتر کے کسی زمانہ میں بھی نہیں مل سکتی اس کے علاوہ ہاشم حجاج کی مینربانی بھی بڑی سیر چشمی کے ساتھ کیا کرتے تھے ایک دفعہ قحط پڑا تو انہوں نے شوربے میں روٹیاں چورہ کر کے لوگوں کو کھلا میں جس سے اور زیادہ شہرت ہو گئی۔

عہد المصلحت کی مصلحت و سیاہوت

ہاشم نے مدینہ میں بنی نجار کی ایک حسین و شریف لڑکی سے شادی کر لی تھی

جس سے عبدالمطلب پیدا ہوئے۔ ہاشم کے بھائی مطلب کو جو آٹھ سال کے بعد علم ہوا تو وہ جا کر لے آئے جو ان ہو کر یہ بھی خلف الرشید ثابت ہوا۔
 قریش کی سرداری بھی انہی کو مل گئی۔ بڑے جاہ و اقتدار اور طنطنہ کے ساتھ سرداری کرتے رہے کسی میں ہمت نہ تھی جو ان کی مخالفت میں قدم اٹھاسکے دور دور تک دھاک بٹھٹی ہوئی تھی اور بنو ہاشم کا ستارہ عروج پر تھا جاہ زمزم کو آپ ہی نے از سر نو تعمیر کرایا اور یتیم ہو جانے پر حضور نبی کریم کی بڑی محبت سے پرورش کی۔

عبداللہ کی ہرلعزیزی

عبدالمطلب کے بیٹوں میں حضرت حمزہؓ حضرت عباسؓ۔ ابوطالب نے بہت شہرت پائی عبداللہ کی شادی مدینہ کے ایک ممتاز قبیلہ زہرہ کی چشم و چراغ بی بی آمنہ سے ہو گئی ابتدا ہی سے تجارت شروع کر دی تھی۔ ایک دفعہ مال تجارت لے کر عازم شام ہوئے۔ واپسی میں مدینہ پھرے اور وہیں انتقال کیا۔ خاندان میں سب سے زیادہ عزیز بھتے اور محترم حیثیت رکھتے تھے۔ اس لئے بنو ہاشم کو ان کی موت کا بہت صدمہ ہوا۔ عبدالمطلب بہو کو مکہ ہی لے آئے جن کے لطن سے حضور نبی کریم پیدا ہوئے لیکن چند برس کے بعد شفیق دادا اور مہربان ماں دونوں کا انتقال ہو گیا۔

ابوطالب کی شفقت و جہاں نشاری

عبدالمطلب مرتے وقت حضور نبی کریم کا ہاتھ آپ کے حقیقی چچا ابوطالب

کے ہاتھ میں دے کر وصیت کر گئے تھے کہ اس بچہ کو اولاد کی طرح پرورش کرنا۔ ابوطالب نے اس وصیت کو جس شان و عظمت کے ساتھ نبھایا تاریخ اسکی شاید ہے کوئی باپ بیٹے کے ساتھ بھی اتنی محبت نہیں کر سکتا جتنی محبت آپ نے بھتیجے کے ساتھ کی کبھی دل میلانہ ہونے دیا زندگی پھر لپٹت پناہ بنے رہے۔ محبت نہ کھتی عشق تھا۔ آپ کے لئے کوئی مصیبت ایسی نہ تھی جو برداشت نہ کی ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام پر یہ ان کا سب سے بڑا احسان ہے اور مسلمان ان کا نام ہمیشہ شکر گزاری کے جذبہ سے لیتے ہیں۔

تاریخی واقعات

جس زمانے میں خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اپریل ۵۷۰ء م ۱۲ ربیع الاول ۵۷۰ء قبل ہجرت عہد آرائے عالم دنیا ہوئے، اور قبل ہجرت اپنی تبلیغ رسالت شروع کی اس زمانہ میں حجاز اور اس کے اطراف کی حکومتوں کا حال یہ تھا۔

حجاز مکہ معظمہ

حجاز مکہ معظمہ اور اس کے اطراف عرب قبائل میں تقسیم تھے اور ہر ایک قبیلہ کا سردار ان کا حاکم تھا۔ مگر قریش کی برتری کو یہ سب تسلیم کرتے تھے گویا ملک حجاز قریش میں سے ہوا کرتے تھے۔

تہامہ

یمن اور حجاز کے مابین ایک ملک کا نام ہے اس میں بنی بکر اور بنی ثعلب عربوں کے شیوخ کی حکومت تھی۔

یمن

یمن میں حمیر اور مزارہ یعنی عموہ داران دولت ایران کی حکومت تھی۔

حیرہ

حیرہ یعنی مشرقی عرب میں متاثرہ کی حکومت تھی مگر ایرانیوں کا عرب وداب اور دغل بھی وہاں تھا۔

مدینہ

مدینہ میں اوس اور خزرج قبیلوں کی حکومت تھی اور اوس کے اطراف یعنی خیبر وغیرہ میں یہودی حکمران تھے۔ علاوہ ازیں مشرقی و شمالی بادیاہ العرب میں متفرق ملوک عرب بھی تھے۔

عراق

عراق ساسانیوں یعنی ایرانیوں کی سلطنت میں تھا۔

شام

شام میں ملوک غاسنہ یا غسانہ کی حکومت رومن الیٹرن ایمپائر کی حمایت میں تھی۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ملک عرب اور حجاز کے اطراف میں کثیر حکومتیں یا سلطنتیں تھیں لیکن ان سے زیادہ اور توجہ کے لائق اس زمانہ کے عادات ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ اس نبی عربی کے مبعوث ہونے سے ان پر کیا اثر پڑا۔

دوسرا باب

مقدم مقامات

مکہ و خوالی مکہ

جبل اربعین

حرم شریف سے بجانب شرق ہے۔ یہاں حضرت بلالؓ نے اول اذان دی تھی اور اس مقام پر معجزہ شفق القمر واقع ہوا تھا۔ حضرت بلالؓ کی اذان دینے کی جگہ پر ایک مسجد ہے۔

غار مرسلات

بمقام منی متصل مسجد حقیفہ۔ یہاں سورہ مرسلات نازل ہوئی تھی اس

غار کے گوشہ میں ایک پتھر ہے جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کا نشان ہے۔

جبلِ نور منیٰ

راستہ آبادی شہرِ مکہ سے جانب مشرق تین کوس ہے۔ اسی پہاڑ پر شق الصدر ہوا تھا اور اس پہاڑ میں غارِ حرا ہے۔ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے۔

مسجد المرایہ

یہ ایک بلند مقام پر جنتِ المعلىٰ کے راستہ میں ہے یہاں حضور نے فتحِ مکہ کے بعد نماز پڑھ کر نشانِ فوج گاڑا تھا۔ اور اس جگہ سورہ اذاجاء نصر اللہ والفتح بھی نازل ہوئی تھی۔

مسجد الاجابہ

قریب جنتِ المعلىٰ کے۔ حرم شریف بفاصلہ ایک میل معمرہ حضرت علی السلام ہے۔

مسجد الجن

دہن کوہ میں بطور دالان بنی ہوئی ہے اسی کے قریب ذرا اوپر کو مسجد الشجرہ ہے جہاں مسجد الجن ہے۔ وہاں پہلے آبِ گانہ تھی۔ اسی جگہ جنات قرآن سن کر مسلمان

ہوئے تھے اب اس جگہ آبادی ہو گئی ہے۔

جنت المعلیٰ

آبادی شہر سے ملحق گوشہ شمال و مشرق۔ مابین دو پہاڑیوں کے بطور
زاویہ ایک قبرستان ہے۔ مدینہ منورہ کو اسی میں پوکر راستہ ہے۔ یہاں حضرت
حدیجہ خاتون رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ ابن رسول اللہ علیہ وسلم اور
حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ
و اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہم جمعین و دیگر نبیگان و اکابران
دین کے مزار ہیں۔ اور بقول بعض حضرت آمنہ خاتون کا بھی مزار اسی جگہ ہے۔

دار حضرت حدیجہ الکبریٰ

جہاں حضورؐ ناہجرت مقیم ہے اور یہاں ہی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا
پیدا ہوئی تھیں۔

منقام مولد مہرکار دو عالم

شعیب بن اسلم کے زفاق المولد (پیدائشی کوچہ) محمد بن یوسف نزار کے
گھر میں پیدا ہوئے جو متصل حرم شریف زبیر کوہ البقیع سے ہے عمارت دو منزلہ ہے
دار حضرت ابوبکر صدیقؓ

اس کے قریب دو پتھر ہیں۔ ایک حجر منکلم جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم سے کلام کیا تھا دوسرا حجر متکا جس پر حضور کی کہنی کا نشان ہے۔

مکان حضرت علیؑ

واقعہ محلہ شعیب بن ہاشم متصل حرم شریف اس جگہ ایک پتھر رکھا ہے جس کی نسبت مشہور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بعد پیدا ہونے کے اس پر تکیہ لگایا تھا۔

مسجد حضرت عائشہ صدیقہ

شہر سے بفاصلہ تین میل ہے۔

مسجد النبی واقع منا

یہاں سورہ انا اعطینا نازل ہوئی تھی۔

غار ثور

واقع جبل ثور حرم شریف سے گوشہ جنوب و مشرق ہے یہاں حضرت ابوبکر صدیق بروز ہجرت رونق افروز ہوئے تھے۔

چاہ زمزم

حضرت ابراہیم خدا تعالیٰ کے حکم سے حضرت اسماعیل کو اور ان کی والدہ

ہاجرہ کو حجاز کی زمین میں جہاں اب کعبہ اور بیت اللہ ہے چھوڑ گئے حضرت اسماعیل کو پیاس نے بے چین کیا۔ حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں قریب کی پہاڑیوں پر حین کا نام صفا اور مروہ سے تشریف لے گئیں۔ وہاں پانی نہ ملا۔ واپس آئیں تو دیکھا کہ بے قراری کی حالت میں حضرت اسماعیل زمین پر ایڑیاں رگڑ رہے ہیں اور ان کے قدموں کے نیچے سے پانی کا چشمہ پیدا ہو کر جاری ہے۔ حضرت ہاجرہ نے بنیابی میں پانی کو روک دیا۔ اگر نہ روکتیں تو اس چشمہ سے ہمیشہ حجاز کی تمام زمین سیراب ہوتی۔ اب یہ چشمہ کنویں کی صورت میں ہے جس کا نام چاہ زمزم ہے اور داخل حرم تشریف ہے حاجی لوگ بطور تبرک ہر سال اس کا پانی لے جاتے ہیں۔

مسجد الحرام و بیت العتیق

خانہ کعبہ کے چار زاویے ہیں۔ اور قریب قریب مربع شکلی ہے خانہ کعبہ کی خدمت خاندان شیبی کے سپرد ہے۔ اس مقام مقدس کی ایک سمت کی بلندی جو باب الصفا کے سامنے حجر اسود سے رکن یمانی تک ۱۹ ہاتھ ہے باقی سمتیں ۱۸ ہاتھ بلند ہیں۔ اس لئے کہ اوپر کا سطح پر نالہ کی طرف ڈھلوان رکھا ہے۔ پہلا وہ کونہ ہے جس میں حجر اسود نصب ہے۔ اس کونے سے طواف شروع کرتے ہیں اور حجر اسود کے سامنے سیدھے کھڑے ہو کر کھنڈا سا پیچھے ہٹا کر طواف کی ابتدا کرتے ہیں تاکہ تمام جسم اس کے مقابل ہو کر گزے اور خانہ کعبہ طواف کرنے والے کے بائیں طرف رہتا ہے۔ اس کے بعد میں عراقی ملتا ہے

اُس کا رُخ شمال کو ہے۔ پھر رکن شامی ہے اُس کا رُخ مغرب کو ہے اور
پھر رکن یمنی ہے اُس کا رُخ جنوب کو ہے۔ ہر پھیرے میں اسی طرح ملتی
ہیں۔ ہر دور رکن اسود کے پاس آکر ختم ہوتا ہے۔ اس رکن کا رُخ مشرق
کی طرف ہے۔

حجر اسود

قصص الانبیاء میں ہے کہ یہ ایک فرشتہ ہے۔ اس کو خدا کی طرف سے حکم
ہوا تھا کہ عہد نامہ قول و قرار روز الست لکھ کر اپنے مُنہ میں رکھ۔ چنانچہ اُس نے
عہد نامہ اپنے مُنہ میں رکھا اور اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ فرشتہ
پتھر ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام اس کو بہشت سے اپنے ہمراہ لائے
اور حیب خانہ کعبہ تیار کیا تو اس پتھر کو داہنے رکن میں رکھا۔ اب اس کو حجر اسود
کہتے ہیں۔ روز قیامت یہ ہی پتھر اپنی اصلی صورت پر ہوگا (یعنی فرشتہ) اور
ہر ایک کا عہد نامہ کھولے گا۔ جو شخص اپنے عہد پر قائم ہوگا اُس کو جنت ملیگی
اور جو برخلاف ہوگا وہ دوزخ میں جائے گا۔ لیکن یہ روایت معتبر نہیں سمجھی
جاتی ہے۔

بیت اللہ شریف

بیت اللہ شریف کا دروازہ رکن اسود اور رکن عراقی کے درمیان
حجر اسود سے دس بالشت کے فاصلے پر ہے۔ اس فاصلہ کا نام منتزِع ہے

اور یہ جگہ بجائے اجابت دعا کے واسطے مخصوص ہے۔ دروازہ زمین سے گیارہ بالشت اونچا ہے۔ چوکھٹ چاندی کی ہے اور اس پر سونا چڑھا ہوا ہے چوکھٹ میں نہایت اعلیٰ درجہ کی صنائی کی ہے۔ جس کے نظارہ سے نگاہ کو سیر نہیں ہوتی۔ دروازے کے اوپر دو بالشت کی چوڑی سونے کی تختی ہے۔ دروازہ میں چاندی کے دو کندھے ہیں۔ ان میں قفل پڑھے رہتے ہیں۔ دروازہ کا رخ مشرق کو ہے اور اس کا طول تیرہ بالشت اور عرض آٹھ بالشت ہے جس دیوار میں دروازہ ہے اس کا اتار پانچ بالشت کا ہے مکان مقدس کے اندر دو رنگ کے پتھر کا فرش ہے اوپر کی جانب آدھی آدھی دیواروں پر چاندی کی تہ لٹے کر موٹا سونا چڑھا یا ہے۔ دیکھنے میں ساری سطح چاندی کی معلوم ہوتی ہے۔ چھت سائک کی لکڑی کے تین ستون پر قائم ہے۔ اور یہ ستون عمارت کی لمبائی میں اس طور پر واقع ہیں کہ درمیانی ستون وسط میں ہے۔ اور ایک ستون ارکان یمانی اور اسود کی دیوار کے مقابل، دیوار سے تین قدم کے مقابل ہے۔ ہر ستون کے درمیان میں چار قدم کا فاصلہ ہے۔ چھت بالکل رنگین ہے اور ریشمی کپڑے کی چھت گیری کی ہوئی ہے۔ باہر کا رخ چاروں طرف سے سبز حریر کے پردوں سے ڈھکا ہوا ہے۔ پردوں کا تانا سوت کا اور بانا ریشم کا ہے۔ اور اس پر ریشم کے خطوط میں یہ آیت لکھی ہوئی ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ الَّذِي
بَبَكَّةَ النَّحْرِ

تحقیق چلا کر بنایا گیا لوگوں کے واسطے
مکہ میں۔

اور غلاف کے باقی ضیفہ ناصر دین اللہ کا نام بھی بقدر تین ہاتھ کے چوڑی
جگہ میں ریشم سے بچھا ہوا ہے۔ اس کے سوا بہت نقش و نگار اور بسترہ
کی صنعت کی محرابیں جن میں مذکور خدا اور ناصر عباسی کے واسطے دعا میں نقوش
ہیں۔ پردوں میں بنی ہوئی ہیں مگر تمام نقوش بزرگ و کھار سے مٹی پرشے
تعداد میں آہ ہیں۔ دو بڑے صحنوں کے اور دو چھوٹے صحنوں کے ساتھ

پرشے ہیں۔

مکان مقدس میں پانچ روشن دن ہیں اور ان پر نقش عراقی شیشے کے
ہوتے ہیں جو چاروں کونوں میں ہیں اور ایک وسطہ سقف میں ہے مگر ایک
کونے کا روشن دان جو زینے (قبو) کے اندر ہے نظر نہیں آتا۔ ستونوں کے
درمیان آٹھ ہائٹریاں (زاگوں) آویزاں ہیں۔ ایک تو سونے کی ہے اور باقی پانچ
کی ہیں۔ کعبہ میں داخل ہونے وقت پیسے بائیں جانب رکھنا اور آسود میں دو صندوق
ملتے ہیں جن میں کلام اللہ مشرف ہے۔ یہ صندوق رکن آسود میں فرش سے
تقدیم بندی پر چاندی کی دو چھوٹی چھوٹی کھڑکیوں میں رکھے ہوئے ہیں۔ رکن بیانی
میں بھی اسی شہ کی کھڑکیاں ہیں۔ لیکن ان دونوں کے چاندی کے گواڑا کھڑکی
ہیں۔ فقط چوکھٹ باقی ہیں۔ ارکان شاہی اور عراقی میں بھی ایسی ہی کھڑکیاں
نصب ہیں اور وہ ہنوز باقی ہیں۔ رکن عراقی میں ایک دروازہ ہے اس کو
باب الرحمتہ کہتے ہیں۔ اسی دروازہ سے چھت پر جانے کا راستہ ہے۔ یہ زمین
(قبو) چاروں طرف سے بند تہ خانہ کی شکل پر ہے اور اس کے اندر سیڑھیاں
ہیں۔ زمین کی بلندی چھت کے قریب تک ہے اور زمین کی وجہ سے رکن عراقی

کی دونو دیواریں آدھی آدھی ڈھک گئی ہیں۔ اور اسی سبب سے مکان مقدس کے پانچ رکن نظر آتے ہیں۔ دو ٹلٹ کے قریب زینہ ریشمی پوشش سے ڈھکا ہوا ہے اس کے اندر ایک چھوٹا سا گھر مقام کریم سے رہنے کا بنا ہوا ہے۔

مقام کریم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی چیز ہے۔ یہ تین بالشت کا بلند اور دو بالشت کا چوڑا پتھر ہے۔ جو چاندی سے منڈھا ہوا ہے۔ بلاشبہ کہار کے چاک کی شکل ہے اور درمیان میں نیچے کے حقے سے بھی تنگ ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے دونو قدم اور انگلیوں کے اس پر نشان ہیں۔ مقام کریم اور مکان مقدس کے دیکھنے سے ایک ایسی ہیبت طاری ہوتی ہے جس سے عقل کو حیرت اور طبیعت کو زوحش ہوتا ہے۔

آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور زبانیں آد و زاری میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ گوشہ چشم سے زیادہ دیکھنے کی جرات نہیں ہوتی۔

دروازہ مقدس کے بازو سے رکن عراقی کی طرف کو بارہ بالشت کا لمبا سا رُحے پانچ بالشت کا چوڑا، اور بالشت بھر اُنچا ایک حوض بنا ہوا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں اسی مقام پر مقام کریم رکھا جاتا تھا۔ حضرت سمور کا ثنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام کریم کو خانہ اقدس کے باہر مصلے کے قریب رکھوا دیا تھا۔ حوض میں خانہ کعبہ کے غسل کا پانی جمع ہوتا ہے۔ اسی جگہ روضہ فردوس کا ایک حصہ سمجھتے ہیں۔ اور اس میں نماز پڑھتے ہیں۔ ثنہ میں سفید ریت بچھا ہوا ہے۔ اب مقام کریم کی جگہ کعبہ شریف کے اوپر باہر دروازے اور رکن عراقی کی دیوار کے سامنے مصلے کے پاس ہے

مقامِ کریم پر لکڑی کا منتقش قبہ قد آدم بلند لگا دیا ہے اور اس کے اندر
 مقامِ کریم رکھا ہوا ہے۔ قبہ کے چاروں ضلع برابر ہیں اور ہر ایک ضلع چار باشت
 کا ہے۔ اس کے گرد آڑے پتھروں کا کٹہرا بالشت بھر اونچا پارچہ قدم لبا اور
 تین قدم چوڑا حوض کی طرح بنا دیا ہے۔ اس قبہ اور خانہ کعبہ کے درمیان عاقدم
 کا فاصلہ ہے۔ اس کے علاوہ مقامِ کریم کا ایک قبہ لوہے کا زمزم کے پاس رکھا
 ہوا ہے۔ ایام حج میں آدمیوں کی کثرت کے سبب سے لکڑی کا قبہ علیحدہ کر دینے
 ہیں۔ اور لوہے کا رکھ دیا جاتا ہے۔

رکنِ اسود سے رکنِ عراقی تک ۵۴ بالشت کا فاصلہ ہے۔ حجرِ اسود
 زمین سے چھ بالشت بلند لگا ہوا ہے۔ دراز قد آدمی آسائش سے اس تک
 پہنچ جاتا ہے اور لیٹہ قد اچان کر بوسہ دیتا ہے۔ رکنِ عراقی سے رکنِ شامی تک
 ۴۸ بالشت کا فاصلہ ہے۔ مگر اس سمت کا فاصلہ داخل حجر سے بیرون
 حجر کا فاصلہ ۴۰ قدم یا ۱۲۰ بالشت ہے۔ طواف بیرون حجر کرتے ہیں۔
 رکنِ شامی سے رکنِ یمانی کا فاصلہ رکنِ اسود اور رکنِ عراقی کے برابر اور رکن
 یمانی سے رکنِ اسود کا فاصلہ رکنِ عراقی اور رکنِ شامی داخل حجر کے برابر تصور کرنا
 چاہئے۔ طواف کی زمین پر پتھر کی بڑی بڑی چٹانوں کا فرش ہے پتھر سفید اور
 بھوسے رنگ کے ہیں۔ طواف کے فرش کی زمین بیت اللہ شریف کی
 دیوار سے نو قدم تک چوڑی ہے۔ مگر مقامِ کریم کی جانب نو قدم سے چوڑائی
 بڑھا کر اس کو بھی شامل کر لیا ہے۔ باقی حرم شریف کے کل صحن اور سبب
 والوں میں سفید ریت بچھا ہوا ہے۔ عورتیں فرش سنگین کے باہر طواف کرتی ہیں

رکن عراقی اور حجر کے درمیان میں حجر کے اندر داخل ہونے کا راستہ چار قدم یا چھ ہاتھ چوڑا ہے۔ اتنی جگہ میں دیوار اس واسطے نہیں بنائی کہ اہل قریش نے اس مقام کو کعبہ شریف میں داخل نہیں کیا۔

رکن شامی کی طرف بھی اتنا ہی چوڑا راستہ ہے۔ میزاب کے نیچے کی دیوار سے حجر کے سامنے والی دیوار کا فاصلہ بچھ مستقیم ۴۰ بالشت کا ہے۔ اور اس کی چوڑائی مدخل سے مدخل تک یعنی رکن شامی تک ۱۶ قدم ہے حجر کی دیوار کے دور میں بڑی صنعت سے مینا کار پتھر لگائے ہیں اور ان میں خرابی زرد پٹیاں چار خانے کی قطع کی بنائی ہیں۔ آفتاب کی چمک سے ایسی چمک ان میں پیدا ہوتی ہے کہ نظر کو خیرہ کرتی ہے۔ یہ دیوار ۱۵ بالشت بلند اور ۱۴ بالشت چوڑی ہے اور اس کی شکل دو ٹولڈ دائرے کے طور پر واقع ہوئی ہے۔ اندر کا فرش بھی مینا کار پتھروں سے بنایا گیا ہے۔ گول گول پتھر بعض محلی کے برابر اور بعض دینار کے برابر کچھ اس سے بھی چھوٹے تر ہیں۔ اس خوبی سے چوڑے ہیں کہ مینے کا کام معلوم ہوتا ہے۔ ان پتھروں میں شطرنجی اور انگشتری کے نقشے کچھ اس صنعت سے بنائے ہیں کہ دیکھنے سے طرح طرح کے چھو لوں کا فرش معلوم ہوتا ہے۔ محرابیں بالکل کمان کی طرح خمیدہ بنا کر ان میں یہ نقش و نگار بھرے ہیں۔ میزاب کے مقابل کی دیوار کے قریب دو پتھروں میں درخت شاخیں اور پتے اس خوبی سے بنائے ہیں کہ کاغذ کے تڑپے ہوتے بھی ایسے نازک نہیں ہو سکتے۔ وسط حجر میں میزاب کے سامنے ایک پتھر عجیب و غریب نقش کا دیوار میں نصب ہے اور اس کی پیشانی پر

نہایت عمدہ حلی حروفوں میں یہ عبارت لکھی ہے : —

امیر تھمذ عبد اللہ خلیفہ
 ابو العباس احمد الناصر الدین اللہ
 امیر المؤمنین فی ۵۷۶ھ
 اس کی تعمیر کے بابت تہذیب خدا خلیفہ
 ابو العباس احمد الناصر الدین اللہ امیر المؤمنین
 نے ۵۷۶ھ میں حکم دیا۔

میزاب یا پرنالہ حجر کی جانب کی دیوار پر نصب ہے۔ یہ دیوار سے چار ہاتھ حجر کے
 پاس نکلا ہوا ہے اور ایک بالشت چوڑا ہے۔ اس پر زرد رنگ کا روغن ہے۔
 میزاب کے نیچے کی جگہ قبولیت دعا کے واسطے مشہور ہے۔ یہی خصوصیت
 رکن پیمانی کو بھی ہے۔ اس لئے کہ وہ رکن شامی کی طرف میزاب کے متصل ہے
 اسی وجہ سے اسے مستحار کہتے ہیں۔ حجر کے صحن میں میزاب کے نیچے حضرت
 اسماعیل علیہ السلام کی قبر ہے۔ قبر کے نشان کے واسطے ایک سبز رنگ کا لمبا
 ٹھرا پسا دار پتھر لگا ہوا ہے اور اس کے قریب ایک گول پتھر ہے۔ دونو پتھر فرش
 میں بھوار لگے ہیں۔ اور ان پر زردی مائل نقطے اس طرح کے ہیں کہ جیسے سونے
 کی معدن کے پتھر میں سے سونا نکال لینے کے بعد کچھ سنہری دھبے
 رہ جاتے ہیں۔ اس قبر کے برابر رکن عراقی کی جانب ان کی والدہ باجرہ کا مزار ہے
 اس کے نشان کے واسطے بھی سبز رنگ کا بالشت چوڑا پتھر لگا ہوا ہے
 دونو قبروں کے درمیان میں سات بالشت کا فاصلہ ہے۔ ان دونو مقامات
 پر لوگ نماز پڑھتے ہیں اس لئے یہ تحقیق ہو چکا ہے کہ مقام حجر احاطہ بیت اللہ
 شریف میں سے ہے۔ دوسرے ان اہباء مقدسہ کا مدفن ہے وہاں جو کوئی
 نماز پڑھتا ہے اس کو نفع پہنچتا ہے۔

چاہا زمزم کا قبہ رکنِ اسود سے ۲۴ قدم کے فاصلہ پر اس کے مقابل ہے
 اس قبہ کے ذہنی طرف ۱۰ قدم کے فاصلہ پر مصلے کی جگہ ہے۔ قبہ کے اندر
 بالکل سفید پتھر کا فرش ہے۔ اور رکنِ اسود کے مقابل کی دیوار کے قریب یہ
 کنواں ہے۔ کنویں کی گہرائی گیارہ فامت اور پانی کا عمق سات فامت ہے
 قبہ کا دروازہ مشرق کی طرف ہے اور کنویں کا من سنگِ رخام کا اس استحکام سے
 بنایا ہے کہ دونوں تک نقصان کا اندیشہ نہیں۔ ہر پتھر کے جوڑ میں سیسہ پھیلا کر
 ڈالا ہے۔ گولی کے اندر بھی سیسے سے جوڑ ملائے ہیں۔ سیسے کی ۳۲ سلاخیں
 گولی سے ملا کر پانی کے اندر تک لگائی ہیں اور من کے اوپر ان کے سرے خوب
 اچھی طرح جمادیتے ہیں۔ من کا محیط ۲۰ بالشت اور بلندی ساڑھے چار بالشت
 اور چوڑائی ڈیڑھ بالشت ہے، قبہ کے اندر بالشت بھر چوڑا دو بالشت گہرا، زمین
 سے پانچ بالشت اونچا سقایہ بنا ہوا ہے۔ اس میں وضو کے واسطے پانی بھرا رہتا
 ہے۔ سقایہ کے چاروں طرف چبوترہ ہے۔ اس پر بیچھ کر لوگ وضو کرتے ہیں
 اس قبہ کے پیچھے قبہ المشراب ہے جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے
 منسوب ہے پہلے اس میں حجاج کو پانی پلایا جاتا تھا۔ اب اس میں زمزم کا
 پانی سرد کر کے شام کو حجاج کے واسطے پلانے کے لئے باہر نکالتے ہیں۔
 قبہ عباسیہ کے عقب میں کسی قدر بڑا قبہ یہودیہ ہے۔ ان دونوں قبوں میں حرم
 شریف کی روشنی کا سامان وقف شدہ کلام اللہ شریف اور کتابیں رہتی ہیں
 دونوں کے دروازے شمال کی جانب ہیں۔ قبہ یہودیہ کے کعبہ رخ دیوار کا کونہ قبہ
 عباسیہ کے مشرق اور دیوار کے بائیں کونے سے ملا ہوا ہے۔ حجر اسود سمت مشرق

ہیں۔ اور ان کے نیچے چبوترے ہیں۔ اسی طرح اس کے سامنے کے دالان کی دیوار میں جو جنوب سے مشرق کو آتی ہے۔ محرابیں اور چبوترے ہیں۔ باقی دالانوں کی دیواروں کے نیچے بغیر محرابوں کے صرف چبوترے ہیں اور یہ عمارت مکمل ہے۔ باب ابراہیم کی طرف مغرب سے جنوب کو آنے والی لائن میں بھی دالان ہے۔ مغرب سے شمال کو جو لائن آتی ہے اس کی دیوار پر یہ عبارت تحریر ہے۔

امر عبد اللہ محمد المہدی امیر المؤمنین صلحہ
 بتوسیعہ المسجد الحرام لحاج و عمارت فی شہ ۱۲۹۰ھ
 حرم شریف کے سات مینار ہیں۔ چار چاروں کونوں پر ایک دارالبند
 ہیں۔ ایک باب ابراہیم پر ایک باب الصفا پر۔ یہ آخری مینارہ اسی دروازہ کے
 نام سے مشہور ہے اور سب سے چھوٹا ہے۔ تنگی کی وجہ سے اس پر چڑھنا دشوار
 ہے۔ باب الصفا جنوب سے مشرق کو جانے والی سلسلہ عمارت میں رکن اسود
 کے مقابل ہے۔ اس دروازے کے سامنے کے دالان میں جو رکن اسود کے
 محاذات میں ہے دو ستون ہیں۔ اور ان پر یہ عبارت لکھی ہے :-
 ”امر عبد اللہ محمدی امیر المؤمنین صلحہ اللہ یا قاضیا“

کعبہ شریف کے دروازے پر سونے کے پانی سے جلی حروف میں یہ

عبارت نہایت خوشخط تحریر ہے

دروازے کی چوکھٹ پر موٹے موٹے چاندی کے پتھر بڑے ہوئے ہیں
 بائیں جانب کے کوارٹر میں چاندی کے منقش مینی لگی ہوئی ہے اور اس پر سونا
 چڑھا دیا ہے۔

غلاف

خانہ کعبہ پر ایک سیاہ غلاف چڑھا رہا ہے۔ اس کو قسودہ کہتے ہیں۔ حج
 کے موقع پر پیرانا غلاف اتار کر نیا غلاف چڑھا دیتے ہیں۔ یہ سلطان کے خرچ
 سے شہر قاہرہ میں تیار ہوتا ہے۔

۱۵۷۰ھ میں ابو الفضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ پانچ برس کی عمر
 میں گم ہو گئے۔ چنانچہ ان کی والدہ فاطمہ بنت عمر نے آپ کے ملنے پر حریرو دیا
 کا غلاف خانہ کعبہ پر چڑھانے کی نذر کی تھی بفضل ایزدی اس نذر کے بعد ہی
 مل گئے اور فاطمہ بنت عمر نے اپنی منت پوری کی۔ یہ سب سے اول عورت ہیں

جنہوں نے خانہ کعبہ پر حریر و دیا چڑھایا۔ الناصر الدین اللہ احمد بن لختی کے
قبیل کعبہ پر سفید دیا کا چڑھتا تھا۔ اُس نے سبز پہنایا۔ اور پھر سیاہ اُس وقت
سے آج تک پہنایا جاتا ہے۔

غلاف کے ہم ٹکڑے ہیں۔ مگر ان کو آپس میں اس طرح ملا دیا ہے
کہ ایک ہی پردا معلوم ہوتا ہے۔ دیوار کے زیریں حصہ میں ایک بالشت اونچا
اور دو بالشت چوڑا چولنے کا گولہ بنا کر اس کے اندر لکڑی کا چوکھٹا جما دیا۔
چوکھٹے میں لوہے کی کلبیں ہیں اور کیلوں کے سروں پر لوہے کے کندھے ہیں
ان کندھوں میں چاروں طرف ڈوری پڑی ہوئی ہے۔ پردے کے دائیں ڈوری
کے نیچے سے نکال کر نیچے کی طرح مضبوط ڈوری سے سی دیئے ہیں۔ کعبہ شریف
کے چاروں کونوں پر قد آدم تک پردے یا ہم سے ہوئے ہیں۔ اور قد آدم کے
اوپر بکوں سے جوڑ دیئے ہیں۔ خانہ کعبہ کے اوپر کی جانب دیوار میں بھی چاروں
طرف نیچے کی طرح گولہ بنا کر اس میں لکڑی کا چوکھٹا اور کندھے لگائے ہیں۔
اور اسی طرح پردے کے دائیں ڈوری سے سی دیئے ہیں۔ غرض کہ یہ پردے
نہایت مضبوط سے ہوئے ہیں اور سال میں ایک بار بدلے جاتے ہیں۔

مذہب

مسجد الحرام میں چار مشہور مصلے تھے۔ ایک حنفی دوسرا شافعی تیسرا حنبلی
اور چوتھا مالکی۔ ہارون رشید بن مہدی کے زمانہ میں۔ مذہب ابوحنیفہ، امام شافعی
امام حنبلی اور امام مالک کی بنا پڑی۔ اور مذاہب اربعہ کے لوگ ایک دوسرے کو

مکروہ نظر سے دیکھنے لگے اور جھجکا کرنے لگے تو آٹھویں صدی کی ابتدا میں
 حاکم مصر ملک ناصر فرخ بن برفرق نے مکہ شریف میں چار مذہب کے چار
 مصلے علیحدہ کر دیئے جس سے ایک تفرقہ بین المسلمین کی صورت ہو گئی اور چار
 ایک جماعت کے چار جماعتیں ہو گئیں۔ لیکن اب موجودہ حکومت نے ایک ہی
 باقی رکھا ہے۔

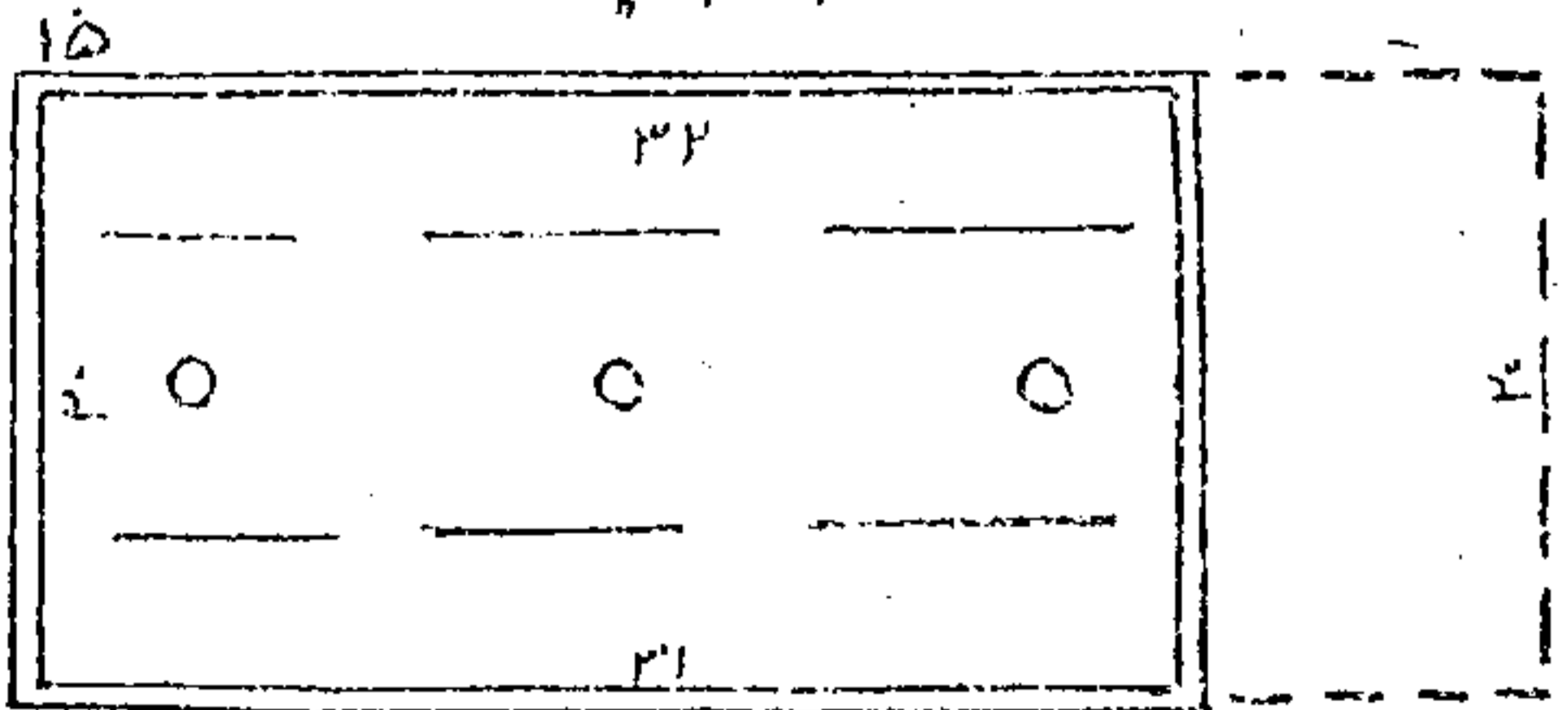
مجازی کعبہ

بیت المعمور (بیت الاقصیٰ) ساتویں آسمان پر ہے حضرت ابراہیم
 علیہ السلام وہاں تشریف رکھتے ہیں۔ ہر روز... ہزار فرشتے اس کی
 زیارت کرتے ہیں۔ اور جو ایک بار زیارت کر جاتے ہیں پھر قیامت تک نہیں
 آتے کہتے ہیں کہ بیت المعمور مجازی کعبہ ہے اگر وہاں سے کوئی چیز پھینکیں
 تو کعبہ کی چھت پر گرے۔ گویا وہ کعبہ آسمانی ہے شاید ابراہیم علیہ السلام اسی
 وجہ سے وہاں تشریف رکھتے ہیں کہ انہوں نے زمین پر کعبہ بنایا۔ اور خدا نے
 انہیں کعبہ آسمانی عنایت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے بیت الاقصیٰ کو یا قوت
 موتی اور سبز زمرہ سے بنایا۔ اس میں ۱۳ ستون یا قوت سرخ کے ہیں اور صحن
 اس کا موتی کا ہے۔ بیت المعمور بزمانہ لوح زمین سے فلک ہضم پر بعد زیارت
 لوح شریعتوں نے اکٹھا لیا تھا۔ لیکن یہ روایت اسلام میں سند صحیح سے
 ثابت نہیں ہے۔

کیفیت خانہ کعبہ

اہل بنائے کعبہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ہے لیکن مقدس بیت اللہ کی متعدد اوقات میں تعمیر ہوئی۔ چنانچہ علامہ ارزقی فاضل بن الحق سے روایت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کو لوگوں بلند بنایا تھا۔ جانب پیش دروازہ حجر اسود سے رکن شاہی تک اس کا طول ۲۲ گز تھا۔ جانب پشت اس کا طول رکن غربی سے رکن شمالی تک ۳۱ گز اور عرضاً رکن بیانی سے حجر اسود تک ۲۱ گز تھا۔ دروازہ اس کا بالکل زمین سے ملا ہوا تھا۔ کوار اور بازو نہیں لگائے گئے تھے۔ اس مقدس مکان کے اندر جاتے ہوئے دائیں جانب ایک کنواں بنادیا گیا۔ اس غرض سے کہ بیت اللہ کے مخالف جو اطراف و جوانب سے آئیں اس میں رکھے جائیں۔ اور اس پیمائش کے مطابق جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہم خانہ کعبہ کا نقشہ اس مقام پر ثبت کئے دیتے ہیں جس سے اس کی قطع بخوبی سمجھ میں آجائے گی۔

خانہ کعبہ



دائیں طرف کا حصہ جو نقطوں سے گھرا ہوا ہے وہ ابراہیمؑ کے وقت میں کعبہ میں داخل تھا۔ لیکن قریش نے تعمیر کے وقت اس کو چھوڑ دیا۔ اندر کعبہ جو چھ نقطہ مستطیل ہیں وہ لکڑی کے ستون ہیں؛ جو قریش نے قائم کئے تھے۔ اور یہ اب نہیں ہیں۔ اور جو تین نقطہ مدور ہیں وہ ستون عبد اللہ بن زبیر نے بنائی ہیں۔ اسمعیلؑ کے انتقال کے بعد بنی جریم اس خانہ خدا کے متولی ہوئے ان کے زمانہ میں ایک پہاڑی نالہ آیا اور کعبہ میں پانی چڑھ گیا کعبہ منہدم ہو گیا۔ تب بنی جریم نے اس بنیاد پر کعبہ بنایا۔ بعض نے کہا ہے کہ عمالقہ نے تعمیر کعبہ کی۔ یہ نادانی ہے۔ اس وقت ابراہیمؑ و اسمعیلؑ علیہم السلام پیدائش تک نہیں ہوئے تھے۔ اس وجہ سے بعض مورخین نے غلطی سے لکھ دیا ہے کہ بنی جریم سے پہلے عمالیقہ نے خانہ کعبہ بنایا ہے۔ حالانکہ یہ روایت بالکل بے اصل ہے اور یہ تعمیر غالباً سنہ عیسوی سے ایک صدی پیشتر واقع ہوئی تھی۔ پھر ان کے بعد میں قضی بن کلاب نے کچھ بنایا۔ غالباً اس تعمیر کی وجہ سیلاب ہوگی۔

یہ تعمیر جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے۔ ۲۰۰ برس قبل از ولادت آنحضرت ہوئی کیونکہ قضی آنحضرتؐ کی چھٹی پشت میں ہوتے ہیں۔ اور ستون کو قائم کر کے کعبہ کو سقف (چھت دار) بنایا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پینتیسویں سال اکابرانِ قریش نے حرمِ شریف کی دیواریں اور کرسی بلند کر کے چھت بنائی۔ اس وقت آنحضرتؐ پھر ڈھونے میں مشرب کیا تھے۔ اور حجر اسود کو اس جگہ پر نصب کیا۔ لیکن انہوں نے کعبہ کو بہ نسبت سابق کے دو چند مرتبہ

کیا اور چھ ورع ایک بالشت زمین چھوڑ دی اور اُس طرف عرض میں ایک جدید بنیاد کھود کر دیوار چُن لی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک جدید دیوار خانہ کعبہ کے گرد بنائی گئی۔ اور کچھ مکانات توڑ دیئے گئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے عہدِ خلافت میں کچھ تعمیر میں

اضافہ کیا اور اسلام میں سب سے پہلے ۶۲۷ھ تا ۶۵۶ھ میں عبداللہ بن زبیر نے حطیم بذریعہ تعمیر جدید داخل حرم شریف کیا۔ اور اُس کی تعمیر ویسے ہی کی جیسے ابراہیمؑ نے کی تھی۔ لیکن انہوں نے ایک دروازہ جدید کا نپ غرب قائم کیا اور بلندی قریش کی بلندی سے بھی بڑھادی یعنی ۲۷ گز کردی اور ستون چھت پائے کے لئے بنائے۔ ۶۷۲ھ میں عبدالملک حجاج بن یوسف نے شہزادہ حطیم حرم شریف سے خارج کر دیا۔ بعد ولید نے کچھ ترمیم کی۔ ابو جعفر منصور نے کچھ مکانات جدید کو حرم شریف کے تعمیر کرائے۔ معتصم باللہ عباسی نے شمال کی طرف باب الزیادہ تک پشت کعبہ باب ابراہیم تک جدید عمارت تعمیر کر کے احاطہ حرم شریف کو بڑھایا۔ ۹۷۹ھ میں سلیمان خان بادشاہ قسطنطنیہ نے عمارت حرم شریف کو از سر نو کمالِ پشتگی و خوبی سے تعمیر کرنا شروع کیا۔ جو سلطان مراد خان اُس کے بیٹے کے عہدِ حکومت میں ختم ہوئی۔

کعبہ ایک مسجد کے صحن میں واقع ہے۔ اُس مسجد کا نام مسجد الحرم بھی ہے یہ مسجد بہت بڑی ہے۔ اس مسجد میں ۱۵۲ قبة ہیں جن کی شکل گولائی میں الٹی کٹڑائی کی سی ہے۔ ستون اونچائی میں تیس تیس فٹ سے زیادہ ہیں۔ اکثر سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہیں۔ بعض مختلف قسم کے پتھروں کے بھی ہیں۔

اُن کی تعداد چھ سو کے قریب ہے۔ مسجد الحرام میں ۱۳۰۰ سے زیادہ کنگرے ہیں مسجد کے بڑے دروازے سترہ ہیں اور ۳۹ کھڑکیاں ہیں۔ ان سب دروازوں کے جدا جدا نام ہیں۔ پہلے زمانہ میں مسجد کے مینار زیادہ تھے، لیکن اب صرف سات موجود ہیں۔ مسجد الحرام اور اُن مکانات اور زمین کو جو اُس کے اندر ہے اُس کو حرم کہتے ہیں۔ حرم کی چار دیواری کے ساتھ ساتھ مکانات بنے ہوئے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے ایک پتھر پر کھڑے ہو کر کعبے کی تعمیر کا مٹی اُس پتھر پر حضرت ابراہیمؑ کے قدموں کے نشان ہو گئے تھے اس سبب سے اُسے مقام ابراہیم کہتے ہیں۔ کعبہ کی اونچائی شرعی گز یعنی ۲۷ انگل کے گز سے ۱۸ گز ہے لمبائی تقریباً ۲۵ گز اور چوڑائی تقریباً ۲۲ گز۔ دیواروں کی موٹائی تقریباً دو گز ہے۔ خانہ کعبہ کے تلے اوپر دو چھتیاں ہیں۔ اور دونوں کے درمیان کچھ فاصلہ ہے۔ دروازہ مشرقی دیوار میں ہے جس کی بلندی چھ گز اور عرض چار گز ہے۔ کواڑوں کے تختے سال کے ہیں۔ اور اُن پر چاندی کے پتھرے منڈھے ہوئے ہیں زمین سے دلہیز کی بلندی کچھ اوپر چار گز ہے۔

(خیر الکلام فی البلاد عرب و اسلام، سوانح بانی حضرت رسول کریم)

فاران

فاران سے مراد مکہ اور زمین حجاز ہے اس لئے کہ فاران ایک شخص کا نام ہے جو عمال فقہ قوم کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ہے اُس نے حجاز کے حصے کے مکہ شریف کو پایہ تخت بنایا تھا۔ اس لئے اس کے نام سے موسوم ہے

یہ جو توریت میں ہے کہ طور سینا سے خدا آیا اُس کے معنی یہ ہیں کہ خدا کا دین الہی بواسطہ اس وحی کے جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی ظاہر ہوا۔ اور فاران کی چوٹیوں سے نور جلوہ گر ہوا۔ رفتہ رفتہ چاروں طرف پھیلتا گیا اور اس کو ارض کو اپنے آغوش میں لے لیا۔ یہ نور اسلام تھا۔ دنیا کے چہرہ چہرہ پر آج اسلام کے علمبردار موجود ہیں۔ طلوع اسلام کے لیے ۱۳ سو سال بعد دنیا کی لچ آبادی حلقہ بگوش اسلام ہے۔ آج انڈونیشیا سے مراکش تک اسلامی حکومتوں کا ایک ایسا سلسلہ ہے جس پر سورج کہیں غروب نہیں ہوتا۔ ۱۹۰۷ء کی مردم شماری کے مطابق یہ تعداد دستر کر وڑ تک پہنچ گئی تھی۔ بحر الکاہل میں انڈونیشیا سے لے کر بحر اوقیانوس کے ساحل مراکش تک اسلامی ممالک کا اگرچہ ایک سلسلہ قائم ہے مگر وہ اپنے بے شمار قدرتی ذخائر سے پوری طرح استفادہ نہ کر سکنے کے باعث پس ماندہ ملکوں کی صف میں ہیں اور عصر حاضر کی ضروریات کے لئے دوسروں کی طرف دیکھتے ہیں۔ اگر ان میں اتحاد ہو اور وہ اپنے رسائل سے فائدہ اٹھائیں تو ایک عظیم طاقت بن سکتے ہیں۔

سائبر

سائبر سے مراد ملک شام کا ایک پہاڑ۔ وہیں حضرت عیسیٰ کے دین نے ظہور کیا اور فاران کی پہاڑیوں پر ظہور کرنے کی وجہ یہ ہے کہ خدا نے مکہ میں دین اسلام کے ذریعہ سے تجلی کی اور وحی الہی حضرت کی ذات اقدس پر نازل ہوئی۔ اور توریت میں جو آیا ہے کہ قدسیوں کے لوا ان کے ساتھ ہوں گے

سو قدسیوں کے تو اسے مراد اُمت و اولیائے کرام ہیں اور آنحضرت کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ ہمیشہ آپ کے ہمراہ سعادت رہے اور ایک دم کو آپ سے جدا ہوئے۔ منجملہ اس آیت کے یہ ہی شہادت ہے جن پر چاروں کتابیں اناجیل نے اتفاق کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ نے اس وقت کہ انہوں نے آسمان پر عروج کیا۔ حواریوں سے کہا کہ میں اپنے باپ اور اپنے خدا کے پاس جانا ہوں اور تم کو ایک نبی کا مژدہ سنانا ہوں جو میرے بعد ظہور کرنے والا ہے اُس کا نام فارقلیط ہے۔

جدہ

عرب کا مشہور بندرگاہ جو بحر فلزم پر واقع ہے۔ جہاں حضرت حوّا کو اتارا گیا تھا۔ اُس وقت سے اس کا نام جدہ ہے یعنی داوی اماں کا مقام بن گیا اور یہاں ہی حوّا اور شیت کا مزار ہے۔

عرفات

یہاں آدم اور حوّا کی ملاقات ہوئی ہے۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچانا۔ اس لیے اس کو عرفات کہتے ہیں۔ بزمانہ حج عرفات کے میدان میں خدا کی بارگاہ میں گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔

صفا و مروہ

صفا و مروہ کی پہاڑیوں پر حضرت ہاجرہ، حضرت اسمعیل کے لیے پانی

نماز کرنے گئیں تھیں۔ بزمانہ حج یہاں پر دوڑ دوڑ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں جیسے حضرت ہاجرہ دوڑی ہیں قریب حرم شریف ہے۔

منشی

قریب خانہ کعبہ ہے۔ حج کے زمانہ میں حضرت اسماعیلؑ کی طرح قربانی کا جشن منایا جاتا ہے

موقوف

ایک مقام ہے ۹ ذوالحجہ کو بزمانہ حج دوپہر کے بعد دعا میں مصروف ہوتے ہیں۔

مزدلفہ

یہاں ۹ ذی الحجہ کو ظہر اور عصر ایک ساتھ اور مغرب و عشا کی ایک ساتھ نماز ادا کی جاتی ہے۔

حجرہ

۱۲ ذوالحجہ کو صبح سویرے فجر کی نماز پڑھ کر یہاں شیطان پر کنکریاں پھینکنے کی رسم ادا ہوتی ہے۔

مدینہ و حوالی مدینہ

مدینہ

یہ وہ پاک اور مقدس شہر ہے جہاں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر شریف لے گئے اور قیام فرمایا۔ اسی جگہ وفات پائی اور اسی جگہ

مدفون ہوئے ، اس شہر کو کلام پاک میں خدا تعالیٰ نے یثرب کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں آکر سکونت اختیار فرمائی تو اسے مدینۃ النبی کہنے لگے۔ یعنی نبی کا شہر، اور مدینۃ النبی کہتے کہتے صرف مدینہ کہنے لگے۔ اور پھر اسی نام سے مشہور ہو گیا۔ حدیث میں اس شہر کو مدینہ طیبہ یعنی پاک شہر ہی لکھا ہے۔ اس شہر کے پاک اور مقدس ہونے کی اس سے بہتر کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ حضرت نے اسے اپنے قیام اور اپنے پاک مذہب کی اشاعت کے لئے پسند فرمایا۔

مدینہ صوبہ حجاز میں بحر احمر کے بندرگاہ منبج سے جانب شمال و مشرق سو میل اور مکہ معظمہ سے بجانب شمال ۳۶۵ میل پر واقع ہے۔ ۲۵ درجہ ۱۳ دقیقہ طول ۴۰ درجہ دقیقہ عرض ہے۔ آبادی شہر قریب ایک لاکھ آدمی کی ہے یہ شہر ایک میدان مرتفع پر پہاڑیوں کے ایک سلسلہ میں واقع ہے۔ اور پہاڑیاں مغرب کی طرف سے ایک صحرا کی حد بندی کرتی ہیں جو بحر قلزم سے ملا ہوا ہے۔

۴۴ فٹ اونچی دیوار شہر نپاہ کھچی ہوئی ہے جس میں چابکائین برج بنے ہوئے ہیں۔ اور ٹین بڑے پہاڑ ہیں۔ جنوبی چھاٹک کا نام باب المصرب ہے۔ شہر نپاہ کے باہر بھی کسی قدر آبادی ہے۔ آب و ہوا خوش آئند و معتدل زمین زرخیز و شاداب ہے۔ باغات و اشجار شاداب نظر آتے ہیں۔ زراعت، گندم جوار اور باجرہ ہوتی ہے۔ نہریں چابکائین ہیں کنوؤں کا پانی بمقابلہ مکہ شریف اچھا ہے۔ مدنی لوگ خوبصورت، نیک سیرت، خوش خو، نفس مزاج مہمان نواز

اور خوش پوشاک ہوتے ہیں، شہر میں ہر قسم کی جنس دستیاب ہو سکتی ہے بلکہ معظمت سے گیارہ بارہ روز میں قافلہ یہاں پہنچتا ہے قافلہ حجاج منافہ میں ٹہرتا ہے۔ یہ مقام شہر پناہ کے باہر ہے اس کی چار دیواری میں مثل نصف دائرہ کے شہر پناہ کی غربی دیوار سے شروع ہو کر جنوبی دیوار سے جا ملی ہے۔ منافہ کے چار دروازے ہیں خاص شہر و حصوں میں منقسم ہے۔ ایک مدینہ قدیم دوسرا مدینہ جدید۔

شہر کے تمام کوچہ و بازار میں پٹی ہوئی نہر ہے جس میں جا بجا پتیل کی بیج دار ٹونڈیاں لگی ہوئی ہیں جس کا جہاں جی چاہے بلا تکلف پانی پی لے علاوہ اس کے حرم شریف کے ہر دروازہ کے باہر ایک چبوترہ سنگین بنا کر اس کے مقابل دیوار میں نیل آہنی قائم کر کے متعدد پچھار ٹوشیاں پتیل کی لگا دی ہیں ان نلوں میں بندریہ پیمپ پانی چڑھتا ہے اور وضو کے کام آتا ہے اور حرم شریف کے چاروں طرف زمین دوز آہنی ٹیل لگے ہوئے ہیں متصل باب السلام گھنٹہ گھر ہے بازار چوک میں نہایت عالیشان سنگین عمارت شفا خانہ کی ہے۔ بازار کی دکانیں اور فرش سنگین بنا ہوا ہے۔ رات کو روشنی ہوتی ہے۔ خوشبو یا تکی چیزیں جیسی نادر مدینہ میں ہوتی ہیں ایسی دوسری جگہ نہیں ہوتی۔ خصوصاً گل سرخ، عمارت شہر کی دلچسپ عمدہ قلعہ کی ہے۔ شہر کے دروازے پر ٹین کے سپاہیوں کا بازار اور شہر کے محلوں میں پولیس کا پہرہ رہتا ہے۔ بعض دروازوں میں عتراتی گھڑیاں آدیزاں ہیں۔ باب الشہلیہ کی جانب ایک قلعہ سنگین نہایت خوبصورت تعمیر ہے جس میں فوج رہا کرتی ہے جو

تو انہیں مکہ میں جاری ہیں انہیں کا یہاں بھی عملدرآمد رہتا ہے۔ اس منبرک اور مقدس شہر کی مٹی خوشبودار ہوتی ہے شہر کے اندر اکثر مسافر خانہ اور مدارس ہیں یہاں سے سڑک دمشق کو جاتی ہے جو ہر وقت صاف رہتی ہے۔

مسجد نبوی و روضہ مقدس

مسجد نبوی کی بنیاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے رکھی اس مسجد کی تعمیر کے لئے انصار اور مہاجرین اپنے سروں پر مسالہ اٹھا اٹھا کر لاتے اور اسے تعمیر کرتے تھے اور ابو ہریرہؓ کی روایت کے بموجب حضرت خود اینٹ مٹی گارا اٹھا اٹھا کر پہنچاتے تھے اس زمانہ میں یہ مسجد بہت چھوٹی تھی شروع شروع میں اس مسجد میں امام کے لئے کوئی منبر نہ تھا خطبہ سنالے کے وقت بعض اوقات ایسا ہوتا کہ رسول خدا کھڑے کھڑے ٹھک جاتے تھے اور کسی لکڑی وغیرہ کے سہارے کی ضرورت ہوتی تھی۔ اس تکلیف کو رفع کرنے کے لئے ایک شخص نے نبی نجار میں سے منبر ایجاد کیا۔ یہ منبر لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ دو ہاتھ لمبا اور ایک ہاتھ چوڑا تھا۔ اس میں تین سیڑھیاں ایک ایک پالشت اونچی تھی۔

اس مسجد کے ایک گوشہ میں حضرت عائشہؓ کا حجرہ تھا جو اب بھی ہے اور اسی حجرے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ ہے۔ حضرت عمرؓ حضرت ابو بکرؓ کی قبریں بھی اسی حجرے میں ہیں۔ اس حجرے کے قریب حضرت فاطمہؓ کا روضہ ہے۔ قبر پر سیاہ غلاف چڑھا ہوا ہے۔

پر تعمیر خدا کے بعد اس مسجد کی کئی دفعہ ترمیم ہوئی۔ ۱۲۹ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی ترمیم کی۔ ۱۸۸ھ میں خلیفہ ولید نے اس کو زیادہ وسیع کیا اور شاندار بنایا۔ ۱۹۱ھ میں لجزاد کے خلیفہ مہدی نے اس میں بہت کچھ اضافہ کیا۔ ۵۷۷ھ میں آتشزدگی کا وجہ سے یہ مسجد خراب ہو گئی تھی اسی سال پھر اس کی تعمیر ہوئی۔ ۸۸۸ھ میں مقرر کے بادشاہ نے اس کو تعمیر کیا اور اس زمانہ سے اب تک یہ مسجد اسی حالت میں چلی آتی ہے۔

مسجد مبارک مستطیل ہے اور چاروں طرف والاں بنے ہوئے ہیں درمیان میں صحن ہے اور ریت بچھا ہوا ہے۔ قبلہ کی سمت یعنی مغرب سے مشرق کی لائن میں پانچ درجہ کا والاں ہے۔ اور اس کے مقابل میں بھی اسی طرح پانچ درجہ کا والاں ہے۔ روضہ اقدس قبلہ کی سمت کے والاں میں مشرقی گوشہ میں واقع ہے۔ روضہ مبارک کی عمارت صحن کے طرف کے درجہ سے مشرق ہو کر تیسرے درجہ میں تجاوز کر گئی ہے۔ اسی طرح پوڑانی میں مشرقی سمت کے دو درجہ تک منٹھی ہوتی ہے۔ ان والاںوں کے چھ سنتوں۔ روضہ مبارک کی عمارت کے اندر آگئے ہیں۔

قبلہ رو دو دیوار ۲۴ بالشت اور مشرق رو دیوار ۳۰ بالشت عرض ہے مشرقی گوشہ سے شمالی گوشہ تک ۳۹ بالشت ہے۔ روضہ مقدس کے پانچ گوشے اور پانچ دیواریں ہیں اس عمارت کی قطع ایسی عجیب ہے جس کی نظیر تعمیر ہونی محال ہے قبلہ کی طرف اس کو اس قدر ترچھا کر دیا ہے کہ اس کی طرف سنہ کر کے نماز کے واسطے نہیں بکھڑے ہو سکتے اس لئے کہ اس طرف سنہ کر کے

کھڑے ہونے سے استقبال قبلہ صحیح نہیں ہوتا۔

روضہ مظہرہ کے سربانے کی دیوار میں آبنوس کا ایک صندوق آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے مقابل نصب ہے۔ صندوق پر صندوق کی
پچی کاری کی ہوئی ہے اور نہایت چمکیلے چاندی کے پترے بڑے ہیں۔ پانچ
بالشت کا طول، تین بالشت کا عرض اور چار بالشت کی بلندی ہے۔ رکن
شمالی اور عربی کے درمیان میں ایک پردہ پڑا ہوا ہے۔ یہ جگہ جبرئیل علیہ السلام
کے نزول کی ہے۔ تمام روضہ مقدس کی وسعت چاروں طرف سے ۲۸۲
بالشت سے کچھ زیادہ ہے۔ دیوار کا ایک بالشت حصہ زیریں جس کو اجارہ
کہتے ہیں خوبصورت ترستے ہوئے پتھروں سے بنایا ہے اوپر کے دوسرے
ثلث حصہ پیرمشک وغیرہ وغیرہ عطریات سے نصف بالشت موٹی کھل
کی ہے۔ سب کے اوپر کے ثلث حصہ میں لکڑی کی جالیاں ہیں اور یہ جالیاں مسجد
کی چھت سے ملی ہوئی ہیں اس لئے کہ روضہ مظہرہ کا کاسۂ اعلیٰ مسجد کی بلندی سے
بلا ہوا ہے۔ روضہ مقدس کے پردوں پر لاجوردی رنگ ہے۔ اور درمیان میں
چھول بولے اور نیلیں وغیرہ ہیں۔ بوٹوں کے اندر خوشنما گول گول دائرے اور
ان کے گرد زمردی اور سفید نقطے ہیں۔ اور جاری کی پیشانی پر سفیدی مائل
جدول ہے۔ عرض کہ اس کا منظر نہایت خوشنما اور دلچسپ ہے۔ قبلہ رو دیوار
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے مبارک کے محاذی چاندی کی میخیں ہیں۔
ان کے سامنے سلام کے واسطے کھڑے ہوتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر کا سر مبارک
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے بائیں ہے اور حضرت صدیق اکبر

کے دوش کے قریب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر مقدس ہے۔ پہلے قبلہ کی طرف پشت کر کے رُوٹے مطہر کے سامنے سلام کے واسطے کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر داہنی طرف کو ذرا سرکہ کرنا جبین رضی اللہ عنہا کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہیں۔ اس طرف کی دیوار کے سامنے۔ ہاتھ لپیٹیں اور نیراں ہیں۔ ان میں دو سونے کی باقی چاندی کی ہیں۔

روضہ مقدس کے شمال میں پختہ کا ایک چھوٹا سا حوض ہے اور اس میں قبلہ رُو ایک حوض ہے۔ بعض سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا مکان اور بعض قبر شریف بیان کرتے ہیں۔ اصل حال خدا کو معلوم ہے۔ روضہ مطہر کے داہنی طرف ۴۲ قدم کے فاصلہ پر منبر شریف ہے۔ یہاں سے روضہ مقدس تک ڈیڑھ بالشت بلند اور چھ قدم چوڑا پختہ کا فرش ہے منبر اور روضہ صغیر کے درمیان میں آٹھ قدم کا فاصلہ ہے۔ حدیث شریف میں اس روضہ کو ریاض جنت میں سے فرمایا ہے۔ اس میں جدولِ برکت کے واسطے نمازیں پڑھتے ہیں اس کے سامنے قبلہ کی جانب ایک عمود ہے کہتے ہیں یہ عمود ستون حنانہ کی باقی ماندہ لکڑی پر چڑھا ہوا ہے۔ ستون حنانہ کی لکڑی عمود میں سے نظر آتی ہے۔ اس کو بوسہ دینے ہیں اور اس پر منہ رگڑتے ہیں۔ روضہ صغیر کے کنارے قبلہ کی طرف سر پانے والا صندوق ہے۔ منبر شریف زمین سے قد آدم بلند ہے۔ پانچ قدم لمبا اور پانچ بالشت چوڑا ہے آٹھ سیڑھیاں ہیں۔ اور ایک چھبڑ کے دار دروازہ ساڑھے چار بالشت کا بلند لگا ہوا ہے۔ یہ دروازہ مقدس ہے جمعہ کو کھلتا ہے۔ کل منبر پر آنسو کی لکڑی پڑھی ہوئی ہے۔ سرور کا نامت

صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ اُوپر نظر آتی ہے اس پر کسی قدر اُوچا کر کے
 آنسوؤں کا تختہ لگا دیا ہے تاکہ اس جگہ کوئی نہ بیٹھ سکے۔ اس مقام مبارک کو لوگ
 باخہ ڈال کر چھوتے ہیں۔ منبر کے دائیں طرف کے سرے پر جہاں خطبہ کے وقت
 خطیب باخہ رکھ کر کھڑا ہوتا ہے۔ چاندی کا ایک گھومتا ہوا حلقہ لگا ہوا ہے۔
 اس کی قطع درزی کے انگشتانہ کی سی ہے۔ مگر اس سے کسی قدر بڑا ہے۔ کہتے
 ہیں آنحضرت صلعم کے خطبہ کے وقت حضرات حسنین علیہ السلام اس سے کھیدا کرتے تھے
 مسجد مبارک کا طول ۱۹۶ قدم اور عرض ۱۲۶ قدم ہے اور ۲۹ ستون ہیں
 ستون چھت سے ملے ہوئے ہیں۔ مگر محراب میں نہیں ہیں۔ خیمے کے ستون کی طرح
 ہیں۔ پتھر کے گول ترشے ہوئے ٹکڑوں سے ستون بنے ہیں۔ ہر ٹکڑے میں
 سوراخ ہے۔ ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے کے سوراخ میں پھنسا کر اور گرم سیسہ
 ڈال کر جوڑ دیا ہے۔ اوپر سے چونے کی قلعی کر کے اس طرح گھونٹا ہے کہ دیکھنے
 میں بالکل سنگ مرمر کے معلوم ہوتے ہیں۔ قبلہ رد والان کے آخری درجہ میں
 منقصورہ ہے اور اسی میں محراب ہے۔ لیکن امام روضہ صغیرہ میں نماز پڑھتا ہے
 منقصورہ کی محراب پیشانی پر ایک زرد رنگ کا پتھر بہت جمکیدا لگا ہوا ہے۔
 اس پر کسری کا آئینہ تیا ہے۔ محراب کے اندر ایک چھوٹا سا ڈبہ کپس میں لٹک
 رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ کسری کا جام ہے واللہ اعلم بالصواب۔

منقصورہ کے سامنے مشرقی گوشہ میں دو خزانے ہیں ان میں مسجد مبارک
 کی کتب موقوفہ رکھی جاتی ہیں۔ روضہ صغیرہ اور مزار مقدس کے درمیان میں بہت
 بڑی تپائی پر مفضل صندوق کے اندر کلام اللہ شریف رکھا ہے۔ یہ قرآن ان

چاروں قرآنوں میں سے ہے جو حضرت عثمانؓ نے چاروں طرف ممالک میں بھینچے تھے۔ شرقی دالان کے دوسرے درجہ میں ایک زمین دوڑ دروازہ تہ خانہ کا مقفل ہے اس کے اندر ہمانے کے لئے میٹر صیاں بنی ہوئی ہیں۔ یہ تہ خانہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان میں منتهی ہوتا ہے اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آمد و رفت کا رستہ تھا۔ اس تہ خانہ کے قائم رکھنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے بظیفہ اول کے مکان کے سامنے حضرت عمرؓ اور ان کے صاحبزادہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مکان ہیں۔ روضہ مقدس کے آگے ایک بڑا صندوق ہے۔ اس میں خاص روضہ مبارک کی روشنی کا سامان شمعیں اور شمعدان وغیرہ پڑا رہتا ہے مشرقی حصہ میں ایک لکڑی کا مکان ہے آستانہ مقدس کے شب کے نگہبان رات کو اس میں رہا کرتے ہیں۔ یہاں گے خدام نوجوان حلشی اور مخلائی خوب رو اور خوش لباس ہیں۔ یہاں کا موذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہے۔ شمال کی طرف ایک نیا قبہ ہے جس کو قبہ الزیبا کہتے ہیں۔ اس میں مسجد مبارک کا تمام سامان رہتا ہے۔ اس قبہ کے سامنے صحن میں خرما کے پندرہ درخت ہیں۔ مسجد کی تمام دیواروں پر نیچے سے نصف بلندی تک سنگ رخام کا اجارہ بنا ہوا ہے۔ یہ پتھر مختلف الوان اور مینا کار ہیں۔ اوپر کی نصف دیواروں پر نگینے ہیں۔ ان کا سونا فیسفا کہا جاتا ہے۔ نگینوں کی ترتیب میں بڑی صنایعی کی ہے۔ قسم قسم کے درخت بنا کر اس میں پھلوں کے بوجھ سے چمکی ہوئی بہت خوشنما ڈالیاں دکھائی ہیں۔ خصوصاً قبلہ رو دالان کی

صحن والی اور آخر کی دیوار، اسی طرح اس کے مقابل کی دونوں دیواریں اور مشرقی و غربی دالانوں کی، صرف صحن والی دیواریں نہایت خوشنما اور سہقت کار ہیں ان کے اوپر طرح طرح کے رنگوں سے اس خوبی سے حدود لیں کھینچی ہیں کہ ان کا وصف احاطہ بیان سے باہر ہے۔ مگر اس مسجد مبارک کا روضہ مقدس کے گرد تعمیر ہونا ہی تمام زمینوں پر فائق ہے۔

مسجد کے انیس دروازے ہیں۔ چار تو کھلے ہوئے ہیں۔ باقی بند ہیں۔ کھلے ہوئے دروازوں میں سے دو دروازے غرب اور دو مشرق کو ہیں۔ غربی دروازوں میں سے ایک کو باب جبرئیل اور دوسرے کو باب الرخاء کہتے ہیں۔ بند دروازوں میں سے پانچ غرب کو پانچ مشرق کو۔ ایک قبلہ رو اور چار شمال کو ہیں۔ باب جبرئیل کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مکان ہے اور اس مکان میں آپ کو شہید کیا گیا تھا۔ مشرقی حصہ میں جمال الدین موصلی کا مزار ہے۔ اس مزار اور روضہ اقدس کے درمیان مسجد کی دیوار میں لوہے کی جالی لگی ہوئی ہے۔ اس کے ذریعہ سے بوئے فردوس اس کے مشام جان کو معطر کرتی ہے۔ مسجد میں تین مینار ہیں۔ ایک قبلہ رو دیوار میں مشرقی کونے پر اور دو شمالی دالان کے گوشوں پر ہیں۔ مگر یہ آخر الذکر دونوں مینار برجوں کی طرح چھوٹے چھوٹے ہیں

مشہد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ و جیل اُحد

مشہد جیل اُحد سے قبلہ کی جانب دامن کوہ واقعہ ہے۔ جیل اُحد مدینہ شریف سے شمال کی جانب تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ مشہد میں ایک مسجد ہے

اور اُس کے سامنے شمال کی طرف میدان میں حضرت حمزہ کا مزار ہے اور مزار کے سامنے گنچ شہیدان ہے۔ اس میدان کے محاذی جبل اُحد کے سفلی میں وہ غار مبارک ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھا کرتے تھے۔ گنچ شہیدان کے گرد کی سُرُخ زمین حضرت حمزہؓ سے منسوب ہے۔ اس مٹی سے لوگ برکت حاصل کرتے ہیں۔

بِقِيعِ الْغَرْقَدِ وَبَيْتِ الْحَزْنِ

بِقِيعِ الْغَرْقَدِ مدینہ پاک کے مشرق میں ہے جس دروازہ سے اس مقام کو راستہ گیا ہے اُس کو بھی باب البقیع کہتے ہیں۔ دروازہ سے نکلتے ہی دائیں طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بچھوپی اور حضرت زبیرؓ کی ماں بی بی صفیہؓ کا مزار ہے سامنے مالک بن انس کا مزار ہے۔ اس پر بھی سفید قبہ ہے اور قبہ پر لکڑی کے تختے لگے ہوئے ہیں۔ اُن پر خوبصورت برجی کا کام ہے۔ اس قبہ کے دائیں طرف عبد الرحمن الاوسط ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مزار ہے جن پر حضرت عمرؓ نے حد لگائی تھی۔ اور اُس کے صدر سے بیمار ہو کر وفات پائی۔

قبر کے قریب عقیل بن ابی طالب اور عبداللہ بن جعفر الطیار رضی اللہ عنہم کے مزار ہیں۔ ان کے برابر ایک روضہ میں ازواج منہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب ہیں۔ اس روضہ کے برابر ایک چھوٹے سے مرقد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تین اولادوں کی قبریں ہیں۔ اُن کے بعد حضرت عباس ابن عبدالمطلب اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہم کے مزار ہیں۔ ان مزاروں پر

بہت بلند قبہ ہے۔ اور باب البقیع سے قریب ہے۔ دہنی طرف حضرت عباس
 کے پائنتی حضرت امام حسن علیہ السلام کا سر مبارک ہے۔ یہ دونوں قبریں بہت
 عریض اور زمین سے بلند ہیں۔ قبروں پر نہایت خوشنما تختے لگے ہوئے ہیں
 تختوں پر بڑی چادر کاٹ کر بلیں بنائی گئی ہیں۔ اس آرائش سے منظر دل فریب
 ہو گیا ہے۔

قبہ کے برابر حضرت سیدہ النساء فاطمہ الزہراء کا بیت الحزن ہے۔
 حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ اس مکان میں
 رہا کرتی تھیں۔ بقیع کے آخر میں حضرت عثمان شہید منظلوم رضی اللہ عنہ
 کا مزار ہے اور اس پر ایک چھوٹا سا قبہ ہے اور وہیں پر حضرت علی کرم اللہ
 وجہہ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا مزار ہے اور اسی مزار
 پر یہ عبارت مرقوم ہے :-

ما فم قبر احد کفاطمہ بنت الاسد رضی اللہ عنہا

وعن بنیاء۔

اس کے سوا بقیع میں مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کے بے شمار

مزارات ہیں۔

قبا اور مسجد قبا

اس مسجد کی بنیاد اس طرح پڑی کہ جب سرور کائنات مکے شریف سے

ہجرت فرما کر آئے۔ اس کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھا۔ یہ پہلی

مسجد ہے جو اشاعتِ اسلام کے بعد تعمیر ہوئی۔ پہلے پہل یہ مسجد بہت مختصر تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی توسیع کی اور سلطان عبدالحمید خان نے از سر نو تعمیر کیا۔ یہ مسجد بہت متبرک خیال کی جاتی ہے اور اس جگہ نماز ادا کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے۔

مدینہ شریف سے قبلہ کی طرف دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ پہلے یہ جگہ مدینہ منورہ سے قبا تک برابر بہت آیا دھتی۔ مگر آج کل یہاں سے وہاں تک خرما کے باغات ہیں۔ یوں تو مدینہ کے چاروں طرف باغوں کی کثرت ہے لیکن سب سے زیادہ مشرق اور قبلہ کی طرف اور سب سے کم مغرب کی جانب ہیں قبا ہی میں وہ مسجد ہے جس کی بنا تقویٰ پر ہے۔ یہ مسجد عرض و طول میں مربع ہے۔ مینار نہایت بلند اور سفید ہیں۔ بہت دور سے نظر آتے ہیں۔ وسط مسجد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ناقہ کے آراہ کرنے کا مقام ہے۔ چھوٹے روضہ کی طرح اس کے گرد چار دیواری بنا دی گئی ہے۔ مسجد کے صحن میں قبلہ کی جانب ایک محراب ہے اس جگہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے آکر نماز پڑھی تھی۔ مسجد میں سات درجہ کا ڈالان ہے۔ اور سات درجہ طول میں ہے۔ قبلہ کی طرف دیوار میں محرابیں ہیں اور مسجد میں ایک دروازہ ہے۔ مسجد کے سامنے قبلہ کی سمت ابی ایوب ابن بخار الصاری کا مکان ہے۔ مغرب کی جانب میدان میں ایک کنواں ہے۔ کنویں کے پاس پتھر کا کھدرا ہوا ایک حوض ہے۔ حوض کی نکل بیلہ کی سی ہے۔ اس میں لوگ وضو کرتے ہیں۔ ابن بخار کے مکان کے برابر حضرت سیدہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا

حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے مکانات ہیں۔

سیرارلسیں

یہ ایک کنواں ہے پہلے کھاری تھا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن سے مٹیٹھا ہو گیا ہے۔ اس کنویں میں حضرت عثمانؓ کے دست مبارک کی انگوٹھی گری تھی۔ یہ ایک مشہور قصبہ ہے۔ ابن سبیر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے مکانات کے سامنے یہ کنواں ہے۔

دارالصفہ

کنویں کے قریب دارالصفہ ہے یہاں تمہارا اور سلیمان وغیرہ رضی اللہ عنہم رہا کرتے تھے۔

عرفات

دارالصفہ کے اخیر میں ایک ٹیلہ ہے اس کا نام عرفات ہے۔ عرفہ کے روز آنحضرتؐ اس ٹیلے پر کھڑے ہوتے تھے۔ آپ کے واسطے زمین سمٹ جاتی تھی۔ اور حاضرین کو میدان عرفات نظر آ جاتا تھا۔

بیتہ کیفیت مدینہ منورہ

مدینہ منورہ کی دوہری چار دیواری اور چار دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک لوہے کا دروازہ ہے۔ اس کا نام باب الحدید ہے۔ دوسرے کا نام باب الشریح ہے۔ تیسرے کا نام باب القبیلہ ہے۔ آج کل یہ دروازہ بند ہے۔ چوتھے دروازے کا نام باب البقیع ہے۔ مغرب کی سمت فصیل شہر سے کچھ فاصلہ پر وہ خندق ہے جو مخالفین اسلام کے ہجوم کے وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کروا

اور خندق کے کنارے پر ایک ویران قلعہ پڑا ہوا ہے۔ اُس کا نام حصن الخراب ہے کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے غراب مدینہ منورہ کے واسطے یہ قلعہ تعمیر کیا تھا خندق اور مدینہ منورہ کے درمیان میں راستے کے دہنی طرف ایک چشمتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہے۔ اُس کے گرد لمبی دیوار کھچی ہوئی ہے۔ گویا مستطیل حوض کی شکل ہو گیا ہے۔ حوض کے بیچ میں پانی کا منبع ہے اور اُس کے اطراف میں دو مستطیل سقائے ہیں ان سقاؤں کی دیوار سے چشمتہ کی دوسری چار دیواری دونوں سقائے چشمتہ کی سطح سے نیچے ہیں ان میں سے ہر ایک سقائے میں اُنزنی کی ۲۵ و ۲۵ سیڑھیاں ہیں۔ اور دونوں میں چشمتے کا پانی آتا ہے۔ سقاؤں میں لوگ نہاتے ہیں اور کپڑے دھوتے ہیں چشمتہ کا پانی صرف پینے یا باہر لے جانے کے کام میں آتا ہے۔

قبۃ حجر الزیبت و بئر الفضل

مدینہ منورہ کی جانب چشمتہ کے قریب ہے۔ اس قبہ میں وہ پتھر ہے جس میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے روغن زیت ٹپکا تھا قبہ کے شمال میں بئر بضاعہ ہے۔

جیل الشیطان

قبہ کے بائیں طرف ہے اس جگہ سے شیطان نے جنگ اُحد کے دن مسلمانوں کو دھوکا دیا تھا کہ تمہارے نبی ماسے گئے۔

بئر رومہ

جیل الشیطان سے آگے مغرب کو یہ کنواں واقع ہے۔ اس کنویں کا

نصف حصہ حضرت عثمان رضی نے بیس ہزار دینار کو خرید کیا تھا۔

مسجد الفتح

جبل احد کے راستہ میں حضرت علیؓ اور سلمان رضی اللہ عنہما کی مسجدیں ہیں ان کے علاوہ ایک مسجد الفتح ہے۔ اس جگہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ فتح نازل ہوئی تھی۔

سقاویہ کے باب الحدید

مدینہ منورہ کے اندر باب الحدید کے قریب تین سقاویہ ہیں اندر جانے کے واسطے سیڑھیاں ہیں ان کا پانی صاف اور خوش ذائقہ ہے۔ یہ سقاویہ حرم شریف کے چاروں طرف سے قریب ہیں۔ حرم شریف کے چاروں طرف شارع عام میں ترشے ہوئے پتھروں کا فرش ہے۔

بیت المقدس

مسجد اقصیٰ یا بیت المقدس اس مسجد کا نام ہے۔ جس کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا۔ اس کو اہل کتاب سبکھل کہتے ہیں۔ یہ مسجد شہر یرشلیم یا جیروسلم میں واقع ہے جو ملک فلسطین میں ہے اور اس ملک کو یہودیہ ارض مقدسہ (ہولی لینڈ) اور ملک شام بھی کہتے ہیں۔

شام (سریہ) کو زمانہ قدیم میں آرام کہتے تھے۔ یہ ایشیائے ترکی کا ایک حصہ ہے جس میں شہر الیپو (حلب) ہے۔ اس میں ملک یابل بھی شامل تھا۔ کنواں اس گاؤں کا بھی نام ہے جس میں حضرت یعقوب علیہ السلام رہتے تھے

جو سچل اور نابلس کے درمیان تھا۔ اور وہیں وہ کنواں ہے جس میں حضرت یوسف علیہ السلام ڈالے گئے تھے۔

اسی طرح شام کو فلسطین بھی کہتے ہیں۔ اور کبھی اُس کے خاص حصّہ کو بھی کہتے ہیں جو اُس ملک کا مغربی حصّہ بحیرہ روم کے کنارہ پر واقع ہے جس میں عسقلون، یقرون، یافہ اور عازہ شہر آباد ہیں۔ زمانہ قدیم میں اس ملک میں فرقہ کوشس کے لوگ رہتے تھے جن کا مقابلہ بنی اسرائیل سے ہوا کرتا تھا۔

مسجد اقصیٰ کا ذکر قرآن حکیم کی ان آیات میں واقع ہے جس کو مفسرین اسلام بیت المقدس یا بیت القدس سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس لئے اب ہم اُس کو چھوڑ کر شمالی حصّہ یعنی ملک فلسطین (کنعان) جس میں شہر یروشلم (بیت المقدس) ہے، کا حال بیان کرتے ہیں تاکہ پھر شب معراج میں آنحضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہاں تشریف لے جانا ذہن نشین ہو۔ اور مخالفین نے جو شبہات کئے ہیں وہ بھی رفع ہو جائیں۔

حدود الحجہ

شمال میں سریا (شام) مغرب میں شمالی حصّہ تک بحیرہ روم جس کے کنارہ پر طرابلس، عسره، یافہ، عسیدا، عسقلون، عکہ، عسور، بیروت، لاذقیہ، قیساریہ وغیرہ شہر واقع ہیں جنوب میں ملک عرب کے شمالی حصّے اور مشرق میں یردن ندی اور بحر المیت (بحر کُوط) یعنی وہ شورجیل جس کا طول ۷۰ میل عرض ۱۰ میل ہے۔ اس کے کناروں پر حضرت کُوط علیہ السلام کی نافرینی سے وہ

پانچ گاؤں غارت ہو کر لیے گئے جو شہر سدوم، عموره وغیرہ کے قریب تھے وہاں کے باشندے علاوہ بت پرست ہونے کے لواطت میں گرفتار تھے۔ عورتوں سے رغبت نہ رکھتے تھے۔

طُول

اس ملک کا طول شمالاً و جنوباً سیریا سے لے کر عمالیقون کی زمین تک ۸۰ کوس اور عرض پورب کچھم میں بجرہ روم سے لے کر موآبیون کی زمین تک ۴۰ کوس ہے حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد میں اس ملک کے اور بھی حدود اربعہ وسیع ہو گئے تھے۔

فلسطین موجودہ

موجودہ فلسطین بحر روم کے کنارے پر جنوب مشرق کی سمت ۱۰۲۲۰ مربع میل کا علاقہ ہے اس کی مجموعی آبادی دیکم جنوری ۱۹۳۹ء کی مردم شماری کے مطابق ۴۲۵۰۰۰ ہے یہاں دو تہائی عرب (مسلمان اور عیسائی) اور ایک تہائی یہود آباد ہیں۔ دونوں میں فلسطین کی قسمت تک رسائی حاصل کرنے کے لئے جنگ و جہاد کا سلسلہ جاری ہے۔

فلسطین کی سرزمین مذہبی نیا کیلئے

خدا کا ایک الہام۔ انجیل کا ایک باب۔ قرآن کی ایک آیت ہے۔ یہاں

موت کا سمنڈر بھی موجود ہے اور زندگی کا کنارہ بھی۔ فلسطین پہلی سلیمانی کی سرزمین ہے حضرت عیسیٰ کا وطن پیدائش ہے اور حضور آقائے مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام معراج۔ ایشیا النایت کا اولین گہوارہ ہے۔ ایشیا نے یورپ کے ویرانوں کو انسان دیے اور انہیں آباد کیا۔ ایشیا نے یورپ کو مذہب عطا کیا۔ اور اس جود و عطا کا شرف فلسطین ہی کی سرزمین کو حاصل ہوا۔ آج دنیا میں نصاریٰ کی آبادی سب سے زیادہ ہے اور یہ محض فلسطین کے ایک شخص ناصرہ کا فیضان و احسان ہے۔ فلسطین النسانی تاریخ میں ایک بڑی جگہ ہے مگر اس کی یہ بڑائی اور بزرگی تمام تر ایک شہر کی وجہ سے ہے۔ اس شہر کو ہندوستان کے مسلمان بیت المقدس کہتے ہیں۔ عرب قدس کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہودی ارمن موعود سمجھتے ہیں اور عیسائی یروشلم۔

بیت المقدس انبیاء کی سرزمین ہے اور دنیا کی اکثریت کا قبلہ روحانی نام پر نظر کیجئے تو ایک تاریخی سرزمین ہے اور تاریخی حقیقت کا خیال کیجئے تو ایشیا اور یورپ کے درمیان مذہب اور تہذیب کا سنگم۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق میں بے وطن ہوئے تو بیت المقدس کی سرزمین میں پہنچ کر اقامت فرما ہوئے۔ ابراہیمی نسل کی دو شاخوں بنی اسحاق اور بنی اسمعیل (یہود اور عرب) کا رشتہ وراثت قائم ہوا۔ یہود نے وراثت حاصل کی اور اسے اپنی بد اعمالیوں سے ضائع کر دیا۔ عرب اس میراث کے مالک ہوئے اور آج تک اس راہ میں سرگرم جہاد ہیں۔ بیت المقدس کے لئے

سلطان آلبی اور رچرڈ کے درمیان صلیبی جنگیں برپا ہوئیں۔ آخر کار خود بیت المقدس نے فاتح مسلمانوں کا مقدس دامن تقام لیا۔ بیت المقدس کے صلیبیوں نے فرزدان ہلال سے دوستی کا ہاتھ ملایا اور انجام کار بیروشلیم کی حفاظت کے لئے دونوں ایک ہو گئے۔

مقدس زیارتیں اور تاریخی مقامات

اس مقدس مقام کی تاریخ بیان کرنے سے قبل اس کے اطراف پر سرسری نظر ڈالیں تو بہتر ہے۔ بیروشلیم دجس میں مسجد اقصیٰ یا سبکی سلیمانی واقع تھی) بحر روم سے ۳۲ میل کے فاصلہ پر سمندر کے سطح سے ۵۲۳۰ فٹ بلندی پر واقع ہے۔ اور دریائے بیرون بیروشلیم سے ۱۸ میل ہے۔ دکن کی طرف شہر حبرون ہے جو دس پارہ میل ہے۔ شمال کی طرف سامریہ ہے جو ۳۶ میل دور ہے۔ دکن اور پچھم کے رُخ پر شہر دمشق ۱۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ مغرب کی جانب بغداد ۲۰۰ میل کی دوری پر ہے نابلس بیروشلیم کے شمال میں ۳۳ میل۔ بندریانہ دکن کی طرف ۶۲ میل پر۔ شہر ناہرہ ۷۶ میل اور بیت اللحم چار میل ہے۔ میصر جنوب مغرب میں تخمیناً ۲۶۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ کوہ طور ۲۰۰ میل اور مدینہ منورہ ۶۰۰ میل دور ہے۔ شہر بیروت جو یورپ اور اتر کی جانب ۱۶ میل پر واقع ہے اور مکینہ کے غار ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہیں۔ بیروشلیم سے مشرق کی جانب کھوڑے سے فاصلہ بیروشلیم کا پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ اور شہر کے درمیان ایک نالہ بہتا ہے جس کو

کدروں کہتے تھے۔ اسی پہاڑ کے دائیں میں مغرب کی جانب شہر کے قریب ایک باغ تھا جس کو گت سمنی کہتے تھے۔ اور اسی پہاڑ کے نیچے مشرق کی طرف بیت عینا اور بیت تاگا دو گاؤں بھی تھے۔ بجانب جنوب یروشلم۔ سلوآم کا ایک تالاب ہے جس کی گہرائی ۲۷ فٹ ہے۔

اس ملک میں شمال کی جانب سے پہاڑوں کے دو سلسلے جنوب و مغرب کی طرف چلتے ہیں۔ جن کو لبنان کہتے ہیں۔ چنانچہ مغربی سلسلہ شہر صور کے دو کوس اتر کی طرف بحرہ روم کے کنارے پر ختم ہوتا ہے اور دوسرے سلسلہ کی دو شاخیں ہو کر دکھن کی طرف چلتی ہیں۔ ان میں سے مشرقی سلسلہ کا نام حرمان ہے۔ یہ پہاڑ بعض جگہ تو ۱۰۰۰ بعض جگہ ۱۱۰۰۰ ہزار فٹ بلند ہے جس کی چوٹیوں پر ہمیشہ برف رہتی ہے۔ پھر یہی سلسلہ دریائے جلیل کے قریب مشرق کی طرف لہن کہلاتا ہے۔ اور اس کے آگے دریائے یرون کے قریب کوہ جلعاد ہے۔ اس سے کچھ فاصلہ پر ابریم کا پہاڑ اور مدیانیوں کی زمین ہے جس کے قریب کوہ شعیر ہے۔ جو بحرہ قلزم میں جا کر تمام ہو گیا ہے۔ مغربی سلسلہ کو جلیل، کوہ بتور اور کوہ کرمل کہتے ہیں۔ کوہ کرمل اور بتور کے درمیان سمندر سے دریائے یرون تک جو حصہ ہے وہ نزرانیل کی وادی کہلاتی ہے اس کی لمبائی ۱۲ کوس اور چوڑائی ۶ کوس ہے۔ پر جنوب کی جانب سیدھا چل کر اسرائیل یا افرائیم کے پہاڑ ہیں۔ ان میں کوہ جرزین ہے۔ اسی سلسلہ میں کوہ موریہ یا کوہ صیون بھی ہے۔

کوہ شعیر کی ایک چوٹی کا نام حور ہے۔ یہاں حضرت ہارون علیہ السلام نے

موریہ اور صیون ایک ہی پہاڑ کا نام ہے۔

وفات پائی تھی۔ کوہ رمل کے معنی الشد کا باغ۔ یہاں کی سرسبز اور انواع و اقسام کے پھول ضرب المثل ہیں۔ اس کی چوٹی پر سمندر کے قریب الیا میں علیہ السلام نے بعل کے پجاریوں سے مقابلہ کیا تھا۔ کوہ حزریں کی چوٹی پر سامریوں نے بنی اسرائیل کے مقابلہ میں دوسری سیکل بنائی تھی۔ کوہ مورہ پر حضرت یعقوب پر حضرت موسیٰ، حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام نے بیت ایل خیمہ عبادت اور سیکل کی ایک ہی جگہ تعمیرات بنائیں۔ اسی مقام پر مسجد اقصیٰ یا مسجد عمر ہے اور کوہ صیحون پر شہر یروشلم واقع ہے۔

یروشلم چار پہاڑوں پر آباد ہے یعنی مورہ، صیحون، اکرا اور بزیتہا پر زمانہ قدیم میں سب کو مورہ کہتے تھے۔ اس وجہ سے کہ وہاں ایک قوم آموریستی تھی۔ اور صیحون ان کا ایک بادشاہ گزرا ہے۔ اسی کے نام سے یہ پہاڑ نامزد ہو گیا۔

دریائے بردن پر حضرت عیسیٰ نے اصطباغ لیا تھا۔ اس کا پانی ہر سال ہزاروں عیسائی تبرک کے طور پر لے جاتے ہیں۔ نابلس میں حضرت یعقوب علیہ السلام قیام فرماتے تھے۔ بندرگاہ یا وہ سے سیکل کے لئے لکڑیاں آیا کرتی تھیں شہر ناقہ میں حضرت مسیح مہر سے آکر رہے تھے جس کی وجہ سے ان کی امت کے لوگ نصاریٰ یا نصرانی کہلاتے ہیں۔ بیت اللحم میں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے۔ شہر یروشلم کے پاس سے بنی اسرائیل بردن ندی کو دو حصہ کر کے اترے تھے۔ یلقام کے غاروں میں حضرت ابراہیم، اسحاق، یعقوب علیہم السلام کے مزارات ہیں۔ اس مقام کا نام جلیل ہے۔ شہر خوبصورت اور عمدہ ہے۔

اصطباغ - عربی لفظ ہے (رنگ دینا) عیسائیوں کی ایک رسم جس کو ادا کر کے کسی بچے یا عیسائی بولے والے مرد یا عورت کو عیسائی بناتے ہیں۔ - پتیسہ۔

اس کے بعد خود بیت المقدس کے اندر ایسے بے شمار پاک اور متبرک مقامات ہیں جو آپ اپنے مقدس و عظمت کا پتہ دیتے ہیں۔ وادی یہوشفات یہاں کی ایک بابرکت وادی ہے جس میں دفن ہونا یہودی و نصرانی موجب نجات خیالی کرتے ہیں۔ قدیم زمانہ میں بیت المقدس پر بائبل اور نینوی کے بادشاہوں کی حکومت تھی۔ شاہان نینوی کے عہد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اطراف بائبل اپنے اصلی وطن سے ہجرت کر کے اس ملک یہودیہ یا شام میں آ رہے تھے۔ اس عہد میں شاید یہاں نینوی کے بادشاہ کی حکومت نہ تھی یہاں ہوگی تو کابل طور پر نہ ہوگی۔ بلکہ توریث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طوائف الملوک تھی۔

شہر یروشلم

شہر یروشلم کا بانی ملک صدق تھا۔ جس کا ذکر کتاب پیدائش کے

۱۲ باب ۱۸ درس میں ہے کہ :-

ملک صدق سالم کا بادشاہ تھا۔ اور اکثر سمجھتے ہیں کہ یہی اس شہر کا اصلی نام ہے۔ آباد ہونے کے سو برس بعد اس کو یہوشیفون نے اپنے قبضے میں کر لیا۔ شہر نپاہ کو بڑھایا اور کوہ صیون پر ایک قلعہ بھی تعمیر کیا۔ پہلا نام بدل کر یالوس نام رکھا گیا۔ گمان غالب ہے کہ یہی نام اصلی نام کے ساتھ کیا گیا ہو یعنی یروشلم یا فصاحت کے واسطے یروشلم جیسا کہ آج تک جاری ہے۔ ایجاد ہوا۔

لیشوع کے کتاب کے ۱۲ باب ۱۲ آیت میں ہے کہ :-

جب یسوع نے ملک کنعان پر حملہ کے وقت یروشلم کے بادشاہ کو پکڑا اور قتل کیا اس وقت سے داؤد کے زمانہ تک یہودی اور یوٹی دونوں ملے جلے رہتے تھے۔۔۔۔۔ پھر لکھا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ یسوع نے یروشلم بنیامین کے فرقے کو سپرد کیا لیکن بسبب اس کے یہ شہر فرقہ یہوداہ کی عین سرحد پر تھا اور بنی یہوداہ نے دوبارہ اس کو محاصرہ کر کے لیا تھا۔ اس واسطے یروشلم کبھی بنیامین اور کبھی یہوداہ کا کہلایا اور جب سے خدانے یروشلم کو اپنی ہیكل کے لئے چن لیا۔ تب سے وہ تمام بارہ فرقوں کا دارالسلطنت مقرر ہوا۔ اور کسی خاص فرقہ کا حصہ نہ کہلایا۔ رہی لوگ کہتے ہیں کہ شہر مذکور کی زمین تمام فرقوں کی زمین تھی۔ یہاں تک کہ باشندوں میں سے بھی کوئی اپنے گھر کو اپنا گھر نہ کہہ سکا۔۔۔۔۔“

الغرض یہ شہر اس وقت سے آباد ہے کہ جب بنی اسرائیل ملک مصر سے کوچ کر کے پھر اس ملک کنعان میں داخل ہوئے مگر حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد میں ان کا پایہ تخت ہونے کی وجہ سے نہایت رونق اور تاج کی حالت میں تھا اس کی شہر پناہ اور اس کے عمدہ برج اور چھانک چیرت انگریز اور عبرت خیز تھے لیکن داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد سے آگے ہی سے یہ جگہ متبرک اور مقدس سمجھی جاتی تھی۔

یروشلم جدید کی شہر پناہ کا گھر جس کو ۱۵۳۷ء میں سلطان سلیمان

بن سلیم شاہ روم نے تعمیر کرایا تھا تخمیناً ۲۱ میل کا ہے۔ یوسف مورخ کے
 دنوں میں، ماکہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے قریب زمانہ کا ہے۔ چار میل کا گھر
 تھا۔ اور شہر تین دیواروں سے گھرا ہوا تھا۔ جس میں سے ایک میں ۶۰ دوسرے
 میں ۶۰ نئے میں ۶۶ برج بنائے گئے تھے۔ شہر جدید پر نگاہ کرنے سے معلوم
 ہوتا ہے کہ یہ قدیم بنیادوں پر قائم کیا گیا ہے لیکن اس کے اطراف میں ایسی
 زمین باہر پڑی نظر آتی ہے کہ جو قدیم زمانہ میں شہر میں داخل تھی۔ چنانچہ
 نصف صبحوں کی پہاڑی شہر پناہ کے باہر ہے۔ جو پہلے اندر تھی۔ شہر
 حال کی چار دیواری بنا اور کھربے پتھروں سے مٹھوس بنی ہوئی ہے اور اس
 میں جا بجا برج اور توپیں چڑھانے کے مورچے بنے ہوئے ہیں۔ شہر کے
 سات دروازے ہیں۔ دو شمال کی جانب۔ ایک مغرب کی جانب ایک مشرق
 کی جانب اور ایک باب الحرام کہلاتا ہے۔ اور دو دکھن کے رخ ہیں۔
 پادری چالس ٹیل ایم اے کہتا ہے کہ اخیر اگست ۱۸۶۷ء میں جو
 لفٹنٹ و آرن صاحب شہر مقدس کا حال دریافت کرنے گئے تھے۔

انہوں نے اچھی طرح وہاں کا حال دریافت کیا۔ ان کے بیان کے موجب
 شہر کی شہر پناہ طول میں پورب کی طرف ۲۸۰۰ فٹ ہے اور شمال کی طرف
 ۳۸۰۰ فٹ ہے اور مغرب کی طرف ۲۳۵۰ فٹ اور دکھن کی طرف سے
 ۳۳۰۰ فٹ ہے۔ اس جگہ بہت عمدہ عمارت بجز ہیکل (مسجد اقصیٰ) اور
 مسیح کی قبر کے اور کوئی نہیں ہے۔ ان کے پاس اور کئی مقامات ہیں کہ جو
 اوسط درجہ میں خیال کئے جاتے ہیں۔

بیت المقدس کتاب مقدس میں

کتاب مقدس انجیل میں "یروشلم" کے متعلق یہ ذکر کیا گیا ہے کہ "یروشلم" کو خدا نے آسمان سے نازل کیا ہے۔ یہ ذکر ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے:-

"فرشتہ مجھے ایک بڑے اور اونچے پہاڑ پر لے گیا اور شہر

مقدس یروشلم کو آسمان پر سے خدا کے پاس اُترتے ہوئے

دکھایا اس میں خدا کا حلال تھا اور اس کی چمک نہایت قیمتی پتھر

یعنی اُس لیشب کی سی تھی جو بلور کی طرح شفاف ہو۔ اُس کی

شہر پناہ بڑی اور بلند تھی۔ اُس کے بارہ دروازے تھے اور

دروازوں پر بارہ فرشتے تھے۔"

چند آیتوں کے بعد لکھا ہے :-

"شہر الیسا خاص سونے کا تھا جو شفاف شیشے کی مانند ہوا اُس کی

شہر پناہ کی بنیادیں ہر طرح جو اُس پر سے آراستہ تھیں۔ پہلی بنیاد

لیشب کی تھی۔ دوسری نیلم کی۔ تیسری شب چراغ کی۔ چوتھی

زمرد کی۔ پانچویں عقیقہ کی۔ چھٹی لعل کی۔ ساتویں سنہرے

سپھر کی۔ آٹھویں فیروزے کی، نویں زبرجد کی۔ دسویں یسبی کی،

گیارھویں سنہلی کی اور بارھویں یاقوت کی۔ اور بارہ دروازے

بارہ موقیوں کے تھے۔ اس شہر میں سورج باچاند کی

روشنی کی کوئی حاجت نہیں کیونکہ خدا کے حلال نے اُسے روشن

کر رکھا ہے۔ (مکاشفہ ص ۱۳۳)

کتاب مقدس کی ان آیات سے ہم اس مثالی یروشلم کا اندازہ کر سکتے ہیں جو برطیانی کے دل میں ایک سچے عقیدہ کی حیثیت سے موجود ہے۔ آئیے اب ہم بیت المقدس کے جمال و جلال کی تاریخی سرگزشت پر ایک ہمہ گیر توجہ کریں اور پوری تفصیل سے اس کی پاکیزہ تاریخ پر نظر ڈالیں۔

بیت المقدس کی تاریخی عظمت

عربوں کے تین بڑے اور تاریخی مذہب (اسلام، یہودیت اور عیسائیت) بیت المقدس کی عزت و عظمت پر ایمان رکھتے ہیں۔ تمام مسلمان تمام یہودی اور تمام عیسائی یروشلم کو ربانی شہر اور زیارت گاہ تصور کرتے ہیں۔ دنیا کے ہر منطقہ میں اور ہر رنگ اور نسل کے انسان بیت المقدس کی حرمت اور عقیدت کو اپنا جزو ایمان سمجھتے ہیں اس شہر کا ذکر توریت میں موجود ہے۔ انجیل میں موجود ہے اور قرآن میں موجود ہے۔ اس طرح تین الہامی صحیفے اس شہر کے جلال و جمال اور عزت و حرمت پر گواہی دیتے ہیں۔ بیت المقدس فلسطین کا دار الخلافہ اور صدر مقام ہے۔ قدم قدم پر زیارت سے مشرف ہونا ممکن نہیں۔ یہی رہبر جانتے ہیں کہ چاہیں کہاں ہیں اور کس کے پاس رہتی ہیں۔ زیارت گاہیں حفاظت کے خیال سے منقل رہتی ہیں اور ان پر پہرہ بھی رہتا ہے۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں بیت المقدس کے متعلق لکھا ہے کہ

۳۳ صدیوں کا پرانا شہر ہے۔ اس مقام نے قدرت اور
انسان کے ہاتھ سے بے شمار تکالیف برداشت کی ہیں اور
بہت سے انقلابات دیکھے ہیں۔ واقعات کا مختصر خاکہ
یوں کھینچا جاسکتا ہے کہ یہ مقام ارضی و سماوی حوادث سے
تباہ و برباد ہو کر کھنڈروں اور ویرانوں کا پہاڑ بن چکا ہے
جابر و ظالم انسانوں نے کئی بار اس کو تاخت و تاراج کیا۔
اور ہل چلوائے متعدد بار پورے شہر کو نذر آتش کیا گیا
اور اہل شہر پورے اس قدر مظالم و مصائب ڈھائے گئے ہیں
کہ زبانِ درماندہ کو پارے سخن نہیں۔ ۲۰ مرتبہ محصور ہو چکا
ہے اور ۱۸ دفعہ دوبارہ تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ
تاریخ کی تدوین باقاعدہ نہ تھی اس پر ایسا زمانہ بھی گزرا ہے کہ
اس کی وادیاں پر کر دی گئی ہیں اور ایسا بھی کہ اُسے زمین کے
برابر ہموار کر دیا گیا ہے۔ اس پر چھ دور مذاہب کی تبدیلی کے
گزرے ہیں۔ لوگوں کو اپنا دین چھوڑنے اور نیا دین اختیار کرنے
کے لئے مجبور کیا گیا ہے۔ قتل عام کا بازار گرم ہوا ہے۔ اور
باشندوں کو پابہ زنجیر دور دراز ملک میں لے جایا گیا ہے۔
یہی نہیں بلکہ یہاں کے باشندوں نے بھی نافرمانی میں کوئی کسر
باقی نہیں چھوڑی۔ حضرت ابراہیمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰؑ تک
بے شمار پیغمبر ہدایت کے لئے آتے رہے مگر باریاں انکار و

نافرمانی کی رسم تازہ ہوتی رہی۔ خوفناک عذاب الہی نازل ہوتے رہے۔ مگر رُوح کی غفلت و تاریکی کم نہ ہوئی...
 غرض کہ اس کی وادی کا ذرہ ذرہ انسانی دانش و بینش کے لئے رشد و ہدایت کا مرقح ہے اور اس خاک میں ہزاروں خبریں اور لہجے ہیں۔

یہودیوں اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ دُنیا کا وسط بیت المقدس ہے، اگرچہ اس کا ذکر قرآن مجید میں بیت المقدس کے نام سے نہیں آیا۔ مگر ایک دوسرے عنوان سے موجود ہے۔ البتہ احادیث اور دوسری اسلامی روایتوں میں البیت المقدس کے نام سے ذکر آیا ہے۔ انجیل اور توریت میں بھی اس کا ذکر بہت جگہ ملتا ہے۔ دُنیا کا قدیم ترین شہر ہے۔ اس میں اس کثرت سے نبی پیدا ہوئے ہیں کہ یہاں کا ہر فلاح (کاشتکار) خود کو کسی پیغمبر کی نسل سے ضرور بتاتا ہے۔

پیغمبروں کی راجدھانی

اس شہر کی داستانِ عظمت و جلال حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہوئی ہے اور بہت سے پیغمبروں کے نام پر ختم ہوئی ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی مقام سے اپنے بیٹے کو قربانی کے لئے لائے تھے۔

۱۵ اہل کتاب کہتے ہیں کہ ذبح اللہ حضرت اسحق تھے۔ مگر یہ سراسر غلط ہے زیادہ ۲۴

جس کی مثال دنیا کی مذہبی تاریخ میں نہیں ملتی۔ یہیں حضرت یعقوب
 علیہ السلام خدائے تعالیٰ سے خواب میں ہم کلام ہوئے اور اس کے حکم سے
 ”بیتِ ایل“ یعنی خدا کے گھر کی بنیاد ڈالی۔ پھر اس مقام پر حضرت
 سلیمان علیہ السلام نے خدائے تعالیٰ کے حکم والہام سے جنوں کے ذریعہ

۴۴ انجین میں نہ پڑھے اور فلما بلغ معہ السعی سے باسحق بیبا من افضلین
 تک پڑھ جائے اور خود ہی فیصدہ کر لیجئے۔ وَصَتْ اَصْدَاقِ مِنَ اللّٰهِ قِيَادَهُ اللّٰهُ
 کے قول سے بڑھ کر کس کا قول ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کی خلیل اللہ
 بشارت دی فَلْيَشْرَفْهُ بِعَلْمِ حَلِيمٍ پھر ذبیح اللہ کے ذبح کا واقعہ بیان فرمایا۔ ان
 سب کے بعد اپنی خوشنودی کا پرانہ مرحمت فرمائے سوئے ابراہیمؑ پر سلام فرمایا اور جب
 خلیل اللہ اللہ کی اس سخت ترین آزمائش میں پورے اترے تو خلیل نے انہیں ایک اور
 فرزند کی بشارت دیدی۔ مطلب یہ تھا کہ اے نبی اتم اپنے اکلوتے فرزند اسمعیلؑ کو ہماری راہ
 میں قربان کرنے لائے تھے۔ مگر ہم نے یہ ہی نہیں کہا کہ تمہارے اور اپنے پیارے اسمعیلؑ کو
 دوبارہ خلعتِ حیات مرحمت فرمایا۔ اور ان کے بدلے میں حنیت سے ذبیحہ بھیجا۔ بلکہ
 ساتھ ہی اس کے صلہ میں ایک دوسرے فرزند نبی صالح کی بشارت بھی سناری، جو
 ہمارے لئے اتنا اشیار کرتے ہیں ہم ان کو ایسے ہی ایسے گواں بہا انعام دیا کرتے ہیں لیجئے
 فیصلہ ہو گیا اور اہل کتاب کے خیالات کی تردید قرآن مجید سے ہوگی وَصَتْ اَصْدَاقِ
 مِنَ اللّٰهِ صِدْقًا طَرَا اللّٰهُ كَيْفَ بَاتَ سَمْعًا مِّنْ حَيْثُ يَسْمَعُ
 موضوع پر بہت طویل بحث کرتے اور خود نورات سے یہ حجتیں کو دکھاتے کہ اہل کتاب کی تردید

عظیم الشان ہوئی اور شہر تعمیر کیا۔ جن کی گواہی تو ریت نے ان الفاظ میں دی ہے،
 ” اور یہی باعث ہے سلیمان بادشاہ نے لوگوں کی بیگاری کہ خداوند
 کا گھر (مسجد اور شہر یرشلیم) اور اپنا قصر (قصر سلیمان) اور شہر
 حلو اور یرشلیم کی شہر بنیاد اور شہر حاضر اور جاؤر بھی بنائے ...
 سو سلیمان نے پاؤر اور بیت حوران اسفل کو پھر تعمیر کیا۔ اور
 بعلات اور دشت تدمر کو مملکت کے درمیان اور خزانے
 کے سائے شہر جو سلیمان کے تھے اور اس کی گاڑی کے شہر
 اور اس کے سرداروں کے شہر بنائے اور جو کچھ سلیمان کی تمنا تھی
 سو یرشلیم میں اور لبنان میں اپنی مملکت کی ساری زمین میں
 شہر بنائے ...“ سلاطین ۱۔ باب ۹۔ آیات ۲۰۔ ۱۵

اسی طرح توراہ میں پتھر کے عظیم الشان حوض بڑی بھاری دیکھیں اور
 تصویروں اور ان کے بنانے کے بیش قیمت پتھروں کے متعلق طویل ذہرت
 دی گئی ہے۔ پھر یہی شہر اور یہی مسجد ہے جو ہزار ہا انبیاء علیہم السلام کی
 مقام مولد قبیلہ۔ مصلیٰ اور زیارت گاہ ہے اور اس کا قرب و جوار انبیاء
 کا مدفن اور مورد برکات ہے غرض کہ یہ جگہ متبرک اور مقدس سمجھی جاتی ہے
 چنانچہ آنحضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس کی طرف منہ

مہ تورات سے بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن وقت کم رہ جانے کی وجہ سے ہمیں خود یہاں زیادہ عرض
 کرنے کا موقع نہیں ملا۔ یہاں تو قرآن حکیم سے اس قبیل کا ذبح اللہ ہونا ثابت کر دیا
 ۱۲۔ ۴۲۔ خ

کر کے مدتوں نماز پڑھی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ اسرار (معراج) نے تو اُس کے تقدس کو اور بھی چار چاند لگا دیتے ہیں۔ جب کبھی بھی کوئی مسلمان سورۃ اسرار کی تلاوت کرتا ہے اس کے قلب پر اُس مقام کی بزرگی اور بڑائی اثر کے بغیر نہیں رہتی۔

سُبْحَانَ الَّذِي اسْرَىٰ لَيْلًا
مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ
الْاَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ
لِنُرِيَهُ مِنْ اٰيَاتِنَا إِنَّهُ السَّمِيعُ
الْبَصِيرُ ۝

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے
(محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو راتوں رات مسجد
حرام سے مسجد اقصیٰ تک کہ اُس کے اطراف کو
ہم نے بڑی ہی برکت دی ہے سیر کرائی، اپنی
نشانیوں اُسے دکھائیں (یعنی دلائل حقیقت

کاغیبی مشاہدہ کر دیں) یہ ہے ذات جو سننے والی
اور دیکھنے والی ہے۔

الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ اٰيَاتِنَا

اُس کے اطراف کو ہم نے بڑی ہی برکت دی تاکہ اُسے (یعنی پیغمبر اسلام کو) اپنی
نشانیوں دکھائیں۔

یہود کے یادگار تہوار

تمام ملک کے یہودیوں میں سال میں تین بار حاضر ہوتے ہیں۔ عید فصح میں
کہ یہ عید فرعون کی غلامی اور جبر و غلبہ سے آزاد ہونے کی یادگار میں منائی

جاتی تھی۔ اس موقع پر قربانی کرتے اور فطیری روٹی کھاتے۔ دوسری عید، عید خمیر کہلاتی تھی۔ اور مہر سے نکلنے کے بعد ۴۰ سال تک بہابان میں رکھنے کی یادگار میں منائی جاتی ہے۔ اس موقع پر پتوں اور شاخوں کے چھوٹی ٹپے بنا کر سات روز تک میدان میں رہتے تھے۔ تیسری عید۔ نبت توسط کہلاتی تھی۔ یہ عبرانی لفظ ہے اور اس کے معنی پچاسواں ہیں۔ یہ عید مہر سے نکلنے کے بعد کوہ سینا (طور) پر شریعت پانے کی یادگار میں منائے تھے۔ ان عیدوں میں ہزار ہا بنی اسرائیل حاضر ہوتے تھے۔ یہاں کا دستور تھا کہ عید کے ایام میں سب اپنے پرولسی کھائیوں کو بچیر کر ایہ مکان میں ٹہراتے تھے۔

بیت المقدس کے مقامات

شہر میں تین بڑی سڑکیں ہیں۔ ایک کو باب المشق کہتے ہیں۔ یہ شمال مغرب کی طرف جاتی ہے۔ دوسری سوق الکبیر ہے جو مغرب و مشرق کے سمت جاتی ہے۔ تیسری سوگواروں کی سڑک ہے۔ ان پر سے حضرت علیؑ علیہ السلام کو یہودی سولی دینے کے لئے لے گئے تھے۔ ان کے سوا سات سڑکیں اور ہیں۔ جو ان سے چھوٹی ہیں جن کے یہ نام ہیں.....
کوچہ مسلمین۔ کوچہ نصاریٰ۔ کوچہ یہود۔ کوچہ ارنی۔ کوچہ ظاہر۔
کوچہ مشرقین۔ کوچہ باب حوث۔

پادریوں کی "الکتاب کے مقامات المعروف" نامی کتاب نے اس شہر کے چھوٹے بڑے ۱۳ مقامات گنوائے ہیں۔ ان میں سے ہر مقام کسی نہ کسی

عقیدت و محبت کی نذر طلب کرنا ہے۔

بیت اللحم کا بچا ٹنگ۔ دمشق کا بچا ٹنگ۔ افرایم کا بچا ٹنگ
 مقدس اسیفان کا بچا ٹنگ۔ سنہرا بچا ٹنگ۔ یہ ہمیشہ بند
 رہتا ہے۔ اہل اسلام سمجھتے ہیں کہ اگر اس راہ سے غیبی
 لوگ آویں تو شہر کو لے لیں گے۔ مسجد اقصیٰ کا بچا ٹنگ۔
 غلیظ کا بچا ٹنگ۔ صیون کا بچا ٹنگ۔ آرمینیوں کی خانقاہ۔
 پنیس کا قلعہ۔ بنت سدح کا کنڈ۔ حاجی مستورا کا کنڈ۔ لاٹینیوں
 کی خانقاہ۔ گھنڈر مکان۔ قبر کا گرجا۔ قبرستان۔ کلوری
 ہیروڈیس کا محل۔ مقدس اتا کی مسجد۔ پلاطوس کا محل۔
 بیت حدہ کا کنڈ۔ حرم شریف (الضامن) سلیمان کا تخت۔
 محمد علیہ السلام کا تخت۔ صدر عیسیٰ کے منبارہ کا دروازہ۔
 الصیفرہ۔ مسجد الاقصیٰ۔ چوک و بازار۔ اناس کا محل۔ یہود کا
 عبادت خانہ۔ یروشلم کے حاکم کا محل۔ قیانا کا محل۔ داؤد علیہ السلام
 کا مزار۔ عام قبرستان۔ بادشاہ کا کنڈ۔ سلیم کا کنڈ۔
 نہ صرف مسلمان یہود اور نصاریٰ ہی کے قلوب یہاں کے ذرہ ذرہ سے
 عقیدت و محبت کے نازک مگر نہ ٹوٹنے والے رشتہ سے وابستہ ہیں، بلکہ
 لاطینی اور ارمینی اقوام نے اس سرزمین پر اپنی جبین نیاز سے تعظیمی مسجد سے
 پیش کئے ہیں۔ اس شہر میں دو خانقاہ بہت مشہور ہیں۔ ایک لاطینی دوسری
 ارمینی۔ لاطینی شہر سے شمال و مغرب کی طرف اور یونانی شہر سے جنوب و مغرب

کی جانب۔ آرمینی خاندان میں ہزار ہا آدمی رہ سکتے ہیں۔ آرمینیوں کا ایک گرجا بہت بلند اور کشادہ بنا ہوا ہے اور اس میں اسباب عبادت اس قدر اور ایسے گراں قدر اور بیش قیمت ہیں کہ دنیا بھر میں میسر نہیں آتے۔ چنانچہ ان کی عقیدت و محبت کا یہی جوش تھا جس نے یروشلم میں ملکہ انگلستان اور شاہ جرمن کو گرجا تعمیر نہ کرنے دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ملکہ انگلستان اور شاہ جرمن نے متفقہ طور پر ایک گرجا تعمیر کرنے کا ارادہ کیا اور طے کیا کہ اس میں انگلستان کے کلیسا کے طور پر عبادت ہوا کرے گی۔ اس کے لئے سلطان کی طرف سے زمین بھی عطا کر دی گئی۔ اور بنیاد بھی ڈال دی گئی مگر آرمینی یونانی اور لاطینی باشندوں نے اس قدر اظہار ناراضگی کیا کہ مجوزہ گرجا کی عمارت نہ بن سکی۔

حضرت عیسیٰ اور ہزار ہا پیغمبران کے مزارات اسی شہر اور اس کے اطراف میں موجود ہیں۔ یہاں مسیح کی قبر کے نام سے ایک گرجا ہے اس میں ایک بڑا پتھر ہے جس میں عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق مسیح کی نقوش کو غسل دیا گیا تھا۔ ایک صنوبری سنگ مرمر کا ہے جس میں مسیح کی لاش کا رکھا جانا بتایا جاتا ہے۔ اس گرجا کی عبادت کے معاملہ میں یونانی لاطینی آرمینی سب شریک ہیں۔ ہر سال وقت منقرہ پر مسیح کے مصلوب ہونے اور دوبارہ زندہ ہونے کا سوانگ بنا تے ہیں۔ نقوش نکالتے اور بڑا عالم کرتے ہیں۔ ہم مسلمان وہاں کے کل مقدس مقامات کو دانتے ہیں بجز اس گرجا کے۔ کیونکہ ہمیں مسیح کے مصلوب ہونے سے انکار ہے۔ دراصل یہ مقبرہ انگریزی کا ہے۔ جو انکی

جگہ دفن ہوا۔ حضرت عیسیٰؑ کے شبہ میں سولی چڑھایا گیا۔

کوہ زیتون (M.T. OLIVES) بیت المقدس کے بالکل قریب ہے یہاں حضرت عیسیٰ عبادت کیا کرتے تھے اور یہیں سے یہودی انہیں گرفتار کر کے پلاطوس کے پاس لے گئے تھے۔ اس کے اور شہر کے درمیان کدوڑن نالہ ہے۔ عیسائی اسے بھی متبرک خیال کرتے ہیں۔ مسلمان، عیسائی، یہود اور ارمنی اس شہر میں بستے ہیں۔ زیادہ مسلمان ہیں۔ جو اکثر حرم شریف کے گرد و نواح میں رہتے ہیں۔ عیسائی اپنی خانقاہ اور گرجاؤں کے آس پاس اور یہودی کوہ صیحون کے ڈامن میں۔ اور اس کے آس پاس کے نشیب میں اس شہر میں یہودی بیوہ عورتیں بہت زیادہ رہتی ہیں جو اپنی پرورش کا وسیلہ یروشلم کو سمجھتی ہیں۔

دیوارِ گریہ

یہودیوں کی سب سے متبرک جگہ دیوارِ گریہ ہے جس پر ہاتھ رکھ کر یہودی روتے ہیں اور ماتم گساری کی اس سالانہ رسم کو عبادت خیال کرتے ہیں۔ دراصل یہ دیوار حرم شریف کی دیوار ہے۔

صخرہ کے علاوہ ایک اور بڑا پتھر ہے جس کی نسبت کہتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے تکیہ لگا کر بیٹھے تھے۔ یہ پتھر بیچ میں سے ٹوٹا ہوا ہے۔ یہاں ایک صندوق ہے جس میں ایک سوراخ ہاتھ جانے کے قابل ہے۔ اس کے اندر قدم رسولؐ مبارک تباٹے جاتے ہیں۔

ایک سبز پتھر ہے جو ۱۲ سو مرلح ہے۔ جس میں ۱۸ سو راج کیل کے لائق بنے ہوئے ہیں۔ اس کی یہ خاصیت بتاتے ہیں کہ زمانہ گزر جانے کے بعد اس میں سے ایک کیل غائب ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس میں سے ۱۲ کیلیں غائب ہو چکی ہیں اور ۳ باقی ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کے غائب ہو جانے کے بعد دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا۔

وادی یہوشفات

یروشلم کے مشرقی جانب ایک وادی ہے۔ اس کا طول دو یا ڈیڑھ میل ہوگا۔ اس کو وادی یہوشفات کہتے ہیں جس کے معنی یہود اور خدا کی عدالت کے ہیں۔ اسی بنا پر یہود اور عام عیسائیوں اور عام مسلمانوں کا خیال ہے کہ قیامت کے روز اس جگہ پر خدا عدالت کرے گا۔ اس لئے یہود یہاں دفن ہونا موجب نجات سمجھتے ہیں۔

وادی گینہوم یا تہنم

وادی گینہوم، یروشلم کے جنوب میں واقع ہے۔ یوسیاہ طوشناہ کے عہد سے قبل، یہودی یہاں مالک بیت کی پرستش کرتے تھے۔ یہ بیت پتیل کا تھا اور اس کا چہرہ بیل کا سا۔ اس کے ہاتھ پھیلے ہوئے تھے گویا یہ اپنے عابدوں کو گود میں لٹیا چاہتا تھا۔ یہ بیت پرست یہودی اس بیت کو آگ سے نہایت گرم کر کے اپنے لڑکوں کو اس کی گود میں ڈال دیتے ہیں اور ان کے چلانے کی

آواز دبانے کے لئے ڈھول بجاتے تھے۔ اُس عہد میں اُن ڈھولوں کے نام سے اُس کو وادیِ نوح (دف ڈھول) کہتے تھے۔ پھر بابل کی اسیری کے بعد یہود اس مقام اور اس بُت پرستی سے نفرت کرنے لگے۔ اور اس وادی کو خراب کرنے کے لئے تمام شہر کا کوڑا اور غلاظت کے انبار وہاں پڑنے لگے۔ جس کے جلاسنے کے لئے ہمیشہ آگ جلتی رہتی تھی۔ اس مناسبت سے اُس کو جہنم کہنے لگے۔ جس طرح قسطنی ایک بُت، واجون کی پرستش کرتے تھے، جس کا جسم پھلی کا سا اور ہاتھ پاؤں انسان کے تھے۔ اسی طرح موالی اُس مالک کی پرستش کرتے تھے اور غالباً اس سے مراد زحل ستارہ لیتے تھے۔ باوجود سخت مخالفت کے بنی اسرائیل نے ان کی صحبت سے یہ بُت پرستی اختیار کر لی تھی۔

مسجد اقصیٰ

اس مقدس و متبرک عبادت گاہ کو بیتِ ایل، ہیكل، مسجد اقصیٰ۔ مسجد عمر اور مسجد الصخرہ کے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ ایک نام اس کے مختلف ادوار کی یاد تازہ کرتا ہے۔ چنانچہ اول اس کو بیتِ ایل اور ہیكل کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ ہیكل ہی کا ذکر انجیل و تورات میں بھی آیا ہے۔ اہل کتاب اس کو ہیكل سلیمانی بھی کہتے ہیں۔ اس کا بانی حضرت سلیمان علیہ السلام کو قرار دیتے ہیں۔ قرآن حکیم مسجد اقصیٰ (بعیدترین مسجد) کہہ کر پکارتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب کے لئے

قریب کی عبادت گاہ خانہ کعبہ کھٹی۔ اور دور کی عبادت گاہ بیت المقدس کا یہ سبیل! آج کل اس کو مسجد عمر کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے بیت المقدس کی فتح کے وقت اس کی زیارت کی اور اسے دوبارہ تعمیر کرایا۔ اس لئے اس کا یہ نام قرار پایا۔ مسجد الفخرہ کے نام سے بھی اکثر ذکر آتا ہے۔ الفخرہ کے معنی چٹان ہیں۔ اور اس سے یروشلم کی وہ مقدس چٹان مراد ہے جس پر معبد بنایا گیا۔ اب اس پر قبۃ الفخرہ (چٹان کا گنبد) قائم ہے۔ کہا جاتا ہے یہ چٹان جنت سے آئی تھی۔ دوسری وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اس کے اندر ایک پتھر لگا ہوا ہے۔ جس کی نسبت خیال ہے کہ یہ پتھر اس وقت پہلی بار آسمان سے گرا تھا۔ حبیب حضرت آدم علیہ السلام کو نبوت عطا ہوئی تھی۔ اور اس وقت سے یہیں پڑا ہے۔ یہ بھی روایت ہے کہ اگلے تمام نبی اس پر بیٹھ کر منصب نبوی کے فرائض انجام دے چکے ہیں۔ کہتے ہیں یہ پتھر اڑ کر جانے کو تھا کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک اس کو اپنا ہاتھ سے روک دیا۔ اور پھر خود حضرت نے اس کو یہیں قائم فرما دیا۔ بہر حال یہ روایات اسلام میں سند صحیح سے ثابت نہیں ہیں۔ اس لئے ان کو کوئی درجہ نہیں دیا جاسکتا۔

امام جلال الدین السیوطی نے اپنی کتاب "معبد یروشلم" (درتہ رینالڈ) ص ۱۱۰ میں صخرہ کا حال درج کیا ہے۔ استفادہ کے پیش نظر ہم بھی مستحار لیتے ہیں۔

”ابن المنصور نے ہم کو بتایا کہ صخرہ بیت المقدس میں حضرت

سلیمان کے عہد میں ۱۲۰۰۰ ہاتھ بلند تھا۔ اور ایک ہاتھ اس زمانے میں پوسے ہاتھ کے برابر ہوتا تھا۔ یعنی آج کل کا ایک ہاتھ اور ایک بالشت اور ہاتھ کی چوڑائی۔ اس پر ایک معبد تھا، جو ہندل کی لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ اس کی اونچائی ۱۲ میل تھی۔ اس پر سونے کی ایک جالی تھی۔ لعل اور موتیوں کی دو تہیوں کے درمیان تھی۔ جس کو بلسکا کی عورتوں نے رات کے وقت بنایا تھا۔ یہ جالی تین دن کام آتی تھی۔ جب سورج نکلتا تھا تو عموں (EMMAUS) کے لوگ اس معبد کے سایہ میں رہتے تھے اور جب سورج ڈوبتا تھا تو بیت الرحمن کے لوگ سایہ میں رہتے تھے مگر اور دوسری دادیوں کے رہنے والے بھی اس کے سایہ میں ہوتے تھے۔ اس پر ایک بڑا لعل نصب تھا۔ جو رات میں سورج کی طرح چمکتا تھا۔ مگر جب روشنی پھیلنی شروع ہو جاتی تھی تو اس کی چمک ماند پڑ جاتی تھی اور ۵۸۶ روایت دیگر ۵۲۸ سال قبل مسیح جب تک بخت نصر نے (NGBUCHADNEZZAR) تمام چیزوں کو برباد نہیں کیا تھا یہ سب کچھ برقرار تھا۔ بخت نصر نے جو کچھ ہاتھ لگا لوٹ لیا اور یونان لے گیا اور قتل عام کے علاوہ بے شمار یہودی مردوں اور عورتوں کو بطور غلام لوٹ لیا اپنے ہمراہ لے گیا۔ گویا ایک طرح لبقیۃ السیف یہودیوں کو خدا وطن کر دیا۔

دوسری روایت سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ صخرہ بیت المقدس سر فلک تھا جس کی بلندی ۱۲ میل تھی۔ اور اس کے اوپر آسمان کے درمیان ۱۲ میل سے زیادہ فاصلہ نہیں تھا۔ یہ سب چیزیں اسی حالت پر قائم تھیں کہ یونان یا روم نے اس پر قبضہ کر لیا۔

یونانی معبد

بخت نصر کی تباہ کاریوں کے فوراً ہی بعد دوسرا انقلاب آیا۔ یونانیوں نے کہا کہ ہمیں اس عمارت سے جو پہلے یہاں تھی بہت بڑھ چڑھ کر بنانی چاہئے چنانچہ انہوں نے اس پر ایک عمارت تعمیر کی۔ سطح زمین پر اس کا عرض اتنا تھا جتنا آسمان میں ارتفاع اس کو سونے سے منڈھ دیا گیا۔ اور چاندی کا پلاسٹر کر دیا گیا اور اس کے بعد اس میں کچھ آدمی داخل ہوئے اور انہوں نے بت پرستی کا سلسلہ شروع کیا جس کی وجہ سے وہ عمارت اُن پر الٹ دی گئی اور وہ سب اس بت پرستی کی پاداش میں ہلاک ہو گئے۔ جب شاہ یونان کو اس حادثہ کا علم ہوا تو اس نے موہدا علی اور اپنے وزراء اور یونان کے اُمراء کو طلب کر کے دریافت کیا کہ تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے کہا کہ ہمارے دیوتا ہم سے خوش نہیں ہیں اور اسی لئے ہم پر لوازش نہیں کرتے اس پر اس نے دوسرا معبد تیار کرنے کا حکم دیا۔ اور وہ کثیر رقم سے بن کر تیار ہوا۔ پھر اس میں ۷۰ آدمی داخل ہوئے اور حسب معمول بت پرستی کرنے لگے اُن کا بھی وہی حشر ہوا کہ عمارت الٹ دی گئی۔ مگر اُن کا بادشاہ

شامل نہیں تھا۔

بادشاہ نے تیسری مرتبہ سب کو اکٹھا کر کے پھر استصواب رائے کیا کہ تمہارا اب کیا خیال ہے انہوں نے پھر یہ کہا کہ ہمارا خدا ہم سے خوش نہیں ہے کیونکہ ہم نے بیش قیمت چڑھا دیا ہے۔ لہذا ایک تیسرا معبد ہم کو بنانا چاہئے۔ چنانچہ تیسری مرتبہ عمارت پھر بن کر تیار ہوئی اور انہوں نے خیال کیا کہ ہم نے اس کو مناسب بلندی تک پہنچا دیا ہے۔ بادشاہ نے تیاری کے بعد عیاشیوں کو طلب کیا۔ اور ان سے کہا کہ کوئی خامی ہو تو بتلاؤ۔ سب نے کہا کہ خامی کوئی نہیں البتہ اس کے چاروں طرف سونے چاندی کی صلیبیں نصب ہونی چاہئیں۔ پھر تمام لوگ اس کے اندر داخل ہوئے تاکہ مقدس کتابیں پڑھیں۔ مگر اندر جا کر سب پرستی شروع کر دی۔ معاً یہ تیسری عمارت بھی ان پر آن پڑی۔ اس پر بادشاہ نے مشورہ کے لئے پھر سب کو جمع کیا کہ اب ان کو کیا کرنا چاہئے۔ ان پر بہت خوف طاری تھا۔ اہل مشاورت میں ایک بڑھا اور ضعیف آدمی جو سفید کپڑوں میں ملبوس اور سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھا سامنے آیا۔ اس کی گرد و ہری تھی۔ اور عصا کے سہارے کھڑا تھا۔ اس نے حاضرین (نصاری) کو خطاب کر کے کہا کہ میری بات سنو اور توجہ سے سنو کیونکہ میں تم میں سب سے عمر رسیدہ ہوں اور گوشہ نشین زاہدوں کے حلقہ میں سے، تم کو صرف اس عمارت کے متعلق مطلع کرنے آیا ہوں کہ وہ تمام لوگ جو اس پر قابض ہیں ملعون ہیں اور اس جگہ کو جو تقدس حاصل تھا اب وہ باقی نہیں رہا۔ بلکہ دوسری جگہ منتقل ہو گیا۔ اس لئے میں تم کو بتانا ہوں

کہ تم کیسا نشور (CHURCH RESURRECTION) بناؤ۔ میں تم کو وہ مقام دکھاتا ہوں لیکن آئندہ پھر بھی مجھ کو نہیں دیکھ پاؤ گے۔ لہذا میں جو کچھ تم سے کہوں اُسے نیکانیتی سے انجام دو۔ اس طرح اُس نے ان سب کو دھوکا دیا۔ اور اُن کی لعنت کو زیادہ کر دیا۔ اُن سے باتیں کرتے کرتے وہ بوڑھا آدمی غائب ہو گیا۔ اور پھر کبھی نظر نہ آیا۔ اس وجہ سے اُن کی بے دینی میں اضافہ ہو گیا اور کہنے لگے کہ یہ تم اہم اہم ہے۔ پھر انہوں نے مساجد منہدم کر دیں اور ستون پتھر اور دوسری اشیاء اٹھا کر لے گئے۔ اور اس سماں سے انہوں نے کیسے نشور اور وادی ہینون (HENON) کا گرہ تعمیر کیا۔ علاوہ ازیں اُس ملعون بوڑھے شخص نے اُن کو حکم دیا کہ جب تم یہ دونوں عمارتیں بنا لو تو اس جگہ کو لے لو۔ جس پر فالجن ملعون ہیں۔ اور جہاں سے برکت رخصت ہو گئی۔ اور اُس کو کورٹ کرکٹ ڈالنے کی جگہ بناؤ۔ اس طرح انہوں نے بوڑھے کی نصیحت پر پورا عمل کیا اور اپنے خیال میں اپنے خدا کو خوش کرنے کا سماں کر لیا۔ انہوں نے کورٹ کرکٹ کا بہت اہتمام کیا۔ یہاں تک کہ بعض بوسموں میں تمام غذاؤں اور گندہ کی قسطنطنیہ سے جہازوں میں بھیر کر بھیجی جاتی تھی اور ایک مقررہ وقت پر صبحہ پر کھینک دی جاتی تھی۔ یہاں تک پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا اور حضور اکرم منصب نبوی پر فائز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم کو خواب سے بیدار کیا۔ اور راتوں رات ان کو یہاں کی سیر کرائی جس سے اس مقام میں غیر معمولی تقدیس اور بے مثال عظمت پھر سے قائم ہو گئی۔

آپ نے امام جلال الدین السیوطی کی زبان سے صحیحہ اور اس کے
 معبدوں کا حال سنا۔ آپ نے دیکھا کہ کس طرح تین بار سے زائد پیش قدمی
 ساز و سامان سے معبد تعمیر کیا گیا اور انجام کار بنانے والوں ہی پر اونڈھا کر دیا
 گیا۔ مگر وائے بے بصری و حیران نصیبی! اس پر بھی آنکھیں نہ کھلیں۔
 اعترافِ حقیقت تو کیا مگر اپنے نفس پر نظر نہ کی اس کو خدا کی خاموشی سے
 تو تعبیر کیا۔ مگر خدا کو خوش کرتے کے لئے دلوں، دعاؤں کو خدائے وحد
 کی پرستش کی طرف آنے کی توفیق نہ ملی۔ اور نہ اپنی اصلاح حال پر توجہ
 ہوئی۔ دیوتاؤں کو پیش قدمی سامان کی رشوت پیش کی مگر اپنے دفتر عمل
 کو سیاہ سے سیاہ تر کرتے رہے۔ معبدوں میں اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنے
 لگے مگر نفس نے سینکڑوں بت تراش کر آگے رکھ دیئے۔ اور انہیں کی حمد
 دینا اور پرستش میں مصروف ہو گئے۔ بار بار عذابِ الہی نے آگاہ کرنا چاہا
 مگر ہر بار غفلت و مدہوشی بڑھتی رہی۔ یہاں تک کہ شیطان قوی تر ہو گیا
 ہمیشہ کی طرح ایک ملعون و مردود کی شکل میں نمودار ہوا۔ نہایت ہی مستفادانہ
 انداز میں نصیحت کی اور ضلالت و گمراہی کو ان پر مکمل کر دیا۔ ان کے مقدس
 مادی مرکزِ روحانی کو انہیں کے ہاتھوں پارہ پارہ کر ڈالا۔ اور اس پر بھی
 چین نہ آیا۔ تو اس مقدس و متبرک مقام کی ذلت کی خاطر اس کو ناپاکی و
 غلاطت کا گھر بنایا۔ اگر نیر غور دیکھو تو یہ سب ان کی اپنے ہی نفس
 کی غلاطتیں اور گندگیاں تھیں۔ یہ کسی مقدس مقام کی توہین نہیں
 ہو رہی تھی۔ بلکہ خود اپنے دامن میں غلاطت و گندگی کا انبار جمع ہو رہا تھا

اپنے دفتر عمل پر سیاہی پھیری جا رہی تھی۔ شیطان دُور کھڑا ہنس رہا تھا کہ
کہ انسان بھی کس قدر ظالم ہے۔ اپنے ہی ہاتھوں اپنے دین و دیانت کا چین برباد
کر رہا ہے

مسجد اقصیٰ

مسلمانوں کے نزدیک عظمت و بزرگی

یہی وہ مسجد ہے جہاں سرورِ کونین آفائے مدینہ محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو معراج کے وقت لے جایا گیا۔ پھر آپ کے ارشاد کے مطابق
اس مسجد کی عظمت مسجد نبوی و مسجد حرام کے علاوہ دنیا کی تمام مساجد سے
زیادہ ہے۔ اس مسجد تک یہ نیتِ ثواب سفر کرنے کی ترغیب بھی حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں پائی جاتی ہے۔

لا تشدوا لروحہا الا الی ثلثۃ
مساجد مسجد الحرام والمسجد
الاقصیٰ ومسجدی ہذا۔
سوائے تین مسجدوں کے اور کسی مسجد کے لئے
سفر طویل نہ کیا جائے۔ ایک مسجد حرام مسجد
اقصیٰ اور میری مسجد۔

اور یہ اس لئے کہ مسجد حرام مکہ معظمہ مدینتِ نبویہ کا موجودہ قبلہ ہے
مسجد اقصیٰ، بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ اول ہے اور مسجد نبوی شتر کرور
مسلمانوں کا قبلہ دہالی ہے۔ پھر آپ ہی کا ارشاد ہے کہ دونوں مساجد...
(مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ) یہ لحاظِ ثواب ایک ہی مرتبہ و منزلت رکھتی ہیں

اور ساتھ ہی ساتھ ثواب کی مقدار بھی بیان فرماتے ہیں :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کی اپنے گھر میں نماز تو ایک نماز ہے اور مسجد محلہ کی نماز ۲۵ نمازوں کے برابر ہے انسان کی جامع مسجد کی نماز ۵۰ نمازوں کے برابر ہے انسان کی مسجد اقصیٰ میں ایک نماز ۵۰۰۰ ہزار نمازوں کے برابر ہے اور میری مسجد میں ایک نماز ۵۰۰۰ ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجد حرام میں انسان کی ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ - مشکوٰۃ)

اس طرح بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ سے مسلمانوں کی مذہبی طور پر دائمی شہتگی و عقیدت کا تعلق وابستہ ہو جاتا ہے

مسجد اقصیٰ کا پانی کون ہے

عام طور پر مشہور ہے کہ مسجد اقصیٰ اور بیت المقدس کی بنیاد حضرت سلیمان نے ڈالی۔ دوسرے ماخذ کے ساتھ تفسیر حنفی پیش نظر ہے اور اس کی بیشتر معلومات کا سرمایہ نگاہوں کے سامنے ہے چنانچہ وہ بھی مسجد اقصیٰ کا پانی حضرت سلیمان علیہ السلام ہی کو قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ بات درست نہیں ہے اس کے بخاری اور مسلم کی صحیح مرقوع حدیث میں ہے کہ.....

ایک مرتبہ حضرت ابو ذر غفاریؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ دنیا میں سب سے پہلی مسجد

کوٹھی ہے آپ نے فرمایا۔ مسجد الحرام۔ ابو ذرؓ نے پھر دریافت کیا
 اس کے بعد کوٹھی مسجد عالم وجود میں آئی۔ آپ نے فرمایا مسجد
 اقصیٰ۔ ابو ذرؓ نے تیسری مرتبہ دریافت کیا کہ ان دونوں کے
 درمیانی مدت کس قدر ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
 فرمایا دونوں کے درمیان پچالیس سال کی مدت ہے۔۔۔
 (بخاری کتاب الانبیاء)

تاریخی طور پر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت سلیمانؑ کے درمیان ایک ہزار
 سال کا فاصلہ ہے اس لئے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضرت
 ابراہیمؑ نے مسجد حرام کی بنیاد رکھی اور وہ مکہ کی آبادی کا باعث بنی اسی طرح
 حضرت یعقوب علیہ السلام نے مسجد بیت المقدس کی بنیاد ڈالی اور اس کی
 وجہ سے بیت المقدس کی آبادی وجود میں آئی۔ لیکن الشداد زمانہ سے
 عمارت منہدم و مسمار ہو گئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے عہد میں جنوں
 کے ذریعہ تعمیر کی تجدید کی۔ جنوں کی ٹخیر کی وجہ سے یہ نظیر اور نشاندار تعمیر
 عالم وجود میں آئی۔ لوگوں کی نگاہیں آج بھی اس کے آثارِ باقیہ کو دیکھ کر حیران
 ہیں کہ آخر وہ کونسے آلات چرنے کیلئے تھے جن کی مدد سے اس قدر بھاری
 پتھر اتنی بلندی پر پہنچائے گئے اور ان میں باہم اتصال پیدا کیا گیا۔

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام کے بانی مسجد ہونے کی تصدیق اس سے
 بھی ہو رہی ہے کہ حضرت یعقوبؑ نے جس مقام پر خدائے تعالیٰ سے باتیں کیں
 اس مقام کا نام بیت ایل یعنی خدا کا گھر رکھا۔ تعجب یہ کہ مورخین نے

محض اس قدر لکھنا کیوں کافی سمجھا۔ کہ یعقوب علیہ السلام نے اس مقام پر خواب میں خدائے تعالیٰ سے باتیں کیں۔ اس لئے اس مقام کا نام "بیت ایل" رکھا گیا۔ لیکن اگر محض مقام کے نام پر بھی ذرا غور کر لیتے۔ تو تمام مشکل حل ہو جاتی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو کہ جنہوں نے (۸۸۰) برس بعد اس کی تعمیر کی تجدید کی اس کا بانی قرار نہ دیتے۔

خدا کے گھر کے معنی یہی ہو سکتے ہیں۔ وہ مقام جہاں خدا کی عبادت کی جائے۔ ہم آج بھی عبادت گاہوں کو عام طور پر اللہ کا گھر کہتے ہیں۔ یعنی یعقوب علیہ السلام نے بھی اس مقدس مقام کو اللہ کا گھر کہا۔ توریت کے باب اثنتا اور دیگر مقامات سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ حضرت یعقوبؑ کے ہاتھ کا نصب کردہ پتھر سلیمانؑ کے وقت تک موجود تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ کے حکم سے یعقوب علیہ السلام نے جو اللہ کا گھر، تعمیر کیا ہو ۸۸۰ برس کی مدت میں انقلابات زمانہ کی نذر ہو گیا ہو۔ اور اس وقت محض ایک ہی پتھر باقی ہو۔ مگر اس میں تو اب کسی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ حضرت یعقوبؑ نے خواب میں اللہ سے باتیں کیں اور وہیں عبادت گاہ کی تعمیر کا حکم پا کر اسی مقام پر عبادت خانہ تعمیر کرنا شروع کیا۔ اور اپنی اُمت کو پکارا کہ اللہ کے گھر کی طرف آؤ۔ اور ایک خدائے واحد کی پرستش کرو۔

مختصر تاریخ مسجد اقصیٰ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب کہ وہ اپنی اُمت کے ساتھ وادی تہسہ

میں گھومنے پھرتے تھے حکم ہوا کہ عبادت کے لئے ایک خیمہ بناؤ۔ ساتھ ساتھ تمام تفصیلات سے بھی مطلع کر دیا گیا۔ جو ہم ضرورت سے زیادہ تفصیل کے پیش نظر انداز کرتے ہیں۔ پھر حضرت موسیٰ سے لے کر حضرت داؤد تک یہی خیمہ عبادت قائم رہا۔

حضرت شموئیل کے والد نے ان کی پیدائش کے لئے اس خیمہ میں جب کہ یہ پہلی کے مقام پر استادہ تھا دعا کی تھی جو مقبول ہوئی۔ پھر ساؤل کے عہد میں یہ خیمہ شہر توپ میں قائم ہوا اس کے بعد داؤد علیہ السلام نے چاہا کہ اپنی بادشاہت میں اس کو پختہ تعمیر کریں۔ مگر جبرائیل و تنال نے فرصت نہ دیا، اس لئے محض اس مقام پر خیمہ کو استادہ رہنے دیا۔ جس جگہ کو خدا نے تعالیٰ نے ہمیشہ سے اس کے لئے پسند فرمایا ہے، جیسا کہ کتاب تثنیٰ کے باب ۱۲ اور ۱۳ میں اشارہ ہے یعنی شہر یروشلم میں کوہ صیوئی پر جس جگہ کا نام حضرت یعقوب نے بیت ایل رکھا تھا۔ چنانچہ انتقال کے وقت حضرت سلیمان کو وصیت فرمائی۔ سب ساز و سامان بھی حوالہ کیا اور سیکل کا نقشہ بھی دیا۔ جس کے مطابق سلیمان علیہ السلام نے اپنی تخت نشینی کے چار برس دو ماہ بعد اپنی تخت نشینی شروع کی۔ اس خیمہ کا آغاز معبر سے خریش موسیٰ کے ۵۹۲ برس بعد اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عراق (میسوپوٹیمیا) سے نکل کر کنعان میں آباد ہونے کے ایک ہزار میں سال بعد۔ اور طوفان نوح سے ۴۰۰ برس بعد اور آدم کی پیدائش سے لے کر مسیح کا پیدائش اور مسیح سے پہلا آدمی تھا سیکل کے زمانہ تک ۳۱۱۰ برس گزے تھے۔ اور شہر سورا کے آباد ہونے سے ۲۲۰

برس بعد اور جہیر آرم شاہ سور کے تخت نشین ہونے سے گیارہ برس بعد۔

ہیکل سلیمانی

ہیکل کی اس مجید العقل عمارت کا اجمالی حال اور اس سلسلہ کے اہم امور کا ذکر ذیل میں کرتے ہیں۔

عمارت سنگ مرمر سے تیار ہوئی تھی۔ بنیاد بہت گہری کھدوائی گئی۔ ہیکل کا عرض ۶۰ ہاتھ طول ۶۰ ہاتھ بلندی۔ اس کے اوپر ایک مکان بطور بالاخانہ کے تھا۔ اس طرح ہیکل کی بلندی ۱۲۰ ہاتھ ہوئی۔ اس کا رخ مشرق کی جانب تھا۔ سامنے ایک برآمدہ تھا۔ ۲۰ ہاتھ چوڑا۔ ۱۲ ہاتھ لمبا اور ۱۲ ہاتھ اونچا۔ مگر بے نیچے اوپر سے منزلہ بنائے گئے تھے۔ ان کی بلندی نصف ہیکل تک پہنچتی تھی۔ تمام ہیکل کی چھت سرو کے مصفا شہتیروں اور تختوں سے پائی گئی۔ اور سونے کی چادروں سے چھت اور دیواروں کو مڑھ دیا جس سے تمام ہیکل روشن ہوگی۔ ہیکل کی تعمیر ایسی حکمت اور درستی سے کی گئی تھی، کہ کہیں بوڑھو معلوم نہ ہوتا تھا۔

دو ستون ۱۸ ہاتھ بلند تھے جن کا محیط ۱۲ ہاتھ تھا۔ ان پر پانچ ہاتھ اونچے سوسن کے درخت کی صورت ایک جالی کہ جس پر سوسن کے پھولوں کی شکل کھتی بنائی تھی۔ ان پر ۴ انار بنائے اور ایک ستون پر آمدہ کے داہنی طرف رکھا گیا۔ دوسرا بائیں طرف۔ داہنی طرف والے کا نام بوعتر تھا۔ ایک کلاں جو من نصف کرہ کی مانند پتیل کا ٹھلا ہوا بنوایا تھا۔ قطر دس ہاتھ اور

دل چار انگشت نیچے پتیل کا ایک ستون تھا جس کا قطر دس فٹ تھا اور چاروں طرف ۱۲ بیل ڈھلے ہوئے تھے۔ ان کی پشت پر یہ جوشن تھا۔ اس کو بھر کتے تھے۔ بیل، شیر، بر، عقاب اور چھوٹے چھوٹے جانور کافی تعداد میں بنے ہوئے تھے۔ پانچ جوشن ہیکل کے دائیں طرف اور پانچ بائیں طرف تھے۔

ایک قربان گاہ پتیل کی بنائی جس کا عرض ۲۰ ہاتھ طول ۲۰ ہاتھ اور بلندی ۱۰ ہاتھ تھی۔ دیگ، تچے اور دست پتہ سب پتیل کے تھے۔۔۔۔۔ امیزیں مختلف کاموں کے لئے بنائی گئی تھیں۔ جن پر شیشیاں اور پیالیاں رکھی جاتی تھیں۔۔۔۔۔ اشعدان تھے جن میں سے ایک اشعدان رات دن روشن رہتا تھا۔ ایک سونے کی میز تھی جس پر خدا کے نام کی روٹیاں رکھی جاتی تھیں۔ اور ایک قربان گاہ صرف سونے کی تھی ہیکل کے چاروں طرف ۳۰ ہاتھ بلند دیوار تھی۔ تاکہ کوئی دوسرا نہ جاسکے اس لئے کہ وہاں صرف پاک شدہ لوگ ہی جاسکتے تھے۔

یہ ہیکل ۷ برس میں بن کر تیار ہوئی۔ اس کی تعمیر میں آسور کے بادشاہ جیرام نے لکڑیوں کی بہت مدد کی۔ خود حضرت سلیمان نے اس کام کے لئے ۳۰۰۰ آدمی مقرر کئے تھے۔ جو کہ لمبان پر لکڑیاں چیرتے اور تراشیتے تھے ان کے علاوہ وہ غیر لوگ بھی تھے جن کو حضرت داؤد نے مقرر کیا تھا۔۔۔۔۔ ۷ آدمی بار برداری کا کام کرتے تھے اور ۸۰۰۰ ہزار سنگ تراش اور ۳۰۰۰ ہزار ان سب کے محافظ تھے۔ جب ہیکل اور اس کا

سب ساز و سامان تیار ہو چکا تو حضرت سلیمانؑ نے بنی اسرائیل کو دور دراز سے جمع کیا اور ان کی دعوت کی اور بڑے دھوم دھام سے صندوق شہادت اندر رکھا۔ جب کہ لوگ سب چیزیں یہ ترتیب اندر رکھ کے باہر آئے تو ایک سیاہ ابر کا ٹکڑا کہ جس سے اندھیرا ہو گیا۔ یہ سبیل کے اندر گیا جس سے لوگوں کو اس کی مقبولیت کا یقین ہوا۔ تب سلیمان علیہ السلام نے سرسجدہ میں رکھ کر یہ مناجات کی :-

”اے خدائے بزرگ و بزرگ تو آسمان اور زمین خشکی اور تری غرض کسی مکان میں نہیں سما سکتا۔ میں تیری منت کرتا ہوں کہ اس مکان میں جس وقت تیرے بندے تیری عبادت کرنے کے لئے آئیں اور تیری حضور عاجزی کا اعتراف کریں اور دعائیں مانگیں تو ان سب کی بندگی کو قبول فرما اور ان کی دعائیں سن لے۔ ان کی حاجتوں کو پورا کر۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ تو سب بندوں کی دیکھ بھال کرنے والا ہے مگر جو تجھ سے ڈرتے ہیں ان کی زیادہ نگہبانی کر اور ان پر زیادہ الطاف و عنایت کی بارش کر“

اس کے بعد خدائے تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا۔ لاتعداد جانوروں کی قربانی بارگاہ ایزدی میں پیش کی۔ آسمان سے ایک آگ اُتری اور سب کے روبرو تمام قربانیوں کو کھا گئی۔ اللہ کے نزدیک ان کی قربانی قبول ہو گئی تھی۔ اس کے بعد چالیس برس حضرت سلیمان کی حکومت قائم رہی۔ انتقال کے بعد ان کا

رجعاًم تخت نشین ہوا۔ یہ بہت ہی اوباش اور بد عقل تھا۔ تمام سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی

بار اول

چنانچہ سیاسی نشانہ مہر نے حملہ کیا اور سیکل میں سے سب سونے چاندی کا سامان لے گیا جس کے بعد رجعاًم نے پینل کا سامان بنوایا۔ یہ پہلی مصیبت تھی جو حضرت سلیمان کے بعد سیکل اور بیروشلیم پر آئی۔ اس کا سبب رجعاًم کی بے دینی اور اعمال فاسقہ تھے۔ جن کی وجہ سے دس اسرائیلی فرقوں نے باغی ہو کر علیحدہ حکومت بنالی تھی۔ جن کا والی "برلعجام" نامی ایک شخص تھا۔

بار دوم

رجعاًم سے پو حیا کے بعد تک ٹھینا۔ ہم برس کا زمانہ ہے۔ اس طویل مدت میں بہت سے انقلابات آئے۔ کئی بار سیکل خستہ و خراب ہوا مگر پو حیا نے اس کی مرمت اپنے عہد میں کرائی اور کثیر رقم صرف کی۔

بار سوم

کچھ سال بعد سخت زہر نے ملک یہودیہ پر چڑھائی کی اور بیروشلیم کو فتح کر کے وہاں کے بادشاہ یکو تیاہ اس کی ماں اور دیگر بیگموں اور شہر کے امیروں پر قسم کے کارپیروں، لوہاروں، سنگ تراشوں، شاہی خزانہ اور سیکل کے سب سونے کے بڑبڑوں اور دیگر سامان کو لوٹ کر لے گیا۔

بار چہارم

پہلے حملے کے بعد سخت زہر نے یہاں کی حکومت کو ایک شخص جس صدقیہ کے

سپرد کر دیا تھا جس نے بخت نصر کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ چنانچہ بخت نصر نے حملہ کیا۔ صدقیاہ نے بھاگنا چاہا۔ مگر گرفتار ہوا۔ اور بڑا ہی غیرتناک انجام ہوا۔ بخت نصر کے سپہ سالار نے یروشلم اور ہیکل کے سب مال و اسباب کو جمع کر کے باقی تمام شہر اور ہیکل میں آگ لگا دی اور سب کو جلا کر خاک کر دیا۔ اور ہیکل اور شہر کی بنیادیں تک اکھاڑ کر میدان کر دیا اور ہزار ہا مرد و زن کو اسیر کر کے بابل میں پہنچا دیا۔ ہیکل کے وہ برنجی ستون، وہ حوض اور وہ ڈھلے ہوئے چالی دار پتیل کے سامان جن کو زمانے کے منتخب کاریگروں نے کس محنت سے بنایا تھا سب کو بابل روانہ کیا۔ اور پیشتر کو توڑ پھوڑ دیا۔ توریث کو بھی (جو ایک نقلی نسخہ تھا) وہیں جلا دیا۔ آج یہود کے اقبال کا خاتمہ ہو گیا۔ آج وہ ہیکل سلیمانی جس کا دنیا میں نظیر نہ تھا۔ منہدم ہو گیا۔ شہر کے عمدہ مکانات اور بازار برباد ہو گئے یہ حادثہ عبرت خیز حضرت مسیح علیہ السلام سے ۵۸۶ برس پیشتر گذرا ہے گویا تعمیر ہیکل کے ۴۱۵ برس بعد یہ بربادی رونما ہوئی۔ صدقیاہ کے عہد میں حضرت یرمیاہ دعوت حق لوگوں تک پہنچانے کھتے۔ چنانچہ انہوں نے صدقیاہ کو بھی عبت پرستی اور بدکاری سے باز رہنے کی تلقین کی اور اس کو نتائج بد اور عذاب الہی سے ڈرایا۔ جس کے نتیجہ میں صدقیاہ نے ان کو قید کر دیا۔ چنانچہ اس حملہ کے وقت شاہ بابل کے ملازموں نے آپ کو قید سے رہائی دلائی اور نیک سلوک کیا۔ اور اس ویرانے میں خاک اڑانے کی اجازت دے دی۔ اب حضرت یرمیاہ ہر ذرہ خاک پر سر رکھتے کھتے اور شوکت پارینہ

کا ماتم کرتے تھے۔ بنی اسرائیل کی بدبختی کا نوحہ کرتے جاتے اور خدا کی بزرگی
 و بزرگی کا انذار۔ غرض کہ اس معاملہ پر ان کی دیدہ غیرت نگاہ سے حسرت آلود
 آنسو ٹپک رہے تھے۔ ہر آنسو خدا کی عظمت و جبروت اور قہر و جلال کا
 مظہر تھا۔

ہیکل کی دوبارہ تعمیر

بابل میں ستر برس تک یہودی رہے جب خسرو کے ہاتھوں شاہانِ
 بابل کا خاتمہ ہوا تو ان کو رہائی نصیب ہوئی اور ۳۴۰۰۰ یہودی جن میں
 یسوع بھی شامل تھے۔ پھر اپنے ملک یہودیہ میں داخل ہوئے اور ہیکل اور
 شہر کی تعمیر کی۔ زور بابل بن سلیمان اور یسوع بن صدق اس کے مہتمم
 تھے۔ بچی اور ذکر یا بن عمید و علیہما السلام ہدایت دیتے جاتے تھے۔ شاہ
 ایران کی طرف سے تعمیر کا خرچ اور لکڑی اور پتھر کی امداد ملتی تھی اور
 کچھ عرصہ بعد حضرت عزیر علیہ السلام بھی مع ساز و سامان اور ایک جماعت
 سمیت تعمیر میں شریک ہوئے۔ دارا کے عہد میں سات برس کے اندر
 ہیکل بن کر تیار ہوئی۔ جب بنی اسرائیل کے لوگ شربانی کرنے کو جمع ہوئے
 اور بہت سے لوگ خدا کی حمد و ستائش کے نغمے لگائے تو نوجوان
 خوشی سے نعرے مارتے جاتے تھے۔ اور سن رسیدہ قدیم ہیکل کی یاد میں
 غم انگیز نالے بلند کر رہے تھے۔

علاء یہ دارا وہ نہیں جس کو سکندر نے مغلوب کیا تھا۔

تیسری بار تباہی اور تعمیر

رینتوگولس چہارم نے ۱۷۱۱ ق۔ م میں یروشلم پر حملہ کیا۔۔۔۔۔ ۱۷۲۰ یہودیوں کو قتل کیا۔۔۔۔۔ ۱۷۲۰ کو قید کر کے لے گیا۔ اور سیکل کا اسباب۔۔۔۔۔ ۱۷۹۶ کروڑ کی مالیت کا تحفہ، گوٹ لیا۔ سیکل کی بے عزتی کی اور ایک ظالم کو حاکم بنا دیا۔ ۱۷۹۹ ق۔ م میں اُس نے پھر یروشلم پر حملہ کیا۔ شہر کو تاخت و تاراج کر دیا۔ مگر سیکل بچ رہی۔ پھر کچھ دنوں بعد سر میں بت پرستی کو رائج کرنے کا سو دا سما یا۔ چنانچہ اپنے نائب اسپیشیوس کو یہودیوں پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ انحراف کرنے والے کی سزا موت ہے۔ چند بے دین یہودیوں کی مدد سے بت پرستی کی ترویج شروع کی۔ لوگوں کو بت پرستی پر مجبور کیا تمام کتب یہود کو جلا ڈالا۔ اور سیکل میں جو پلٹر (JUPITER) کی موتی نصب کر دی جس نے حکم نہ مانا اُسے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

۱۷۷۷ ق۔ م کے قریب ایک بوڑھے کا سین بت تانھیس نے اپنے پانچ بیٹوں یوحنا، شمعون، یہوداہ، رملفاذر، یونان کو لے کر دین دار یہودیوں کو جمع کیا اور شہر مودن میں رینتوگولس کے آدمیوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ فتحیاب ہوا۔ بتوں اور بت پرستوں کو غارت کیا۔ اس کے بعد اُس کا بیٹا یہوداہ جس کا لقب مقابیس تھا۔ جس کی دو کتابیں عبرانی زبان میں مقابیس اول اور مقابیس دوم کے نام سے معروف ہیں۔ قائم مقام ہوا۔ اُس نے یروشلم کے کھنڈروں کی مرمت کی اور سیکل کو بتوں

کا یونانی اور اٹلی والوں کا قدیم دیوتا۔ مشرقی دیہیت۔ جمعرات

صاف کیا۔ ایک بار پھر بیت پرستی کی وبا دور ہو کر خدائے واحد کی پرستش شروع ہوئی۔ اس کے بعد یہودیوں نے یہود کے خوش کرنے کے لئے ہیکل کو رفتہ رفتہ از سر نو تعمیر کیا۔ تمام عمارت ۸ ق م میں بن کر مکمل ہوئی اور اسی عہد میں حضرت مسیح مبعوث ہوئے۔ اسی ہیکل کے کسی کمرہ میں حضرت مریم نے ذکر یا علیہ السلام کے پاس پرورش پائی تھی اور اسی ہیکل میں حضرت مسیح اور ان کے حواری عبادت کے لئے تشریف لایا کرتے تھے لیکن اس کے بعد اس کا بیٹا یہودیوں تخت پر بیٹھا جس کے ظلم و ستم کے خوف سے حضرت عیسیٰ عہد طفولیت ہی میں اپنی والدہ حضرت مریم کے ہمراہ مصر تشریف لے گئے۔ اس بد بخت کے عہد میں حضرت یوحنا یعنی یحییٰ علیہ السلام کا سر مبارک کاٹ کر اس کے سامنے ایک طشت میں لایا گیا تھا۔

ہیکل پر چھپا حادثہ

سنہ ۷۰ء میں شہزادہ طبطیس نے یروشلم کا محاصرہ کر لیا۔ یہودیوں کے خلاف جنگوں میں فتح حاصل کی۔ معبد کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ ہیکل کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا اور اس مقام پر پل چلوا دیئے۔ اس کی بنیادوں سے مدت تک آگ کے شعلے نکلنے رہے۔ یہ یہود کی بدسلوکی کی وجہ سے قہر الہی کا ظہور تھا۔ اس حادثہ میں ۱۱ لاکھ یہود کام آئے۔ تفسیر اسکاٹ صاحب رومن صفحہ ۱۸۷ میں درج ہے کہ اس حادثہ سے قبل چند آثار

عجیبہ بھی ظہور میں آئے تھے۔

۱۱) ایک ستارہ تلوار کی صورت کا شہر کے اوپر نمودار ہوا۔ (۲۱)
 ایک دم دار ستارہ تمام سال دکھائی دیتا رہا (۲۲) عید فصح کی،
 شب میں قربان گاہ کے پاس آدھے گھنٹے تک ایک ایسی
 روشنی رہی کہ گویا دن ہے (۲۳) سیکل کا شرقی دروازہ جو
 پتیل کا بنا ہوا تھا اور بیس آدمیوں سے بہ مشکل بند ہوا تھا۔
 ایک رات خود بخود کھل گیا۔ عید فصح کے چند دن بعد غروب
 آفتاب کے بعد باہروں میں لڑائی کی گاریوں اور تھیٹر بند
 سپاہیوں کی شکلیں دیر تک نمودار ہوتی رہیں۔

مگر پھر بھی یہودی شرارت کم نہ ہوئی چنانچہ ۱۹۳۳ء میں معبد دوبارہ
 بن کر تیار ہوا۔ پھر گرایا گیا اور اس جگہ پل چلایا گیا۔ پرستش سے کچھ
 قبل جیولین فیہرنے جو عیسائی مذہب کے خلاف تھا حضرت مسیح کی
 پیشین گوئی "کہ جیت تک غیر قوموں کا وقت پورا نہ ہوگا۔ یروشلم غیر قوموں
 سے روند جائے گا" کی تکذیب کی خاطر یروشلم میں سیکل کی تعمیر کا ارادہ
 کیا چنانچہ کار پگھلے۔ لیکن قدرت الہی پیغمبر کی پیشین گوئی اور تہ خدا کا
 مقابلہ نادان انسان کیا کر سکتا ہے۔ جب مزدور بنیاد کھودنے پڑھتے بنیاد
 سے اس قدر سخت آگ کے شعلے نکلتے کہ سپا ہونا پڑا۔ اس کے بعد ۱۹۴۸ء
 میں حضرت نمر فرعون نے اس جگہ مسجد تعمیر کی۔ الغرض طیطس کے عہد سے
 لے کر حضرت عمرؓ کے عہد تک اگرچہ یروشلم آباد رہا۔ مگر سیکل اس تمام

عرصہ میں جس کی مدت تخمیناً ۶۰۰ سال کا ہے اجازت پڑا رہا اور حضرت عیسیٰؑ کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔

حضرت مسیح کا قول تھا کہ "جب تک غیر قوموں کا وقت پورا نہ ہو
یہوشلم غیر قوموں سے روندا جائے گا" اس قول کی تاویل تمام عیسائی دنیا
چلی کرتی ہے کہ عیسائیوں کے علاوہ کوئی قوم بھی یہوشلم کی تعمیر نہ کر سکے گی
لیکن کیا جس وقت مسلمانوں کے لشکروں نے یہوشلم کو فتح کیا اور ۶۴۷ء میں مکمل
کی جگہ مسجد عمر کی تعمیر وجود میں آئی۔ حضرت عیسیٰ کی یہ پیشین گوئی باطل ہو چکی
تھی؟ اور کیا یہ ممکن ہے کہ ایک پیغمبر کا فرمان ۶۰۰ سے زائد سال تک صحیح
ثابت ہو اور پھر ایک قلم منسوخ نہ ہو جائے۔ نہیں، ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا
البتہ یہ ہمارے ہم ناقص کی کوتاہی ہے۔ کہ ہم ان اقوال کی تاویلات اپنی منشا
کے مطابق کرتے ہیں اور جب وہ غلط ثابت ہوتی ہیں تو پھر باتو پیغمبروں
پر شک کی نگاہ ڈالتے ہیں۔ یا پھر دامن شرم کو حقیقہ لیتے ہیں۔ اگر
بہ نظر غور دیکھا جائے تو اس قول میں خود ایک ایسی اُمت کے آنے کی پیشین
گوئی موجود ہے جو اہم سابقہ سے کہیں زیادہ ممتاز صالح ہوگی اور اسی کو
اس مقام کی حکمرانی کا حق حاصل ہوگا۔ اسلام کے ظہور میں آنے کے معنی
بھی اس قول کے مطابق یہ ہیں کہ غیر قوموں اور غیر مذاہب کا دنیا میں وقت
ختم ہو چکا ہے۔ باطل کی نارکیاں چھٹ گئی ہیں اور نور کی صبح نمودار ہو چکی
ہے۔ اور اگر اس پیشین گوئی کے یہ معنی نہیں ہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ
سارے بارہ سو برس تک مسلمانوں کا قیضہ بیت المقدس پر کیوں رہا اور

باوجود ہزار جہد و جہد اور قتال و جدال کے عیسائی کیوں ناکام رہے۔ اور کیا خود ان کی ناکامی اس بات پر دلالت نہیں کر رہی ہے کہ ان کے پیغمبر کے قول کے مطابق ان کا وقت ختم ہو چکا۔ اب انہیں حق نہیں کہ عیسائیت کا دعویٰ اسلام کے مقابلہ میں کریں۔ لیکن بقول شیخ سعدیؒ
 آن را کہ گوش ارادت گراں امریدہ اندویش کند کہ بشنود۔

ہیکل کی چوتھی بار تعمیر

فتح بیت المقدس کے وقت جب حضرت عمرؓ اس شہر میں داخل ہوئے
 اُس وقت ان کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ اس منبرگ پہاڑ کا محل وقوع
 معلوم کریں جیسے الصخرہ کہا جاتا ہے اور جس پر مسجد اقصیٰ واقع تھی جہاں سے
 حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہو کر معراج کے لئے آسمان پر
 تشریف لے گئے تھے آپ نے وہاں کے راہب سے فرمایا کہ وہ ان کی رہبری
 کرے اور وہ مقدس جگہ دکھائے۔ راہب سب سے پہلے آپ کو کلیسائے
 نشور میں لے گیا اور کہا کہ یہی حضرت داؤد کی مسجد ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تو
 جھوٹ بولتا ہے۔ کیونکہ خدا کے رسول حضرت محمد نے مجھے جو جگہ بتائی تھی یہ
 اُس کے مشابہ نہیں ہے۔ پھر وہ کلیسائے صیون میں لے گیا۔ اور کہا کہ یہ
 حضرت داؤد کی مسجد ہے۔ آپ نے پھر فرمایا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ اسی طرح
 راہب آپ کو ہر گرجا میں لے گیا۔ آپ نے ہر بار یہی فرمایا کہ تو جھوٹ
 بولتا ہے۔ آخر کار راہب آپ کو اُس دروازے سے لے گیا جس کا نام اب

باب المجر ہے۔ میٹرھیوں پر گورا کرکٹ صاف کرنے کے بعد وہ ایک تنگ راستے میں داخل ہوئے جہاں حضرت عمرؓ گھٹنوں کے بل چل کر وسطیٰ بدر کے پاس آئے یہاں پر کھڑے ہو کر آپ نے الصخرہ کی جانب نگاہ ڈالی اور فرمایا کہ قسم ہے اُس خدائے بزرگ و برتر کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جو اللہ کے رسولؐ نے مجھے بتائی تھی اس کے بعد آپ نے اُس پر ایک مسجد تعمیر کئے جانے کا حکم دیا۔

عبدالملک بن مروان نے (بیت المقدس کی) یعنی مسجد فصلی کی جسے اب مسجد عمر کہا جاتا ہے۔ ۶۹ھ میں تعمیر شروع کی یہ مسجد تین سال میں تیار ہوئی اور مھر کی سات سالہ مالگذاری کی رقم صرف ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے کئی دن بیت المقدس میں قیام کیا۔ ایک مرتبہ آپ نے حضرت بلالؓ کو اذان دینے کے لئے فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ میں عزم کر چکا ہوں کہ رسول اللہ کے بعد کسی کے کہنے لئے اذان نہ دوں گا۔ لیکن آج اور صرف آج آپ کا ارشاد بجالاؤں گا۔ اذان دینی شروع کی تو تمام صحابہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد مبارک یاد آگیا۔ سب پر قسمت طاری ہو گئی یہاں تک کہ ابو عبیدہؓ اور معاذ بن جبلؓ روتے روتے بقیاب ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کی بھی ہچکی بندھ گئی۔ اس کے بعد ۶۹ھ میں عبدالملک نے مسجد عمر پر گنبد بنوایا جس کی تعمیر اُس کی حکومت کے ابتدائی سال ۶۸۲ھ سے شروع ہوئی۔

مسجد اقصیٰ کی سیر

اس کو حرم شریف کہتے ہیں۔ اس کی لمبائی ۱۴۹۹ فٹ اور چوڑائی ۵۹۵ فٹ ہے۔ اس کے دس دروازے ہیں۔ پانچ کھلے اور پانچ بند رہتے ہیں۔ اس احاطہ کے درمیان ایک پختہ سنگ مرمر کا تخت ہے۔ یا چبوترہ جو غالباً ۴۵۰ مربع فٹ ہے۔ اس کی بلندی احاطہ کی سطح سے بارہ چوہ فٹ ہوگی۔ اس پر چڑھنے کے لئے اچھی اور کشادہ سیڑھیاں ہیں۔ اس تخت کے ارد گرد بہت حجرے بنے ہوئے ہیں جن میں موذن و خدام رہتے ہیں۔ سامانِ حرمت رکھا جاتا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ حسین و خوشنما وہ مسجد ہے جو اس تخت کے درمیان ہے جس کو مسجد الصخرہ کہتے ہیں۔ یہ مسجد بہت پہلو ہے۔ ہر پہلو ساٹھ فٹ ہے اس کے پتھروں سے ثابت ہے کہ یہ سیکلی ہی کے پتھر ہیں۔۔۔۔۔ گنبد نوے فٹ بلند ہے اور اس کا قطر ۴۴ فٹ ہے۔ مسجد کے نیچے ایک تہ خانہ بھی ہے جس میں مسجد سے ایک کھڑکی کے ذریعہ روشنی لے کر نیچے اترتے ہیں۔ نیچے جا کر حضرت سلیمان اور حضرت داؤد کی بنیاد کے نشانات معلوم ہوتے ہیں۔

آج سے ہزاروں برس پہلے کی بات ہے کہ میسوپوٹامیہ کے میدان سے گلہ بانوں کا ایک قافلہ چراگاہوں کی تلاش میں روانہ ہوا۔ اس قبیلہ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ ان کی بیوی کا نام سارہ تھا۔ آپ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ چلتے چلتے یہ قافلہ کنعان کی سرزمین میں داخل ہوا۔ ہوا

سازگار پائی اور یہیں نس گیا۔ شاہ مصر کی ایک لڑکی ہاجرہ تھی۔ بڑی پاکدامن
تھی بادشاہ نے اس کی شادی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کر دی
آپ کی پہلی بیوی کو سنج پٹیا۔ اور ایسا ہونا قدرتی بات تھی۔ چنانچہ حضرت ہاجرہ
کو مصر چھوڑ کر عرب کے بے آب گیاہ رگستان کی جانب سفر کرنا پڑا۔
یہاں آپ کے بطن سے حضرت اسمعیل ذبح اللہ پیدا ہوئے۔ موجودہ
عرب نسل آپ ہی کے سلسلہ خاندان سے ہے۔ ادھر حضرت سارہ کو بھی
اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکا عنایت کیا جس کا نام اسحق رکھا گیا جو اپنے باپ
حضرت ابراہیم کا جانشین ہوا۔ انہیں بھی اللہ نے ایک لڑکا دیا۔ یعقوب
نام رکھا گیا۔ آپ نے خواب میں اللہ سے باتیں کیں۔ اور اللہ کے گھر کی
بنیاد کوہ صیحون پر ڈالی۔ ایک مورخ کا قول ہے کہ آپ نے اللہ کے
ایک فرشتہ سے جنگ کی بھتی اس لئے آپ کا لقب ”گرنے والا“ یا
اسرائیل قرار پایا۔ چنانچہ آپ سے جو سلسلہ چلا وہ کنعان، شام، لبنان اور
فلسطین کی سرزمین میں پڑھا اور پھیل چھو لایا۔ اور بنی اسرائیل کہلایا۔ اگر
اس مورخ کا قول صحیح تسلیم کر لیا جائے۔ تو بنی اسرائیل کے معنی ”خدا سے
لڑنے والا خاندان“ ہو سکتے ہیں۔ نام کا ضرور اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ تاریخ
گواہ ہے کہ کوئی پیغمبر بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے نہیں آیا جس کی نازانی
مفسحہ خیر اور ایذا رسانی میں اس قوم نے کوئی دقیقہ فرو گذاشتہ نہیں کیا۔
بہر حال یہ قوم اللہ سے لڑتی رہی ہے۔ لڑتی رہے گی۔ آج بھی ابراہیم کے
انہی دو بیٹوں کی اولاد میں جنگ ہے۔ ایک کے ذمہ اہل اللہ کے کلمۃ الحق کا

فرض ہے اور مانی میں اُس نے اپنے باپ کو ابراہیمؑ کا صحیح جانشین ثابت کیا ہے۔ برخلاف اس کے دوسری قوم کا کردار تاریخ کا ایک کھوٹا سکہ ہے۔ یہ بات کہاں تک صحیح ہے۔ اس کا اندازہ اُس قوم کی تاریخ پر ایک طاثرانہ نظر ڈالنے ہی سے ہو سکتا ہے۔ ربط مضمون کی خاطر اس جگہ ہم حضرت موسیٰؑ کے عہد کی جانب رجوع کرتے ہیں۔ آپؑ کا ظہور حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعد ہوا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عہد

حضرت موسیٰؑ ایک طویل مدت تک رشد و ہدایت کا فرض انجام دیتے رہے۔ آپؑ نے بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلائی۔ اس کے بعد فلسطین پر حملہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ لیکن جیب ایک قوم عرصہ تک غلامی کی حالت میں رہتی ہے تو اس میں بلند مقاصد کے لئے جدوجہد کی استعداد باقی نہیں رہتی۔ وہ غلامی کا امن پسند کرنے لگتی ہے خواہ ذلت و ناراضی کے ساتھ ہو اور مقاصد کی جدوجہد سے جی چرانے لگتی ہے خواہ اُس کا نتیجہ کامرانی و اقبال ہو۔ یہی حال بنی اسرائیل کا تھا حصول مقاصد کی خاطر ان میں عزم و استقلال نہ تھا۔ بزوری و بے طاقتی نے قدم پکڑ لئے تھے۔ جیب حضرت موسیٰؑ نے انہیں حکم دیا کہ سرزمین کنعان میں داخل ہو جاؤ! جو تمہاری موجودہ سرزمین ہے تو کہنے لگے ”وہاں بڑے طاقتور لوگ رہتے ہیں۔ ان کے مقابلہ کی ہم میں طاقت نہیں“ چنانچہ انہوں نے

ارادہ کر لیا تھا کہ مصر واپس چلے جائیں اور حضرت موسیٰ کو چھوڑ دیں۔ اس پر حکم ہوا تھا کہ ۴۰ سال تک یہ لوگ واڈی سینا کے میدانوں ہی میں پڑے رہیں گے "جب چالیس سال گزر گئے اور ایک نئی نسل ظہور میں آگئی تو وہ بڑے اور سر زمین موعود پر قابض ہو گئے۔ (ترجمان القرآن ابوالکلام آزاد)

حضرت یوشع بن نون او کالپ بن یوٹنا

اس نسل کی سنزاری حضرت یوشع بن نون فرما رہے تھے۔ آپ کے انتقال کے بعد حضرت موسیٰ کے دوسرے شاگرد کالپ بن یوٹنا سردار اور حاکم ہوئے یہ حضرت موسیٰ کی بہن مریم بنت عمران کے شوہر تھے۔ مگر نبی نہیں تھے۔

حضرت خرقیل علیہ السلام

ابا بن اسرائیل کی روحانی و ذہنی قیادت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور نبی پیدا کی جنہیں تورات و قرآن میں خرقیل علیہ السلام کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ آپ تبلیغ اور ہدایت کا فرض بھی انجام دیتے تھے۔ اور کاروبار حکومت بھی سرانجام دیتے تھے۔ آپ کے دور کا اہم اور عبرتنا انگیز واقعہ بنی اسرائیل کو دعوت جہاد اور ان کا فرار ہے۔

حضرت خرقیل علیہ السلام نے اپنی قوم کو کسی دشمن کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا۔ یہ اسرائیلی جماعت "داوردن" کی رہنے والی تھی۔ جو

شہر ”واسط“ سے چند کوس پر اس زمانہ کی مشہور آبادی تھی (ابن کثیر) مگر وہ اپنی جانوں کے خوف سے بھاگ کھڑے ہوئے اور ”اسج“ کی وادی میں چلے گئے۔ اب ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا اور وہ سب کے سب موت کے آغوش میں چلے گئے۔ ایک ہفتہ بعد اُدھر سے خرقیل علیہ السلام کا گذر ہوا۔ اس حالت کو دیکھ کر سخت ملال ہوا اور دعا مانگی کہ اللہ العالمین ان کو موت کے عذاب سے نجات دے تاکہ ان کی زندگی خود ان کے لئے عبرت اور لہجیرت کا باعث بن جائے۔ دعا مقبول ہوئی اور یہ قوم زندہ ہو کر نمونہ عبرت بنی۔ قرآن عزیز میں واقعہ کو اس طرح بیان کرتا ہے :-

”اے مخاطب! کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت سے ڈر کر اپنے گھروں سے ہزاروں کی تعداد میں نکلے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا کہ مری جاؤ، پھر ان کو زندہ کر دیا بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے“

حضرت الیاسؑ

یہ حضرت خرقیل کے جانشین ہیں اور بنی اسرائیل میں الیاس کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کے زمانہ میں یہود کی ذہنیت اس درجہ مسخ ہو گئی تھی کہ دنیا کی کوئی برائی ایسی نہ تھی جس کے کرنے پر یہ حریص نہ ہوں۔ انبیاء علیہم السلام کے مسلسل اور عذاب الہی کی پیہم آگاہی کے باوجود نیت پرستی۔ عناصر پرستی کو الٰہ پرستی غرض غیر اللہ کی پرستش کا کوئی شعبہ الیاسؑ تھا جس کے پرستار

نہ پنے ہوں۔ اُن کا سب سے اہم بت "لعل" (یہی "لعل" مکہ میں "عینل" کے نام سے پوجا جاتا تھا) آپ نے خدائے واحد کی جانب بلا یا اور "لعل" کی پرستش سے منع کیا۔ بعلبک کا مشہور شہر جو لعل کے نام پر ہے۔ آپ کی رسالت اور ہدایت کا مرکز تھا۔

حضرت ایسحٰ

حضرت ایسحٰ کے بعد حضرت ایسحٰ آپ کے نائب مقرر ہوئے آپ نے اپنے پیرو حضرت ایسحٰ کے طریقہ پر بھی رشد و ہدایت کا فرض انجام دیا۔

حضرت شموئیل علیہ السلام

حضرت ایسحٰ کے بعد بنی اسرائیل پر سخت ابتلا و آزمائش کا زمانہ آیا چنانچہ اس دور میں رہنمائی کے لئے حضرت شموئیل علیہ السلام کا ظہور ہوا آپ کا دور نہایت اہم ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد سے ان کے کی تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالیں تاکہ بنی اسرائیل کے نظام حکومت کے بارے میں ہمارا ذہن صاف ہو جائے۔

حضرت یوشع علیہ السلام نے سرزمین فلسطین میں داخل ہو کر خدا کے حکم سے اس علاقہ کو مختلف گروہوں کے درمیان تقسیم کر دیا تاکہ وہ امن و اطمینان کی زندگی بسر کر سکیں اور دین حق کے لئے سرگرم عمل رہیں۔ (تورات لیشوع باب ۲۳ میں یہ واقع تفصیل کے ساتھ منقول ہے) اس کے

بعد ان کے باہمی معاملات اور مناقشات کے فیصلوں کے لئے قاضیوں کا تقرر کیا۔ یہی قاضی دین کے استحکام کا ذریعہ بھی تھے اور عدالت کا کام بھی کرتے تھے۔ حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد ۳۵۰ سال تک یہ نظام بدستور قائم رہا۔ خاندانوں اور قبیلوں میں سردار حکومت کرتے تھے۔ ان کے مناقشات و معاملات کے فیصلے قاضی کرتے تھے۔ یہی قاضی ان تمام امور کی نگرانی کے ساتھ ساتھ دین کی نشر و اشاعت اور تبلیغ کا فرض بھی انجام دیتے تھے۔ اکثر ایسا بھی ہوا کہ ان ہی قاضیوں میں اللہ تعالیٰ کسی کو منصب نبوت پر فائز کر دیتا تھا۔

اس نظام سے ایک بات صاف ظاہر ہو جاتی ہے کہ تمام ملک کی ایک مرکزی طاقت نہ تھی۔ اُسے ہم نیم منظم معاشرہ کہہ سکتے ہیں۔ مگر باقاعدہ حکومت کا نام نہیں دے سکتے۔ بیرونی حملوں سے دفاع کا کام ایک منظم اور مصلح معاشرہ یا حکومت ہی کر سکتی ہے۔ اگر اس دور کی انقباض قومی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم پر روحانی کشمکش کا عالم طاری تھا۔ پیغمبروں کا نزول ہوا تھا۔ اصلاح کی کوششیں جاری تھی، مگر ان کی سوتی ہوئی قسمت نہ جانتی تھی۔ یہ مسلسل غفلت و انکار کی منہنیں نازہ کر رہے تھے۔ بد عملی کے نتیجے میں شجاعت و بہادری کے ادھار سے قطعاً عاری ہو چکے تھے۔ چنانچہ اکثر بیرونی حملہ آور یہاں آکر قتل و غارت گری اور لوٹ مار کا بازار گرم کرتے رہتے تھے۔ حضرت ایسحٰقؑ کی وفات کے بعد مصر و فلسطین کے درمیان بحر روم پر عمالقہ میں سے

جالوت نامی ایک جابر و ظالم حکمران نے بنی اسرائیل کو مغلوب کر کے ان کی آبادیوں پر قبضہ کر لیا۔ سرداروں اور قبیلہ کے معزز لوگوں کو گرفتار کر کے ساتھ لے گیا۔ باقی پر خراج مقرر کر دیا۔ تورات کو بھی مسح کر دیا۔ تیرک صندوق "جالوت سکیٹ" بھی چھین کر لے گیا۔ اس صندوق میں تورات کا اصل نسخہ موسیٰ و ہارون علیہ السلام کے عصا اور پیرسن اور مرتبان محفوظ ہے۔ یہ زمانہ انتہائی نجبت و ذلت کا تھا۔ بنی اسرائیل میں کوئی پیغمبر موجود نہ تھا۔ خاندانِ نبوت میں صرف ایک حاملہ عورت باقی رہ گئی تھی۔ چنانچہ اللہ نے رحم فرمایا۔ اور اس عورت کی دعا قبول کی۔ اس کے لطن سے ایک بچہ پیدا ہوا۔ اس کا نام شموئیل رکھا گیا۔ تربیت کا بار ایک بزرگ عالم نے اپنے ذمہ لیا۔ بزرگ کے فیضانِ نظر سے ہونہار بچہ کے توراتِ حفظ کی اور انہیں سے دینی تعلیم کے مدارج طے کئے۔ سنِ رشد کو پہنچے تو تمام بنی اسرائیل میں ممتاز نظر آنے لگے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کو منصبِ نبوت سے سرفراز فرمایا اور بنی اسرائیل کی رشد و ہدایت پر مامور کیا۔

علمائے کی دست برد سے تنگ آ کر بنی اسرائیل نے حضرت شموئیل سے درخواست کی کہ ان پر ایک عالم مقرر کریں۔ چنانچہ تورات میں آتا ہے...

"اور ایسا ہوا کہ جب شموئیل بڑھا ہو گیا تو اس نے اپنے بیٹوں کو مقرر کیا کہ اسرائیل کی عدالت کریں اور اس کے پہلوئے کا نام بوریل تھا۔ اور اس کے دوسرے بیٹے کا نام ابیا وہ دونوں بیرسبع میں قاضی تھے۔ پھر اس کے بیٹے اس کی

راہ پر نہ چلے بلکہ نفع کی پیروی کرتے اور رشوت لیتے اور عدالت میں طرفداری کرتے۔ تب سائے اسرائیلی بزرگ جمع ہو کر راستہ میں شموئیل کے پاس آئے اور اُسے کہا کہ دیکھو تو بوڑھا ہوا اور تیرے بیٹے تیری راہ پر نہیں چلتے۔ اب کسی اور کو ہمارا بادشاہ مقرر کر جو ہم پر حکومت کیا کرے جیسا کہ سب قوموں میں ہے۔“

چنانچہ قرآن عزیز کے مطابق بنی اسرائیل کے اس مطالبہ کا جو جواب حضرت شموئیل نے دیا وہ بنی اسرائیل کی عادت و خصائل کے عین مطابق ہے۔ حضرت شموئیل نے ارشاد فرمایا:۔

”مجھے یہ خوف ہے کہ ایسا نہ ہو جب تم پر کوئی بادشاہ مقرر کیا جائے اور وہ تم کو دشمن کے مقابلہ کے لئے جہاد کا حکم دے تو تم بزدلی کا اظہار کرو اور جہاد سے انکار کر جاؤ۔“

بنی اسرائیل نے بڑی قوت کے ساتھ جواب دیا۔

”ہم جہاد سے انکار کر دیں گے کیسے ممکن ہے جب کہ ہم یہ خوب جانتے ہیں کہ ہم کو دشمنوں نے خوب ذلیل کر دیا۔ انہوں نے ہم کو ہمارے گھروں سے نکالا اور ہماری اولاد کو قید کیا۔“

چنانچہ اتمام حجت کے بعد حضرت شموئیل نے حکم الہی سے آگاہی کے بعد طاوت کو جو علمی و جسمانی لحاظ سے سب میں نمایاں تھا حاکم مقرر کر دیا لیکن بنی اسرائیل نے اس کے حکم کو ماننے سے انکار کیا۔ ان کا خیال تھا کہ

حضرت شموئیل کی نگاہ انتخاب ہم میں سے کسی پر پڑے گی۔ مایوسی ہوئی تو اپنے انداز
و کردار کے مطابق انکار کر بیٹھے۔ سورہ بقرہ میں اس واقعہ کی تفصیل بیان کی گئی
ہیں۔ چنانچہ نبی اسرائیل کے انکار کا ذکر کرتے ہوئے باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

”پھر ایسا ہوا کہ ان کے نبی نے کہا۔ اللہ نے تمہارے لئے طاوت

کو حکمران مقرر کر دیا ہے۔ جب انہوں نے یہ بات سنی تو (اطاعت

و فرماں برداری کی بجائے) کہتے لگے وہ ہم پر کیسے حکمران بن سکتا

ہے جب کہ اس سے کہیں زیادہ ہم حکمران بننے کے حقدار ہیں۔

علاوہ بریں اس کو مال و دولت کی وسعت بھی حاصل نہیں ہے

نبی نے فرمایا (”حکمران کا جو معیار تم نے مقرر کیا ہے وہ غلط

ہے) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حکمرانی کی قابلیت و استعداد میں

تم پر اس کو برگزیدہ اور فائق کیا ہے اور علم کی فراوانی اور جسم کی

طاقت دونوں میں اس کو وسعت عطا فرمائی ہے اور حکمرانی

و قیادت تمہارے قبضہ کی بات نہیں ہے اللہ جس کو چاہتا ہے

اس کا سمجھ کر) اپنی زمین کی حکمرانی بخش دیتا ہے اور وہ اپنے

تصرف و قدرت میں) بڑی وسعت رکھتے والا ہے اور سب سے

جانتے والا ہے۔“

بہر حال اس رد و گد نے بہت طول کھینچا اور حضرت شموئیل سے طاوت

کا تقرر منجانب اللہ ہونے کا آسمانی دلیل کا مطالعہ کیا :-

چنانچہ ان کے نبی نے ان سے کہا ”طاوت کی اہلیت حکومت کا

نشانی ہے کہ جو (مقدس) تابوت (تم کھو چکے ہو اور دشمنوں کے قبضہ میں چلا گیا ہے) تمہارے پاس واپس آجائے گا اور فرشتے اس کو اٹھا لائیں گے اس تابوت میں تمہارے پروردگار کی جانب سے تمہارے لئے (فتح و نصرت) کی طمانیت ہے اور موسیٰ و ہارون کے گھرانوں کی (مقدس یادگاروں) کا بقیہ ہے بلاشبہ اس واقعہ میں تمہارے لئے خدا کا بہت بڑا نشان ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔

چنانچہ حضرت شموئیل کی لہجارت بڑے کارآمدی - بنی اسرائیل کے سامنے ملائکتہ اللہ نے تابوت سکینہ لاکر واپس رکھ دیا (تورات میں اس کی تفصیلاً عجیب و غریب ہیں۔ اگر طوالت کا خوف دیکھ کر نہ ہوتا تو قرآن اور تاریخ کی روشنی میں ان پر بحث باعث دلچسپی ہوتی) اب حجرات انکار منفقود تھی۔ آخر طالوت کو حضرت شموئیل کے الہام کے مطابق بنی اسرائیل کا بادشاہ تسلیم کر لیا گیا۔ اس مضمون میں حضرت موسیٰ کے عہد کے بعد عہد طالوت حضرت داؤد - حضرت سلیمان - رجھام بن سلمان کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ اس تفصیل کو جگہ کی کمی کی بنا پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

سخت نصر کی ہولناک غارتگری

سخت نصر کا پہلا حملہ

اس واقعہ کے چند سال بعد بابل کے بادشاہ سخت نصر نے یہود کے ملک پر

حملہ کیا۔ یروشلم فتح کر کے وہاں کے باشندوں کو باج گزار بنایا۔ مال و اسباب اور قیمتی زر و چوہا ہر ٹوٹ کر لے گئے۔ خاندان شاہی میں سے ایک گروہ کو اپنے محل کا خواجہ سرا بنایا۔ انہی امیروں میں حضرت دانیالؑ اور ان کے تین رفیق بھی تھے

بخت نصر کا دوسرا حملہ

یہوئعیم نے بد عہدی کی اور اطاعت سے انحراف کیا۔ بخت نصر خود تو اپنی والدہ کے ماتم اور دیگر علاقوں کی وجہ سے نہ آسکا۔ البتہ آس پاس سرریانی، موآبی اور عمونی سرداران سے حملہ کرادیا۔ ان لوگوں نے ملک یہودیہ چار طرف سے تاخت و تاراج کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہ صورت حال گیارہ سال تک جاری رہی آخر یہوئعیم قتل کر کے یروشلم کے پھاٹک کے باہر پھینک دیا گیا

بخت نصر کا تیسرا حملہ

یہوئعیم کے بعد اس کا بیٹا یوئیاہ یروشلم کے تخت پر بیٹھا۔ ابھی تخت نشینی کو تین ہی ماہ کا عرصہ ہوا تھا کہ بخت نصر ایک عظیم الشان لشکر لے کر حملہ آور ہوا شہر کو فتح کر کے یوئیاہ اس کی والدہ دیگر بیگمات، امرائے شہر، ہر قسم کے کاریگروں، لوہاروں، سنگ تراشوں، شاہی خزانہ اور ہیکل کے تمام سونے کے برتن اور دیگر قیمتی اشیاء کو اپنے ساتھ لے گیا۔ صدر قیاء نامی ایک شخص کو حکومت سونپ گیا۔ اور اس سے فرمانبرداری کا عہد لیا۔ مگر آس پاس کے سرداروں کے پھرنے والے اور شاہ مہر کے شہ دینے سے یہ حکمران اپنی حکومت کے نہیں

میں مقصر سے معاہدہ کر بیٹھا۔ اور نخت نصر کی اطاعت سے منحرف ہو گیا۔

نخت نصر کا چوتھا حملہ

دو سال بعد پھر نخت نصر ایک نونخوار فوج لے کر یروشلم پر چڑھ آیا۔ قیامت کارن پڑا شہر فتح کر لیا۔ صدر قباہ گرفتار ہو کر دھلہ بھج دیا گیا۔ اُس کے سامنے اُس کے بیٹے قتل ہوئے اُس کی آنکھیں پھوڑی گئیں۔ اور پابہ زنجیر بابل بھیجا گیا۔ جہاں جا کر مر گیا۔

خوشاک تباہی و بربادی

فوج کے سپہ سالار نے شہر اور سبیل کا تمام قیمتی سامان جمع کیا۔ بقیہ تمام شہر اور سبیل میں آگ لگا دی اور جلا کر خاکستر کر دیا۔ پھر شہر اور سبیل کی تمام بنیادیں تک اکھاڑ ڈالیں تاکہ کوئی نشان باقی نہ رہے۔ ہزاروں مزدوروں کو قید کر کے بابل روانہ کر دیا گیا۔ سبیل کے برجی ستون، حوض اور وہ ڈھلے ہوئے جالیدار پتیل کے سامان، بیل اور کر وہی جن کو زمانے کے منتخب کاریگروں اور حیثیات نے تعمیر کیا تھا، بابل لے گیا۔ تورات کا ایک قلمی نسخہ بھی وہیں جلا کر خاک کر دیا۔ یہ واقعہ ۵۸۶ ق۔م میں ہوا۔

یہود کی واپسی

بابل میں یہود ۷۰ برس تک رہے۔ اس دوران میں بہت سے تو اپنے

دینی دستور اور زبان سے بھی نا آشنا ہو گئے تھے۔ آخر زمانہ نے پٹا کھایا۔
 خسرو شاہ ایران نے بائبل کی سلطنت کو نیست و نابود کر دیا۔ اور اپنے حکم سے
 ۴۲ ہزار یہودیوں کو دوبارہ وطن سے واپس روانہ کیا (آج بھی خسرو کی رسم
 تازہ کی جا رہی ہے اور یہود کو پھر فلسطین میں لوٹایا جا رہا ہے) یہاں پہنچ کر
 سامریوں نے دوسری سیکل بنائی۔ توریت میں تشریف کی اور آپس میں لڑنے
 جھگڑنے لگے۔ سیکل کی تعمیر کا مفصل حال پہلے گزر چکا ہے اس لئے یہاں
 نظر انداز کرتے ہیں۔

سکندر رومی

سیکل کی تعمیر اور واپسی کے احسان نے یہود کو شاہان ایران کا حلقہ بگوشا
 کر دیا آخر سکندر رومی نے دارا کو شکست دی۔ لیکن اس وقت بھی طوق غلامی
 نہ ٹوٹا اور یروشلم کے کامیوں نے اس کی حکومت قبول کر لی۔

یہود کا معراج

سکندر کی وفات کے بعد تمام ملک سرداروں میں بٹ گیا۔ اس کا سردار
 ٹوٹنی یروشلم کا حاکم ہوا۔ یہود کو اس کے زمانہ میں عمدہ عہد سے ملے۔ اور
 اس کی قدر دانی کے سبب دوسرے ملکوں میں بھی باعزت طور پر گئے۔ شاہ
 مرہ نے عبرانی سے بہت سی کتابوں کا یونانی میں ترجمہ کرایا اور شریعت کا ترجمہ
 بھی عبرانی سے یونانی میں کیا گیا۔ ایشیا کے بادشاہوں نے بھی یہود کی بہت

عزت کی۔ سلوکس نے قلمہ بنا کر یہود کو ان کا سردار مقرر کیا اور اپنے
دارالسلطنت انطاکیہ میں داخل کر دیا۔

حضرت مسیح

انسائیکلو پیڈیا میں یہود سے متعلق اُس کے تاریخی مواد سے ثابت
ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت سے پہلے یہود کے عقائد و اعمال
کا یہ حال تھا کہ مشرکانہ رسوم و عقائد کو جزو مذہب بنا چکے تھے اور کذب فریب
بغض و حسد جیسی بد اخلاقیوں کو تو عمداً اخلاقِ کریمانہ کی حیثیت دیتے تھے
اور اس بنا پر بجائے شرمسار ہونے کے وہ اُن پر فخر کا اظہار کرتے تھے اور اُن کے
علماء و احباب نے تو دنیا کی حرص و طمع میں کتاب اللہ (تورات) تک کو تحریف
کئے بغیر نہ چھوڑا۔ اور درہم و دینار کے عوض خدا کی آیات کو فروخت کر ڈالا یعنی
عوام سے نذر اور بھینٹ حاصل کرنے کی خاطر حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا
سے بھی دریغ نہ کیا اور اس طرح قانون الہی کو مسخ کر ڈالا۔ ذیل میں یہود کی
اعتقادی اور عملی زندگی کا مختصر اور مکمل نقشہ پیش کیا جاتا ہے۔

”خداوند فرماتا ہے یہ اُمت (بنی اسرائیل) زبان سے تو میری

عزت کرتی ہے مگر ان کا دل مجھ سے دُور ہے اور یہ بے فائدہ

میری پریشانی کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ میرے حکموں کو پیچھے ڈال کر

آدمیوں کے حکموں کی تعلیم دیتے ہیں۔ (قصص القرآن)

اپنی تاریک حالات میں حضرت یحییٰ کا قتل ہوا۔ اور یہود کی بھی مسخ

ذہنیت جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو برداشت نہ کر سکی۔ آخر ان کو پلاٹیس کے پاس پکڑ کر لے گئے۔ بہت اصرار اور شور و شخب مچایا کہ مسیحؑ کو ضرور قتل کیا جائے۔ آخر انتہائی بے کسی کے عالم میں ان کو سولی پر چڑھایا گیا۔ بنی اسرائیل کا خاص کردار ہے کہ ہرنی کی توہین بھی کرتے ہے اور آمد کے منتظر بھی ہے۔ جب پیشین گوئی کے مطابق ظہور ہوا تو اس کی توہین میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ کہتے ہیں کہ بیت المقدس میں بنی اسرائیل نے ۷۰ پیغمبروں کو شہید کیا۔ مسیحؑ کا قول تھا کہ :-

”جب تک غیر قوموں کا وقت پورا نہ ہو بیروں سے غیر قوموں سے روندا جائے گا۔“

چنانچہ حضرت مسیحؑ کے بعد کوئی زمانہ ایسا نہیں آیا کہ یہاں لوگ امن و آرام سے بیٹھے ہوں۔ اس دوران میں متحد و بیرونی حملے ہوئے۔ دو مرتبہ مکمل تباہی ظہور میں آئی۔ گویا غیر قوموں کا وقت ابھی پورا نہ ہوا تھا۔ آخر وہ ساعت سعید بھی آپہنچی اور یہ گمان آباد ہستی کی شب تاریک میں منبر کے امی نبیؐ نے یقین و ایمان کی قندیل روشن کی۔ اس کے وصال کے بعد خدا کا وعدہ پورا کرنے کے لئے اس کی امت اٹھی اور تمام دنیا پر چھا گئی۔ بیت المقدس پر بھی تیرہ سو برس تک قبضہ رہا اس کی فتح کی داستان تاریخ کے صفحات کا ایک زریں ورق ہے اور تمام دنیا کے لئے خدا کا ایک نشان۔

حضرت عمرؓ - فتح بیت المقدس

ہوئے اتر ازلت جاہدہ پیمائیں نبل سے : تماشا شای شگاف درہیں صدیوں کے زندانی

جنگِ یرموک کے بعد مسلمانوں کا لشکر فلسطین کی جانب بڑھا۔ اور
 سپہ سالاری حضرت عمرو بن العاصؓ فرماتے تھے۔ آپ نے سترھم
 ۶۳۷ء میں بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا۔ عیسائی قلعہ بند ہو گئے۔ جنگ
 طویل کھینچا۔ ادھر سے حضرت ابو عبیدہؓ شام کو فتح کر کے اپنے لشکر سمیت
 آئے اور محاصرہ میں شریک ہو گئے۔ انہوں نے یروشلم کے بڑے بڑے
 سرداروں کو یہ خط لکھا :-

”یہ صحت اور خوشی ان لوگوں کو ہے جو راہِ راست پر چلے ہیں
 اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں ہم تم سے یہ چاہتے ہیں
 کہ تم اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
 ایمان لاؤ اور حبیہ تم ایمان لاؤ گے تو ہمیں حرام ہے کہ تمہیں
 ماریں یا تمہارے بال بچوں کو ہاتھ لگائیں اور اگر تم ایمان نہیں
 لاتے تو ہم کو خراج دو اور ہماری جماعت میں رہنا اختیار کرو
 اور جو یہ بھی نہ مانو گے تو میں تمہارے مقابلہ میں ایسے لوگ
 لاؤں گا جو اللہ کی راہ میں شہید ہونے کو عزیز رکھتے ہیں۔
 اور ہم بغیر فتح کے یہاں سے نہیں ٹلیں گے۔“

بہت صلح و مشورہ کے بعد ان کے پادری نے صلح منظور کی
 ایک شرط لگا دی کہ ”یہ پاک مقام بغیر خلیفۃ المسلمین کے کسی اور کو
 نہیں کیا جاسکتا۔“ غرض حضرت عمرؓ نے خلافت کا کام حضرت علیؓ
 مشورہ سے حضرت عثمانؓ کے سپرد کیا اور مدینہ منورہ سے دمشق

ٹھے۔ یہاں بیت المقدس کا ایک گروہ معاہدہ کے لئے خدمت میں حاضر ہوا۔ معاہدہ پر عثمائین کے دستخط ہو جانے کے بعد آپ شہر بروشلیم میں شریف لائے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ صلح بیت المقدس ہی میں خاکبراری والی والد علم بالصواب۔ غرض صلح ہوئی۔ حضرت عمرؓ بیت المقدس میں اس وقت تشریف لے گئے اس وقت شہر میں ۱۲۰۰۰ ہزار یونانی اور ۵۰۰ ہزار اہلی باشندے تھے۔ حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ تمام یونانی بن دن کے اندر شہر سے چلے جائیں اور شہر کے اہلی باشندے خرچ ادا کریں۔ چنانچہ پندرہ دینار امراء پر، چار دینار متوسط الحال طبقہ پر اور بن دینار ادنیٰ درجہ کے لوگوں پر فی کس سالانہ ٹیکس مقرر کیا گیا۔ بہت رخصتے، نابالغ اور عورتیں اس ٹیکس سے مستثنیٰ رکھے گئے۔ اور ممتاز باشندگان شہر اور مسلمانوں کے مابین فتح بیت المقدس کے بعد جو صلح نامہ لکھا گیا وہ حسب ذیل ہے.....

جب آپ ہم پر غالب آئے ہم نے آپ کی اطاعت منظور کی اور ہم نے اپنے عیسائی اپنے بچوں اپنے ہم مذہبوں اور اپنے مقبوضات کو آپ کے حوالے کر دیا اور عہد کیا کہ چھوٹے بڑے گرجوں، خانقاہوں اور راہبوں کے حجروں میں کسی قسم کی مداخلت نہ ہوگی۔ نہ ان میں سکونت کی جائے گی۔ نہ ڈھالی جائے گی۔ ان میں کوئی ایسا شخص جو مسلمانوں کا مخالف ہو نہ رہ سکے گا۔ ان میں ہر وقت مسلمانوں کو داخل ہونے سے نہیں روکا جائیگا

مسافروں اور سیاحتوں کے لئے ان کے دروازے کھلے رہیں گے
اگر کوئی مسافر مسلمان اُن میں رہنا چاہے گا تو اُسے تین دن
بطور مہمان کھانا اور جگہ دیں گے اور اپنے گرجاؤں میں کسی
راز کے معلوم کرنے سے نہیں روکیں گے اور اُس سے کوئی
بات پوشیدہ نہ رکھیں گے اُسے اپنی عبادت میں شریک نہیں
کریں گے کسی کو عیسائی مذہب کی دعوت نہ دیں گے نہ کسی
طرح کا بصر کریں گے۔ اپنے کسی ہم مذہب کو اسلام قبول کرنے
سے نہیں روکیں گے، مسلمانوں کی ہر جگہ تعظیم کریں گے۔ ان کو
اگر اپنی مجلسوں میں بٹھائیں گے تو بلند مقام پر بٹھائیں گے اور
خاطر داری کریں گے۔ اُن کی زبان میں کچھ نہیں لکھیں گے۔
نہ اپنے آپ کو اُن کے خطابوں سے پکاریں گے۔ سواری میں
گھوڑوں پر زین نہیں کسبیں گے۔ اپنی تلواروں کو پسیوں میں
نہ لٹکائیں گے۔ پیرکمان، لٹھ لے کر نہیں نکلیں گے۔ اپنی
انگوٹھی پر عربی رسم الخط میں کچھ نہیں کھدوائیں گے۔ شراب
نہیں بچیں گے۔ اپنی پیشانیوں منڈوائیں گے۔ اور اُن پر کپڑا
باندھیں گے۔ مگر میں زیادہ چوڑا ٹپکا استعمال نہیں کریں گے
اپنی عبادت گاہوں کے باہر صلیب نہیں لٹکائیں گے۔
شارع عام میں یا مسلمانوں کے راستوں میں یا ان کے کاروباری
جگہوں میں اپنی صلیبوں کو نہیں دکھائیں گے۔ گھنٹے زور سے

نہیں جائیں گے اپنے مردوں پر آواز بلند نہیں کریں گے۔ مسلمانوں کی گذرگاہوں یا شاسع عام میں چراغان یا اس قسم کی آرائشی وغیرہ نہیں کریں گے۔ اپنی میتوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں لے جائیں گے غلام جو مسلمان ہو جائے گا اُسے پھر اپنے پاس نہیں رکھیں گے نہ اُس کے گھر کی طرف نگاہ کریں گے۔ اور ایلیا (بیت المقدس) میں ہمارے ساتھ ہی یہودی رہتے نہیں پائیں گے۔“

حضرت عمرؓ نے اس معاہدہ کی تصدیق کرتے وقت حسب ذیل اضافہ

فرمایا :-

ہم مسلمانوں میں سے کسی کو اذیت نہیں دیں گے۔ ہم آپ سے اپنی طرف سے اور ہم مذہبوں کی طرف سے عہد و پیمانہ کرتے ہیں کہ ہم مذکورہ بالا شرائط کو تسلیم کرتے ہیں اور ہم ان میں سے کسی کی خلاف ورزی نہیں کریں گے اگر کریں تو ہمارے ساتھ کوئی عہد دہی نہ کی جائے۔ اور ہم اختیار دیتے ہیں کہ جو سخت سزا میں ہم اُس کے سزاوار ہوں گے۔“

اس تحریر پر خالد بن ولیدؓ، عمرو بن العاصؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ اور معاویہ بن ابوسفیانؓ نے بطور گواہوں کے دستخط کئے۔

صلیبی جنگیں

۶۳۷ء سے ۱۰۹۵ء تک کا زمانہ انتہائی امن و سکین سے گذرا صرف

دو معمولی لہجوں میں ہوئیں۔ سین کا قلع قمع کر دیا گیا۔ ۱۰۹۸ء میں صلیبی جنگوں کا آغاز ہوا۔ یہ جنگیں عیسائیوں کی مذہبی جنگیں تھیں اور مسلمانوں کے خلاف دو وجوہ سے لڑی جا رہی تھیں۔ ایک تو عیسائی حاجیوں کی معبد مقدس کی زیارت میں جانیں محفوظ ہوں۔ دوسری فلسطین پر عیسائیوں کی حکومت ہو۔ عیسائی مورخین ان جنگوں کے آغاز کا سبب یہ بتاتے ہیں کہ جب سلجوقیوں نے فلسطین پر قبضہ کیا تو عیسائیوں کے لئے حج مشکل اور خطرناک ہو گیا۔ اس بناء پر پوپ اربن ثانی نے مسلمانوں کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا۔ اُس کی لپکار امیر وغریب، شاہ وگداسب نے سی چنانچہ والٹر بینی لس اور پیٹر ۱۰۹۷ء میں ایک صلیب لے کر ایک غیر منتظم انبوه کے ساتھ فلسطین کی جانب روانہ ہوئے۔ اسی طرح دو سال تک یہ جنگیں جاری رہیں۔ ان میں سب سے زیادہ نمایاں حصہ انگلستان اور فرانس نے لیا۔ عیسائی یورپین اقوام مخالف بن کر آئیں تھیں مگر مسلمانوں نے اُن کا اُس دوست کی طرح استقبال کیا جو نجدہ خاطر ہو کر لڑائی پر آمادہ ہو جاتا ہے اس دور کے بعد ۱۰۹۹ء میں ایک حادثہ کا ظہور ہوا جو عیسائی دنیا کے لئے یقیناً اندوہناک تھا۔ خلیفہ معز (فاطمی خاندان) نے جب بیت المقدس پر قبضہ کیا تو مزار مقدس نذر آتش ہو کر خاکستر ہو گیا۔ لیکن اس کے بعد بھی حج کرنے میں دشمنی اور رکاوٹیں نہ تھیں۔

اسلامی اقتدار

۱۸۰۰ء میں ترکوں نے عیسائیوں اور یہودیوں کو حرم شریف میں آنے

جانے کی اجازت دی۔ چنانچہ اُس وقت سے فلسطین میں عیسائیوں اور یہودیوں کی نو آبادیاں قائم ہوئی شروع ہوئیں پھر ۱۸۹۶ء میں بیت المقدس میں امریکن مشن نے اندھوں کا اسکول جاری کیا۔ گویا اندرونی طور پر عیسائی اور یہودی اپنے قدم جما رہے تھے۔ آخر ۱۹۱۴ء میں عیسائی دنیا نے زبردست جدوجہد کی اور ۸ و ۹ دسمبر ۱۹۱۴ء کی درمیانی شب میں بغیر جنگ کے ترکوں کا آخری سپاہی بیت المقدس سے چلا آیا۔

۱۹۱۶ء سے ۱۹۱۷ء تک تقریباً ۱۳۰۰ بریں مسلمانوں کی حکومت فلسطین اور بیت المقدس پر رہی آخر وہ نامعلوم ساعت آہی گئی کہ ۱۳۰۰ سالہ حکومت کا نقش چھوڑ کر مسلمانوں کو وہاں سے رخصت ہونا پڑا۔ اور ۲۰ سالہ عثمانی اور ۱۲۸۰ سالہ اسلامی اقتدار رات کی تاریکی میں گم ہو گیا۔

برطانیہ کا آخری سپاہی

۲۸ اپریل ۱۹۱۹ء سے فلسطین برطانیہ کے زیر انتساب آیا۔ مسٹر رائٹ شمولی پہلا ہائی کمشنر مقرر ہوا۔ اور ۱۵ مئی ۱۹۲۰ء کو برطانوی فوج کا آخری سپاہی فلسطین خالی کر گیا۔ یہاں انگریزوں کی ۴۸ ہزار فوج رہتی تھی جس پر کروڑ پونڈ صرف آیا۔ آج فلسطین میں عربوں اور یہودیوں کی تعداد ۳۴ لاکھ اور ۶ لاکھ ہے۔ جیب برطانیہ حکومت شروع ہوئی اُس وقت فلسطین کی آبادی ساڑھے سات لاکھ تھی۔ اس ترقی کا نمونہ یہودیوں کا شہر تل ابیب ہے جو ۱۹۱۹ء میں قائم ہوا تھا۔ اس کی آبادی اٹھارہ ہزار ہے۔

۱۹۲۲ء اور ۱۹۳۵ء کے درمیان فلسطین میں عرب آبادی بچوں کی موت کی شرح کم ہو جانے سے دو گنی ہوگی۔ ۱۹۲۰ء سے اب تک ۴ لاکھ یہودی فلسطین میں لینے کے لئے آئے اور ۴ کروڑ پونڈ سے نئی صنعتیں قائم کیں۔

قرطاس امضیٰ

۱۹۱۶ء میں ترکوں کی سلطنت سے لارڈ الینی نے فلسطین کو نجات

دلائی۔ اس موقع پر عربوں کی آزادی اور یہودیوں کو قومی حکومت کا دھوکا

دیا گیا۔ ۱۹۲۰-۲۳ء میں برطانیہ کو فلسطین کا انتساب سونپا گیا۔ اور

یہودیوں کے خلاف فسادات شروع ہو گئے۔ ۱۹۲۹ء میں یہودیوں کے

خلاف پہلا زبردست فساد ہوا۔ جس میں ۸۶ عرب شہید ہوئے اور ۲۲ یہود

مارے گئے۔ چنانچہ فلسطینی حکومت کے خلاف عربوں نے فسادات شروع

کر دیئے۔ ۱۹۳۲-۳۹ء میں محوریوں کی مدد سے عربوں نے فلسطین میں پھر

گڑ بڑ مچائی۔ ۱۳ مئی کے قرطاس امضیٰ میں کہا گیا ہے کہ دو ہزار یہودیوں کے

داخلہ کے بعد فلسطین میں مزید یہودیوں کو آنے نہیں دیا جائے گا۔ یہودیوں

نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی اور غیر مستقل ہجرت شروع کر دی۔ یہودیوں

اور عربوں دونوں نے لندن کانفرنس میں تجاویز کو روک دیا۔

تقسیم فلسطین

۱۹۳۶ء میں موسم بہار میں عرب ہائی کمیٹی کا تقریر عمل میں آیا۔ کمیٹی کے

اعلان سے چھ ماہ تک یادگار ہڑتال رہی۔ اس کمیٹی کے صدر یروشلم کے مفتی اعظم الحاج امین الحسنی آفندی ہیں۔ لڑائی کے خاتمے اور یورپ میں لاکھوں یہودیوں کے بے خانماں ہوجانے کی وجہ سے یہ مسئلہ اوزہ سجدہ ہو گیا۔ صدر ٹرومین نے اپنی کی کہ فلسطین میں فوراً ایک لاکھ یہودیوں کو بسا دیا جائے۔ ۱۹۴۶ء میں امریکہ اور برطانیہ کی مشترکہ تحقیقاتی کمیٹی نے تقسیم فلسطین کے فیصلہ کو مسترد کر دیا۔ لیکن اس بات کی سفارش کی کہ فلسطین میں ایک لاکھ یہودی بسائے جائیں۔

۱۹۴۷ء میں برطانیہ نے ۱۵ سال کے لئے فلسطین پر اپنی توہینت قائم رکھنے کی پیش کش کی اس شرط کے ساتھ کہ اس کے بعد فلسطین کو آزادی دیدی جائے گی۔ اس تجویز کو یہودیوں اور عربوں نے نامنظور کر دیا۔ برطانیہ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس مسئلہ کو اتحادی اقوام کے سامنے پیش کیا جائے چنانچہ اتحادی اقوام کی خصوصی کمیٹی نے تقسیم فلسطین اور بیت المقدس کی غیر جانبدارانہ علاقے بنانے کی سفارش کی۔ عربوں نے یہ تجویز نامنظور کر دی لیکن یہودیوں نے مان لی۔ اور اتحادی اقوام کی جنرل اسمبلی نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ تقسیم فلسطین کی جبرید اسکیم جس میں کچھ تبدیلیاں کی گئی تھیں۔ پانچ ممبروں کے ایک کمیشن کے ذریعے بغیر فوج اور پولیس کی مدد کے نافذ کی جائے۔

میشاقی سجدہ آباد

۱۹۲۸ء میں تحریک اتحاد ممالک عربیہ عمل میں آئی۔ جس کے بڑے رکن

سعودی عرب، عراق، شام، شرقِ اردن اور فلسطین ہیں۔ میناق سعید آباد
 ۱۹۳۷ء کی رو سے عراق سعودی عرب کو ایک ہی رشتہ اتحاد میں منسلک کیا گیا۔
 سعودی عرب آزاد حکومت اور شرقِ اردن، یمن، عمان، بحرین، لبنان
 برطانیہ کی حفاظتی حکومتیں ہیں۔

عراق

جنگِ عظیم کے بعد ۱۹۱۸ء میں عراق برطانیہ کی حفاظت میں آ گیا۔
 ۱۹۲۰ء میں یہاں بغاوت ہو گئی۔ ۱۹۲۱ء میں امیر فیصل کو عراق کا بادشاہ
 بنایا گیا۔ ۱۹۲۲ء میں عراق کو نیا آئین ملا جس کی خاص شرط یہ تھی کہ
 عراق کی حکومت برطانوی حکومت کے مشورے سے چلائی جائے ۱۹۳۰ء میں
 برطانیہ نے موصل تیل کے چشموں کو عراق کے حوالے کر دیا۔ ۱۹۳۱ء میں عراق
 برطانیہ میں ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے انگریزی فوجیں جنگ کے دنوں
 میں ملک سے گذر سکتی ہیں۔ ۱۹۳۱ء میں سید رشید علی جیلانی نے خود مختار
 حکومت قائم کر لی۔

یہاں بھی قدیم تہذیب کے نشانات ملتے ہیں۔ ایک زمانہ تک اسلامی
 حکومتوں کا مرکز رہا ہے۔ اور کئی خلفاء کے خاندانوں نے یہاں سے حکومت کی ہے
 خلافت عباسیہ کے زمانہ میں عراق نے بڑی ترقی کی۔ بڑا زرخیز خطہ مانا جاتا
 تھا۔ اسلامی تاریخ کے اس دور میں یہ ملک بڑا ممتاز رہا ہے۔ بغداد پایہ تخت
 اور علم و حکمت کا مرکز تھا آج کل مٹی کے تیل کے چشموں کے نکل آنے کے

باعث کافی خوشحالی ہے لیکن اگر تیل نکالنے کا کام غیر ملکی فرموں کے ہاتھ میں نہ ہو تو اور زیادہ ترقی کر سکتا ہے۔ نظام حکومت دستوری بنالی ہے موجودہ حکومت بھی پہلی جنگ عظیم خلافت عثمانیہ کے خاتمہ پر وجود میں آئی ہے۔

بادشاہ فیصل دوم - وزیر اعظم توفیق سوره - رقبہ ۱۴۱۲۵۰ مربع میل آبادی ۲۵ لاکھ ہے۔ فیصل دوم اچھی کمن ہیں اور انگلستان میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کی جگہ ایک ایجنٹ مقرر ہے۔ تمباکو، گدیوں، اُون، روٹی، کچوریں خاص پیداوار ہیں۔ یہاں کی برآمدی اشیاء کچوریں، اُون، کچڑا، کھالیں، روٹی اور درآمدی اشیاء سوئی اونی، ریشمی کپڑا، لوہا، فولاد، مشینیں، شکر اور چائے ہیں۔ لجناد پایہ تخت اور شہر معمل، بصرہ، کر بلا، معالی، نجف اشرف، سلیمانہ وغیرہ ہیں۔

لبنان

شام و لبنان فرانس کے تحت تھے۔ ۱۹۱۸ء میں دونوں کو چھوڑ دیا گیا۔ ریاستوں کی صورت دے دی اور ۱۹۲۲ء میں آزاد کر دیا گیا۔ یہاں کی زرعی پیداوار بھی وہی ہے جو شام کی ہیں۔ مسیحی عربوں کی ریاست ہے آبادی ۱۳ لاکھ، رقبہ ۱۲ ہزار ۲۰۰ مربع میل ہے۔

ارون

جنگ عظیم کے بعد جب جزیرہ نما عرب سے برطانیہ کی سازش سے

عثمانی سلطنت ختم ہو گئی تو فرانس اور برطانیہ کی حکمت عملی سے اس صغیر زمین پر
 ملکی چھوٹی حکومتیں وجود میں آئیں۔ انہی میں ایک اردن بھی ہے۔ اگرچہ اردن
 کو سلطنت میں برطانیہ نے آزاد کر دیا ہے۔ مگر عملاً والی اردن انگریزوں کے
 اشاروں پر ناچتا ہے۔ بادشاہ شاہ عبداللہ ہے۔ رقبہ ۳۲ ہزار ۷ سو مربع
 میل اور آبادی ۳ لاکھ ۲۰ ہزار ہے یہاں پر تیس ہزار کے قریب عیسائی ہیں۔
 ورنہ باقی سب ہی مسلمان ہیں۔ یہاں کے بڑے بڑے شہر کرک، طفیلہ، اربد
 سیرش ہیں۔ اور دارالسلطنت عمان ہے۔ فلسطین میں عربوں اور یہودیوں
 کی جنگ سے فائدہ اٹھا کر فلسطین کا بہت سا حصہ جس میں بیت المقدس بھی
 شامل ہے شاہ عبداللہ نے بھی حکومت میں شامل کر لیا ہے اور اپنی حکومت کا
 نام سلطنت ہاشمیہ رکھ دیا ہے اور بھی عظیم تر شام کا منصوبہ ہے۔ اس کے
 چاروں طرف کے ممالک اسرائیل، عراق، حجاز، نجد اور شام میں نظام حکومت
 بنالی ہے۔

شاہ عبداللہ شریف مکہ کے لڑکے ہیں ماہ ربیع الاول ۱۲۹۹ھ میں
 مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ چودہ سال کی عمر میں استنبول گئے اور وہاں ترکی
 علم و ادب کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں آپ کے والد
 شریف مکہ مقرر ہوئے، تو آپ واپس لوٹے۔ ۱۳۲۴ھ میں آپ نے ترکی
 پارلیمنٹ میں اہل مکہ کی نمائندگی کی۔ جنگ عظیم کے بعد عمان چلے گئے وہاں
 اس وقت ابتری پھیلی ہوئی تھی۔ وہاں سے آپ بیت المقدس گئے اور
 جہاں ۱۳۲۱ھ میں برطانیہ کے وزیر مسٹر چرچل سے ساز باز کر کے مشرقی اردن

میں حکومت قائم کی۔ ۱۹۴۶ء میں برطانیہ نے مشرق ارون کو آزاد کر دیا تھا۔
 ۱۹۴۸ء میں فلسطین سے اثرات کے خاتمہ کے بعد برطانیہ اور یہودیوں نے
 سازش کر کے عرب فلسطین کے بہت بڑے حصے پر قبضہ کر لیا۔ اور اہل
 عظیم تر شام کے قیام کی فکر میں ہر وقت سازشوں میں مصروف رہتے ہیں

سعودی عرب

پورا جزیرہ نما عرب جنگ عظیم سے قبل خلافت عثمانیہ کے تحت تھا مگر
 بعد کو اس کے کئی حصے ہو گئے اور ہر حصہ میں ایک علیحدہ حکومت قائم
 ہو گئی۔ حجاز، نجد اور الحاد سعودی عرب کے نام سے مشہور ہے۔ اگرچہ
 یہاں لاکھوں بدوؤں نے اب خانہ بدوشی کی زندگی ترک کر کے زراعت شروع
 کر دی ہے مگر یہ علاقہ تعلیمی اور تمدنی اعتبار سے پس ماندہ ہے گذشتہ
 بیس پچیس سال میں یہاں کافی ترقی ہوئی ہے۔ بادشاہ سلطان ابن سعود،
 وزیر اعظم، امیر فیصل آبادی ۷۷ لاکھ ۵۶ ہزار رقبہ ۲۹ لاکھ ۲۰ ہزار مربع
 میل۔ دارالحکومت ریاض۔

یہاں پر شرعی قوانین کے ماتحت عدالتیں سزا دیتی ہیں اور اسلامی
 احکام کی بنا پر حکومت عمل درآمد کرتی ہے۔ سلطان کے بعد سب سے بڑی
 پوزیشن حکومت میں امیر فیصل کی ہے۔ وہی وزیر اعظم اور وزیر خارجہ بھی
 ہیں۔ یہاں کی درآمد کھجوریں اور کھالیں ہیں۔ تیل کے ذخائر کا ٹیکہ ایک
 امریکن فرم کو دیا گیا ہے۔ اور اسی سے سب سے زیادہ آمدنی ہے۔ کپڑا

چائے، شکر، چاول اور موٹریں وغیرہ خاص درآمد ہیں۔ مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ
حجہ، طائف اور ریاض بڑے منہر اور حجہ بندرگاہ ہے۔

ریاض وسط عرب میں نجد کا دارالسلطنت ہے۔ یہی وہ مقام ہے
جہاں سعودیہ عربیہ کے موجودہ حکمران سلطان عبدالعزیز ابن سعود نے ۱۸۸۰ء
میں نومبر کی ایک صبح کو اُس وقت عالم وجود میں آئے۔ جب نوزد فجر کی
اذان سے رہے تھے۔ ان کے والد کا نام عبدالرحمن اور والدہ کا نام سائرہ
تھا۔ سعودیہ خاندان کی بڑی طویل تاریخ ہے۔ اس خاندان کے افراد ہمیشہ
عربوں کو ایک کڑی میں منسلک کرنے اور پورے عرب کو ترکوں کی غلامی سے
نجات دلانے کی کوشش کرتے رہے اور اسی کوشش میں ابن سعود اعظم کے لڑکے
محمد کو قسطنطنیہ میں پھانسی کے تختہ پر چڑھنا پڑا۔ لیکن اس کے باوجود
اس خاندان کی سرگرمیاں ختم نہیں ہوئیں اور وہ اپنی تبلیغ کے ذریعہ جس کے
بانی عبدالوہاب نجدی تھے نجد کا پورا علاقہ ان کے زیر اثر آگیا۔ مگر خاندانی
اختلافات کی بناء پر شمر قبیلہ کے لیڈر محمد ابن رشید نے سعودیہ خاندان کو
نہ صرف ریاض سے نکال دیا بلکہ انہیں نجد کے علاقہ سے بھی نکلنے پر مجبور
ہونا پڑا۔ اور اس طرح ابن سعود کے والد عبدالرحمن کو کویت میں پناہ لینا پڑی۔
اس وقت ابن سعود کی عمر پندرہ سال سے بھی کم تھی۔ کویت میں ابن سعود کو
شیخ مبارک کی تربیت سے پھر نجد کی سلطنت کی خواہش ہوئی۔ وہ اپنے
دوستوں سے کہا کرتا تھا "میں نجد پر حملہ کروں گا اور میں ایک دن ضرور اپنے
محل میں واپس جاؤں گا۔ ابن سعود کی بڑی بہن نورہ نے اس کی ہمت افزائی

کی اور اس کے ارادوں کی تائید کی بالآخر ریاض فتح کرنے کی مہم کا آغاز ہو گیا۔ اس وقت جیسا کہ رشید کے خلاف پورا ریاض بغاوت کرنے پر آمادہ تھا تو ابن سعود صرف تیس آدمیوں کے ساتھ ریاض کی طرف چل پڑا اور وسط جنوری ۱۹۰۱ء میں یامسرد جوئے شیر (نامی گولے) اور مطالبہ (گورنر جیلان کی بیوی) بیس سال کی عمر میں اپنے آبا و اجداد کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد فتوحات کا وہ سلسلہ بندھا کہ زبردست دشواریوں اور وقتوں کے باوجود پورا عرب ابن سعود کی قیادت میں متحد ہو گیا اور آج وہ پورے عرب کا بادشاہ ہے۔

۱۹۱۵ء میں ترکوں کو مشرقی عرب سے نکالا۔ ۱۹۱۹ء میں مشرق وسطیٰ میں کوشکت دی۔ ۱۹۲۵ء تک فتوحات کی تکمیل ہوئی۔ جنوری ۱۹۲۶ء میں شاہ حجاز کا لقب اختیار کیا۔ ۱۹۲۹ء میں والی نجد کا لقب بھی اختیار کر لیا۔ اسی سال برطانیہ سے صلح ہو گئی۔ ۱۹۳۲ء میں حجاز اور نجد کی یونین بنا کر اس کا نام سعودی عرب رکھ دیا۔ آج کل آپ کی حکومت میں کافی ترقی ہو رہی ہے۔ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے درمیان کی سڑک کی تعمیر ہو رہی ہے۔ جڑہ میں جدید تعمیرات کا سلسلہ جاری ہے۔ تیل کے کافی ذخیرے نکل آئے ہیں۔ ریڈیو اسٹیشن قائم ہو چکا ہے۔ حال ہی میں مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ میں غیر مسلموں کا داخلہ بند کر دیا گیا ہے۔ فوجوں کو جدید آلات حرب سے منظم کیا جا رہا ہے۔

شام

یہاں گذشتہ سال میں تین فوجی انقلاب ہوئے اور آخری فوجی انقلاب
 کمانڈر کرنل عابد جو تیسرے فوجی انقلاب کے ہیرو ہیں۔ پر سر حکومت اور
 خالد الحزام لے وزیر اعظم ہیں رقبہ ۲۷ ہزار ۵۶۰ مربع میل آبادی ،
 ۲۸۶۰۴۷۰ ہے۔ یہ بھی کبھی سلطنت عثمانیہ کا حصہ تھا۔ گیہوں۔ روٹی
 اون خاص پیداوار ہیں۔ پٹرولیم کے ذخائر کا پتہ چلا ہے مگر ابھی نکلتا
 شروع نہیں ہوا ہے۔ چمڑے اور سینٹ کی صنعت قابل ذکر ہے نیا آئین
 بن رہا ہے۔

قومی اشتراکیت

جب جنگ عظیم میں جرمنی کو شکست ہو گئی تو جرمنی کو نتائج میں شدید
 اقتصادی معاملات کا سامنا پڑا۔ اس وقت جرمنی کے بعض اہل فکر نے
 محنت کش طبقے کی اشتراکیت کے بجائے قومی اشتراکیت کا اصول بنایا
 جس کا منشاء یہ ہے کہ جس طرح سیاست دانوں نے جرمن قوم اور جرمن
 نسل کو برتر و سر بلند کرنے کے لئے ایسا اصول اختیار کیا۔ اس کا پانی
 ولسپر تھا۔

۱۹۳۳ء میں جب ہٹلر جرمنی کا مختار کل بن گیا تو اس نے جرمنی سے
 تمام ایسے عنصر کو جو سرمایہ دارانہ حیثیت رکھتا تھا بتدریج نکالنا شروع کیا،

جس میں یہودی اس طرز نظام کے بیک وقت شکار ہو گئے۔ نازی آریہ نسل کی اور آریہ نہذیب و تمدن کی خصوصیات کو محفوظ رکھ کر دنیا پر یہ ثابت کرنے کی سعی کرتے تھے کہ موجودہ زمانہ میں جتنی بھی مصیبتیں اور پریشانیاں ہیں وہ صرف یہودیوں یا یہودی نوازا اقوام کی وجہ سے ہیں، اسی اصول کے ماتحت ۱۹۳۵ء میں ہر جرمن نوجوان کو فوجی تربیت حاصل کرنا قانوناً جائز قرار دیا گیا۔

رہنما سے فلسطین

آج کل قاہرہ سے فلسطین کے عربوں کی رہنمائی الحاج امین آفندی الحسنی فرماتے ہیں۔ میرے یہ چاہتا ہے کہ آپ کی قیادت میں عرب فلسطین میں ایک حکومت علی پاشا کے تعاون سے قائم کرے مگر عبدالعزیز اس کے مخالف ہیں۔

الحاج امین آفندی الحسنی ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے، ۱۹۱۷ء میں مصری بنے۔ ۱۹۲۳ء میں صدر سپریم کونسل مقرر ہوئے۔ جنگ عظیم میں نازکوں کے خلاف برطانیہ کی امداد کی۔ لیکن فلسطین میں یہودیوں کے داخلہ کی مخالفت کے باعث شہرت پائی۔ بیس سال کی سزا کا حکم ہوا مگر بعد کو رہا کر دیے گئے۔ ۱۹۳۴ء میں عربی اعلیٰ کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے اور ملک میں داخلہ پر پابندی لگا دی گئی۔ بعد ازاں اطلالیہ اور جرمنی میں پناہ لی۔ جرمنی کے سچھار ڈالنے پر آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ مگر وہاں سے

قرار ہو کر آپ کسی طرح قاہرہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ آج کل وہیں مقیم ہیں۔

یہ ہیں رسولِ عربی کے جاں نثار اسلام کے علمبردار خدائے واحد کے کلمہ گو۔ اسلامی سلطنتوں کے فرمانروا اور رہنما جن کے دم سے آج کرہ ارض کے ایک بہت بڑے حصہ پر عدل و مساوات اور حق و صداقت کا دور دورہ ہے۔ یہ ہیں وہ ہستیاں جن کے ہاتھ میں ممالکِ اسلامیہ کے عمانِ قیادت اور زعامت قرار ہے۔ جن کے قلم و میں دینِ حق کا پرچم لہرا رہا ہے جن کا دنیا سے اسلام کی تعمیر و ترقی میں زبردست حصہ ہے جن کے ہنرمند تدبیر سے ممالکِ اسلامیہ کو رہنمائی ملتی ہے۔

آج یہودی نواز اور یہودی بیت المقدس کو یہودی راجدھانی بنانے میں سرگرم اور کوشاں ہیں۔ مگر یہ اسی وعدہ الہی کا اثر ہے کہ ان زلزلوں کے بعد ان ہی ذمی ہستیوں نے نیچا کر دکھایا۔ اور ان کے دلوں سے حملوں کی مہم نکال دی اور بیت المقدس لینے کی جرأت نہیں جو ان کا معبود اور قبلہ و کعبہ ہے۔ یہ سب فضلِ ایزدی ہے جو ہمیشہ اسلام پر رہے گا۔ اے الہ العالمین آپ ہمارے اعمالِ بد پر لحاظ نہ فرمائیے۔ اپنے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل سے ہم کو ہمارے مخالفوں پر سزا رکھیو۔ آمین

یہود اور فلسطین

آج کل فلسطین میں جو جنگ لڑی جا رہی ہے۔ حقیقتاً اس کی نتیجہ

یہود کا سیاسی کردار ہے جس کی بدولت دنیا کے تمام ممالک ان کو دوست رکھنے سے انکار کرتے ہیں۔ اور حسن و خوبی کے ساتھ اپنے ملک سے رخصت کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے یہود کو فلسطین خالی کرنے کا حکم دیا۔ جرمنی سے ہٹلر نے ظلم و زیادتی کے ٹکڑے میں کس کر انہیں ملک سے باہر پھینک دیا۔ اور اپنی دنیا کی چند سرمایہ دار طاقتیں ان کے اس سیاسی کردار سے مجبور ہو کر انہیں اپنے ملک سے نکالنا چاہتی ہیں۔ اس لئے یہود کو ان کی پرانی تاریخ یاد دلائی جا رہی ہے۔ اور ان سے کہا جا رہا ہے کہ "ارض بنوعود کی جانب لوٹ جاؤ تمہارا حق ہے کہ اس سرزمین میں آباد ہو کر حکومت کرو۔ جس کا تم سے اللہ نے وعدہ کیا تھا۔ اور ان تمام وعدوں کو بحال جاؤ جو تم کے اللہ سے کئے گئے۔"

زمانہ قدیم میں جب یہود فلسطین پر حکومت کرتے تھے ان کا پیشہ زراعت تھا۔ جب ان کی سلطنت کا خاتمہ ہوا تو دنیا کے مختلف حصوں میں ہر قوم میں پھیل گئے۔ ان اقوام کے ان کوشش کی نظر سے دیکھا اور زراعت اور مختلف صنعتوں سے منع کر دیا۔ اس لئے یہود نے سوداگری کا پیشہ اختیار کر لیا جس کو اوائل کار میں خواری و پستی کا باعث خیال کرتے تھے۔ چارٹ ناچار اسی میں منہمک ہو گئے۔ چنانچہ سود خواری اور روپیہ قرض دے کر فائدہ اٹھانے میں بہت اُتار دہو گئے۔ یہی راہ ہے جس سے معاملات پر مکمل قبضہ کرتے ہیں۔ بہت سی اقوام یہودیوں کو اس لئے دوست نہیں کہتیں کہ ہر مملکت میں وہیں کے روپیہ سے صاحب ثروت ہو گئے ہیں

اور پھر جمع کرنے میں ہرگز اس کا خیال نہیں کرتے کہ دوسروں کو نقصان یا ضرر پہنچ رہا ہے۔ فرانس میں یہودیوں کی تعداد تین ہزار سے زائد نہیں ہے لیکن پھر بھی فرانس کی چم دولت پر ان کا قبضہ ہے۔

مشغولی اور پیغمبر آتے رہے۔ مگر یہود کی سرکشی میں کوئی کمی نہ ہوئی یہاں تک کہ عزالت و مگر ایسی کی مہران کی قسمتوں پر لگادی گئی۔ اور دولت و رسوائی ہمیشہ کے لئے ان کا حصہ ہو کر رہ گئی۔ ایک رات اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے برگزیدہ بندے محمد الرسول اللہ صلعم کو راتوں رات اس سرزمین (بیت المقدس) میں لے گیا۔ اور اس کو مشاہدہ کرایا کہ یہ سرزمین جو عظمت و تقدس کی مالک ہے۔ کل تیری اُمت کے لئے مخصوص ہونے والی ہے۔ چنانچہ قرآن عزیز میں اتم اسمیٰ کے فوراً بعد ہی یہود کی مفسدانہ سرگرمیوں اور ان کے نتائج کا ذکر انتہائی بلاغت و جامہیت کے ساتھ فرمایا گیا۔

اب تک آپ کی نظر سے قوم بنی اسرائیل کی مکمل تاریخ گزر چکی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہود کو عروج بھی ہوا اور زوال بھی۔ خوش حالی کے دن بھی آئے اور بد حالی کے بھی۔ احسان الہی بھی نمودار ہوا اور عذاب الہی بھی یہاں تک کہ عرب کے رگیان سے ایک قوم اٹھی اور تمام دنیا پر چھا گئی۔ ہزار برس سے زائد اس کے پاس سلطنت و حکومت رہی لیکن آج دنیا میں یہودیوں کی تعداد دس ملین ہے۔ یہاں عرصہ سے اپنی سلطنت کے قیام کے لئے کوشاں ہیں۔ اس سلسلہ میں جدوجہد کرنے کے لئے صیہونی (ZIONISTS) تحریک

بھی مشروع کی گئی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے بے شمار روپیہ صرفت کرے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج یورپ کے یہودی بیت المقدس پر حملہ آور ہیں اور یورپ کے عیسائی (انگریز اور امریکن) ان کی پشت پناہ ہیں۔ نام نہاد اور نو ایجاد سلطنت۔ اسرائیل کے سپاہیوں کے خیال ظاہر کیا ہے کہ وہ بیت المقدس کو یہودی راجدھانی بنا کر دم لیں گے۔ اس کا جواب بتا عروبوں کا کام ہے بیت المقدس خدا کے جلال و جمال کا مرکز ہے۔ خدا کا جلال اپنے جمال کی ضرور حفاظت کرے گا۔ آمین تم آمین

تیسرا باب

فخر و عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم

آیا اللہ اکرام

عبدمناف کے تین بیٹے تھے عبد الشمس، ہاشم اور نوفل۔ ہاشم فخر و عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا تھے۔ اس واسطے رسول خدا کو ہاشمی کہتے ہیں، عبد الشمس ابو جہل کے باپ کا نام تھا۔ ابو نوفل لا ولد تھے بعد وفات عبدمناف ہاشم کو مکہ کی حکومت اور کنجی خانہ کعبہ ملی۔ ان کے بعد عبدالمطلب کو ملی۔ عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا کہ فلاں مقام پر چاہ زمزم نکلے گا۔ چنانچہ انہوں نے نذر کی کہ اگر میرا خواب سچا ہوا اور مجھ کو اس میں خزانہ ملا تو ایک بیٹے کو قربان کروں گا۔ جب اس مقام کو کھودا گیا

چاہ زمزم مانند چشمہ آب حیات برآمد ہوا۔ اور خزانہ پایا۔ اس خزانہ سے دروازہ خانہ کعبہ کے لوہے اور فولاد سے بنوائے اور چاہ زمزم کی بھی درستی کرا دی۔
 زمانہ عید المطلب سے قبل چاہ زمزم بند ہو کر لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو گیا تھا وجہ یہ تھی کہ عمرو بن الحارث سردار مکہ دشمنوں کے خوف سے بدحواس ہو کر اور عذاب الہی سے ڈر کر کچھ مال و اسباب ساتھ لے کر میں چلا گیا اور چلتے وقت چاہ زمزم بند کرنا گیا۔ چار سو سال سے زیادہ زمانہ تک زمزم کا کنواں بند رہا۔ اور کچھ ایسا نسیا منسیا ہو گیا کہ اس کی جگہ تک لوگوں کو یاد نہ رہ سکی۔ (تاریخ الخمیس تاریخ الکامل الشمس التواریخ)

حضرت عبدالمطلب نے واسطے ایفائے نذر کے قرعہ ڈالا اس میں نام عبداللہ پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلایا بات عبدالمطلب اور تمام قبائل عرب کو بہت شاق گذری۔ چنانچہ حضرت عبداللہ کے بجائے ۵ اونٹوں کی قربانی کر کے ایفائے نذر کی۔

جس طرح خلیل اللہ کو خواب میں ذبح اللہ کے ذبح کرنے کا حکم ہوا تھا اور عین معرکہ ذبح میں حق تعالیٰ نے ذبح اللہ کے بدلے حبت سے ونہ بیج کر آپ کو ذبح نہ ہونے دیا تھا۔ اسی طرح قرعہ میں حضرت عبداللہ کا نام نکلوا کر انہیں ذبح ہونے کا مستحق بنا کر نسا اونٹ آپ کے بدلے میں قبول فرمائے اور مخز دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابا جان حضرت عبداللہ بھی اسی دن سے ذبح مشہور ہو گئے۔ خود آجائے نامدار فرماتے ہیں انا ابن الذبیحین (میں دو ذبح شخصوں کی اولاد سے ہوں۔) (تاریخ خلفائے عرب اسلام)

خواجہ عبدالمطلب کا نام عامر اور لقب شیبہ تھا۔ شیبہ ضعیف العمر کو کہتے ہیں اور لقب کی وجہ یہ ہوئی کہ جب حضرت خواجہ عبدالمطلب پیدا ہوئے تو آپ کے سر میں چند سفید بال تھے۔ آپ کو آپ کے چچا مطلب نے پرورش کیا تھا۔ آپ اپنے چچا کے اس قدر زبیر بار احسان تھے کہ آپ اپنے کو عبدالمطلب کہنے لگے۔ اور یہ لقب ایسا مشہور ہوا کہ آپ تمام قریش میں اسی نام سے پکارے جانے لگے۔ اہل عرب آپ کو شیبہ الحمد فیہا عن معظم طیر السماء۔ سید اور شریف قریش بھی کہتے تھے۔

۱۱ھ میں ابرہہ گورنر یمن خانہ کعبہ کے منہدم کرنے کو چڑھا آیا۔ عبدالمطلب تو اس کے مقابلہ کی قوت نہ رکھتے تھے مگر خدانے اپنے گھر کی خود حفاظت کی اور ابرہہ اپنے لشکر سمیت تباہ ہو گیا۔

عبدالمطلب نے آخری عمر میں خواب دیکھا کہ فاطمہ بنت عمر کو نکاح میں لاؤ۔ چنانچہ ۶۰ اونٹ اور چند تیار زر سرخ ان کے مہر میں دے کر نکاح میں لائے۔ ان کے بطن سے ابوطالب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے والد پیدا ہوئے۔ غرض کہ سب منکوحات سے عبدالمطلب کے تیرہ بیٹے ہوئے :-
حارث - ابوطالب، ابولہب، غیراق - امیر حمزہ رضی اللہ عنہما، عباس، حمزار زبیر، عبد اللہ - منقوم - نسیم - عبد اللعینہ، فہل -

صاحبزادیاں حسب ذیل تھیں :- ام حلیمہ، صفیہ، ہریرہ - عاتکہ، اردک

اور ائمہ -

حارث کے پانچ بیٹے تھے - مغیرہ، ابوسفیان، نوفل - عبد اللہ اور سہیل

ابوطالب کے چار بیٹے تھے۔ عقیل، طالب، جعفر طیار اور حضرت
 علی رضی اللہ عنہم دو بیٹیاں امہالی اور حمانہ تھیں۔ یہ سب فاطمہ بنت اسد کے
 لہظن سے تھے۔ ابولہب کے دو بیٹے تھے۔ عقیبہ اور عقیبہ۔ اس کی بیوی
 امیر معاویہ کی بھوپھی تھی۔ عیراق۔ امیر حمزہ، ضرار اور زبیر یہ چاروں
 لاولد تھے۔ عبداللہ سب بھائیوں سے صورت اور بزرگی میں زیادہ تھے
 اور انہیں کے صلیب سے سید کو نین پیدا ہوئے۔ عباس رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بیٹے،
 عبداللہ، فضلی، عبید اللہ، قثم، سعید اور عبدالرحمن اور ایک بیٹی صفیہ نامی
 تھیں۔

عبدالمطلب کے جن صاحبزادوں نے اسلام یا کفر کے باعث بہت
 زیادہ شہرت پائی وہ امیر حمزہ، عباس رضی اللہ عنہ، ابوطالب، ابولہب اور خواجہ
 عبداللہ تھے۔ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب نو شہروان عادل کی تاجپوشی
 کے چوبیسویں سال ماں کی آغوش کی زینت باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک
 اور کنبہ بھر کے لئے باعث منترت ہوئے۔ آپ کے تولد ہونے کی خبر شام
 کے یہودیوں سے بھی پورنٹیدہ نہ رہی۔ لقیہ صاحبزادوں نے شہرت
 نہیں پائی۔ اور اکثر کتب تاریخ ان کے اذکار سے خالی ہیں۔
 (تاریخ الجہیں جامع التوازیخ شمس التواریخ)

۱۰ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ۸ برس کے سن میں بزمانہ خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ انتقال فرمایا۔

پیارہ حضرت عبداللہؓ کا حضرت آمنہؓ سے

ان بٹیوں میں اپنے باپ کے سب سے چہلے اور پیارے نمبر میں
 سب سے چھوٹے بیٹے عبداللہؓ تھے۔ یہ سترہ برس کے ہوئے تو ان کی
 ندادنی آمنہ بنتا وریب بن عبدالمنافؓ کے ساتھ عبدالطلبؓ کے گردی
 حضرت عبداللہؓ کے حسن و جمال کا آوازہ تمام قبیلہ حجاز میں پہنچا۔ اور
 اکثر امرائے عرب اپنی بیٹی دینے کا پیغام عبدالطلبؓ کو بھیجتے تھے۔ اور
 قوم کی عورتیں بحال اشتیاق دیدار سے برسرِ راہ بیٹھتی کھنٹیں۔

قبیلہ بنی زہرہ

وہ قبیلہ بنی زہرہ کے سردار تھے۔ ان کا سلسلہ نسب ذوالقالب
 بن قریش کے ساتھ ملتا ہے۔ اس عورت سے فخر عام کی دو دوہیلیاں و تھیال
 عرب کے بہترین قبیلہ سے ہیں جو زریب و زینت، پارسیاں و پرہیزگاری
 حضرت آمنہ کو تھی وہ قریش کی کسی عورت کو حامل نہ تھی۔

حضرت آمنہؓ کا نور محمدؐ کی

ایک روز عبداللہؓ کہیں کسی کام کو جاتے تھے۔ راہ میں خواہرِ رقیہ
 بنت نوفل سے ملاقات ہوئی۔ یہ عورت کتبہ نماوی سے بہت واقف
 تھی اس کے علاوہ خولینورت، صاحبِ عہمت، ناکندہ، مالدار اور مکہ میں

معروف و مشہور تھی۔ جب لفظ عبداللہ پر پڑی تو سمجھ گئی کہ خواجہ عبداللہ سے کسی مقدس اور ممتاز ہستی کا ظہور ہونے والا ہے۔ اس نے خواجہ عبداللہ کے سامنے بعد اشتیاق یہ تمنا پیش کی کہ آپ مجھے اپنی لونڈی بتالیں میں آپ کے حسن چہاں تاپ پر اپنا دل قربان کر چکی ہوں۔ اگر آپ نے تجھ سے نکاح کر لیا تو میں شکر یہ میں نوسو اونٹ جو مال و خزانہ سے لے کر بھیندے ہوں گے پیش کروں گی۔ حضرت عبداللہ نے والد سے اجازت لینے کا عذر پیش کیا اور اپنے دولت کردے کی طرف مراجعت فرما ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بی بی آمنہ کے پاس آئے اور نور محمدی عبداللہ سے منتقل ہو کر آمنہ کے رحم میں ۱۲ جمادی الآخر شب جمعہ۔ اسی سال میں جس میں قصہ اصحاب فیل واقع ہوا تھا آیا۔ بی بی آمنہ اس نور کی جو خواجہ عبداللہ کی پیشانی سے سوزج کی شعاعوں کی طرح چمکتا تھا، حاصل ہوئیں۔

ایک دن حضرت عبداللہ بنت نوفل کے پاس گئے اور فرمایا کہ اب میں آیا ہوں کہ تمہاری تمنا پوری کر دوں یعنی تمہاری درخواست کے مطابق تم سے نکاح کر لوں۔ بنت نوفل نے جب عبداللہ کے چہرہ کی طرف نگاہ ڈالی تو وہ نور متبرک نہ پایا۔ کہا کہ جو نشانی میں نے کل تمہاری پیشانی پر دیکھی تھی وہ آج تم میں نہیں پاتی ہوں۔ پس اب جاؤ مجھ کو نکاح کی حاجت نہیں کیونکہ جس چیز کو میں چاہتی تھی وہ چیز اب تم میں نہیں ہے۔

وفات حضرت عبداللہ

اکھی حمل کے دو ماہ بھی نہیں گزے تھے کہ عبداللہ تجارت کی غرض سے ملک شام روانہ ہو گئے۔ لوٹنے وقت بیمار ہو کر عسینے میں اپنے ماموں کے یہاں قیام کیا اور وہیں وفات پائی۔
حضرت عبداللہ نے نر کہ میں کچھ اوتے ننھوڑی بکریاں اور ایک اونٹنی ام امین نامی یہ چیزیں چھوڑیں۔ جو آفاسے نامدار کو ورثہ میں ملیں۔
ام امین کا اصلی نام برکتہ تھا۔

ولادت یا سجادت

۱۲ ربیع الاول ۱۰ عام الفیل، اسی سال میں حسین میں واقعہ آجماہ فیل واقع ہوا تھا۔ بروز دوشنبہ موسم بہار میں بوقت صبح صادق ۲۲ اپریل ۵۷۰ء مطابق یکم جمادی ۶۲۸ھ بکری کو جناب رحمۃ اللعالمین سرکار دو عالم خاتم الانبیاء محمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ اہل اللہ علیہ وسلم حبیب کہ آفتاب برزج حمل میں تھا، پیدا ہوئے۔ سارا عالم آپ کے نور سے روشن ہوا۔ اور بہت سے عجائیب و خوارق عادات اس راستہ ظہور میں آئے۔ ہنسائے آسمانوں سے ٹک آئے تھے۔ اور زمین حرم سے ایسے قریب ہو گئے تھے کہ کہاں ہوتا تھا زمین پر گر پڑیں گے۔ نیز سارے ستارے زمین اس وقت سرنگوں ہو گئے اور ازاں جہلم یہ کہ آگ فارس کی جس کو گہران آتش پرست نے

۱۔ مشہور سنوں کے حساب سے تاریخ ولادت حسب ذیل ہے ۱۔ ۱۱ اپریل ۵۷۰ء جولین پیرکاد ۲۰۵

پانچواں تمام ہزار برس سے روشن کر رکھی تھی بچھ گئی۔ آپ کی پیدائش کے وقت ایک نور ظاہر ہوا۔ جس سے جہان کے ملک روشن ہو گئے۔ اور آسمان و زمین کانپے۔ دریا بے سادہ جو جاری تھا خشک ہو گیا۔ ہر گاہ و جہلہ اس قدر اُٹھا کہ کنا سے اُبل گیا۔ اور کسریٰ نوشیروان بادشاہ فارس کا ایوان فرز اٹھا، چودہ کنگرے اُس کے گر گئے۔

آپ جنتہ کے پیدا ہوئے۔ دونوں شانوں کے بیچ میں ایک چمکتی ہوئی مہر تھی جس پر نورانی خط سے لے لے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تھا۔ یہی مہر نبوت تھی۔

نسب نامہ

کنیت آپ کی ابو القاسم ہے۔ لقب آپ کا رسول اللہ خطاب حبیب اللہ محبوب کبریٰ اور ہم مبارک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ

۲۴۰ مطابق ۱۰ رابعا ۳۳۳۱ ہجری مطابق ۱۱ سنہ ۶۷۵ طوفانی مطابق یکم صیوہ ۳۶۴۲
 کلجک مطابق ۲۰ رابعا ۲۵۵۹ ہجری مطابق ۱۸ توت سنہ ۳۱۹ بخت نصر مطابق
 ۲۵ بیان سنہ ۸۸۲ سکندری مطابق ۲۵ ربرودہ سنہ ۲۸۷ قبلی مطابق ۱۸ رابعا ۵۷ سنہ
 نوشیروانی مطابق سنہ ۱۹۱۰ سبیل قبل مسیح مطابق سنہ جلوس کسریٰ نوشیروان یکم صیوہ سمیت
 ۶۲۸ کبریٰ مطابق ۲۲ اپریل سنہ ۱۵۱۰ مطابق ۲۲ ربیع الاول سنہ ۶۱۰ عم (م. عطا اللہ)

بن کعب۔ بن لوی بن غالب بن قہر (المعروف قریش) بن مالک بن نصر
 بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ، بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان
 واضح ہو کہ اہل حدیث اور اہل تواریخ کا اس پر اتفاق ہے کہ عدنان حضرت
 ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد میں افضل ہیں۔ ان کے آگے کسی قدر اختلاف ہے،
 مگر صرف دو جگہ پر جہاں ایک نام کی بجگہ دوسرا نام ہے جس کو ہم نے (فوس)
 (برکٹ) میں محض شناخت کے لئے لکھ دیا ہے۔ یعنی عدنان بن آدم بن
 الیسع بن ہیمسح (زید) بن سلمان بن بنت زبیر) بن حمل بن قیدار،
 بن اسمعیل بن حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بموجب مذہب مورخین متفقین
 نسب نامہ حضرت ابراہیم کا یوں ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ بن آذر بن
 تارح بن ناخور بن شاریح بن برعنوا (ارغو) بن قالح بن عابر بن شالخ
 بن ارغشہ بن سام بن نوح علیہ السلام اور مقتضائے ترتیب نسب نامہ
 حضرت نوح علیہ السلام یہ ہے۔ نوح بن لارح (لامک) بن منوشلح بن
 خنوخ بن یروین وہابی بن قبتان بن انوش بن شیش بن آدم۔

پہلی شجرہ نسب نبوی

آدم	ہبلائل	نوح	عیبر	تاجور
شیش	بیارد	سام	قالح	آذرنا تارح
انوش	اورس	ارغشہ	ارغو	ابراہیم
قبتان	لامک	تارح	شاروخ	اسمعیل

مرہ	مضر	۱۴ یعقوب	۱۵ اسماعیل
کلاب	الیاس	متی بن یاسین	قنذار
قصی	مدرکہ	یونس	جمل
ہاشم	حزیمہ		نابت
عبدالمطلب	کنانہ		سلمان
عبداللہ	مالک		ہمیسح
	نہر		اود
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	غالب		آد
قاسم طاہر ابرہیم فاطمہ کلثوم زینب	کوی		عدنان
(مرتبہ - م - عطا)	کعب		سعد
			نزار
			م

صحیح مسلم بن واثلہ اہلبی سے روایت ہے کہ پینچمیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک خدا تعالیٰ نے کنانہ کو حضرت اسماعیل کی دوسری اولاد میں سے شرافت میں منتخب کر لیا۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طبقہ اشرف المخلوقات میں افضل البشر ہیں۔ کنانہ حنوز کی پندرھویں پشت میں ہیں۔ ان سے عرب کے بہتیرے گروہ پیدا ہوئے۔ ان کی اولاد میں قہر شرافت میں مشہور ہے۔ ان کا لقب قریش تھا۔ اور نصر بن کنانہ سرور کائنات کی چودھویں پشت میں ہیں۔ اور ہاشم سرور دو عالم کے پردادا ہیں۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کنانہ کی اولاد حضرت اسمعیلؑ کی دوسری اولاد میں سے شرافت میں افضل ہے پھر ان میں قریش افضل ہیں اور قریش میں بنی ہاشم افضل تر ہیں اور بنی ہاشم میں فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم افضل ترین ہیں۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سائے عرب کا عطر ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سادات حسنی اور حسینی شرافت میں سائے عالم سے افضل ہیں اس واسطے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے اور سید کھلائے اور کسی کے بطن سے باقی نہیں رہے۔ نسب نامہ آپؐ کی والدہ شریفہ کا ہے۔ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن قحطانی بن کلاب بن مرہ۔ مرہ سے آدمؑ تک حضرت کی والدہ کا نسب نامہ بھی پہنچتا ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ اس لئے یہاں پر زیادہ تکرار کی ضرورت نہیں۔

رضاعت

ولادت باسعادت کی خوشخبری تو یہ بونڈی نے ابولہب کو پہنچائی تو اُس نے فرط مسرت سے اُسے آزاد کر دیا تو وہ مقدمہ آمنہ کے پاس آئیں اور نور جمال فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دیدہ و دل منور کرنے لگیں۔ سچا کہ تین روز تک حضرت آمنہ نے اور بعد ازاں جنابہ نے یہ سچا کہ اُس وقت تک دودھ پلایا جب تک حضرت علیؑ سعیدہ حضرت اکریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے نہ لگیں۔

حضرت عبدالمطلب نے بھی وہیب کی صاحبزادی ہالہ سے عقد کیا تن کے
 بطن سے حضرت حمزہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے چونکہ حضرت
 ہالہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دودھ پلایا ہے اس لئے حضرت حمزہ
 حضور کے دودھ شریک بھائی بھی تھے۔

انسوس ابوہب کو ولادت نبوی کی ایسی خوشی ہوئی لیکن جب آپ کو
 حق تبارک تعالیٰ نے پرائے چڑھایا یعنی خلعت نبوت سے مخلع کیا کہ وہ اس
 فیوں کا سہرا رہا تو اس وقت ابوہب اور اس کے مرود سا بھتی حضور
 کے بدترین دشمن بن گئے۔ وائے حسرت! انسوس ان بد بختوں پر جن کے
 اندھے دل خورشید رسالت کے انعکاس سے روشن نہ ہو سکے بلکہ کوئی
 بدترین تکلیف باقی نہ رہی تھی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دی گئی ہو
 بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوہب کے مرجانے کے بعد
 اسے حضور اکرم نے خواب میں دکھا اور فرمایا کہو کیسی گذرتی ہے؟
 عرض کیا ناقابل بیان عذاب میں گرفتار ہوں۔ تاہم پیر کی رات مجھ پر عذاب
 نہیں کیا جاتا۔ اس لئے کہ آپ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں میں نے
 اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔ اللہ اللہ! اس چھوٹی ٹیسی بات کے
 بدلے میں حق تعالیٰ نے ابوہب پر اتنا عظیم احسان فرمایا کہ اس رات
 اس بد بخت پر سے عذاب موقوف فرما دیا۔ لے کاش ابوہب! اگر تو
 مسلمان ہو جاتا تو خدایا جانے کیسے کیسے گراں بہا نعمات سے نوازا جاتا۔
 اس زمانہ میں عرب کا یہ دستور تھا کہ تمام شرفاء امرار اپنے اپنے

بچوں کو دودھ پلانے کے لئے اطراف و جوانب کے فصبات میں بھیج دیا کرتے تھے۔ ایک تو اس لئے کہ دیہات کی فضا و شہر کی فضا سے زیادہ صاف ہوتی ہے۔ بچے کھلی فضا میں پرورش پا کر بہت اچھی نشوونما اور زیادہ سے زیادہ قوت و طاقت پاتے تھے۔

یہ کیفیت سال میں دو مرتبہ دیہات کی عورتیں آئیں اور بچوں کو بیچاتی تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے کچھ دنوں بعد حسب دستور صوازن کی چند عورتیں بچوں کی جستجو میں آئیں جن میں ایک حلیمہ سعدیہ بھی تھیں۔ ان کے والد کا ابی ذویب اور خاوند کا نام حارث تھا۔

قبیلہ سعدیہ

یہ قبیلہ عرب کے خاندان سے ہے اور اس کی سکونت مکہ سے مشرق کی جانب ان پہاڑوں کے دروں میں ہے جن کا سلسلہ طائف سے جنوب کی طرف چلا گیا ہے۔ اور یہ خاندان فصاحت و بلاغت میں ضرب المثال ہے کچھ دن بعد آپ عرب کے دستور کے مطابق آغوش حلیمہ میں آگئے جنہوں نے آپ کو نہایت محنت و شفقت کے ساتھ پرورش کیا۔ اور آپ کے قدم میمنتاً لزوم کی برکت سے حلیمہ کے گھر میں فارض الیالی کی رشتہ پھیل گئی۔

خاتم النبیین اشرف الابرار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں فصیح العرب ہوں اس لئے کہ قریش میں پیدا ہوا۔ اور نبی سعدی میں

نشوونما پائی۔

حلیمہ سے نقل ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے داہنی چھائی سے دودھ پیا اور دوسری چھائی سے انہوں نے کبھی دودھ نہ پیا۔ یا ہام الہی رضائی چھائی کا حق سمجھ کر چھوڑ دیتے تھے۔

درس گلہ بانی امت

جب دودھ پلانے کے دن پورے ہوئے اور دودھ چھڑایا گیا تو حلیمہ آپ کو مکہ معظمہ آپ کی والدہ کے پاس لے آئیں لیکن حضرت حلیمہ کو آپ سے ایسی محبت ہو گئی تھی کہ کہہ سکتے تھے کہ پھر اپنے ہمراہ لے گئیں اور چھ سال تک آپ حضرت حلیمہ کے پاس رہے۔ ایک دن آپ نے حلیمہ سے دریافت کیا کہ میں اپنے خویش واقربا کو نہیں دیکھتا ہوں۔ حلیمہ نے کہا کہ وہ بکریاں لے کر میدان میں چرانے جاتے ہیں۔ اور رات کو واپس آتے ہیں آپ نے فرمایا کہ کل سے ہم بھی بکریاں چرانے جایا کریں گے۔ چنانچہ دو مہینے تک حضرت بھی بکریوں کے ساتھ بکریاں چرانے کو جنگل میں تشریف لے جاتے تھے۔

شفق صدر شریف

شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ العزیز نے تفسیر سورہ الم نشرح میں لکھا ہے کہ :-

شوق صدر مبارک چار بار واقع ہوا۔ اول جب آپ حلیمہ کے گھر
 گئے۔ دوسری بار قریب زمانہ جوانی۔ جب آپ دس برس کے
 ہوئے۔ تیسری بار قبل نزدول وحی۔ چوتھی بار شب معراج۔
 نکتہ اس میں یہ رکھا ہے کہ پہلی بار شوق کرتا اس لئے تھا، کہ
 آپ کے دل سے حب لہو و لعب جو لڑکوں کے دل میں
 ہوتی ہے۔ نکال ڈالیں۔ دوسری بار اس لئے کہ جوانی میں
 آپ کے دل میں رغبت ایسے کاموں کی جو بمقتضائے جوانی خلاف
 مرضی الہی سرزد ہوتی ہے مانہ رہے۔ تیسری بار اس لئے کہ
 آپ کے دل کو قوت کمال وحی کی ہو اور چوتھی دفعہ اس لئے
 کہ آپ کے دل کو طاقت مشاہدہ عالم ملکوت اور لاموت کی ہو
 ایک دن آپ اپنے رضائی بھائی سرود کے ساتھ میدان میں گئے۔
 دو فرشتے آئے اور انہوں نے آپ کو چیت لٹا کے سینہ مبارک کو تاناف چاک
 کیا اور دل مبارک کو نکال کے دھویا اور سکینہ (ایک چیز علم قدس کی بصورت
 پس ہوئی دوا کھتی) سے پڑ کیا اور پھر اپنی جگہ پر رکھ کر شکاف سینہ کو سہی
 دیا۔ مطلق تکلیف آپ کو نہ ہوئی۔ اس کے بعد وہ فرشتے چلے گئے۔ ادھر
 حلیمہ کے بیٹے نے جب یہ ماجرا دیکھا تو دوڑا ہوا ماں کے پاس گیا۔ اور ان
 سارا قصہ کہہ سنایا۔ حلیمہ بیچاری سن کہ گھبراہٹیں اور پاؤں تلے کی زمین بھل
 گئی پرایا بچہ کہیں اور لینے کے ڈینے نہ پڑ جائیں کھاگی ہوئی آئیں دیکھا
 تو آپ مسکراتے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ حلیمہ نے آپ سے پوچھا کہ

سچ مچ " دو آدمیوں نے تمہارا سینہ چاک کیا تھا۔ تو آپ نے سب احوال بتائے
 احوال شقی صدر کاسن کر ڈریا اور چھ سال کے بعد مکہ معظمہ آکر آپ کو آمنہ
 کے سپرد کر گئیں۔

چوتھا باب

وفات حضرت آمنہ

آپ کی پردادی بثریب کی رہنے والی اور نجار خاندان سے تھیں۔ بی بی
 آمنہ آپ کو لے کر کسی سبب سے مدینہ آئیں اور نجار کے خاندان میں ایک
 مہینہ تک رہیں ایک مہینہ کے بعد حیب یہاں سے واپس ہوئیں تو کچھ منزل
 چل کر بیمار ہوئیں۔ اور "الواع" (جو مکہ اور مدینہ کے وسط میں واقع ہے) کے
 مقام پر پہنچ کر وفات پائی اور یہیں دفن ہوئیں۔

کیا افسوس ناک موقع تھا۔ سفر کی حالت تھی ساتھ کوئی یار نہ مددگار
 موس نہ غم گسار۔ ایک ماں وہ اس دنیا سے سدھاریں۔ بی بی آمنہ کے ساتھ انکی
 وفادار لونڈی ام امین تھیں وہ حضرت کو اپنے ساتھ لے کر مکہ آئیں، یہ
 ہمیشہ کی رہنے والی تھیں ان کو رسول کریم کے ساتھ نہایت ہی شفقت اور
 محبت تھی۔

فخر عالم عبدالمطلب کی آنکوش محبت میں

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ تشریف لائے۔ اور جناب عبدالمطلب کو دعوا مہیا ہوا کہ آج بیٹے کے بعد یہ وہی میرا گھر خالی کر گئیں تو جناب عبدالمطلب نے فخر عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی محبت کی گود میں لیا اور ان ماں باپ کے پیچ پوتے کو سینہ سے لگایا اور بڑے شوق و ذوق سے آپ کی پرورش و پرداخت میں مشغول ہو گئے محبت کے مائے ہمیشہ وہ آپ کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ اور ہر جہ سے آپ کی خاطر کرتے تھے۔ کفالت کرتے ہوئے ابھی دو ہجرت سال گزرتے تھے کہ آپ کا پیمانہ شہر بدر ہوا اور حضور کے پر دان چڑھنے کی حسرت لے کر بیاسی سال کی عمر میں راہی ملک عدم ہوئے اور مکہ کے قبرستان میں جس کا نام حجون ہے دفن ہوئے لیکن قریب انتقال سب بھائیوں کو جمع کر کے وصیت کی اور کہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اپنے سب سے ہونا بیٹے ابوطالب کے سپرد کی۔

سرکارِ دو عالم ابوطالب کے دامن کفالت میں

جس خوبی سے ابوطالب نے باپ کی نصیحت پر عمل کیا اُسے دینا آج تک نہیں بھولی اور کبھی نہیں بھولے گی۔ چچا نے اپنے بھتیجے کو بڑے لاد اور پیار سے پالا۔ حضور سے کچھ ایسا انس ہو گیا تھا کہ اگر حضور ہی دیر بھی نہ دیکھتے تو شوق دید میں لے چین ہو جاتے تھے اور اپنے بچوں سے بڑھ کر ان کے آرام کا

خیال کرتے اور ان کا ناز اٹھاتے۔ ابوطالب سوداگر تھے۔ جب حضرت بارہ برس کے ہوئے تو ابوطالب نے تمام کا ارادہ کیا۔ مال تجارت اونٹوں پر لادا اور چلنے کی تیاری کرنے لگے۔ ابوطالب آپ کو دم بھر کے لئے بھی جدا نہ کرتے تھے۔ اس لئے اس سفر میں بھی آپ کو ساتھ لیا۔ قافلہ بصرے کے قریب بحیرہ نامی راہب کے صومعہ میں ٹھہرا۔

تاریخ بحیرہ پر ایک نظر

یہاں قوم متاسخ آباد تھی۔ جو مذہباً نصرانی تھی۔ یہ تجارت کا بڑا مرکز تھا۔ یہاں ایک پرانا عبادت خانہ تھا، جسے بیان کیا جاتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کی وصیت کے مطابق بنایا گیا تھا۔ اس پیشین گوئی کے ماتحت کہ ”اس راہ سے ایک دن سید المرسلین خاتم النبیین کا گزر ہوگا۔ یہاں کے رہنے والوں کو چاہئے کہ وہ آپ کو میرا سلام پہنچادیں۔“ اس وقت اس عبادت خانہ کا منولی بحیرہ نامی راہب تھا جو پچھلی کتب سماوی کا عالم تھا اور جسے یہ معلوم تھا کہ ایک دن اس راہ سے ضرور سید المرسلین کا گزر ہوگا۔ چنانچہ راہب مذکور نے آپ کو علامات نبوت سے پہچانا۔ قافلہ کی دعوت کی۔ ابوطالب سے کہا کہ یہ پیغمبر سردار سب عالموں کے ہیں۔ اہل کتاب، یہود اور نصاریٰ ان کے دشمن ہیں۔ ان کو ملک شام میں نزلے جاؤ۔ مبادا ان کے ہاتھ سے انہیں گزند پہنچے۔ راہب کے مشورے سے تمام اسباب نفع کے ساتھ ابوطالب نے بیچ ڈالا اور مکہ واپس چلے آئے۔

فجاری لڑائی میں شرکت

عرب کے لوگ بڑے لڑاکے تھے۔ بات بات میں آپس میں لڑتے جھگڑتے تھے۔ اگر کہیں کسی طرف سے کوئی آدمی مارا گیا تو جیب تک اس کا بدلہ نہیں لیتے تھے۔ چین سے نہیں بیٹھتے تھے۔ ایک دفعہ بکر "اور تغلب" عرب کے دو قبیلوں میں ایک گھوڑے کے موقع پر لڑائی ہوئی تو وہ لڑائی پورے چالیس برس تک ہوتی رہی۔ اس قسم کی ایک لڑائی کا نام فجاری ہے۔ یہ لڑائی قریش اور قیس کے قبیلوں میں ہوئی تھی۔ قریش کے سب خاندانوں نے اس قومی لڑائی میں شرکت کی تھی۔ ہر خاندان کا دستہ الگ الگ تھا۔ ہاشم کے خاندان کا جھنڈا عبدالمطلب کے ایک بیٹے زبیر کے ہاتھ میں تھا۔ اسی صف میں ہمارے پیغمبر بھی تھے۔ آپ بڑے رحم دل تھے لڑائی جھگڑے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اس لئے آپ نے کبھی کسی پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔

ان لڑائیوں کے سبب سے ملک میں بڑی بے چینی تھی۔ کسی کو چین سے بیٹھا تعیب ہونا تھا نہ کسی کو اپنی اور اپنے عزیزوں کی جانوں کی خیر نظر آتی تھی۔ ان لڑائیوں میں لوگ بہت مارے جاتے تھے۔ اس لئے خاندانوں میں بن باپ کے پیٹے بچے بہت تھے ان کا کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔ ظالم لوگ ان کو ستاتے تھے اور زبردستی ان کا مال کھا جاتے تھے۔ خاندان میں جو کمزور ہوتا اس کا کہیں ٹھکانہ نہ تھا۔ غریبوں پر ہر طرح کا ظلم ہوتا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر آپ کا دل دکھتا تھا۔ اور سوچتے تھے کہ اس زور و ظلم کو کیسے روکیں، کہ

سب لوگ خوش خوش امن و امان سے رہیں۔ عرب کے چند نیک مزاج لوگوں کو پہلے بھی یہ خیال ہوا تھا کہ اس کے لئے چند قبیلے مل کر آپس میں یہ عہد کریں کہ وہ سب مل کر مظلومیوں کی مدد کریں گے۔ اس تجویز کے جو پہلے بانی کھنے ان کے ناموں میں اتفاق سے فضل کا لفظ تھا جس کے معنی بھی مہربانی کے ہیں۔ اس لئے ان کے آپس کے اس عہد کا نام فضل والوں کا قول و قرار رکھا گیا۔ اور اس کو عربی میں حلف الفضول کہتے ہیں۔

بخاری کی لڑائی جیب ہو چکی تو آپ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب نے یہ تجویز پیش کی کہ اس قول و قرار کو جو پہلے کیا جا چکا تھا۔ اور جس کو لوگوں نے کھلا دیا تھا۔ پھر سے زندہ کیا جائے۔ اس کے لئے ہاتھ۔ زہرہ اور تیم کے خاندان مکہ کے ایک نیک مزاج امیر آدمی کے گھر میں جس کا نام عبداللہ بن جدعان تھا، جمع ہوئے اور سب نے مل کر عہد کیا کہ ہم میں سے ہر شخص مظلوم کی حمایت کرے گا۔ اور اب مکہ میں کوئی ظالم رہنے نہیں پائے گا۔ اس معاہدہ میں ہمارے رسولؐ نبی بھی شریک تھے اور بعد کو فرمایا کرتے تھے کہ ”میں آج بھی اس معاہدہ پر عمل کرنے کو تیار ہوں۔“

تعمیر خانہ کعبہ

اہل قریش نے خانہ کعبہ کو از سر نو تعمیر کیا۔ اس لئے کہ عمارت بھی قدیم و کہنہ نشیب میں واقع تھی۔ سیلاب کی وجہ سے اس کی تمام دیواریں بھٹ گئی تھیں۔ اس کے علاوہ ایک دن ایک عورت نے چاہا کہ کعبہ کے اندر

عود جلائے لیکن حکم خدا اس میں آگ غیب سے آگری اور بعض بعض جگہ جو
 کعبہ کے اندر تھی جل گئی۔ اس عمارت کو سب نے مل کر بنایا۔ مگر سنگِ اسود
 لگانے کے وقت آپس میں چار روز تک خوب جھگڑا ہوتا رہا۔ ہر شخص یہی
 چاہتا تھا کہ یہ کام میرے ہاتھوں سے ہو۔ آخر کار "ابو امیہ" ابن مغیرہ نے
 جو قریش میں سب سے بڑی عمر والے تھے یہ فیصلہ کیا کہ کل جو کوئی سب سے
 پہلے حرمِ شریف میں داخل ہووے اس کے حکم کے موافق عمل کرنا چاہئے۔
 قدرتِ خدا، سب سے پہلے فخرِ عام صلی اللہ علیہ وسلم حرمِ شریف میں
 داخل ہوئے۔ آپ کو دیکھتے ہی سب خوشی سے پکار اُٹھے۔ "ہذا الامین"
 یعنی امین آگیا۔ ہم سب اس کے فیصلے پر راضی ہیں۔ حضور نے اپنی دانائی
 اور عقلمندی اور معاملہ فہمی سے ایسی تدبیر نکالی کہ سب خوش ہو گئے۔ آپ
 نے سب سے پہلے ایک چادر کچھپائی اور کھراپتے دستِ مبارک سے سنگِ اسود
 کو بیچ میں رکھ دیا۔ اور چاروں قبیلوں کے سرداروں سے فرمایا کہ اس چادر
 کا ایک ایک کونا پکڑ کر اٹھاؤ۔ اور خانہ کعبہ تک لے چلو۔ جب وہاں پہنچ گئے
 تو آپ نے دستِ مبارک سے اسے اٹھا کر خانہ کعبہ کے کونے پر نصب
 کر دیا اور آپس کی خوشخوار جنگ کا خاتمہ اپنے حسن تدبیر سے کر دیا کہ جو
 برسوں تک نہ ختم ہونے والی تھی۔

تاریخ کعبہ

جب اللہ تعالیٰ نے خلیل اللہ اور ذبیح اللہ کو کعبۃ اللہ کی تعمیر کا

حکم فرمایا تو انہوں نے ارشاد باری کی تعمیل میں بیت اللہ تعمیر فرمایا جس کی تفصیل آپ کچھ صفحہ ۱۸۷ میں پڑھ چکے ہیں۔ چنانچہ حضرت اسماعیل ہی اپنی مبارک حیات میں کعبہ کے وارث رہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کا فرزند بنت داہی ہوا۔ اُس نے بھی اپنی حیات میں خانہ کعبہ کی بخوبی حفاظت کی لیکن حیب اس کا بھی انتقال ہو گیا تو کچھ ایسے اسباب جمع ہو گئے کہ بتوجہ ہم نے خانہ کعبہ پر اپنا قبضہ جمایا اور اپنے قبیلہ میں سے خانہ کعبہ کی سرداری کے لئے مضامین کو منتخب کیا۔ پھر اس کے بعد اُس کی اولاد در اولاد میں یہ وراثت آتی رہی۔ یہاں تک کہ بتوجہ ہم کی سفاکیاں، غداریاں، زنا، بت پرستی وغیرہ یہ چیزیں اتنی بڑھ گئیں جن سے خانہ کعبہ کے احترام کو سخت صدمہ پہنچا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت بتوجہ ہم کے دلوں سے خانہ کعبہ کی عظمت بالکل اٹھ چکی تھی۔ قساوت قلبی کا ادنیٰ نمونہ یہ ہے کہ دور دراز کا سفر طے کر کے جو زائرین مکہ میں آتے تھے یہ بے رحم نہ صرف اُن کا مال و اسباب ہی چھین لیتے تھے۔ بلکہ نہایت بے دردی سے اُن مظلوموں کو قتل کر ڈالتے تھے۔ ان کی زنا کاری کا ایک نمونہ اساف اور نائلہ تھے۔ جنہوں نے خاص حرم محترم میں زنا کیا۔ جس کی پاداش میں فوراً ہی اُن پر عذاب الہی نازل ہوا، اور یہ دونوں برہنگی کی حالت میں پھر کے بنا دیئے گئے۔

پہلے تو مکے والوں نے ہجرت کے لئے اُن دونوں کو حرم کے دروازے پر چپ و راست کھڑا کر دیا تھا۔ اور اُن پر نظریں کی بوچھاڑ ہوا کرتی تھیں، لیکن حیب عرصہ گذر گیا تو لوگوں کے دلوں میں اُن کی طرف سے نفرت و

حقارت کی بجائے محبت اور عظمت پیدا ہونے لگی۔ مثل مشہور ہے کہ نجاست کا کیرا نجاست ہی میں خوش رہتا ہے۔ اُن شیطان بیسرت انسانوں کے رفتہ رفتہ ان دونوں بدکاروں کو خدا بنا لیا۔ اب یہ دونوں پتھر کے بت جو کبھی انسان تھے خاص جرم پاک میں لاکر رکھ دیئے گئے اور دھڑکتے سے ان کی پوجا ہونے لگی۔ زور شور سے منتیں، مرادیں مانی اور مانگی جانے لگیں۔ اللہ کے خاص گھر میں ان شیطانوں کی خدائی کاراج ہو گیا۔ معاذ اللہ۔ جب ان لوگوں کے ظلم و ستم کی انتہا ہو گئی تو اللہ نے اس قوم پر نکیسر کا عذاب بھیجا اور رفتہ رفتہ یہ قوم ہلاک کر دی گئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس کی نکیسر جاری ہو جاتی تھی۔ اُس کے خون بند کرنے میں کوئی دوا کارگر اور تدبیر کار آمد نہ ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ خون بہتے بہتے اس کی رُوح تحلیل ہونے لگتی تھی اور ٹھوڑے ہی عرصہ میں وہ بے دم ہو کر رہ جاتا تھا۔

خزاعہ اُس وقت تہامہ میں جا لیسے تھے۔ جب سے عمرو بن حارث کی اولاد یمن سے جا کر اطراف کے شہروں قصبوں میں پھیل گئی تھی۔ جب خزاعہ کو یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بنو جرہم کو ہلاک کر ڈالا تو وہ خوش خوش اپنے مقام سے بڑھے اور مکہ معظمہ پہنچ کر جرہم کے اُن باقی ماندہ لوگوں کو جو پہلے ہی موت سے ہمکنار ہونے والے تھے قتل کر ڈالا۔ اگرچہ جرہم کے بہت سے لوگ نکیسر کی نذر ہو چکے تھے۔ اور خدا نے ان میں سے اکثر کو ہلاک کر ڈالا تھا۔ لیکن پھر بھی جو لوگ باقی تھے۔ اُن کے پاس پورا سامان حرب موجود تھا۔ عمرو بن حارث اس وقت اُن کا سردار تھا۔ جب اُس نے

خزاعہ کو مکہ پر چڑھائی کرتے سنا تو اپنی قوم کے باقی ماندہ لوگوں کو جمع کر کے ان کے سامنے ایک پُرچوش اور موثر تقریر کی۔ جس سے ان کی ہمتیں بندھ گئیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت اللہ نے ان پر سے نکیر کی بیماری بھی دفع کر دی تھی۔ تاکہ یہ لوگ دل کھول کر دشمن سے مقابلہ کر سکیں اور انہیں اپنی ناتوانی کا عذر نہ ہو۔ جب دونوں حریف صف آرا ہوئے تو خزاعہ کے سردار عمر بن ربیع بن حارث نے اپنی فوج کے سامنے کھڑے ہو کر ایک مختصر مگر جذباتی براہِ بختہ کرنے والی تقریر کی جس کے ختم ہوتے ہی دونوں طرف سے حملہ ہو گیا بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اور پھوڑے ہی عرصہ میں جرہم کے بہت سے سپاہی موت کے گھاٹ اتر گئے۔ یہاں تک کہ عمر بن حارث، جرہمی کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے اور اُسے یقین ہو گیا کہ عنقریب دشمن کی تلوار میرا فیصلہ کیا چاہتی ہے تو وہ حرم کی طرف چھپا۔ یہاں پہنچ کر اُس نے کعبہ کی دونوں غزالیں اور حجرِ اسود نکالا۔ اب اُسے اپنے تمام گناہ یاد آنے لگے۔ اُس نے صدقِ دل سے ان الفاظ میں توبہ کی :-

”اے اللہ! جرہم تیرے بندے ہیں، جو تیری بہت بُرائی ملک میں

اور یہ لوگ تو تیرے نئے نئے فرمانبردار ہوئے ہیں۔ ہم قدیم سے

تیرے بلاد میں رہتے سہتے چلے آئے ہیں۔“

مگر چونکہ عمر بن حارث کی توبہ قبول نہیں ہوئی کیونکہ اُس نے کوئی

بشارت نہیں سنی۔ تو بالیوسی کے عالم میں اُس نے وہ سونے کی غزالیں چاہ

زمزم میں ڈال دیں اور اُس متبرک کوئیں کو بھی پاٹ دیا۔ اس کا یہ فیصل

دو پہلوؤں پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ ایک تو یہ کہ اُس نے سوچا کہ میں زمزم کی بے حرمتی نہ ہو اور غزالیں دشمن اپنے صرف میں نہ لے آئے۔ اُس نے اُس نے غزالیں زمزم میں ڈال کر ساتھ ہی اس کنویں کو بھی بند کر دیا جس کے متعلق ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں۔ لیکن اس کا دوسرا پہلو یہ ہو سکتا ہے کہ عمر بن حارث نے نخل کے مارے یہ حرکت کی تاکہ دشمن یہ چیزیں پاکر مسرور اور مستفیض نہ ہو سکیں۔ بہر کیف اس کام سے فاسخ ہو کر عمر بن حارث معہ اپنے چند زخمی ہمراہیوں کے سرزمین جہینہ کی طرف بھاگ گیا بیان کیا جاتا ہے کہ وہاں ایک روز سیلاب آیا اور ان سب کو بہا لے گیا۔

جراہم کے بعد بیت اللہ کا وارث عمر بن ربیعہ ہوا۔ اُس کے بعد خزاعہ نے اس کی جگہ پر قبضہ کر لیا۔ خزاعہ کا دور ختم ہونے کے بعد بیت اللہ کے والی قریش ہوئے اور رفتہ رفتہ ہاشم اور پھر عبدالمطلب بیت اللہ کے والی ہوئے۔ آپ ہی کے مبارک دور زندگی میں خود انہیں کی کوشش سے چاہ زمزم برآمد ہوا اور وہ غزالیں بھی نکلیں جن کی تفصیل پیش کی جا چکی ہے۔ یہاں یہ بات بھی معلوم ہو جانی چاہئے کہ جس نے غزالیں چرائی تھیں اُس کا نام دو یک تھا جو سلیم بن خزاعہ کا مولیٰ تھا۔ قریش نے اُسے پالیا اور فوراً اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا۔ لیکن اس سے پہلے جن پر چوری کا شبہ کیا جاتا تھا وہ عامر بن حارث بن نوفل۔ ابوہرب بن غزیز اور ابوہرب بن عبدالمطلب تھے۔ تاہم جب اسی مجرم کا پتہ لگ گیا، تو مذکورہ لوگوں پر سے شبہ بالکل جاتا رہا۔ الغرض سب سے بڑی بات

یہی تھی کہ فریش کو یہ اندیشہ ہو گیا تھا کہ دوبارہ کوئی بیت اللہ کا مال نہ چرائے جائے۔ اس لئے انہوں نے ضروری سمجھا کہ چونکہ بنیادوں میں پانی بیٹھ جانے کی وجہ سے دیواریں بوسیدہ ہو گئی ہیں۔ اس لئے انہیں منہدم کر کے پھر سے نہایت پائدار اور مستحکم بنادیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور جیسا ہم عرض کر چکے ہیں کعبۃ اللہ کی عمارت نہایت پائدار بنادی گئی یہ کھتی مختصر تاریخ کعبہ جو فارین کرام کی معلومات کے خیال سے پیش کر دی گئی۔

دوسری مرتبہ چاک ہوتا سینہ مبارک کا

جب سن شریف آنحضرت تیرہ برس کا ہوا۔ ایک دن بطور نگلگشت میدان کی طرف تشریف لے گئے۔ اس وقت دو فرشتے حضرت کے سامنے آئے۔ ان دونوں نے آپ کے مونڈھے پکڑ کر زمین پر لٹایا اور شکم مبارک چیر ڈالا۔ ایک فرشتہ طشت میں پانی لایا۔ دوسرے نے پیٹ کے اندر ہاتھ ڈال کر سب دھو ڈالا۔ دل میں جو خون سیاہ حسد، بغض اور بشریت کا تھا نکال کر بجائے اس کے رجم اور شفقت رکھا۔ پھاڑنے اور چیرنے سے آپ کو کچھ درد و اطم نہ ہوا اور ایک چیز مثل چاندی کے دل کے اندر رکھی اور دوائی خشک مانند سفوف کے اس پر چھڑکی۔ اور انگلیاں دست مبارک کی پکڑ کر کہا اب جاؤ سلامت رہو۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اسی دن سے میرے دل میں ہر اور شفقت خلق پر زیادہ ہوئی۔ کہتے ہیں کہ اس مرتبہ قریب بلوغت کے حضرت کا سن تھا۔

امین کا خطاب

جب آپ کی عمر ۲۵ سال کی ہوئی تو بچپن کا بھولا پن رخصت ہوا۔ پھر شخص آپ کا ادب کرتا تھا۔ سارے مکہ میں مشہور تھا کہ محمدؐ نے کبھی جھوٹ نہیں کہا۔ امانت میں خیانت نہیں کی کسی عورت کی طرف بُری نظر سے نہیں دیکھا۔ نہ کسی کی پیٹھ پیچھے بُرائی کی اور نہ کسی سے بگڑ کر بات کی۔ ان باتوں سے مکہ کا بچہ بچہ آپ کی تعریف کرتے نہیں تھکتا تھا۔ اور قوم نے مل کر آپ کو امین کا خطاب دیا۔

بی بی خدیجہ

ان دنوں قریش میں خدیجہ نام کی ایک دلت مندری بی بی تھیں۔ ان کے پہلے دو شوہر مر گئے آخری شوہر نے کہ بڑا مالدار تھا، انتقال کیا تو خدیجہ کو نکاحی امورات کی انجام دہی کے لئے کارندہ درکار ہوا۔ خدیجہ کا بھتیجہ قسطنطیمہ آنحضرت صلعم کا بڑا دوست تھا۔ اور آپ کی لیاقت ذاتی اور خوبی سے واقف تھا۔ خدیجہ سے آپ کی سفارش کی انہوں نے آپ کو اپنا مال دے کر شام کی طرف بھیجا۔ اس سفر میں حضرت خدیجہ کا غلام مہیر اور ان کا ایک عزیز عزیز مہیر بن حکیم آپ کے ساتھ تھے۔ راستے میں آپ نے ایک سوکھے درخت کے نیچے آرام فرمایا، جو خدا کی قدرت سے ہرا بھرا ہو گیا۔ جب قافلہ لہر پہنچا تو نسطورا (ایک عیسائی درویش) آپ کو دیکھ کر اپنے عبادت خانہ سے نکل آیا اور آپ کو غور سے دیکھنے لگا۔ وہ کبھی آپ کو اور کبھی اپنی آسمانی کتاب کو دیکھتا

اُس کی اس حرکت سے حزمیہ کے دل میں شک پیدا ہوا۔ اُس نے پکار کر کہا:۔
 یا ال غالب یہ آواز سن کر تمام قریش دوڑ پڑے۔ نسطور اچھاگ کر
 اپنے کوٹھے پر چڑھ گیا۔ اور پکار کر کہا " لوگو! مجھ پر کسی قسم کا شک نہ
 کرو۔ میں اس شخص میں آخری نبی کی تمام علامتیں پا کر آسمانی کتب
 سے مقابلہ کر رہا تھا۔ چنانچہ میں نے دیکھ لیا کہ یہی شخص آخری نبی ہوگا۔"
 اور کہا کہ تمام کے پہود آپ کے سخت دشمن ہیں اس لئے آپ وہاں نہ لیجائیں
 قافلہ نے تمام مال نفع سے اسی جگہ بیچ ڈالا اور واپس چلے آئے۔ پیسہ کا بیان
 ہے کہ ہم نے آنکھوں سے دیکھا کہ دوپہر کو جب دھوپ تیز ہو جاتی تھی، تو
 آپ پر ابر کے ایک ٹکڑے کی وجہ سے سایہ ہو جاتا تھا جس کی وجہ سے آپ
 گرمی کی تکلیف سے بچے رہے۔

حضرت خدیجہؓ نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ آسمان سے سورج اتر کر
 اُن کے گھر میں آ گیا ہے جس سے نہ صرف اُن کا مکان بلکہ سارا جہاں جگمگ
 جگمگ کرنے لگا۔ انہوں نے یہ خواب اپنے چچے بھائی ورقہ بن نوفل سے
 بیان کیا۔ ورقہ نے اس کی یہ تعبیر بتائی کہ ایک بہت بڑا آخری نبی تم سے نکاح
 کرے گا۔ اور اُس کے آنے کا وقت نزدیک ہے۔ حضرت خدیجہ بنت خویلدہ
 حزمیہ و میسرہ کے زبانی آنحضرت کے معجزات اور نسطور کی پیشین گوئی
 سن کر یقین کر چکی تھیں کہ وہ سورج یہی ہے۔ چنانچہ انہوں نے خود بیجا
 بیجا۔ آنحضرت نے ابوطالب کے مشورہ سے منظوری دے دی اور پانچ سو
 طلائی درہم بہر (تقریباً ایک ہزار روپیہ) بوجہ نکاح ہو گیا۔ نکاح کے وقت

آپ کے چچا ابوطالب، امیر حمزہؓ اور حضرت خدیجہؓ کے چچا عمر بن اسد اور
ورقہ بن نوفل موجود تھے۔ اس وقت آنحضرتؐ کی عمر ۲۵ سال اور خدیجہؓ
کی عمر ۴۰ سال کی تھی۔

حضرت خدیجہؓ قریشی النسب ہیں۔ ان کی ماں فاطمہ بنت زایدہ بن اصم اور
باپ نوید بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی ہیں (نصر بن کنانہ بارہوی پشت
میں حضرت خدیجہؓ کے اور نیرہوی پشت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
دادا ہیں اس لئے حضرت خدیجہؓ آپ کی یک جہا ہیں۔ اسی طرح ازدواج
سطہرات کو بھی سمجھنا چاہئے جن کی نسبت قریشی یا قریش کا لفظ دکھائی دے
قریش میں نہایت عقلمند معزز جلیل القدر کثیر المال بڑی تجارت اور بڑی
جاہ و مراتبہ کی عورت تھیں۔ حتیٰ کہ سیدۃ النساء قریش ان کا نام پڑ گیا
تھا۔ ہر ایک بات میں ان کی نہایت درجہ کی عفت اور عصمت نے جاہلیت
کے زمانہ میں بھی ان کو ظاہر کا لقب عطا کیا تھا۔

ان کے بیٹے ہند (پہلے خاوند سے تھے) جو نہایت فصیح اور بلیغ
بدری صحابی تھے۔ نیز یہ کہتے ہیں۔ باپ، ماں، بھائی اور بہن کے اعتبار سے
میں بزرگ ترین خلائق ہوں۔ باپ میرا (یعنی سوتیلے) شول اللہ۔ ماں میری
خدیجہؓ بھائی امیر کے قائم (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ ہیں)
اور بہن میری فاطمہ ہیں۔ ہائے افسوس تو یہ ہے کہ جب ہماری قوم سن لیکر
کہ حضرت خدیجہؓ نے دوسرا اور دوسرے کے لئے تیسرا نکاح کر لیا۔ اور ان
کے بیٹے ہند کا یہ افتخار تیسرے نکاح کی بدولت تھا تو ان کا یہ سارا افتخار

لغو اور بجای نہ کھڑے گا۔ بلکہ تنگ عار کے ساتھ بدل جائے گا۔ و نیز
 حضرت خدیجہؓ کی گذشتہ خوبیوں اور آئندہ کل فضائل پر دفعۃً پالی پڑ جائے گا
 اسلامی دروازہ میں سب سے پہلے پاؤں رکھنے کی فضیلت انہیں
 نے حاصل کی بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ افضل ترین امت کا بنیادی پتھر رکھنے کا
 شرف انہیں کو ملا۔ انہوں نے اپنی جان و مال سے اس وقت میں اسلام کی
 قابل قدر اعانت کی جب کہ اسلام نے نہایت کمزوری سے دنیا میں قدم
 جمایا تھا۔ پھر خدا نے یہ بھی اعزاز بخشا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد
 دنیا میں انہیں سے قائم رہی۔ ان کو یہ بھی فضیلت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے چھپس برس کی عمر میں اپنی پہلی شادی انہیں چھ سالہ بوری سے کی
 پھر لطف یہ کہ چھپس برس آنحضرت صلی اللہ کی شرف زوجیت میں رہ کر
 ۶۵ برس کی عمر میں قصا کی۔ اور جیت تک وہ زندہ رہیں آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری شادی انہیں کی۔

آپ ان کو ان کی وفات کے بعد اس کثرت سے یاد فرمایا کرتے
 کہ حضرت عائشہؓ حجب میں رہ جاتیں۔ آپ بکری ذبح کرتے تو اس کا
 گوشت ان کی محبت میں ان کی بچوں کے پاس بھر دیتے۔ ان کی فضیلت
 میں ابو سیریرہؓ صحیحین میں روایت ہے کہ حضورؐ کے پاس جبریل نے
 آکے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ ایک برتن میں کھانا لے
 ہوئے آتی ہیں۔ جب آپ کے پاس پہنچیں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اور
 میری جانب سے سلام کہہ دینا۔ اور ان کو جنت میں موتی کا ایک مکان مل جائے گی

خوشخبری سنا دینا جس میں آرام ہی آرام ہوگا۔ تکلیف کا نام نہ ہوگا۔ یہ حضرت
عائشہ صدیقہ کے سوا اور سب بیبیوں سے بالالتفاق اور حضرت صدیقہ
سے بقول راجح افضل ہیں۔ ایسے مجمع صفات واجب انتظیم موقر صاحب
وڈ اور عالی خاندان نبی کے تین نکاح ہوئے۔ پہلا ابوہالہ بن اش بن زراہ
بنی سہمی سے اور دوسرا بن اش کے مرنے کے بعد عتیق بن عابد مخزومی قریشی سے
پہلے خاوند سے جو بیٹے بچتے ایک کا نام ہندہ تھا اور دوسرے کا ہالہ داؤد بن
ایمان لائے اور صحابی ہوئے اور دوسرے خاوند سے ایک بیٹی تھیں،
وہ بھی ہندہ کے نام سے پکاری گئیں۔ یہ بھی ایمان لائیں اور صحابیوں کی
لہری میں منسلک ہوئیں اور اپنے چچا زاد کھانی صدیقی مخزومی سے بیاہی گئیں
جن سے محمد بن صبیہ پیدا ہوئے۔ اور ان کی اولاد ابن مسعود کے نزدیک
ان کی نانی خدیجہ کے لقب سے مشہور ہو کے بنی ہاشمہ کہا گئیں جو عتیق
کے انتقال کے بعد انہوں نے خود اپنی طرف سے خواہش کر کے اپنا تیسرا
نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ جو حدیث اور سیر کے روایت
درتوں میں سنہرے حروف سے لکھا گیا ہے۔

پانچواں باب

شوق صدر شریف تیسری تہ

حبیب نبوت اور وحی نازل ہونے کا زمانہ قریب آیا۔ تو یقیناً اور تقویت

کے واسطے سیٹہ مبارک تیسری مرتبہ چاک کیا گیا۔ آنحضرتؐ شروع ہی سے کوہ
 "حرا" میں جا کر عبادت کیا کرتے تھے۔ خاص طور سے رمضان شریف میں تو
 بچہ خدا کی یاد فرماتے۔ ایک دفعہ غار سے باہر نکل کر دیکھا کہ جبریلؑ تخت پر
 مانند کتاب بیٹھے ہیں۔ اور ان کا ایک پر مشرق میں دوسرا مغرب میں
 ہے۔ یہ کیفیت دیکھ کر آپؐ غار کی طرف واپس لوٹے مگر جبریلؑ علیہ السلام
 نے آپؐ کو فرست نہ دی اور آپؐ کو زمین پر لٹایا۔ حضورؐ خود فرماتے تھے کہ
 سینہ میرا چاک کیا اور دل کو آب زمزم سے دھو کر طشتِ زریں میں رکھا
 اور اُس میں سے کوئی چیز نکالی اور پھر دل کو درست کر کے واپس سینہ میں
 رکھ دیا۔ مجھ کو مطلق درد محسوس نہ ہوا۔ اس کے بعد جبریلؑ سینہ سے اُتر چلے گئے
 یہ ضرور ہے کہ اثر ضرب کا مجھ پر پہنچا۔

نبوت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم برس کی عمر کو پہنچ گئے تھے یہ وہ زمانہ ہے
 جب آدمی کی کچھ بوجھ پوری اور عقل پختہ ہو جاتی ہے۔ شروع جوانی کی خواہش
 مزچکی ہوتی ہے۔ دنیا کا اچھا بُرا تجربہ ہو چکا ہوتا ہے۔ یہی عمر اُس کے لئے
 مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو اپنا رسول اور قاعد بنائے اور جاہلوں کے
 سکھانے اور نادانوں کے تباہی کے لئے اُس کو اُس کا استاد مقرر فرمائے۔
 چنانچہ جب ہمارے رسولؐ کو اللہ نے رسول بنا کر چاہا تو آپؐ کو اس سے
 پہلے اکیلے رہنا بہت پسند تھا۔ کسی کئی روز کا کھانا لے لیتے۔ اور مکہ کے قریب

ایک پہاڑ کے غار میں جس کا نام "حرا" تھا چلے جاتے۔ اور اللہ کی باتوں پر غور کرتے۔ دنیا کی گمراہی اور غریب کے لوگوں کی یہ بُری حالت دیکھ کر آپ کا دل دکھتا تھا۔ آپ اس غار میں دن رات خدا کی عبادت اور سوجھ بوجھ پڑے رہتے تھے۔ اسی حالت میں آپ کبھی کبھی کچھ آوازیں بھی سُنا کرتے مگر کہنے والا نظر نہ آتا تھا۔ اکثر یہ بھی ہوتا تھا کہ جو کچھ آپ رات کو خواب میں دیکھتے صبح کو ویسا ہی ہوتا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ اللہ کے حکم سے اللہ کا فرشتہ جو اللہ کا کلام اور پیام لے کر رسولوں کے پاس آتا ہے اور جس کا نام جبریل ہے آیا اور کہنے لگا کہ "محمد" آپ نے فرمایا "بلیک" فرشتہ نے کہا تم کو خدا نے نبی کیا جب جبریل امین نے خدا کے حکم سے آپ کو خاتم النبیین کا شاندار خلعت پہنا دیا تو وہ غائب ہو گئے۔

غارِ حرا کی نبوتِ قسمتی

زیبہ نصیب اس غار کے جس میں ایک عرصہ تک خورشید رسالت پہنایا رہا۔ اور جبریل امین نے پہلے پہل اسی غار میں تشریف لاکر آپ کے سر پر خاتم النبیین کا لیے شمال تاج رکھ دیا۔ سبحان اللہ۔ بارگاہ الہی سے اس غار کو کسی بڑی عزت اور سعادت نصیب ہوئی، نورِ جمال محمدی سے غار کا ذرہ ذرہ چمک رہا تھا کہ بیکایک شہتی مولا نے اُسے آفتاب کی طرح روشن کر دیا۔

وحی

۸۔ ربیع الاول ۱۱۱۱ھ میلادی مطابق ۱۲ فروری ۱۷۱۲ء بروز پیر غارترا میں عبادت کر رہے تھے۔ اس فرشتہ نے خدا کا بھیجا ہوا سب سے پہلا پیغام جس کو وحی کہتے ہیں۔ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا اور ایک لہنی کپڑا جس پر کچھ حروف لکھے تھے۔ دکھلایا اور کہا پڑھ آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس پر فرشتہ نے آپ کو سینے سے لگا کر اتنا دیا یا کہ آپ کو تکلیف ہونے لگی۔ پھر چھوڑ کر کہا پڑھ۔ آپ نے فرمایا ” میں پڑھا ہوا نہیں۔ فرشتہ نے پھر اسی طرح کیا اور کہا :-

” اپنے اس خدا کا نام لے کر پڑھ جس نے کائنات کو پیدا کیا جس نے انسانوں کو جسے ہوئے خون سے بنایا۔ پڑھ پیرا خدا بڑا ہی کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعہ علم کو سکھایا۔ انسان کو وہ بنایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

بہر کیف، جبریل امین کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں عالم الانبیاء سرور و مبرا ہونے کی قابلیت معائنہ کرنی تھی۔ اس لئے انہوں نے سرکار کوئین کو دو دفعہ سبتہ سے لگا لگا کر زور سے کھینچا۔ جب تیسری دفعہ ہم آغوش کرنے اور بھینچنے کے بعد بھی آپ کو اسی طرح کھڑے ہوئے دیکھا تو جبریل امین نے آپ کو اللہ تبارک تعالیٰ شانہ کے کلام کو پڑھ کر سنایا اور آپ یلا کسی دقت یا جھجک کے وہ ساری آیتیں پڑھ گئے۔

یہ ہم سے رسول پر پہلی وحی آئی۔ اس وحی کا آنا تھا کہ آپؐ پر اپنی امت کی تعلیم کا بڑا بوجھ ڈال دیا گیا۔ نادانوں کو بتانا، انجانوں کو سکھانا۔ اندھیرے میں چلنے والوں کو روشنی دکھانا، اور بتوں کے بجا ریوں کو خدا سے پاکسے کے نام سے آشنا کرنا آپؐ کا کام ٹھہرایا گیا۔ آپؐ کا دل اس بوجھ کے ڈر سے کانپ گیا اسی حالت میں آپؐ گھر واپس آئے۔ خدیجہؓ سے فرمایا۔ مجھے مکمل اڑھا دو۔ حضرت خدیجہؓ نے مکمل اڑھا کر خیریت پوچھی تو آپؐ نے سارا واقعہ بیان فرمایا۔ وہ آپؐ کو اپنے چہرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ انہوں نے کہا یہ واقعی ”خاتم النبیین اشرف الالبیاء ہیں۔ اور یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا کرتا تھا۔

چند دنوں بعد ورقہ بن نوفل کا انتقال ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خدیجہؓ نے ورقہ کا حال پوچھا اور کہا کہ اس نے تصدیق آپؐ کی کی تھی مگر زمانہ نبوت اور اتباع احکام کو نہیں پایا۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے اسے سفید پٹے پہنے خواب میں دیکھا۔ اگر نجات اس کی نہ ہوتی اور مسلمانوں میں محسوس نہ ہوتا تو سفید پٹے پہنے نظر نہ آتا۔

یہ امر بالضرورت قابل تسلیم ہے کہ آپؐ کو معمولی حرف آموزی میں تحصیل علم بالکل نہ تھی۔ دراصل جس کو ہم کتابی علم کہتے ہیں۔ اس سے آپؐ یہاں تک ناواقف تھے کہ نہ تو آپؐ کچھنا جانتے تھے نہ پڑھ سکتے تھے۔ اس بات کا قرآن حکیم کے اکیسویں پارہ میں حوالہ دیا گیا ہے

تبلیغ

جس دن سے حضرت جبریلؑ اللہ کا پیام لے کر آئے اسی دن سے اللہ کا فرمان اُترنے لگا۔ کچھ دن کے بعد حکم آیا کہ دوسروں کو بھی اللہ کی باتیں سنائی جائیں۔ جو لوگ آپ کے زیادہ قریبی تھے پہلے آپ نے ان کو سنایا۔ حضرت خدیجہؓ آپ کی بیوی تھیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ عمر بھکر کے دوست تھے حضرت علیؓ بچپن سے ساتھ رہے تھے۔ حضرت زیدؓ آپ کے غلام تھے۔ آپ کی پوری زندگی ان لوگوں کے سامنے تھی، یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ آپ کس قدر نیک، سچے، پاک اور ایمان دار ہیں۔ آپ نے جیسے ہی ان سے فرمایا انہوں نے مان لیا اور آپ پر ایمان لائے۔ اس کے بعد حضرت بلالؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، طلحہؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ ایمان لائے۔ روز بروز لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ شروع میں کچھ دن آپ چپ چاپ خاموشی سے کام کرتے رہے۔ الگ الگ لوگوں سے ملنے اور انہیں خدا کا پیغام پہنچانے کچھ لوگ اسی طرح اسلام لے آئے۔

ابھی آپ نے اپنا کام شروع ہی کیا تھا کہ چند مدت وحی آنے میں دیر ہوئی اور حالت اضطراب میں نہایت تکلیفیں رہتے۔ یہاں تک کہ ایک روز اسی علم میں پہاڑ پر چڑھے اور گذشتہ ماجرے پر غور کرنے لگے۔ آپ، اسی سوچ میں پڑے ہوئے تھے کہ حضرت جبریلؑ نازل ہوئے اور اللہ کا یہ حکم لائے: اے چادر میں لپیٹے ہوئے کھڑا ہو جا، پھر ڈرنا اور اپنے رب کی

..... بڑائی بول اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور گندگی کو

چھوڑ دے۔

اب آپ پورے طور سے لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے لگے۔ اور رفتہ رفتہ اسلام پھیلنے لگا۔ قریش کو یہ بھی ناگوار تھا۔ وہ کسی طرح نہ چاہتے تھے کہ لوگ اسلام قبول کریں۔ اس لئے کہ اس سے ایک طرف ان کا مذہب مٹا جاتا تھا چنانچہ آپ کو طرح طرح سے ستانے لگے۔ راستے میں کانٹے ڈال دیتے آپ نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو چھپرتے۔ کعبہ کا طواف کرتے وقت آواز کستے۔ آپ ان کی تمام سختیاں جھیلتے تھے۔ اور اپنا کام کئے جاتے تھے۔

اتفاق کی بات دیکھو کہ اس وقت جس نے سب سے زیادہ آپ کا ساتھ دیا، اور آپ کی حمایت کا بیڑا اٹھایا۔ وہ بھی آپ کے ایک چچا تھے۔ جن کا نام ابو طالب تھا۔ وہ آپ کو کتنا پیار کرتے تھے۔ اسی طرح جس نے سب سے زیادہ آپ کی مخالفت کی اور آپ کی دشمنی میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی، وہ بھی آپ ہی کے ایک چچا تھے۔ جن کا نام ابو لہب تھا۔ جیب ولادت باسعادت کی خوشخبری تو یہ بونڈی نے پہنچائی تو شرط مسرت سے اُسے آزاد کر دیا۔ افسوس ولادت نبوی کی تو ایسی خوشی ہوئی لیکن جیب آپ کو حق تبارک تعالیٰ نے پروان چڑھایا یعنی خلعت نبوت سے مخلع ذرا کر سائے نبیوں کا سردار بنایا تو اُس وقت ابو لہب اور اُس کے مردود سا بھتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن بن گئے۔ وائے حسرت افسوس ان بد بختوں پر جن کے اندھے دل خورشید رسالت کے انعکاس سے روشن نہ ہو سکے بلکہ کوئی بدترین تکلیف باقی نہ رہی کھٹی جو فخر علیہ السلام

صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دی گئی ہو۔ دوسرے یہ کہ ابولہب کے علاوہ آپ کے دین کا سب سے بڑا دشمن ابوجہل نکلا جو قریش کا ایک سردار اور بڑا دولت مند تھا۔ قریش نے دیکھا کہ یہ کسی طرح باز نہیں آتا۔ تو سب نے مشورہ کر کے عنیبہ نامی قریش کے ایک سردار کو سمجھا بچھا کر آپ کے پاس بھیجا۔ اُس نے آپ کے پاس پہنچ کر یہ کہا "اے محمد تو تم میں بھوٹ ڈالنے سے کیا فائدہ اگر تم مکہ کی سرداری چاہتے ہو تو حاضر ہے۔ اگر کسی بڑے گھرانے میں شادی چاہتے ہو تو یہ بھی ہو سکتا ہے اگر دولت چاہتے ہو تو تم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ مگر تم اس کام سے باز آؤ۔ لیکن آپ نے اُس کی بات نہ مانی، اور دعوتِ اسلام برابر لیتے رہے۔ اسی حالت میں جو لوگ آپ پر ایمان لائے اور مسلمان ہوئے اُن کے نام یہ ہیں۔ حضرت زبیرؓ غلامان میں حضرت عمار بن یاسر۔ حضرت جناب بن ارت اور حضرت صہیبؓ۔ قریش کے چند نیک مزاج نوجوان جیسے ارقم، سعید بن زید، عبداللہ بن مسعود، عثمان ابن مظعون عبیدہ رضی اللہ عنہم۔

پانچویں برس نبوت کے عمر فاروق بن خطاب ایمان لائے۔ ان کے سب سے اسلام میں تقویت اور عزت زیادہ ہوئی۔ عرب میں حضرت عمرؓ قوت میں جوان مرد اور شجاعت میں سب سے زیادہ مشہور تھے اور تمام عرب اُن سے ڈرتا تھا۔ جب حضرت امیر حمزہؓ ایمان لائے۔ تو ابوجہل نے ولید بن مغیرہ البسفیان، ابولہب اور سرداران قریش کو بلا کر کہا کہ امیر حمزہؓ محمد پر ایمان لائے ہیں۔ اس پر ابولہب نے کہا کہ محمدؐ کا سر کاٹ لو۔ بعد اُن کے یاروں کا

تدارک ہوگا۔ ابو جہل لعین نے کہا کہ جو کوئی محمدؐ کا سر کاٹ لائے میں اس کو نشو
اونٹ اور چالیس ہزار درم دوں گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں یہ کام کر سکتا ہوں
اور عمرؓ بایں قصد روانہ ہوئے۔ راہ میں ایک شخص سے جس کا نعیم بن عبدالسلام نام
تھا۔ ملاقات ہوئی وہ مشرف باسلام ہو چکا تھا۔ اُس نے پوچھا: کدھر کا قصد
ہے۔ انہوں نے کہا جانا ہوں کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کام تمام کر دوں
اُس نے کہا پہلے اپنی بہن اور بہنوں کی خبر لو۔ اس طعن سے وہ بتیاب ہو گئے
پلٹ کر اپنی بہن فاطمہ اور بہنوں سعد بن زید کے گھر کا راستہ لیا پیچھے تو قرآن
پڑھنے کی آواز سنی۔ شصتہ سے بے قابو ہو کر بہن اور بہنوں کو جی کھول کر مارا
مگر دیکھا تو ان کو توحید کا نشہ اسی طرح تھا۔ ان کے دل پر اس کا بڑا اثر ہوا
کہا اچھا جو سوزہ تم پڑھ رہے تھے وہ بٹے دکھاؤ۔ انہوں نے وہ ورق لا کر
ہاتھ پر رکھ دیا جس پر یہ آیت طہ لکھی ہوئی تھی جس کا ترجمہ یہ ہے :-

”اے پیغمبر! تم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم اس کی
وجہ سے اس قدر تکلیف اٹھاؤ۔ ہاں یہ کہ ان کو صرف ایک نصیحت
ہے اور وہ بھی ان کے لئے جو خدا سے ڈرتا ہے۔ یہ کلام پاک اُس کا
انارا ہوا ہے جس نے زمین اور اونچے اونچے آسمان کو پیدا کیا اُس
خدا کا نام ہے رحمن جو عرش برین پر براجم رہا ہے۔ اور اُس کا
سے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ
آسمان اور زمین کے بیچ میں ہے اور جو کچھ کرۂ خاک کے تلے ہے
اور اُسے شخص اگر تو پکار کر بات کرے تو وہ پتھر سے پکارتے کا محتاج

نہیں کیونکہ وہ آہستہ سے آہستہ بات کو بھی سن لیتا ہے۔ وہی
 اللہ ہے کہ اُس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ اچھے نام اس کے ہیں
 عمر جیسے جیسے اس کو پڑھتے جانتے تھے۔ اُن کا دل کانپنا جانا تھا اور
 بے اختیار اُن کی زبان سے نکلا سبحان اللہ کیا خوب کلام ہے اور کیا پرتاثر
 اس کے کلام الہی ہونے میں کیسے شک ہو سکتا ہے آخر چلا اُٹھے لاد الہ الا
 مُحَمَّد رسول اللہ اور پھر باہر نکل آئے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب آپ ارقم کے گھر میں تھے۔ کعبہ کے پاس ایک
 گلی تھی جس میں اُس سچے اور جاں نثار مسلمان ارقم کا گھر اسلام کا پہلا مدرسہ
 تھا۔ یہاں حضور مسلمانوں سے ملتے اور اُن کو خدا کی یاد اور نصیحت کی اچھی
 اچھی باتیں سناتے اور اُن کے ایمان کو مضبوط بناتے۔ جو لوگ اس دین کا
 شوق رکھتے وہ یہیں آکر خدا کے رسول سے ملتے اور مسلمان ہوتے۔ حضرت
 عمر سیدے وہاں پہنچے کوڑ بندھے، آواز دی، جو مسلمان وہاں تھے حضرت
 عمرؓ کو تلوار لئے دیکھ کر گھبرائے۔ حضرت حمزہؓ نے کہا آنے دو۔ اگر وہ غلوں
 کے ساتھ آیا ہے تو بہتر ہے ورنہ اُس کی تلوار سے اُسی کا سر قلم کر دیا جائیگا
 دروازہ کھلا اور حضرت عمرؓ نے اندر قدم رکھا تو اول رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم خود آگے بڑھے اور اُن کا دامن پکڑ کر فرمایا: کیوں عمر کس ارادے
 سے آئے ہو۔ عرض کیا ایمان لانے کو۔ یہ سن کر مسلمانوں نے اس زور سے
 اللہ اکبر کا نعرہ مارا کہ مسگم کی پہاڑیاں گونج اُٹھیں۔ اُس وقت تک چاہیں
 آدمی مسلمان ہوتے تھے۔ حضرت عمرؓ مسلمان ہوتے تو مسلمانوں کی سمیت

بڑھ گئی۔ اب تک مسلمان کافروں کے ڈر سے کعبہ میں جا کر نماز نہیں پڑھتے تھے

دیدنیہ اسلام

حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! مشرکین عبادت لات دعویٰ کی
علائیہ کرتے ہیں۔ ہم لوگ وعدہ لاشریک کی عبادت کیوں پوشیدہ کریں اور
اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کے سب مسلمانوں کو ہمراہ
لے کر مسجد حرم میں آئے اور باجماعت نماز ادا کی اور اسی دن سے مسلمانوں
کی بہت قوت و عزت ہوئی۔

حضرت عمرؓ نے ابو جہل کو کہا اے معشر قریش میں اسلام میں داخل
ہوا، اور حلقہ محمدی میں پہنچا۔ اگر اب کوئی محمدؐ کو ایذا دے گا تو میں اس کو
زندہ نہ چھوڑوں گا۔ دین تم سب کا باطل اور سبت پرستی چھوٹ ہے۔
خطاب نے کہا اے بیٹا تو دیوانہ ہوا ہے۔ محمدؐ کے چادوئے تجھ پر اثر کیا ہے
اور ہمارے مسیوروں کی تکذیب کرتا ہے۔ اب میں تجھ کو مار ڈالوں گا۔ عمرؓ
نے کہا اے باپ کفر کا کلام چھوڑ اور رسول پر ایمان لا۔ خطاب نے ان
باتوں سے طیش میں آکر کہا اے عمرؓ تو بے ہودہ باتیں کرتا ہے آج تیری
شامت آئی ہے اور تیری موت قریب ہے۔ جب عمرؓ نے شمشیر مہمان سے
نکالی۔ ابو جہل فرار ہوا۔ خطاب بھی چاہتا تھا کہ بھاگے حضرت عمرؓ نے وہیں
اس کا کام تمام کیا۔ جب یہ خبر لوگوں میں پہنچی تو حضرت عمرؓ کے رعب
سے مکہ کے گرد و نواح اور دور دراز ملکوں اور جا بجا کفاروں میں زلزلہ پڑ گیا

اور اذان جا بجا آشکارا ہوئی، اور جماعت ہونے لگی۔

حیش کی ہجرت

عرب کا ملک سمندر کا کنارہ ہے اور حجاز جس سمندر کے کنارے سے اُس کا نام بحرہ احمر ہے۔ بحرہ احمر کے اُس کنارے افریقہ میں حیش (ایتی ادیا) کا ملک ہے جس کے شمال میں مصر اور صحرائے اعظم مغرب میں بحرہ احمر، مشرق میں وادی نیل، جنوب میں آپرگنی اور کانگو، حیش کا موجودہ دارالخلافہ اویس باہا ہے۔ پہاڑی ملک ہے۔ بد انتظامی کے سبب عمدہ پیداوار نہیں ہوتی۔ حالانکہ بارشیں بہت ہوتی ہے۔ باشندے جاہل اور وحشی ہیں۔

تلاشہ نہیں۔ وہاں کا عیسائی بادشاہ بہت نیک تھا۔ مسلمانوں کی تکلیفیں جب بڑھ گئیں تو نبوت کے پانچویں سال ۶۱۶ء میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے گیارہ مرد اور چار عورتیں کشتی میں بٹھ کر حیش کو روانہ ہو گئے۔ قریش اسے پسند کر سکتے تھے کہ مسلمان کہیں آرام کی زندگی بسر کر سکیں۔ فوراً حیش چنڈ آدمی جا پہنچے اور وہاں کے بادشاہ نجاشی سے ملے اور کہا کہ ہمارے چند نالائق غلام یہاں بھاگ آئے ہیں آپ انہیں واپس کر دیئے۔ نجاشی نے مسلمانوں کو بد اکثر حالات پوچھے۔ حضرت جعفر نے سارا قصہ سنا یا۔ نجاشی کو اطمینان ہو گیا اور اُس نے مسلمانوں سے کہا کہ آپ لوگ آرام سے رہیں۔ اس کے بعد قریش کے لوگوں کو واپس کر دیا مسلمانوں نے جب نجاشی کی یہ مہربانی دیکھی تو بعد کو اور بھی بہت سے مسلمان

چھپ چھپ کر عیش (ایتی ادبیا) روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ ان کی تعداد وہاں کم و بیش ۸۳ ہو گئی۔

نظر بندی

اب مکہ میں جو لوگ باقی رہ گئے تھے۔ ان کے ساتھ اور زیادہ سختی ہونے لگی۔ لیکن ایک آدمی بھی دین سے نہ بچرا۔ اس لئے قریش کے سب خاندانوں نے صل کر نبوت کے ساٹھ سال یہ معاہدہ کیا کہ کوئی شخص پیغمبر خدا کے خاندان سے کوئی تعلق نہ رکھے گا۔ چنانچہ دو برس سے زیادہ ان کا بہت ہی سختی پائیکاٹ رہا۔ ابوطالب خاندان کے سب لوگوں کو لے کر ایک درہ میں چلے گئے جو شعیب ابی طالب کہلاتا ہے۔ یہیں دوسرے مسلمانوں نے بھی آ کر پناہ لی اور بہت تکلیف کے ساتھ یہاں رہنے لگے تین سال اسی طرح گزرے آخر خود ان ظالموں میں سے کچھ کو رحم آیا اور انہوں نے اس ظالمانہ معاہدہ کو توڑ ڈالا۔

وفات ابوطالب اور خدیجہ

اب وہ درہ سے نکل کر اپنے گھروں میں آئے کچھ ہی دن گزرے تھے کہ آپ کے پیارے چچا ابوطالب نے وفات پائی۔ ابھی اس غم کو چند ہی روز ہوئے تھے کہ حضرت کی ننگسار بیوی حضرت خدیجہ نے بھی انتقال کیا۔ یہ زمانہ آپ پر بہت سخت گزرا۔ آپ کے یہی دو مونس اور ننگسار تھے۔ دونوں

۱۔ ابولہب، ابوطالب کی جگہ حاکم مکہ ہوا۔ اور ابولہب کے مرنے پر ابوسفیان سردار قبیلہ اور رئیس مکہ ہوا

ایک ہی سال آگے پیچھے چلے اس لئے اس سال کا نام عام الحزن رکھا
 صحیح بخاری میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ابو طالب کو
 کچھ آپ کے سبب نفع ہوا۔ وہ آپ کے بہت ہمدرد اور حمایت کرتے تھے
 فرمایا وہ ٹخنوں تک آگ میں ہے اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے نیچے ہوتا۔

طائف کا سفر

حضرت ابو طالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہما کی وجہ سے فخر عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کو بڑا سہارا تھا۔ آپ قریش کو کھیل کھیلنے کا موقع مل گیا۔ اور انہوں
 نے پہلے سے بہت زیادہ ٹھکانا اور تنگ کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ مکہ سے
 ۴۰ میل کے فاصلہ پر طائف کا سرسبز اور شاداب شہر بنا۔ آپ نے مکہ کے
 لوگوں کی یہ حالت دیکھ کر یہ طے کیا کہ طائف جائیں اور وہاں کے رئیسوں کو
 اسلام کا پیام سنائیں۔ آپ زید بن حارثہؓ کو ساتھ لے کر طائف گئے کہ
 شاید وہاں کے لوگ اللہ کا پیغام سنیں۔ لیکن طائف کے لوگ مکہ والوں
 سے بھی بڑھ کر نکلے۔ پتھر پھینک پھینک کر اتنا مارا کہ آپ ہولہاں ہو گئے۔
 جب تھک کر بیٹھ جاتے تو یہ بد معاشی آکر زبردستی اٹھا دیتے اور پھر پتھر
 برسائے شروع کر دیتے۔ آخر آپ نے ایک باغ میں پناہ لی اس وقت خدا
 کا ایک فرشتہ آپ کو نظر آیا۔ جس نے آپ کو خدا کا پیغام سنایا کہ یا رسول اللہ
 اگر آپ کہیں تو طائف والوں پر ان پہاڑوں کو ڈسے مار جائے کہ وہ کھیل کر
 رہ جائیں۔ آپ نے اپنی امت پر مہربان ہو کر عرض کی کہ "خدا یا ایسا نہ کر شاید

کہ ان کی نسل سے کوئی نیرمانے والا پیدا ہو۔ بڑی مشکلوں سے بچ کر کسی طرح آپ مکہ واپس آئے۔ یہاں مخالفت کا وہی رنگ تھا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی تھی۔

چھٹا باب

مشرف

شوق صدر شریف (چوتھی بار)

بارھویں سال نبوت ۲۷ رجب المرجب کی رات کو فتح عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں تشریف رکھتے تھے کہ جبریل امین ایک طمشت زرین ایمان و حکمت سے کھرا ہوا لائے۔ اور سینہ مقدس چاک کر کے دل مبارک نکالا اور ایمان و حکمت سے پر کر کے اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ رکھتے ہی زخم پر پڑ گیا اور کچھ درد و الم محسوس نہ ہوا۔ سینہ مبارک کے چاک کرنے میں یہ کھید تھا کہ آپ کا جو علم بقیاد ان ترقیات و کمالات کے جو اس رات عنایت ہوئی فراغ اور کامل ہو جائے۔ اور دل مبارک میں ایمان و حکمت بھرنے میں یہ حکمت بختی کہ انوار و تجلیات و علوم معارف کی استعداد اور قابلیت اور تجاہل و غرائب ملک و ملکوت کے دیکھنے سے حکیم مطلق کی کمال قدرت پر اطمینان ملی حال ہو۔ یہ واقعہ بہیقی، الونعم، الوداؤد، عمارت بن ابوحنسہ نے

اپنی اپنی کتابوں میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے۔

معراج شریف

”پاک ہے وہ ذات کہ جس نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کہ اُس کے اطراف کو ہم نے بڑی ہی برکت دی ہے سیر کرائی۔ اپنی نشانیاں اُسے دکھائیں (یعنی دلائل حقیقت کا غیبی مشاہدہ کرا دیں) یہ ہی ذات ہے جو سننے والی اور دیکھنے والی ہے۔“

احادیث صحیح میں آیا ہے کہ ”میں خانہ کعبہ کے پاس حجر کے اندر کچھ کچھ سوتا تھا کہ جبرئیل میرے پاس براق لائے۔ اور بعض روایات میں کہ ام ہانی کے گھر میں تھے اس کی تطہین علماء نے یوں کی ہے کہ ام ہانی کا حرم میں واقع تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ مخزوم عالم کو روحانی طور پر کئی بار معراج ہوئی۔ ام ہانی کے گھر سے شاید روحانی معراج ہوئی ہو۔ نہ یہ جس کا یہاں ذکر ہے۔ اور اسی طرح وہ جو بعض اہل علم اس معراج کو کی طور پر کہتے ہیں۔ غالباً ان کی مراد بھی اور خواب کی معراج ہوگی یہ جو حالت بیداری میں روح اور جسم دونوں کے ساتھ ہوئی اور مسجد اقصیٰ ایک رات کے کچھ حصہ میں جانا۔ تو اس آیت سے ثابت ہے اور پھر آسمانوں تک احادیث صحیحہ سے جو حالت مجموعی حد تو ان کو پہنچ گئے ہیں

اور اسی پر جمہور اہل اسلام کا اتفاق ہے۔ سلف سے خلعت تک مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المقدس ہے اور اس کو نقضی یعنی بعید اس لئے کہتے ہیں کہ خانہ کعبہ سے یہ اس دور فاصلہ پر ہے کہ پھر اس سے پر سے اور کوئی مسجد نقضی عرض کوئی وجہ ہو مگر عرب خصوصاً اہل مکہ اس کو مسجد نقضی کہتے تھے اس کے گرد برکت دینے سے مراد یہ ہے کہ پھل پھول کی جگہ میں مسجد اقصیٰ ہے ایسے سرسبز ملک اور محل میں یہ سرسبزی خدا کی عطا کردہ برکت ہے اور اس کے گرد برکت انبیاء علیہم السلام کی وجہ سے ہے۔ وہ ہمگہ صدی انبیاء و اولیاء کا کھیت ہے۔ وہاں ملائکہ رحمت کا فرود گاہ ہے اور یہ سیر کس لئے تھی کہ خدا نے تعالیٰ "مخرعالم" کو اپنی نشان قدرت اور عالم غیب کی چیزیں دکھائے۔ منجملہ ان کے جنت و دوزخ کی چشم دید حالت اور ملائکہ اور عالم قدس کے لوگوں کی کیفیت تاکہ نبی عالمین کے قلب پر ان سب چیزوں کا پورا پورا انکشاف ہو۔ **ذالفضل اللہ یوقیہ من تشا** "یہی وہ ذات ہے جو سننے والی اور دیکھنے والی ہے" **هو السميع البصیر** اس مقام پر عجیب لطف سے رہا ہے۔ بعینہ اس عجیب سیر میں حضرت کی نگہبانی کے لئے آیا ہے۔ مسافر کو کہتے ہیں اللہ نگہبان اور سمیع منکروں کے بے ہودہ سوالات پر تہدید کے لئے آیا۔ آسمان اور بہشت و دوزخ کی سیر اور وہاں انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کی کیفیت اور نشان چمکانہ وہاں فرس ہونا۔ **حدیث صحیحہ میں منصلاً مذکور ہے۔**

آیت متذکرہ بالا کی تفصیل و حدیث صحیحہ میں مرقوم ہے کہ حسین قادری

مشترک حد تو اثر تک پہنچ گیا ہے۔ اگرچہ ایک ایک روایت غیر احادیث
اس واسطے اس کے منکر کے لئے کفر کا خوف ہے اب ان شکوک و
شبهات کو رفع کیا جاتا ہے جو کہ منکرین و ملحدین نے ظاہر کئے ہیں۔ یعنی
موجود منش معراج جسمانی کا انکار کرتے ہیں۔ اور جسم سے بیت المقدس تک
آنحضرتؐ کا جانا مانتے ہیں۔ اور آگے آسمان پر روح کا جانا ثابت کرتے ہیں
اور یہ دلیل لاتے ہیں کہ معراج کی نسبت یوں فرماتے ہیں:۔
”یعنی خواب سچا تھا“

اور حضرت عائشہؓ سے بھی منقول ہے:۔

”معراج کی رات جسم مبارک آنحضرتؐ کا گم نہ ہوا“

اور قرآن مجید میں بھی اللہ تبارک یوں فرماتا ہے:۔

”یعنی جو خواب لے نبی ہم نے تجھ کو دکھایا تھا اس کو لوگوں کے
حق میں فتنہ بنا دیا۔“

اول تو یہ روایتیں کہ حضرت عائشہؓ اور معاذیہؓ سے منقول ہیں۔

ان کو احادیث صحیح کے مقابلہ میں کہ جن میں صحت جسم کے ساتھ آسمان
پر جانا مذکور ہے، سلاحت نہیں رکھتی۔ پس شاذ و نادر قرار دی جائیں گی
دوم اگر ان کو بہمہ وجوہ تسلیم بھی کیا جائے۔ تب بھی مخالفت کا مدعا ثابت
نہیں ہوتا۔ کیونکہ فخر عالم علی اللہ علیہ وسلم کو سوائے معراج جسمانی کے
خواب میں کئی مرتبہ معراج ہوئی۔ پس ان روایتوں سے یہ ثابت ہے کہ
حضرت صلعم کو خواب میں معراج ہوئی اور اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ

کبھی بیداری میں جسم کے ساتھ معراج ہوئی۔

معاویہ فتح مکہ کے ایک مدت بعد ایمان لائے اور حضرت کو کئی برس پہلے معراج ہوئی، سو ان کی روایت اس معاملہ میں ان صحابہ کے مقابلہ میں کہ جو اس وقت موجود تھے۔ معتبر نہیں۔ علی بن ابی طالب۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ایک مدت بعد حضرت کے نکاح میں آئیں۔ یہ بھی اس وقت موجود نہیں تھیں۔ پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے مخالف کا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ جسم روح سے جدا نہیں ہوا۔ مع جسم کے روح اُپر گئی۔ قرآن پاک کی آیت مدعا کے لئے دلیل ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس معراج کی نسبت فتنہ فرمایا ہے اور ظاہر کیا ہے کہ حضرت کا خواب میں آسمانوں پر تشریف لے جانا فتنہ نہیں ہو سکتا۔ کسی کے خواب کی باتوں کو ایسا عجیب نہیں سمجھتے کہ ان کی تکذیب کر کے کافر اور مرتد ہو جاتے اور مشور و غل مچاتے۔ ہاں کوئی جسم کے ساتھ بیداری میں افلاک پر جانا بیان کرے تو اس کو البتہ عوام بعید اور عجیب جانا کرتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت نے جسم کے ساتھ حالت بیداری میں افلاک پر جانا بیان فرمایا تھا۔ سو وہ ان لوگوں کے حق میں کہ جو ضعیف الایمان تھے فتنہ ہو گیا۔ پس روایا کے معنی اس آیت میں خواب کے لئے جائیں۔ بلکہ روایت بصری مراد لی جائے کہ فقط روایا کچھ خواب کے لئے مخصوص نہیں۔ روایت سے متفق ہے جس کے معنی دیکھنا ہے اور مسدود لوگ دلیل سے آسمان پر جانا محال سمجھتے ہیں کہ آسمان میں نہ دروازے اور نہ آسمان ٹوٹ پھوٹ سکتے ہیں

کہ جو آپؐ بھوڑ کر اور پرتشریف لے گئے۔

قادرِ مطلق نے ایک کن کے ساتھ دونوں عالم کو ظاہر کر دیا۔ اور اُس کو ہر طرح کی قوت حاصل ہے تو پھر کیا مشکل ہے۔ جس صورت سے چاہا بلا لیا۔ اور فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم معہ جسدا طہر کے تشریف لے گئے کیونکہ از خود رقت نہیں ہے بلکہ ربودن ہے ایک یہ کہ انسان میں تزکیہ اور تصفیہ کرتے کرتے یہاں تک لطافت آجاتی ہے کہ جسم بمنزلہ اور لوگوں کی رُوح کے ہو جاتا ہے۔ پس آنحضرتؐ کہ تمام نفوس سے کامل تر ہیں۔ آپؐ کا جسم مبارک رُوح کا اثر رکھتا ہے اور لطیف چیزوں کا بے پچھے ٹوٹے آسمانوں سے پار نکل جانا ایسا ہے جیسے نظر کا آئینہ سے پار ہو جانا اب اس میں کیا اعتراض ہے کہ ہماری آنکھوں سے عالم تصور میں حجاب اٹھ جاتا ہے وہ ستنے جس کا ہم تصور جاتے ہیں رُوبرو آکھڑی ہوتی ہے۔ پھر آپؐ تو موثدا بہام و نبوت تھے شاید اس کے معنی یہ سمجھ لئے گئے ہیں کہ جبریلؑ نے شام سے بیت المقدس کو توحیح مچ اٹھا کر حضرت کے سامنے رکھ دیا تھا۔ یہ غلط فہمی ہے۔ جسم عنصری کا حقوڑی سی دیر میں مسجد اقصیٰ پہنچنا۔ اور اُس سے بڑھ کر یہ کہ آسمانوں پر جانا اور آسمانوں سے گذر کر عرش تک جانا اور وہاں باوجود اس جسم عنصری کے روحانیات محضہ سے ملنا حقیقت دوزخ دیکھنا عقلاً ممنوع ہے۔ حکماء نے اس کے محال ہونے پر اور آسمان کے شرق و الیام محال ہونے پر دلائل قائم کئے ہیں۔ اور نیز کوئی اہل ادیان حقیقہ ایسی باتوں کا قائل نہیں۔ اس لئے آج کل کے فلسفی

مسلمان بلکہ کچھ اگلے زمانہ کے بھی جن کو معتزلہ کہتے تھے اس معراج کو خوب
پر محمول کرتے ہیں۔ عائشہؓ اور معاویہؓ کے قول سے ان اعتراضات سے
بچنے کے لئے۔

جسم عنصری کا ایسی حرکت سرسری کرنا خصوصاً حیب کہ اس کی عنصریت
و روحانیت سے بھی لطافت میں بڑھ جائے کچھ محال نہیں۔ آج کل ریل
گاڑی، تار برقی، ٹیلیفون، ریڈیو، موٹر کار، ہوائی جہاز اور ایٹم بم وغیرہ
وغیرہ کی حرکت کو ملاحظہ کر لیجئے اور اسی طرح آسمان کا خرق والنتیام جن
خیالات فاسدہ سے سوال کیا تھا ان کی پوری پوری حکماء اسلام نے علم کلام
میں قلعی کھول دیں۔ اور ثابت کر دیا ہے کہ وہ حکماء یونانی اپنے عقلی ڈھکوسلوں
سے زمین و آسمان کے فلاپے ملا یا کرتے تھے۔ جن کے مسائل طبیعات
ہیئت کی آج کل حکماء یورپ کیسی خاک اڑا رہے ہیں اور جو کوئی ملحد ایسی
بالوں کا قائل نہ ہو تو کیا ہوا پھر اناجیل و بائبل کو مانتے ہیں۔ ان پر ان
بالوں کا تسلیم کرنا ضرور ہے۔ دیکھئے انجیل مرقس کے سولہویں باب انیسویں
درس میں یہ ہے :-

”خداوند لوگوں سے کلام کرنے کے بعد آسمان کی طرف چڑھ گیا
اور خداوند نعالے کے داہنے ہاتھ جا بیٹھا۔ یعنی حضرت عیسیٰ
آسمان پر چلے گئے۔“

اسی طرح دوسری کتاب السلاطین کے دوسرے باب میں مذکور ہے :-
”ایلیا (یعنی حضرت ایاس علیہ السلام) اور الیسح باتیں

کرتے جاتے تھے " ایک آگ کی گاڑی اور آگ کے گھوڑے

نمودار ہوئے اُس میں چڑھ کر ایلیا آسمان پر چلا گیا۔

اسی طرح قیس ولیم اسمٹ اپنی کتاب طریق الالیاء میں حضرت اخنوخ
 علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا بیان کرتا ہے۔ اور اہل اسلام قاطبہ اس پر
 متفق ہیں۔ دس بیس ملحدوں کا کیا ذکر اور عائشہؓ اور معاویہؓ کی حدیث
 دوسری معراج کے بارہ میں ہے جو حضرت کو اس سے پیشتر خواب میں
 ہوئی تھی جیسا کہ "معالم" میں ہے۔ یہ معراج روحانیت کا غلبہ تمام ہے
 جس سے رُوح کے تابع جسم ہو گیا اور جسم کو لے کر عالم بالا اپنے غیر طبعی کی
 طرف رُوح اڑ گئی اور اس حالت کے تمام ہونے کے بعد جسم اظہر اپنے اصلی
 مکان یعنی زمین پر آ گیا۔ یہ شرف خاص تمام انبیاء علیہم السلام میں آنحضرت
 صلعم کو حاصل ہوا۔

ارباب خبر نے وقوع واقعہ معراج میں عجیب عجیب نکات لکھے ہیں
 یہ اللہ پاک کو اپنے محبوب کی عظمت کا فرشتوں اور انسانوں اور جمیع مخلوق
 کو خینا اور اپنی قرابت کا خلعت خاص عطا فرمانا اور تمام پر مشرف امتیاز
 بخشنا منظور تھا۔ چنانچہ عالم بالا کی سیر کے بارہ میں آیت سبحان الذی
 اسرئى۔ اور قرابت الہی کی دلیل میں نکتہ قاتب قوسین اواذنی اور دیدار
 جمال ذوالجلال کے ثبوت میں کنایہ مَا ذَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى اور الہی
 اسرار (الہی کی گواہی میں) وَقَرْنَا وَسَمِعْنَا إِلَىٰ عَبْدِكَ اِذْ دَعَا
 اور اگ انوار لامتناہی کی شہادت میں اشارہ وَلَا قَدَّ سَوَاءٌ مِنْ آيَةِ رَبِّهِ الْكَبِيرِ
 دلیل ناطق و برہان صادق ہے۔

ایک یہ کہ جیب اللہ پاک نے زمین و آسمان کو پیدا کیا تو دونوں میں
 بحث ہوئی۔ پھر ایک اپنی اپنی بڑائی اور فضیلت کی دلیل لایا۔ آسمان نے کہا
 کہ میں رفعت میں زیادہ ہوں۔ زمین نے کہا کہ میں بسط
 رکھتی ہوں۔ یہ سن کر آسمان نے کہا کہ میں

ہوں قلعة فلک جائے محل عرش۔ رفیع مکان کرسی وسیع۔ بام جبرئیل
 و مکائیل۔ مسکن۔ اسرافیل و عزرائیل، صومعہ پسر مریم۔ مقام لوح و قلم
 مدرسہ ادریس، بیت المعمور تقدیس، پرتو خاک نما نہایت ہی شرمندہ بھری
 اور کئی ہزار سال باہر حال رہی لیکن حسین وقت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 پیدا ہوئے تو زمین ہزار بار واقتحار سے بولی کہ اے فلک دیکھ اب اس سلطان
 دو جہاں نبی آخر الزماں کے قدم پاک مجھ پر آئے ہیں۔ تباہو مشرافت تجھ میں
 سے یا تجھ میں۔ آسمان لاجواب ہوا اور جناب الہی میں دعا کرنے لگا، کہ
 یا رب العالمین اُس خاتم المرسلین کو یہاں بھی جلوہ گر فرما اور میری مہندی کو
 جو تو نے بخشی ہے۔ خاک میں نہ ملا۔ اب میں مشرافت سے خالی ہوں اگرچہ
 لاکھ طرح ظاہر ہیں۔ زمین سے عالی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان کی دعا
 قبول فرمائی اور آنحضرت کو معراج میں طلب کر کے آسمان کو بھی مشرف
 بخشا۔ واللہ الحمد۔

الغرض ایام اقامت مکے میں بارہویں سال نبوت کے معراج ہوئی
 اور ۲۷ رجب شب دو شنبہ آپؐ اُسہانی خواہر حضرت علیؑ ابن ابی طالب
 البتراء کرم اللہ وجہہ لیسویہ المسلمین حیدر گرار اسد اللہ طالب کے گھر

آرام فرما رہے تھے۔ حضرت جبریلؑ تشریف لائے اور آپ سے کہا اے حبیب مقبول اٹھو آج کی شب آپ کی طلبی ہے۔ آپ کو زمزم کے کوئٹھ کے پاس لے جا کر آب زمزم سے دھنوکرایا۔ مسجد الحرام (کعبہ) میں دو رکعت نماز پڑھی۔ بعد فراغت نماز جبریل نے براق حاضر کیا۔

براق

براق برقی سے ماخوذ ہے۔ اس لئے کہ اس کا رنگ بہت چمکتا تھا۔ برق سے کہ بجلی کی طرح کوندنا۔ براق سے بعض علماء کا قول رنگہ اس کا اہلئ تھا اور براقا ایک لکڑی ہے جس میں سیاہی اور سپیدی ہوتی ہے۔

براق ایسا براق کہ اس کے دو بازو تھے جن کے زور سے آسمان و زمین کے درمیان اڑے گا۔ چہرہ اس کا مانند آدمی کے پیشانی کشادہ سرخ یا قوت کی۔ کان پتلے پتلے سبز زبرجد کے آنکھیں مانند تارے کے چمکتی ہوئیں۔ دم مثل گائے سرخ۔ سونے کی ہڈی۔ بدن برق سا۔ گویا طاؤس چھوٹا اچھلتے پھاندے والا۔ اور وہ براق برق رفتار جو

۱۵ اس کو مسجد الحرام اس لئے کہتے ہیں کہ عظمت اور بڑائی اس کی سبب مسجدوں سے زیادہ ہے۔ یہاں تک کہ جو شخص اس میں دو رکعت پڑھتا ہے۔ دو لاکھ رکعت کا ثواب پاتا ہے۔ یا اس وجہ سے کہ اس میں اور اس کے آس پاس شرکاء کھیلنا اور قتال کرنا حرام ہے۔

سر کو جنبش دینا مشک جھڑتا۔ اور پھر بری لینے سے بالوں میں نور لہانا۔
 بال بال پر موتی پرٹے ہوئے۔ سم جہاں رکھتا زمین روشن ہو جاتی۔ پیچھے
 اُس کی سونے کی اور شکم چاندی کا۔ ہاتھ پاؤں زمرد کے اور دم شہناخ
 مرجان کی۔

معارج النبوة میں درج ہے کہ براق برق رفتار آتش کردار۔
 زہرہ جبیں، زرین زین۔ سیاہ مو مبارک خو، جاہ و چشم۔ عطار و منظر
 شربا پیکر، دراز مژگاں، گوہر دندان۔ تنگ دہن۔ سیمین تن۔ سبک
 عنان، نیز جولان، نور شدید طلعت۔ قمر بیہیت۔ آسمان گردون، یا قوت
 گردن۔ مرصفا بدن۔ زمرد گوشش۔ سر با ہوش، تندرو۔ گرم درختہ پے
 معطر، مرصفا شکم۔ منور قد، مرجان دم۔ اُلو سم، حق تعالیٰ نے اُس کو نور
 سبز سے بنایا اور جو حسن و خوبیاں اور حیوانات کو جدا جدا عنایت کیں اُس کو
 تنہا دیں اور اس کے راکب کو سب خوبیاں اور پیشروں کی عطا ہوئیں۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ براق ایسا تھا جو گدھے سے
 بڑا اور چچر سے چھوٹا اور منہ اُس کا مانند آدمی کے تھا۔ پشت مثل گدھے
 کے۔ شتر جیسے پاؤں۔ سینہ شیر کا سا دونوں پر پرندوں کی طرح، زین
 اور لگام یا قوت اور مروارید سے مرصع جڑاؤ تھی اور ایسا نیز رفتار تھا کہ
 جہاں نگاہ پہنچتی تھی ایک قدم اُس کا ہوتا تھا۔

سواری شاہ زمین

جب آپ نے سواری کا ارادہ کیا براق شوخی کرنے لگا۔ جبریل نے

اے براق تجھے کیا ہو گیا خبردار ہو تجھ پر کوئی شخص ان سے بڑھ کر
 سوار نہ ہوا ہوگا۔ یہ سن کر براق شوخی سے باز رہا۔ آپ اس پر سوار
 ہوئے۔ میکائیل نے لگام پکڑی اور جبرئیلؑ رکاب تھا منے پر مقرر ہوئے
 مکہ معظمہ۔ آپ زمزم اور مقام ابراہیم کے پاس جا کر ایک لحظہ میں طور
 سینا پہنچے۔ جبرئیلؑ نے کہا اس جگہ دو رکعت نماز پڑھئے۔ کیونکہ یہاں پر
 حق تعالیٰ نے موسیٰؑ سے باتیں کی تھیں۔ آپ نے دو گانہ نماز پڑھی اور
 وہاں سے بیت اللحم (جائے پیدائش عیسیٰ علیہ السلام) پہنچے۔ یہاں بھی
 دو رکعت نماز ادا کر کے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تشریف لے گئے۔
 ایک فوج فرشتوں کی استقبال کو آئی۔ اور مسجد میں جماعت انبیاء سے
 ملاقات ہوئی۔ سب نے آپ کو امام کیا اور تحیۃ المسجد ادا کی۔ بعد نماز
 آپ صخرہ بیت المقدس کے پاس پہنچے وہاں ایک زینہ صاف اور روشن
 صخرے سے آسمان تک ظاہر ہوا۔ براق پر سوار ہو کر اس زینے پر گزرے
 جس کو کہکشاں کہتے ہیں اور عجائب و غرائب دیکھتے ہوئے اول آسمان
 پہنچے۔

سیر اول آسمان

جب آپ آسمان اول میں داخل ہوئے۔ اسماعیلؑ وہاں کے سب فرشتوں
 کا سردار مع ملائکہ اور آدمؑ یا ربھونان سے آپ کے استقبال کو آئے
 بہشت و دوزخ اور وہاں کے ملائکہ کو ملاحظہ فرمایا۔

سیرِ دوسرے آسمان کی

جب دوسرے آسمان پر نثریف لے گئے۔ بہترائیل وہاں کے سب فرشتوں کا سردار، بچی اور عیسیٰ روح القدس نے آکر تعظیم دی۔ اور بہترائیل سے ملاقات کی۔

تیسرا آسمان

تیسرے آسمان پر بہترائیل سب فرشتوں کے سردار ملے اور یوسف علیہ السلام نے بھی آپ سے ملاقات کی۔

چوتھا آسمان

چوتھے آسمان پر بہترائیل نے آپ سے معاف کیا اور ادریس سے ملاقات ہوئی۔ جب وہاں سے آگے بڑھے۔ عزرائیل نے تعظیم و تکریم سے اپنے پاس بٹھایا۔ عزرائیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بہت کام خلق اللہ کے میرے سپرد کئے ہیں ایک لحظہ کی فرصت نہیں کہ بات کروں۔ آج اللہ کا حکم ہوا کہ آپ سے بات کر رہا ہوں اور حالات روحوں کے قبض اور موت کے معلوم کر کے آپ وہاں سے روانہ ہوئے۔

پانچواں آسمان

بعد ازیں آپ پانچویں آسمان میں داخل ہوئے اور بعد گفتگو سے معمولی

لے اس فرشتہ کے ہاتھ میں تمام مخلوقات کی روزی ہے۔

مہترائیل و ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ ان سے سلام و جواب
 و مرحبا بدستور جاری ہوا۔

چھٹا آسمان

جب آپ چھٹے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں مہترائیل سب
 فرشتوں کے سردار سے معالفتہ کیا اور آگے بڑھے تو موسیٰ علیہ السلام
 سے ملاقات ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم حق تعالیٰ کی طرف سے آپ کی امت پر جو فرض کیا جائے وہ
 آپ سمجھ کر قبول کریں۔ اس لئے کہ آپ کی امت کی عمر چھوڑی ہے،
 اور بہت ضعیف و ناتواں ہے۔ پھر آپ نے دوزخ کے داروغہ (مالک)
 سے ملاقات فرمائی۔ اس سے دوزخ کی ماہیت دریافت کی۔ اس نے
 دوزخ کی کیفیت ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ یا رسول اللہ ہر سال دو مرتبہ
 دوزخ سانس چھوڑتی ہے جس سے چھ ماہ سردی اور چھ ماہ گرمی دینا
 میں ہوتی ہے۔

ساتواں آسمان

آپ ساتویں آسمان پر پہنچے وہاں بہت فرشتے عبادت میں مشغول
 دیکھے۔ ان کے علاوہ ایک فرشتہ نیک صورت، خوش خلق عظیم الشان کرسی
 پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ جس کے ہر چار طرف نور چمکتا ہے اور چپ و راست

اُس کے بہت فرشتے نیک صورت جمع ہیں اُس فرشتہ کا نام رضوان اور داروغہ بہشت ہے۔ پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی بیت المعمور سے پیچھے لگائے بیٹھے تھے۔ آپ نے وہاں ایک چشمہ بھی دیکھا جسے سلسبیل کہتے ہیں اس سے دو نہریں جاری ہیں۔ ایک کو نثر دوسری نہر الرحمۃ۔

سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی

پھر سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی کے متصل پہنچے وہاں کے عجائب و غرائب ملاحظہ فرمائیے۔ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی، یہ ایک درخت ہے جس کی جڑ چھٹے آسمان میں ہے اور شاخیں ساتویں آسمان پر ہیں۔ پتے اس کے ہاتھی کے کان کی مانند ہیں۔ ہر پتہ پر ایک فرشتہ بیٹھا خدا کی تسبیح کرتا ہے اور اس کے پھل ہجر کے مشکوں کے برابر ہیں۔ اس کو سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی اس لئے کہتے ہیں کہ اکثر فرشتے علوم اولیاء کے اسی تک پہنچتے ہیں۔ آگے نہیں جاسکتے۔ اور یہ جبریلؑ کے رہنے کی جگہ ہے۔ جب آپؐ وہاں سے چلے جبریلؑ جو ساتھ تھے پیچھے ہوئے آپؐ نے عذر کیا انہوں نے کہا کہ آپؐ کا رتبہ خدا کے نزدیک مجھ سے بہت زیادہ ہے آپؐ آگے چلئے پھر حجاب و زلیبت کے پاس پہنچے۔

حجاب و زلیبت

جبریلؑ نے یہاں پر وہ کو بلا یا۔ اس کے فرشتے نے کہا کون ہے جبریلؑ نے کہا۔ میں ہوں جبریلؑ اور ساتھ میرے فرزند عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں۔ فرشتے نے کہا اللہ اکبر، اللہ اکبر، غیب سے ندا ہوئی صدق
 عبدی انا البر انا البر پھر فرشتے نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ
 ارشاد ہوا میرے بندہ نے سچ کہا میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں
 فرشتہ نے کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ ارشاد ہوا صدق
 عبدی انا رسالت محمد فرشتے نے کہا حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى الْفَلَاحِ
 ندا ہوئی صدق عبدی و دعنا الی عبادتہی اور پروردگار نے ہر قسم پر
 موذن کی تصدیق کی (اسی رات نماز فرض ہونے والی تھی اس لئے اذان
 کی اعلام نماز ہے۔ آپ کو فرضیت کے پہلے سنائی گئی۔ تاکہ آپ یاد کر لیں)
 اس کے بعد اس فرشتے نے پرشے سے ہاتھ نکال کر آپ کو اٹھایا۔ جبریل
 نے توقف کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اسی جگہ مجھ سے جدا ہوتے ہو۔ جبریل نے کہا
 کہ ہم سب کی جگہ مقرر ہے۔ اگر آگے بڑھوں حل جاؤں اور رخصت چاہی۔
 آپ نے فرمایا کہ اسی جگہ کوئی دوست، دوست کو چھوڑتا ہے کہا کہ یہاں تک
 میں آپ کے سبب پہنچا ورنہ میرا مقام سدرۃ المنقی تک تھا آپ نے فرمایا
 تمہیں خدا کی کچھ حاجت ہے۔ عرض کیا کہ یہ بازو صراط پر کچھاؤں تاکہ آپ
 کی امت کو سلامت اتاروں الغرض آپ جبریل امین سے رخصت ہو کر مقام
 مستوی میں پہنچے۔

مقام مستوی

مستوی بوضیح بلند کو کہتے ہیں اور یہ مقام سب مقامات سے بلند ہے

اُس وقت براق برق رفتار چلتے سے عاری ہوا اور رفرف عرش تک
سواری ہوا۔

رفرف

رفرف بچھونے کو کہتے ہیں اور وہ مسند سبز زریں نورانی مثل تخت
رواں کے تھا۔ آپ اُس پر سواری ہوئے اور ستر ہزار پرے طے کئے۔ ایک
پردہ سے دوسرے پردہ تک پانسو برس کی راہ ہے جس پردہ کے قریب
آواز آتی کون ہے۔ فرشتہ کہتا میں فلاں پردہ کا حاجب ہوں اور میرے
ساتھ رسول مکرم ہیں۔ پھر اُس پردہ کا فرشتہ اللہ اکبر کہہ کر آپ کے
ساتھ ہولیا۔ آخر وہ راہ طے کر کے مقام اسرائیل میں پہنچے اور عرش نے جلدی
وہاں سے اٹھا لیا۔

عرش بریں

عرش کے تین سو بارہ منبر ہیں۔ آپ نے بائیں طرف ایک منبر عظیم الشان
جڑا ڈنکم بہ قسم جواہرات لگا دیکھا۔ دائیں طرف کے سب منبر اور پیغمبروں کے
دائیں طرف کا منبر حضور کا ہے۔ عرش کے دائیں طرف بہشت
ہے اور بائیں طرف دوزخ۔ آپ نے عرش پر جا ہا کہ نعلین مبارک اتاریں،
عرش ہلنے لگا۔ حکم ہوا کہ "حبیب میرے نالین نہ اتارو۔ پہنے چلے آؤ، تاکہ
عرش کو قرار ہو۔" آپ نے عرض کیا کہ "خداوند! موسیٰ کو حکم ہوا تھا کہ پہلے چائیں
روزے رکھو اور نعلین اتار کر طور سنیا پر آؤ۔ اور عرش کوہ طور سے
کہیں زیادہ معظّم اور پر نور ہے۔ پھر نعلین کیوں نہ اتاروں۔ خطاب ہوا کہ

”اے میرے محبوب موسیٰؑ کو اس واسطے نعلین اتارنے کا حکم دیا تھا کہ خاک وادی مقدس کی اُس کے پاؤں میں لگے تاکہ اُس کو بزرگی حاصل ہو۔ دوسرے یہ کہ حیب میں نے عرش کو بنایا تو اُسے قرار نہ تھا ہمیشہ جنبش کرتا تھا۔ میں نے اُس سے وعدہ کیا تھا کہ ایک رات ہم اپنے محبوب کو بلائیں گے اور اُس کی نعلین کا گوشوارہ تجھ کو عطا کریں گے۔ اس وعدہ پر عرش کو قرار ہوا۔ اور اسی وقت سے عرش بریں نعلین کا مشتاق ہے۔“ حبت آپ تمام حجاب طے کر چکے اکیلے رہ گئے۔ اس وقت خوف غالب ہوا۔ ابوبکرؓ کی آواز کان میں آئی۔ حیران تھے خدا یا ابوبکر یہاں کیوں نہ آگئے۔ ناگاہ حضرت عترت سے خطاب ہوا ”اے میرے حبیب صلوة میری رحمت ہے آواز ابوبکرؓ کی اس واسطے تھی کہ وہ تیرا رخا اور موسیٰ و وفادار ہے۔ پس ایسے مقام پر موسیٰ کی آواز سن کر وحشت تیری رفع ہوگی اس واسطے میں نے ایک فرشتہ بصورت ابوبکرؓ پیدا کیا۔ آواز اُس کی مثل ابوبکرؓ کے ہے۔ اُس نے آواز دی اس وقت تیری وحشت جاتی رہی“

تاب توسین

تاب توسین اودنی۔ وصل محب و محبوب ہے۔ تیر و کمان کے ذکر سے آیا کرتا ہے۔ عرب کی عادت تھی حبت دو شخص معاہد کرتے دو کمانیں جوڑ کر بانٹاق ایک تیر ان سے چھوڑتے۔ اُس وقت چھڑ جاتا۔ جو ایک کا دشمن ہے وہ دوسرے کا دشمن ہے، جو

ایک کا دوست وہ دوسرے کا دوست۔ پس توسین اس کی طرف اشارہ ہوا۔ جو معاہدہ آپس میں ہوا۔ اسی طرح پروردگار عالم اور آنحضرتؐ میں بھی پھیلا کہ جو حضورؐ کا دوست ہے وہ خدا کا دوست ہے اور جو آنحضرتؐ کا دشمن وہ خدا کا دشمن، چونکہ یہ مقابلہ اس امر کا مقتضی ہے کہ کھجیر ایک دوست کا دوسرے سے مخفی نہ رہے۔ پروردگار تقدس و تعالیٰ نے اس وقت اپنے حبیب کو علم ملک و ملکوت اور اسرار جبروت و لاہوت سے مطلع فرمایا۔

اس کے بعد آپؐ ستر ہزار پردہ نور سے گذر کر مقام وئی فتولی تک پہنچے اور خلوت کردہ قلاب توسین احوالی میں یاریا ب ہوئے، حکم ہوا محبوب میرے آؤ۔ تمہیں اپنی سلطنت کا دولہا دکھلائیں۔ وہاں ایک مکان عالیشان دیکھا جس کی شیشین پر پردہ پڑا تھا۔ جب قلاب اٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ خود "حضور پر نور" کا شبیہ جلوہ افروز ہے۔ سبحان اللہ۔

روایت ہے کہ جب آپؐ ستر ہزار پردہ نور سے گذر کر قلاب توسین میں پہنچے تو وہاں نور احمد بیت کا ظہور ہوا۔ آپؐ نے اسی وقت سر مبارک سجاہ میں رکھا۔ المدعا بہ سبب اس فریسی اور عاجزی اور شکر گزار ہی کے حضرت رسالتؐ نے اس مقام عالی سے بھی تجاوز فرمایا۔ یہاں تک کہ آپؐ میں اور جناب احمدیت میں فاصلہ دو کمان کا یا اس سے کم رہ گیا، جب آپؐ آگے بڑھے ہیبت سے وحشت طاری ہوئی۔ اس وقت پروردگار نے دست قدرت

اپنا آپ کے شانوں کے بیچ میں رکھا۔ اس کے رکھنے سے علم اولین و
 آخرین حاصل ہوا۔ کہتے ہیں جب رسالت مآب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم مقام
 جلال و ہیبت میں پہنچے خوف آپ کے دل پر غالب ہوا۔ ناگاہ ایک قطرہ
 عرش سے ٹپکا آپ نے نوش کیا۔ کوئی چیز اس سے زیادہ شیریں نہ چکھی تھی
 بجز نوش فراتے کے اگلوں اور کھیلوں کا علم حاصل ہوا۔

راز و نیاز اور مروی

جب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم مشرف قرب اہم اور دیدار سے مشرف
 ہوئے۔ آپ نے بالہام ربانی کہا :-

التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ
 وَالطَّيِّبَاتُ -

سب عبادتیں ربانی اور بدنی اور مالی اللہ
 کے لئے ہیں۔

اللہ جل جلالہ نے فرمایا :-

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ
 وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

سلام تم پر ہے پیغمبر اور رحمت خدا کی اور
 برکتیں اس کی۔

پھر آپ نے فرمایا :-

السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ
 الصَّالِحِينَ -

سلام ہم پر اور خدا کے نیک بندوں پر

فرشتوں نے کہا :-

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

ہم گواہی دیتے ہیں کہ کوئی لائق عبادت کے

وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ | نہیں سوائے اللہ کے اور گواہی دیتے ہیں
وَرَسُولُهُ ۝ | کہ محمد اُس کے بندے اور رسول ہیں۔

پھر حق تعالیٰ نے فرمایا "اے میرے حبیب جو کچھ میں نے اور تو نے
اور فرشتوں نے اس وقت کہا اُس کو سہ نماز کے قعدے میں پڑھنا۔ بعد
اس کے رحمت اللعالمین نے اپنی اُمت کے واسطے درگاہ غفور رحیم میں
دعا کی۔ جناب کبریائے اُسے قبول فرمایا اور بہشت کی سیر کے واسطے حکم
ہوا۔ آپ نے الزارع النواج کے مکانات اقسام اقسام کی نعمت۔ رنگ
بزرگ کے نعمائے بہشت ملاحظہ فرما کر شکر خدا بجالائے۔ اس کے بعد دوزخ
کے دیکھنے کو متوجہ ہوئے۔ حضرت شفیع الائم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ
کو دیکھ کر بارگاہ رب العزت میں گریہ و زاری کرنے لگے۔ ناگہاں خطاب آیا
کہ "اے حبیب رب العالمین وائے شفیع المذنبین آپ ہرگز ملول خاطر
نہ ہوں قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے اتنے لوگ بخشوں گا کہ
آپ خوش ہو جائیں گے" پھر حق تعالیٰ نے یاد دلایا کہ اے حبیب جبریلؑ کا
سوال تو قبول کیا۔ آپ نے عرض کیا یا الہی تو دانا و بیا ہے اور سوال تو
اُس کا خوب جانتا ہے۔ حکم ہوا "میں نے منظور کیا"

اللہ اللہ یہ رات عجیب رات ہے۔ اس رات کی کیا بات ہے۔
اللہ پاک کی رحمتوں کا سید نزول ہے کسی کو نقد مدعا رسول ہے و دروں
جہاں میں شانِ کریم کا نور ہے۔ طبقات زمین و آسمان میں نور ہی نور ہے
آج نیرنگی کا دوطحا پیرنگی کی دھن سے ہم آغوش ہے خلوتِ خانہ توحید

میں فرحت و انبساط کا جوش ہے جسے محبوب پر وادی امین میں ہزاروں
پرسے تھے آج بے نقاب ہے۔ وہ معشوق جس کی ادنی جھلک نے حضرت
موسیٰ کو پہنشن کیا تھا۔ اس رات بے حجاب ہے۔ طالب سے مطلوب،
مطلوب سے طالب، مسرت کی عید ملتے ہی غنچہ ہائے وصل اس طرح
چٹک چٹک کر کھلتے ہیں۔

العرض بعد حصول اس دوست کے درگاہ رب العزت سے پکا ہے
وقت کی نماز اور چھ ماہ کے روزے ہر سال آپ کی امت پر فرض کئے گئے
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وصیت کو یاد کر کے عبادت کی تخفیف میں بہت
سستی کی۔ آپ نے سر مبارک سجدے میں رکھ کر الحاح و زاری کی اور عرض
کیا کہ یا الہی امت میری ضعیف و ناتوان ہے اور عمر حقوڑی اس قدر
بارگراں نہ اٹھا سکے گی۔ حکم ہوا کہ پانچ وقت کی نماز اور ایک ماہ کے روزے
منظور ہیں۔

نوے ہزار کلمات راز و نیاز اور امر و نہی کے ارشاد ہوئے اور
تمام مقصد اور مطلب آپ کے خاطر خواہ راست ہوئے پھر باری تعالیٰ
کی بارگاہ سے رخصت چاہی۔

مراجعت

بعد قرب تمام جناب خالق کریم و حصول شرف کلام و دیدار، اور
دیگر نعمائے عظیمہ آپ نے مراجعت فرمائی۔ خزاں برکات و مراسم تجلیات

سے مالامال ہو کر لی بی اُمہانی کے گھر دولت خانہ نبوت کا شانہ میں تشریف لائے اور جبریلؑ، خواجہ کائنات کو مکان پر پہنچا کر واپس ہوئے۔ بستر مبارک کو گرم اور زنجیر حجرے کی سنوز ہلتی ہوئی پانی جس جگہ دھنوکیا وہاں پانی بہتے دکھیا اور صبح بعد نماز فجر حکایات معراج کی بیان کیں۔

روضۃ الاحباب میں زمانہ آمد و رفت تین ساعت لکھا ہے پس اس عالم میں اثر توقف اور طول سیر کا معلوم نہیں ہوتا تھا۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانی و دیگر صوفیہ کرام نے لکھا ہے کہ معراج میں آپؐ کا تشریف لیجانا از قبل علم آخرت ہے کہ اس عالم میں بڑی گنجائش ہے ایک لمحے میں صد ہا سال کے کام ہو سکتے ہیں۔

تصدیق معراج

صبح آپؐ نے اس حال کو بیان فرمایا۔ کفار نے جھڈایا اور ٹھٹھا کرنے لگے۔ بعضوں نے ان میں سے جھپٹ کر ابو بکر صدیقؓ سے کہا کہ تم اب محمدؐ کو سچا کہو گے۔ وہ کہتے ہیں کہ رات کو میں بیت المقدس اور سب آسمانوں کی سیر کر آیا۔ ابو بکر صدیقؓ نے کہا اگر وہ یہ بات کہتے ہیں تو بیشک سچے ہیں اور آپؐ کے حضور میں حاضر ہو کر احوال معراج سن کر بخوبی تصدیق کی۔ اسی سبب سے ان کا لقب صدیق ہوا۔

قریش نے کہا کہ آسمان کا حال تو ہمیں معلوم نہیں مگر بیت المقدس کو ہم نے دیکھا ہے اور خوب جانتے ہیں کہ تم وہاں کبھی نہیں گئے ہو۔

بھیلا نقشہ بیت المقدس اور شرح اس کے مکانات کی تو بیان کرو۔ آپ
 رات کو تشریف لے گئے تھے اور کچھ ضرورت آپ کو نقشے کے دریافت
 کرنے کی نہ تھی۔ بایں جہت آپ کو نقشے کے بیان میں تامل ہوا۔ تو جبریل
 نے بیت کو آپ کے سامنے لا کر حاضر کر دیا۔ آپ نے دیکھ کر بخوبی نقشہ
 بیان کر دیا۔ کا فلا جواب ہوئے۔

بیت المقدس جو خاص سبیل سلیمانی سے عبارت ہے۔ سخت نصرت
 حادثہ میں گرایا گیا اور پھر جو اس کی تعمیر ہوئی تو اس کو اظہار کے بادشاہ
 انٹیوکس نے حضرت مسیح علیہ السلام سے پیشتر ہی گرایا گیا۔ پھر اس کے بعد
 جو تعمیر شروع ہوئی اور وہ تعمیر حضرت مسیح علیہ السلام کے عہد تک تیار نہیں
 ہوئی تھی۔ جس کی سرپرستی ہیرودس حاکم شام کرتا تھا جو قیصرہ روم کا
 ماتحت تھا اس کو حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشین گوئی کے موافق حضرت
 مسیح علیہ السلام کے صعود سے تینیا ۴۰ برس بعد روم کے قیصر طیبوس نے
 بیخ و بنیاد سے گرا دیا۔ اور اس پر ہل چلوا دیئے۔ پھر جو کسی نے اس کی تعمیر
 کا قصد کیا تو تہ کر سکا۔ اس کی بنیادوں میں مذلوں کے بعد تک آگ کے شعلے
 نکلنے لگے جو قہر الہی تھا۔ یہودی مسیح کے ساتھ یہ سلوک کرنے سے آخر
 وہ تعمیر حضرت عمرؓ کے عہد تک خراب پڑی رہی۔ وہاں خس و خاشاک اور
 بول و براز پڑا رہتا تھا۔ پھر اس کو حضرت عمرؓ نے تعمیر کیا۔ یہ بات عیسائیوں
 اور محمدیوں کی تاریخ میں بالالفاق مانی گئی ہے پس آپ نے نماز وہاں کیونکر
 پڑھی اور اس کے نشانات لوگوں کے سوال کے موافق کیونکر بیان فرمائے

اس عہد کے بیشتر صد ہا سال سے ہی اُس کو کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ وہ اُس کے نشانات کیونکر پوچھ سکتے تھے؟ ہاں شاہ قسطنطین کا گرجہ اس عہد میں موجود تھا۔ پس اس میں آپ نے نماز پڑھی ہوگی۔ اور اسی کو شاید آپ مسجد اقصیٰ کہتے ہیں۔ اسی ہی کے عرب نے نشان پوچھے ہوں گے جن کو وہ شام میں جاتے وقت دیکھا کرتے تھے۔ وہی نشانات آپ نے تھلائے ہونگے اب اہل اسلام کو مذہب عیسوی اور شاہ قسطنطین کے عہد کا مذہب صحیح تسلیم کرنا پڑا۔ اور اسی کو مسجد اقصیٰ کہنا چاہئے اور اُس کی تعظیم بجا لانی چاہئے۔ حالانکہ ایسا نہیں کرتے بلکہ عمرؓ نے قدم جگہ مسجد نبویؐ جس کو اب تک مسلمان مسجد اقصیٰ یا بیت المقدس کہتے ہیں۔ تشریف تو کچھ ہوا اُس کی حقیقت کے روبرو مکہ میں حاضر ہونے کے کیا معنی؟ معلوم ہوا کہ اسلام ایسی ہی غلط باتوں اور توہمات پر مبنی ہے جن کو کوئی تسلیم نہیں کرتا۔

یہ تمام تقریر محمد عیساؤیوں کی مصلح کاری ہے۔ عوام اہل اسلام کو فریب دینے کے لئے کہ مسجد اقصیٰ بنیسا وہی سبیل سلیمان ہے جو اُس عہد میں منہدم پڑی تھی۔ پھر کوئی مسجد مقدس منہدم ہو جائے تو کیا اُس کی تعظیم و عظمت و برکت ان عمارت کے گرنے سے جاتی رہتی ہے؟ ہرگز نہیں اگر ایسا ہوتا وہی سبیل جس کو بخت نہر کے بعد عزیر علیہ السلام کے لئے انبیاء نے تعمیر کیا۔ چاہئے کہ وہ مقدس سبیل نہ رہے کیونکہ وہ عمارت اور تھی یہ اور اسی طرح اور عمارت بدلتی گئیں۔ پس معلوم ہوا کہ عمارت کو اس میں کچھ دخل نہیں ہوں، یا نہ ہوں پرانی ہو جائیں یا بدل جائیں۔ وہ جگہ وہی کہلاتی ہے

اُس کی وہی تعظیم باقی رہتی ہے۔ پس آپ نے اس قدیم جگہ پر نماز پڑھی۔ اور اسی کو آپ مسجد اقصیٰ کہتے تھے۔ کیا منہدم جگہ پر نماز نہیں پڑھ سکتے۔ رہا لوگوں کا عمارت سے سوال تو وہ خاص مسجد اقصیٰ سے نہ تھا۔ جیسا کہ محض سمجھ گیا بلکہ آپ کے امتحان کے لئے اس جگہ کی ان عمارت سے سوال تھا جو ان کے زمانے میں موجود تھیں۔ خواہ وہ قسطنطین کا گرجا ہو یا کوئی اور اور مجازاً عرف عام میں سب کو بیت المقدس کہتے تھے اور اب بھی کہتے ہیں۔ بلکہ بیت المقدس کا اطلاق تمام شہر یروشلم پر ہوتا تھا۔ اور اب تک ہوتا ہے۔ ہاں مسجد اقصیٰ خاص اسی جگہ کا نام ہے۔ پس قرآن حکیم میں صرف مسجد اقصیٰ تک جانا مذکور ہے۔ خواہ وہ منہدم ہو یا نہ ہو اور احادیث میں وہاں نماز پڑھنا مذکور ہے سو وہ بھی ممکن خواہ منہدم ہو خواہ عمارت ہو اور ان لوگوں کا سوال بھی بیت المقدس کی بعض نشانیوں سے تھا نہ کہ مسجد اقصیٰ کی۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے۔

”میں مقام حجر میں تھا اور قریش معراج کے بارہ میں سوالات کرتے تھے اور بیت المقدس کی بعض چیزیں پوچھتے تھے کہ جو مجھے خوب یاد نہ رہیں بھتیں۔ تب میں ایسا گھبراہٹا کہ ایسا کبھی نہیں گھبراہٹا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے حجاب دور کر دیا اور میری نظر میں بیت المقدس تھا جو پوچھتے تھے میں جواب دیتا تھا۔“

اس کے علاوہ قریش کے چند قافلے ملک شام میں تجارت کیلئے گئے ہوتے تھے

قریش مکہ نے آپ سے سوال کیا کہ اگر آپ راتوں رات بیت المقدس گئے تو ہمارے فلاں فلاں قافلے آپ کو راستے میں ضرور دکھائی دیئے ہوں گے۔ اگر آپ سچے ہیں تو ان کی پوری کیفیت بیان فرمائیے کہ اس رات وہ کہاں تھے اور اہل قافلہ اس وقت کیا کر رہے تھے۔ اور ان میں کیا واقعہ ہوا تھا۔ چنانچہ آپ نے ان کی سب مفصل کیفیت بیان کی اور فرمایا کہ وہ واپس ہو گئے۔ بدھ کے روز مکہ میں داخل ہوں گے۔ اس دن قافلے قریب شام تک نہیں آئے۔ اللہ تعالیٰ نے دن کو اتنا بڑھا دیا کہ قافلے مکہ میں داخل ہو گئے۔ اور جب وہ قافلے آئے لوگوں نے ان سے سوال کیا کہ فلاں شب تم کہاں تھے۔ اور کیا معاملہ تم میں گذرا تھا۔ انہوں نے وہی بیان کیا جس کی فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں موجود ہے۔ یا جملہ خدائے تعالیٰ نے ہر طرح اس عطیہ عظمیٰ کی صورت تصدیق نمایاں کی۔

دانتاب اگرچہ سیاروں میں چھوٹا ہے مگر حرم اس کا زمین سے بہت بڑا ہے۔ بسبب گردش فلک اور اپنی حرکت سے مغرب تا مشرق ہزاروں برس کی راہ ایک لحظے میں طے کر لیتا ہے جب یہ سیر سرعت دانتاب کے عند العقول محال نہیں تو انتاب نبوت کا جس کے نور سے سب کچھ پیدا ہوا ہے اگر محوڑی ہی رات میں عرش کے اوپر جائے اور آئے تو کیا عجیب ہے۔ شیطان کہ بدترین خلق اللہ سے ہے وہ ایک لحظہ میں مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک جاتا ہے تو جو شخص کہ بہترین مخلوقات ہو

اگر تھوڑی رات میں آسمان پر جائے اور آئے تو کیا محال اور تعجب ہے۔
 فرشتہ جبریلؑ وغیرہ ہزاروں بار آسمان سے زمین پر آتے ہیں اور جاتے
 ہیں۔ اگر ایک بار فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہ سب فرشتوں سے بہتر اور افضل
 ہیں۔ زمین سے آسمان پر تشریف لے جائیں تو کیا بعید ہے۔ نور البہر النہار
 کا بجز آٹھ گھونٹنے کے ساتویں آسمان کے ستاروں تک اور وہ جسم شریف کہ
 کروڑوں درجہ نور لبھر سے پاکیزہ ہو۔ اگر وہ ایک رات میں قدرت الہی سے
 آسمان پر پہنچے تو کیا حیرت کی بات ہے (اسی طرح ہزاروں دلیلیں ثبوت
 مہراج فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجود ہیں۔ مگر اس جگہ طوالت کلام
 باعث نہیں لکھیں پس اہل ایمان کے نزدیک اس قدر ہی کافی ہے

سوال باب

ہجرت

۱۲۲ھ

نبوت کے گیارھویں سال قبیلہ خزرج کے چھ آدمی حج کرنے کے لئے
 مدینہ سے آئے آپ نے ان کو اسلام کی خوبیاں سمجھائیں اور انہوں نے سچے
 دل سے اسلام قبول کر لیا۔ جب یہ لوگ واپس گئے تو ہر کسی سے اس کا
 تذکرہ کیا اور گھر گھر آپ کا ذکر کیا۔

بیعت عقبہ اولیٰ

نبوت کے بارہویں سال مدینہ کے بارہ معزز آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ اور درخواست کی کہ حضور مدینہ تشریف لے آئیں۔ تو ہم لوگ جان و مال سے حضور کی خدمت کریں گے۔ چنانچہ آپ نے ایک پہاڑی کی گھاٹی پر بیٹھ کر ان سے اس بات کا عہد لیا اگر آنحضرت مدینہ تشریف لائیں تو ہم دل و جان سے ساتھ دیں گے اسے بیعت عقبہ اولیٰ کہتے ہیں۔ آپ نے مصعب ابن عمیر کو جو عبد مناف کے پوتے اور پرانے مسلمانوں میں کھتے۔ ان لوگوں کے ساتھ بیچ دیا تاکہ وہاں دین پھیلا میں

بیعت عقبہ ثانی

نبوت کے تیرھویں سال مدینہ سے ۵۰ آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے اور کہا کہ حضور مدینہ تشریف لے چلیں۔ آپ نے ۵۰ مشہور آدمیوں سے پھر اسی گھاٹی پر بیعت لی جسے عقبہ ثانی کہتے ہیں۔ اس وقت سے آپ کے چچا عباس بھی کھتے۔ جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے مگر آپ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ انہوں نے ان لوگوں سے کہا کہ فخر غلام صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان میں بڑی عزت رکھتے ہیں۔ دشمنوں کے مقابلہ میں ہم ہمیشہ ان کا ساتھ دیتے رہے۔ اگر تم مرنے دم تک ان کا ساتھ دے سکو تو بہتر درجہ ابھی بڑا دیدو۔ برا اور اہمیت (سروارانِ بزرگ) نے کہا یا رسول اللہ ہم سے

اور یہودیوں سے تعلقات ہیں۔ بیعت کے بعد یہ تعلقات ٹوٹ جائیں گے ایسا نہ ہو کہ جب اسلام کو قوت اور طاقت حاصل ہو جائے تو آپؐ ہم کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ آپؐ نے مسکرا کر فرمایا "تمہارا خون میرا خون ہے۔ تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں۔" دونوں طرف سے قول و قرار ہو کر بنیاد اس کام کی مستحکم کی۔ اور بارہ آدمی ان ستر آدمیوں میں نقیب انصار کے مقرر ہوئے جب اس قول و قرار اور بیعت کی خبر قریش کو پہنچی وہ نہایت ہی بے قرار ہو گئے۔ اہل مدینہ کی تلاش کرنے لگے لیکن انصار اپنے وطن کو روانہ ہو چکے تھے۔ جب اصحابوں کو چائے من مکہ سے نزدیک مسیر نہ ہوئی اور ایذا قریش کی حد سے زیادہ گذری تو آپؐ نے غریب مسلمانوں پر کفار کی سختیاں دیکھ کر مدینہ جانے کی عام اجازت دیدی۔ حکم ہوتے ہی انہوں نے جانا شروع کر دیا جن میں عمار یا سر سعد بن ابی ذناص اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔

روانگی بجانب مدینہ

آخر میں خود فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مکہ کو چھوڑ کر ہجرت کرنی چاہی قریش کے لوگوں کو بھی اس کی خبر مل چکی تھی۔ انہوں نے آپؐ کے قتل کا ارادہ کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو خبر دیدی تھی اور آپؐ ہجرت کی پوری تیاری کر چکے تھے۔ آپؐ نے نہایت ہی اطمینان سے حضرت علیؓ کو اپنی چار پالی پر لٹایا اور دونوں اپنے گھروں سے بیچ الاولیٰ سلسلہ نبوی شہد دو شنبہ ۸ ماہ بعد معراج نکل کر مکہ کے پاس ہی ثور نام ایک پہاڑ کے غار میں جا کر چھپ گئے

صبح کو کافرون نے آپ کی کھوج شروع کی اور ڈنھونڈھتے ڈھونڈھتے اس غار کے منہ تک آگئے۔ مگر آپ کے غار میں داخل ہونے کے بعد غار کے منہ پر مگرہی نے جالاتن دیا تھا جب کھوج لگانے والوں نے کہا کہ آنحضرت اس میں ہیں۔ تو کفار نے بڑا مذاق اڑایا۔ اور کہا اگر اس میں کوئی شخص گھستا تو جالا کیسے سلامت رہ سکتا تھا غرض کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بال بال بچایا۔

۲۔ فجر و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ تین دن تک اس غار میں رہے حضرت ابو بکرؓ کے بیٹے عبد اللہ رات کو آکر مکہ والوں کے حالات اور مشورون کی خبر دیا کرتے تھے۔ کچھ رات گئے حضرت ابو بکرؓ کا غلام چپکے سے یہاں بکریاں لے آتا آپ اور حضرت ابو بکرؓ ان کا دودھ پنی لیتے۔ چوتھے دن آپ اور حضرت ابو بکرؓ غار سے نکلے ایک رات دن برابر یوں ہی چلتے رہے۔ قریش نے اشتہار دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا ابو بکرؓ کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو تنواریٹ انعام میں دئے جائیں گے۔ صراقہ بن حبشم انعام کی لالچ میں نکلا راہ میں آپ کو دیکھ لیا۔ اور چاہا کہ گھوڑا دوڑا کر نزدیک پہنچ جائے لیکن گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گر پڑا۔ دو بارہ گھوڑا دوڑایا۔ گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک زمیں میں دھنس گئے تب وہ سمجھا کہ یہ ماجرا کچھ اور ہے۔ حضرت بنو نہدیہ نے عرض کی۔ اے خدا کے رسول! امن بخشا جائے۔ حضور نے اس کی درخواست قبول فرمائی۔

مکہ پیشہ

۱۔ از روئے احادیث کل مقدس و متبرک مقاموں میں چار مقام افضل اعلیٰ

ماننے گئے ہیں۔ ایک مکہ معظمہ، دوسرے مدینہ منورہ، تیسرے عرش معلیٰ۔ چوتھے
 بیت المقدس اور ان چاروں میں مدینہ افضل مانا گیا ہے۔ اور یہ فضیلت اور
 عظمت مدینہ کی زمین کے اس ٹکڑے کی وجہ سے ہے کہ جس سے جسم مبارک
 جناب فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ملا ہوا ہے۔ یہ ٹکڑہ سب سے افضل و اعلیٰ نذر
 اظہر ہے اور یہ تمام خوبیاں اور مساوی برکتیں حضور پر نور جناب رسول اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم ہی کے پاک قدم کی بدولت ہیں۔

۲۔ مدینہ عربی میں شہر کو کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر
 تشریف لے آنے کے بعد میثرب کا نام "مدینہ النبی"۔ نبی کا مدینہ یعنی شہر مشہور ہوا
 اور اس وقت سے اس کا نام مدینہ ہو گیا۔

۳۔ مدینہ کے لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر ہو چکی تھی۔
 اور سب پر انتظار کا عالم تھا۔ چنانچہ بروز دو شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۳ سالہ نبوی کو
 مدینہ میں داخل ہوئے اور چودہ روز تک "قبا" کے محلے میں کلثوم بن ہرم کے ہمان
 رہے۔ حضرت علی مرتضیٰ بھی پہنچ چکے تھے۔

پہلی مسجد

مدینہ سے تین میل باہر کچھ اونچائی پر پہلے سے ایک چھوٹی سی آبادی تھی۔
 جسکو عالیہ اور قبا کہتے ہیں۔ یہاں مسلمانوں کے کئی معزز گھر لے رہتے ہیں۔ قیام کے
 زمانہ میں حضور نے خود اپنے ہاتھ سے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی تھی۔ جسکا نام قبا کی مسجد
 ہے۔ اس نواح میں مسلمانوں کی سب سے پہلی عبادت گاہ ہے۔

پہلا جمعہ

چودہ دن کے بعد آپ نے شہر مدینہ کا رخ کیا۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ راہ میں نبی سالم کے محلہ میں نماز کا وقت آگیا۔ یہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں پہلی نماز جمعہ تھی۔ نماز سے پہلے خطبہ پڑھا یہ خطبہ ایسا تھا کہ جس نے سنا اثر میں ڈوب گیا۔

نشانِ اسلام

اگرچہ کلثوم بن ہدم کی التجا تھی کہ آپ ابھی کچھ دن رہیں مگر اہل مدینہ کے اشتیاق اور محبت نے ان کی اس خواہش کو پورا نہ ہونے دیا۔ جس وقت آپ روانہ ہوئے تو ہمراہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بوقتِ داخل ہونے مدینہ آپ کے ساتھ نشان ضرور ہو تو ابو ہریرہ نے جوشِ عقیدت میں سر سے اپنا سبز عمامہ اتار کر تیز سے پر باندھ لیا۔ علم بردار بن کر آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ مسلمانوں کے علم کا رنگ اسی وجہ سے سبز ہے۔

مدینہ میں داخلہ

نماز کے بعد فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے۔ آپ کے تنہا لی رشتہ دار بنو نجار ہتھیار لگا کر آپ کو لیتے آئے۔ قبا سے شہر مدینہ تک ہر قبیلہ کے معزز لوگ دور دور یہ کھڑے تھے۔ آپ جس قبیلہ کے آگے سے گذرتے وہ عرض کرتا کہ اے خدا کے

یہ گمزیہ مال یہ جان حاضر ہے آپ شکر یہ ادا کرتے اور دعائے خیر دیتے۔ شہر قریب آیا
تو مسلمانوں کے جوش کا یہ عالم تھا کہ عورتیں چھتوں پر نکل آئیں اور گلے لگیں۔

چودھویں کا چاند ہمارے سامنے نکل آیا
وداع کی گھائیوں سے
ہم پر خدا کا شکر واجب ہے
جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مَنْ ثَنَيْتُ الْوَدَاعِ
وَجَبَّ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَا دَعَا اللَّهُ دَاعٍ

بنو نجار کی لڑکیاں جنکو حضور کے تنہالی رشتہ دار ہونے کا شرف حاصل تھا
خوشی میں دف بجا بجا کر یہ شعر گاتی تھیں۔۔۔۔

ہم نجار کے خاندان کی لڑکیاں ہیں
ابے ہے محمد ہمارے پاس بسین گے

۲۰ ربیع الاول ۱۰؎ نبوی بروز جمعہ مدینہ میں داخل ہوئے۔ ارادہ مند
مدینے والوں کو بہت کاجوش اور ارادت کے اظہار کا دلولہ اس درجے تک تھا کہ ہر ایک
کی یہی خواہش تھی کہ آپ میرے ہی گھر میں اتریں۔ مگر آپ نے کسی کی دلشکنی کو گوارا
نہیں کیا۔ اور فرمایا کہ جہاں میری اونٹنی جا کر خود بخود بیٹھ جائے گی میں وہیں اتر
پڑونگا۔ اس خبر کے سنیے سے سب منتظر تھے کہ دیکھیں اونٹنی کہاں بیٹھتی ہے۔
اور بڑی سعادت کس کے حصہ میں آتی ہے۔ آخر کار اس جگہ پر جہاں اب مسجد
نبوی ہے۔ اونٹنی بیٹھ گئی۔ اوس وقت آپ کی پیشانی مبارک پر پسینا آگیا۔
اور چہرہ مبارک بدل گیا۔ یہ نزول وحی کے وقت کی ایک حالت تھی۔ جو آپ پر
طاری ہوئی۔ اس کے بعد اونٹنی اٹھی۔ کچھ قدم آگے چل کر پھر مڑ کر وہیں آگئی

جہاں پہلے بیٹھیں تھیں۔ یہ دوبارہ بیٹھنا آخری فیصلہ تھا۔ ہر چند لوگوں نے کوشش کی کہ اونٹنی اٹھے مگر وہ نہ اٹھی چونکہ اس مقام کے پاس جہان اب مسجد نبوی ہے۔ ابو ایوب انصاری کا گھر تھا۔ جو بخاری کے خاندان سے تھے۔ اس لئے اب انہیں کے یہاں مہمان اترے اور ہر طرح کے آرام و آسائش کا سامان بہم پہنچایا۔ حضرت سات مہینے انہی کے گھر رہے۔ جب مدینہ میں آپ کو ہر طرح امن و امان کے ساتھ رہنے کا یقین ہو گیا۔ تو آپ نے کچھ دن کے بعد اہل و عیال کو بھی بلوایا۔ ان کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر والے بھی آ گئے۔

مسجد نبوی

مدینہ میں خدا کے فضل سے آپ کو اپنے خالق کی عبادت اور لوگوں میں سچے دین کی اشاعت کرنے کی پوری پوری آزادی تھی۔ کسی معاملہ میں کوئی روکتے والا نہ تھا۔ مگر ان باتوں کو پورا کرنے کیلئے کافی امکان نہ تھا۔ اس لئے جس طرح آپ نے مقام قبا میں سب سے پہلے مسجد نبوی اسی طرح مدینہ میں بھی آرام اور اطمینان حاصل ہونے پر سب سے پہلے مسجد بنانے کا حکم دیا۔ اور وہی مقام جہان اب کی اونٹنی آکر بیٹھی تھی۔ اسی مطلب کیلئے ہند کر کے ہاجرین اور انصار کے ساتھ ملکر مسجد بنائی۔ جس موقع پر انیٹین بنائی گئی تھیں۔ وہ اب تک مدینہ مطہرہ میں موجود ہے۔ مسجد کی عمارت نہایت سادگی تھی مسجد کے قریب ہی اپنے لئے چند کوکھڑیاں بنوائیں۔ جن میں آپ اور آپ کے گھر کے لوگ (اہلبیت) رہنے لگے۔

صفہ والے

صفہ عربی میں چوترا کو کہتے ہیں۔ مسجد نبوی کے صحن میں ایک چوترا بنایا گیا تھا۔ یہ خاص ان لوگوں کیلئے ایک جگہ چھوڑ دی تھی۔ جن کے دل آپ کی خدمت میں حاضر رہنے کے ایسے مشتاق تھے کہ وہ دنیا کے سب کام اور تعلق چھوڑ بیٹھے تھے۔ یہ بزرگ رات دن خدا کی عبادت اور ایسی ریاضتوں میں مشغول رہتے جو خدا کے حبیب نے ان کے واسطے بخونیز کر دی تھی۔ ایسی صورت میں ان کو ستر عورت، اور قوت، لامیوت کے سوا اور کسی چیز کی ضرورت نہ تھی ان کے لباس کا تو ضرورت کے موقع پر آپ انتظام فرما دیا کرتے تھے۔ روزانہ خوراک کا یہ انتظام کر رکھا تھا کہ رات کے وقت آپ ان کو اپنے سامنے بلاتے بعض کو اپنے گھر سے کھانا عطا فرماتے تھے۔ باقی کو ایک ایک دودو کر کے صحابہ میں تقسیم کر دیتے تھے جو ان کو کھانا کھلا دیا کرتے تھے ان ہی بزرگوں کو اصحاب صفہ کہتے ہیں۔

نماز کی تکمیل

مکہ میں چونکہ امن و امان نہ تھا۔ نکلے بندوں نماز پڑھنے کی اجازت تھی اس لئے فرض نماز دو ہی رکعتیں تھیں۔ مدینہ آ کر جب مسلمانوں نے اطمینان کی سانس لی اور مذہب کی آزادی ملی تو ظہر، عصر، عشا کی چار چار رکعتیں پڑھی گئیں۔ مغرب کی تین رہیں اور صبح میں دو کیونکہ صبح کے وقت لمبی قرارت یعنی رکعتوں کے بدلے زیادہ پڑھنے کا حکم تھا۔

اذان کی ابتدا

مدینہ میں مسلمانوں کی کثرت اور آزادانہ معاشرت کی وجہ سے نماز کے وقتوں میں بہت ہجوم ہونے لگا۔ مگر چونکہ اس وقت تک کوئی ایسا طریق مقرر نہیں ہوا تھا۔ جس سے سب کو نماز کی جماعت کے وقت سے اطلاع ہو جائے اور سب ایک ہی وقت پر حاضر ہو کر شریک جماعت ہوں اس واسطے مسلمانوں کو بڑی دقت پیش آئی۔ جس کے دور کرنے کی تجویز ہونے لگیں۔ کسی نے نماز کے وقت سنکر بجا کر اطلاع دینے کی صلاح دی کسی نے بلند جگہ پر آگ جلانے کی تجویز پیش کی مگر باخدا مسلمانوں کو ان میں سے کوئی بھی بات پسند نہ آئی۔ آخر کار خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور چاند صحابہ رضی اللہ عنہم کو خواب میں یہ کلمات سکھادئے جو اب اذان میں پڑھے جاتے ہیں۔ اور سب سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں موذن مقرر ہوئے۔

۲۔ اذان سے اوقات نماز کی اطلاع ہی نہیں ہوتی بلکہ اس میں ایسے الفاظ پڑھے جاتے ہیں جن سے خداوند پاک کی عظمت و شوکت بزرگی و کبریائی وحدت یکتائی اور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی بڑے زور کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔

ایک روز صبح سویرے آنحضرت کو جگانے کیلئے بلالؓ نے الصلواتہ
 خیر من النوم (نماز نیند سے بہتر ہے) کہا آپ کو یہ فقرہ بہت پسند آیا

اور فرمایا کہ آئندہ سے صبح کی آذان میں اسے بھی شامل کر لیا کرو

تحويل قبلہ

بیت المقدس ملک فلسطین میں ایک منبرک مقام ہے۔ اگلے انبیاء علیہم السلام کی طرح آپ بھی اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ ۱۶ ماہ بعد بروز پیر ۱۵ رجب المرجب ۱۰ ہجری کو یہ آیت اتری :-

قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي
السَّمَاءِ فَلَنَوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً
تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
ہم آپ کا بار بار آسمان کی طرف منہ اٹھانا
دیکھ رہے ہیں۔ ہم ضرور آپ کا رخ ایسے
قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس سے آپ
راضی ہو جائیں گے سو لیجئے رخ مسجد الحرام
(بقرہ) رکعبہ کی طرف پھیر لیجئے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی آپ ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ چنانچہ اسی حالت میں آپ، اور آپ کے ساتھیوں نے اپنا منہ کعبہ کی طرف پھیر لیا۔ اور نماز سے فارغ ہو کر آپ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو ہدایت بھی سنادی۔ اور اسی دن سے بیت المقدس کی جگہ کعبہ مسلمانوں کا قبلہ ٹھہرایا گیا۔ مسجد نبوی اور مسجد قبا دونوں میں بیت المقدس کی طرف قبلہ بنا ہوا تھا۔ اس حکم کے بعد ان میں بھی قبلے کی سمت بدل دی گئی۔ اس وقت بھی آپ نے صحابہ کے ساتھ ملکر کام کیا اسی سال رمضان شریف کے روزے بھی فرض ہوئے۔

روزہ

نماز کے بعد اس سال روزہ کی دوسری عبادت فرغ ہوئی۔ اس کے لئے رمضان کا ہینہ چنا گیا۔ یہ وہی پاک ہینہ ہے جس کی ایک رات میں خدا کا پیغام اس خاص بندہ پر حرا کے غار میں اُتر اُتھا۔ اس یادگار میں یہ ہینہ عزت اور حرمت کا ہینہ مقرر ہوا۔ اور اس میں اسی طرح دن گزارنے کا حکم ہوا جس طرح اس برگزیدہ نبی نے ان دنوں حرا میں دن گزارے تھے۔ یعنی دن کو کھلنے پینے سے پرہیز اور رات کو خدا کی عبادت

عید

پہر شریعت نے اپنے لئے تہوار کا کوئی دن اپنی خوشی اور مسرت کیلئے مقرر کیا۔ اسلام نے اس کے لئے رمضان کے روزوں کے بعد شوال کی پہلی کو عید کا دن مقرر کیا۔ اس عید کی دو رکعت نماز پڑھنے کو بتایا۔ تاکہ خدا کے سامنے سب کھڑے ہو کر قرآن کی نعمت اور اسلام کی دولت ملنے پر خدا کا شکر ادا کریں۔ اور اس لئے تاکہ اس خوشی کے دن کوئی بھائی بھو کا نہ رہے یہ انتظام کیا گیا۔ ہر مقدرت والے پر فطر کا صدقہ واجب کیا گیا۔ یہ پہلا موقع تھا۔ کہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ساتھ لیکر ایک میدان میں عید کی نماز ادا کی۔ نماز کے بعد خطبہ دیا۔ جس میں فطر کے صدقہ کی خوبیاں بیان فرمائی۔ یہ عید کی نماز مسلمانوں کی معاشرتی مساوات اور نہ ہی خوشی کا سالانہ منظر ہے۔

مواخاتہ مہاجر و انصار

باہمت مہاجرین رضی اللہ عنہم نے اپنے وطن اور شہر کو ایسے طریق سے نہیں چھوڑا تھا کہ اپنا مال و اسباب ساتھ لاسکتے یا بعد میں وہاں سے منگاسکتے۔ بلکہ وہ تو اہل مکہ کے ظلموں سے مجبور ہو کر بے سر و سامان نکل آئے تھے۔ اس واسطے ان میں سے اکثر و ن کے پاس نہ رہنے کو مکان تھا اور نہ ظاہری جمیعت کا کوئی سامان۔ لیکن انصاری رضی اللہ عنہم، صاحب وطن، صاحب جائداد، اور ہر طرح سے فارغ البال اور آسودہ و خوشحال تھے۔ ایسی حالت میں آپ نے ارشاد الہی کے مطابق ان دو مقبول جماعتوں میں عقد مواخاتہ (بھائی چارہ) کا رابطہ قائم کر دیا۔ اور مدینہ میں مستقل بود باش اختیار کر لی جس کی وجہ سے انصار و مہاجرین رضی اللہ عنہم اجمعین ایک دوسرے کے ولی قرار پائے گئے۔ ان بزرگوں نے جس عمدگی اور خوبی کے ساتھ اپنی ذمہ داری کو پورا کیا ہے۔ وہ اُنہیں قول کے سچے دل کے گھر۔، عالی ہمتوں کا حصہ تھا۔ ان میں سے ایک جو انہوں نے تو مروت و احسان کا ایسا نمونہ دکھایا کہ جس کی مثال تمام مذاہب میں سے کسی میں بھی نہیں۔ یعنی اُس نے اپنی ساری املاک کا نصف نصف کر کے ادھالنے پاس رکھ لیا اور ادھالنے مہاجر بھائی کو دیدیا۔ دین کے واسطے جس قدر کلیفین مہاجرین نے اٹھائی ہیں ان میں سے کس کس کا بیان کیا جائے۔ یہ تو انہیں کئے جاگتھے کہ ماریں کھائیں قتل کیے گئے۔ جائدادوں سے محروم رہتے بھائی بندوں سے بچھڑے اور آخر کار وطن سے بے وطن ہوئے مگر جس پاک دین کو قبول کیا تھا اس سے منہ نہ موڑا اور جس سچے نبی کی اطاعت کا جو اٹھایا اُس سے ذرا ہیں بچیں ہوئے اور اپنے مالوں اور جانوں

کو خوشی سے دین پر قربان کر دیا۔

مدنی زندگی کے ابتدائی مصائب

یورپین مورخین تو لکھتے اور کہتے ہیں کہ جب تک فخر عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں رہے اس وقت تک ان میں پیغمبرانہ شان پوری تجلیوں کے ساتھ جلوہ گر رہی۔ جب مدینہ آئے تو سلطنت کے ٹھاٹھ جم گئے اور وہی مصر و قیامت پیدا ہو گئیں۔ جو ایک بادشاہ کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً حرب و ضرب کی تیاریاں، جنگ و جدال کا آغاز، عدالتوں کا قیام، مدارس کا اجرا، احکام کا صدور وغیرہ۔ لیکن یہ ان کی نا فہمی ہے۔ جب وہ آپ کی حالت پر نظر ڈالتے ہیں تو ان کے سامنے حضرت موسیٰ اور حضرت سلیمان کی تصویر نہیں ہوتی بلکہ حضرت عیسیٰ کی زندگی ہوتی ہے۔ وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ حضور نبی کریم صرف نبی اسرائیل کیلئے نہیں بلکہ کل دنیا کی ہدایت کے لئے پیدا ہوئے اور ہر حیثیت اور ہر درجہ کے افراد کے لئے ایک مکمل نقشہ حیات پیش کیا اور ہر شعبہ حیات میں ان کی رہبری کی

۲- آپ کے سامنے صرف اعتقادات ہی کی اصلاح کا کام نہ تھا بلکہ آپ کو دنیوی رونق و شادابی کے لئے دنیا میں زندگی بسر کرنے اور شائستہ اور شریفانہ اوضاع اختیار کرنے کی راہیں بھی واضح کرنی تھیں پر آپ نے اپنی طرف سے کوئی اقدام نہیں کیا تھا۔ بلکہ ابتدا قریش ہی کی طرف سے ہونی تھی۔ مسلمان تیرہ برس تک منظرِ ممانہ اور سکیانہ زندگی بسر کر چکے تھے۔ اور اپنی جائیں لیکر اور وطن چھوڑ کر یہاں پہنچے تھے اور اطمینان کا سانس لیا تھا مگر جب یہاں بھی انہیں چین سے نہ بسنے دیا تو وہ بھی آخر انسان تھے گوشت و پوست کے بنے ہوئے تھے۔ اپنے سینوں میں دہڑکتے ہوئے حساس دل

کہتے تھے ان کی قوت بھی بڑھ چکی تھی۔ جب ان پر یہاں بھی یورش کی تیاریاں ہونے لگیں تو انہوں نے بھی شمشیر کے قبضہ پر ہاتھ رکھا یہ تو نہ ہو سکتا تھا اور تخیلی خشیت سے کچھ کہہ لیا جائے مگر عملی اعتبار سے یہ غیر ممکن اور خلاف فطرت تھا کہ وہ یہاں بھی پختے رہتے اور منطومی ہی کی زندگی بسر کرتے اور کرتے بھی تو یہ ہوتا کہ تباہ ہو کر رہ جاتے۔

مدینہ میں ضرور کہ جیسی منطومی کی زندگی نہ رہی تھی وہ پریشانیاں اور اذیت نصیبیاں بھی یہاں نہ رہی تھیں۔ گوۃ اطمینان بھی نصیب ہو گیا تھا۔ لیکن یہاں اور قسم اور دوسری نوع کے اذکار نے گھیر لیا تھا۔ پہلے تو یہودیوں نے بھی معاہدہ کر لیا تھا اور مدینہ میں بھی آپ کی سرداری مسلم ہو گئی تھی۔ مگر جب قریش نے انہیں بھڑکایا اور لکھا کہ تم نے ہمارے آدمیوں اور دشمنوں کو پناہ دی ہے، یا تو انہیں نکال دو ورنہ ہم ان کے ساتھ آپ پر بھی حملہ کریں گے اور آپ کی عورتوں کو تصرف میں لائیں گے تو ان کی پیشانیوں پر بھی بل پڑ گئے۔

ساتھ ہی خود مسلمانوں ہی کے اندر ایک منافقین کی جماعت پیدا ہو گئی جو ہر وقت مسلمانوں کے اتحاد کو توڑنے اور انہیں نقصان پہنچانے کے درپے رہتی تھی۔ یہودیوں کے اقتدار کو بھی چونکہ نقصان پہنچا تھا اور ان کا پہلا سا اقتدار باقی نہ رہا تھا۔ اس لئے وہ بھی سازش میں شریک ہو گئے۔ مکہ معظمہ میں تو ایک ہی دشمن تھا۔ یہاں تین تین دشمن مقابلہ میں کھڑے ہو گئے۔ وہاں دشمن مقابلہ کرتا تھا مگر سامنے آکر اور پکار کر کرتا تھا۔ یہاں دشمنوں کی یہ حالت تھی کہ وہ بظاہر دوست تھے۔ مگر اندرون طور پر اسلام اور اسلامیوں کے خوفناک دشمن تھے۔ اور ہر وقت درپے آزار

رہتے تھے۔ انتہا یہ ہے کہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ راتوں کی نیند اور دن کا چہرین حرام ہو گیا اور ہر وقت یہ کھٹکا لگا رہتا تھا کہ خدا جلنے دشمن کس وقت آپڑے۔ صحابہ کرام راتوں جاگتے رہتے اور پہرہ دیتے اور جو سوتے بھی تھے۔ وہ بھی مسلح ہو کر سوتے گویا یہاں کی زندگی بھی انتہائی خطرہ کی زندگی تھی۔

آٹھواں باب

غزوات و چہاد

کفر و اسلام کا اولین معرکہ

قریش کے پنجے تعذیب و ظلم سے نکل کر مدینہ پہنچ جانا اور وہاں گونہ گونہ سکون و اطمینان کے ساتھ ان کا وہاں رہنا سوہان روح بنا ہوا تھا۔ وہ خوب سمجھتے تھے کہ یہ لوگ اقتدار حاصل کر کے اگر انتقام بھی نہ لیں گے تو ان کے ظلم کدہ اعتراف کو تو ضرور برباد کر کے رکھ دینے کی سعی کریں گے جو ان کے اوقات اور تقدس کا واحد ذریعہ ہے اس لئے وہ ان کی طرف سے غافل نہ رہ سکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے زور و شور کے ساتھ مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اور منافقین و یہود کو اپنی سازش میں شریک کر لیا۔ ان تینوں کو اقتدار اسلام کی صورت میں اپنا اپنا اقتدار بھی خطرے میں نظر آتا تھا۔ قریش نے صرف ذاتی تیاریوں ہی پر اکتفا نہ کیا بلکہ تمام قبائل عرب میں جو ان کے زیر اثر تھے اسلام کے خلاف سخت دست دہ پر و پگنڈا کر کے

انہیں دشمن بنا دیا تھا۔ اور جنگ پر آمادہ کر لیا۔ یہ لوگ ان سفارتوں کو بھی روکتے تھے جو عازم مدینہ ہوتی تھیں۔ مسلمان ان تیاریوں کا حال سنتے تھے اور بیتاب ہوئے جلتے تھے۔ مگر ابھی تک وحی الہی نے انہیں اجازت نہ دی تھی۔ آخر ۱۲ صفر المنظر ۶۳۳ء کو یہ آیت نازل ہوئی۔ اور اجازت مل گئی۔

اِذْ نَالِ الْمَدِيْنَةَ يَمِيْنًا كَانَتْ لَهَا سَاقِطَةٌ مِّنْ سَمَوَاتِهَا وَنَجَّى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْهَا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهَا اٰيَاتٌ لِّاُولِيْ اَلْبَسَابِغِ
اِذْ نَالِ الْمَدِيْنَةَ يَمِيْنًا كَانَتْ لَهَا سَاقِطَةٌ مِّنْ سَمَوَاتِهَا وَنَجَّى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْهَا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهَا اٰيَاتٌ لِّاُولِيْ اَلْبَسَابِغِ
اِذْ نَالِ الْمَدِيْنَةَ يَمِيْنًا كَانَتْ لَهَا سَاقِطَةٌ مِّنْ سَمَوَاتِهَا وَنَجَّى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْهَا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهَا اٰيَاتٌ لِّاُولِيْ اَلْبَسَابِغِ
اِذْ نَالِ الْمَدِيْنَةَ يَمِيْنًا كَانَتْ لَهَا سَاقِطَةٌ مِّنْ سَمَوَاتِهَا وَنَجَّى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْهَا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهَا اٰيَاتٌ لِّاُولِيْ اَلْبَسَابِغِ
اِذْ نَالِ الْمَدِيْنَةَ يَمِيْنًا كَانَتْ لَهَا سَاقِطَةٌ مِّنْ سَمَوَاتِهَا وَنَجَّى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْهَا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهَا اٰيَاتٌ لِّاُولِيْ اَلْبَسَابِغِ
اِذْ نَالِ الْمَدِيْنَةَ يَمِيْنًا كَانَتْ لَهَا سَاقِطَةٌ مِّنْ سَمَوَاتِهَا وَنَجَّى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْهَا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهَا اٰيَاتٌ لِّاُولِيْ اَلْبَسَابِغِ
اِذْ نَالِ الْمَدِيْنَةَ يَمِيْنًا كَانَتْ لَهَا سَاقِطَةٌ مِّنْ سَمَوَاتِهَا وَنَجَّى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْهَا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهَا اٰيَاتٌ لِّاُولِيْ اَلْبَسَابِغِ
اِذْ نَالِ الْمَدِيْنَةَ يَمِيْنًا كَانَتْ لَهَا سَاقِطَةٌ مِّنْ سَمَوَاتِهَا وَنَجَّى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْهَا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهَا اٰيَاتٌ لِّاُولِيْ اَلْبَسَابِغِ
اِذْ نَالِ الْمَدِيْنَةَ يَمِيْنًا كَانَتْ لَهَا سَاقِطَةٌ مِّنْ سَمَوَاتِهَا وَنَجَّى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْهَا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهَا اٰيَاتٌ لِّاُولِيْ اَلْبَسَابِغِ
اِذْ نَالِ الْمَدِيْنَةَ يَمِيْنًا كَانَتْ لَهَا سَاقِطَةٌ مِّنْ سَمَوَاتِهَا وَنَجَّى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْهَا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهَا اٰيَاتٌ لِّاُولِيْ اَلْبَسَابِغِ

رَبَّنَا اللّٰهُ :

ان لوگوں کو لڑنے کی اجازت دی گئی ہے جن پر ظلم کیا گیا ہے۔ اور اللہ ان کی نصرت پر قادر ہے یہ لوگ ہیں جنکو بے حق کے گھروں سے صرف اس بات پر نکال دیا گیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے یعنی مسلمانوں کو جن پر اہل مکہ نے ظلم و ستم کیا اور انہیں اپنے وطن سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ لڑنے کو اجازت دی جاتی ہے۔

اب بھی حضور نبی کریم نے یہ نہیں کیا کہ اجازت ملتے ہی مسلمانوں کو لیکر چل کھڑے ہوں بلکہ آپ نے اسنادی تدابیر عمل میں لانی شروع کیں اور وہ صورت سوچی کہ قریش مصالحت پر مجبور ہو جائیں اور جنگ کی نوبت ہی نہ آئے۔

ایک طرف تو آپ نے قرب و جوار کے قبائل سے معاہدہ امن کر لیا اور دوسری طرف ان کی تجارت شام کا راستہ بند کر دینے کی سعی کی اور تین مرتبہ پچاس پچاس مسلمانوں کے دستے قریش کے تجارتی قافلہ کو چھپڑنے اور روکنے کیلئے بھیجے گئے۔ مغربی مورخین اس اعتراف کے باوجود کہ ان دستوں نے ایک دفعہ بھی قافلہ کو نہ ٹوٹا

پوری ڈھٹائی کے ساتھ یہ لکتے چلے آ رہے ہیں کہ یہ ہمیں قتل و غارتگری کیلئے بھیجی گئی تھیں۔

قرب و جوار کے قبائل کو معاہدہ پر مجبور کرنے کے لئے بھی مختلف ہمتاں بھیج گئیں جو اپنے مقصد میں کامیاب ہوئیں۔ اور معاہدے ہو گئے۔ جن کے کوئی ایک ماہ بعد ہی کرز بن جابر رئیس مکہ اچانک مدینہ پر حملہ آور ہوا۔ ہمت نہ پڑی تاہم آپ کے مویشی لوٹ کر واپس مڑ گیا۔ تعاقب پر ہاتھ نہ آیا جب آپ نے دیکھا کہ جنگ کی تیاریاں زور شور کے ساتھ جاری ہیں اور قریش حملہ کئے بغیر باز آنے والے نہیں تو اس خیال سے کہ اگر وہ مدینہ پر چڑھ آئے تو صورت حالات نازک ہو جائے گی۔ یہودی اور منافقین بھی خود ان کے ساتھ ہو جائیں گے۔ آپ ۳۱۳ فرزند ان توحید کی جمیعت لیکر خود ہی نکل کھڑے ہوئے اور مدینہ سے اسی میل (تین منزل) کے فاصلہ پر موضع بدر کے قریب خیمہ زن ہوئے۔

مکہ مدینہ کے درمیان وادی صفا کے نزدیک بدر ایک چشمہ کا نام ہے اور وہ مدینہ منورہ سے تین منزل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس چشمہ پر سٹہ صبر میں سلام کا یہ پہلا لشکر تھا۔ اور اس کی یہ پہلی لڑائی تھی۔ چونکہ یہ لڑائی اس کے کنارے ہوئی تھی اس لئے اسے بدر کہتے ہیں۔

حکیم بن حزام کے کہنے پر ختمہ بن ربیع جنگ کو روکنے کی سعی پر بھی آمادہ ہو گیا تھا۔ مگر حباب ابو جہل نے اسے طعنہ دیا تو وہ بھی جوش و خروش کے ساتھ تیار ہو گیا۔ ابھی تک انہیں یہ علم نہیں تھا کہ مسلمان بڑھ آئے ہیں۔ آخر قریش بھی گیارہ سو شجاعان جانباز کی ایک آراستہ اور کیل کانٹے سے لیس فوج لیکر سامنے میدان

میں ڈٹ گئے اور جنگ زور شور کے ساتھ شروع ہو کر قریش کی شکست پر منتج ہوئی

غزوہ بدر

۴، ۵ رمضان ۲ سنہ ۶۲۳ء

اس جنگِ عظیم کا وقوع بروز جمعہ، ۴ رمضان ۲ سنہ کو ہوا۔ اور یہ لڑائی اس اعتبار سے بہت اہم بہت مقدس اور بہت مشہور لڑائی ہے۔ کہ یہ کفر و اسلام کا پہلا معرکہ تھا۔ ایک طرف تین سو تیرہ بے سرو سامان مظلوم، کمزور اور فاقہ کش انسان تھے اور دوسری طرف گیارہ سو جوانان قریش کی وہ فوج تھی جس میں مشرکین مکہ کے وہ منتخب و شجاع لوگ موجود تھے جن کی شہرت و عظمت کا سکہ تمام عرب پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور جو فنونِ جنگ سے پوری طرح واقف تھے۔ ان کے علاوہ قریش کے تمام نامور سردار بھی شریک تھے۔

رسد اور اسلحہ اور ساز و سامان کی کثرت تھی قریش کے تمام نامور اور برگزیدہ سردار کھیت رہے ان کی تمام طاقت ٹوٹ گئی وہ تمام لوگ اور سربراہ آوردہ اشخاص بھی واصل جہنم ہو گئے جن میں سے ہر ایک ترقی اسلام کی راہ میں سدا ہن بنا ہوا تھا اور اس کے بعد ان میں کوئی قدیم اور قابل ذکر اور معتمد علیہ رئیس باقی نہ رہا۔

عتبہ، شیبہ، زمعہ بن الاسعد، امیہ بن خلف، عاص بن ہشام، عقبہ بن معیط، نضر بن لغارث، ابو جہل، ابو النخری جیسے نامور ان قریش جو بڑے طنطنہ و طمطراق کے ساتھ تباہی اسلام کا واعیہ لیکر حملہ آور ہوئے تھے سب کے سب فی النار ہوئے۔ یہی وہ بد بختان انہی تھے۔ جو پیشوائے اسلام و اسلام کی دشمنی میں سب سے زیادہ

سرخم تھے۔ سرداروں میں صرف ایک ابوسفیان سفر شام میں ہونے کے باعث بچ رہا تھا۔ اسی کے سر پر قریش کی سرداری کا تاج رکھا گیا لیکن وہ اثر اور وہ بات قائم نہ رہی کہ سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ وہ تمام قبائل جن میں مسلمانوں کے خلاف شدت کے ساتھ پروپیگنڈا کیا جا رہا تھا، وہ بھی خائف ہو گئے اور تمام عرب پر مسلمانوں کی دھاک بٹھ گئی، اس جنگ میں حضور کریم پر انتہائی خشوع و خضوع کا عالم طاری تھا۔ بے چین اور بیقرار ہو ہو کر دعا کرتے تھے کہ بار الہا! اگر آج میدان جنگ میں یہ مٹھی بھرنے والے شہید ہو گئے تو پھر قیامت تک نہ پوجا جائیگا۔ ٹونے جو وعدہ کیا ہے اُسے پورا کر۔ چنانچہ اس لڑائی میں حق تعالیٰ نے فرشتوں سے اپنے نبی کی مدد کی۔ اس کا ذکر قرآن حکیم میں بھی ہے جس کی وجہ سے مسلمان باوجود کمزور ہونے کے کافروں کو زیادہ نظر آ رہے تھے۔

مکہ کا گھر گھر اس شکست پر ماتم کدہ بن گیا۔ آخر اعلان عام کرنا پڑا کہ کوئی صلح کر لینا آواز سے نہ روئے کہ اس سے جذبہ بغیرت کو ٹھیس لگتی ہے اور بدنامی ہوتی ہے۔ قریش کے نئے افراد قتل ہوئے اور بکثرت مال غنیمت ہاتھ آیا۔ فرزند ان توحید کے صرف ۱۴ نفوس نے جاہ شہادت نوش کیا جو قیدی گرفتار ہو کر آئے ان کے ساتھ نہایت ہمدردانہ اور عظیم النظیر سماؤگ روار لکھا گیا۔ قابل ذکر یہ ہے کہ ان میں جو پڑھے لکھے تھے ان کا جو یہ یہ قرار پایا کہ ان میں سے ہر ایک دن دن مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے اور آزاد ہو جائے۔ بہر کیف اس کفر و اسلام کی پہلی جنگ سے مسلمانوں کی دھاک

ہر طرف بیٹھ گئی۔

یہ سچ اور جھوٹ اندھیرے اور اُجالے کی لڑائی تھی۔ سچ کی جیت ہوئی اور جھوٹ کی ہار۔ اندھیرا چھٹ گیا اور اُجالا چھا گیا۔ قریش کا بڑا زور ٹوٹ گیا۔ اس فتح نے منافقوں کے دل بھی دھڑکا دیئے۔ ان کو پتہ چل گیا کہ اب ترازو کا کونسا پلڑا بھاری ہو رہا ہے۔

غزوہ احد کا وقوع

شوال ۳ سنہ

قریش اب تک مسلمان کو حقیر سمجھتے تھے اور ان کے استیصال کی سعی میں کسر گرم تھے لیکن اس گوشش میں انہیں ناکامی ہوئی۔ وہ بھی نہایت تباہی خیز و شرمناک تو اس پر ان کے سینوں میں آگ لگ اٹھی تھی۔ فطرتاً کینہ پرور قوم ہر طرف سے انتقام انتقام کی صدا میں بلند ہونے لگیں۔ سب کچھ تھا۔ لیکن پھران میں لڑنے کی سکت بھی تو باقی نہ رہی تھی۔ لیکن اب کوئی اچانک حملہ آسان امر نہ تھا۔ کفار مسلمانوں کے دست و بازو دیکھ چکے تھے۔ اور بڑی احتیاط سے حملہ کی ضرورت تھی۔ چنانچہ پہلے تو سفراء و شعراء کے ذریعے سے مختلف قبائل میں جوش پیدا کیا۔ پھر عورتوں کو ساتھ لیا تاکہ ان کی موجودگی لڑنے والوں کے قدم جمائے رکھے۔ ان عورتوں میں بڑے بڑے سرداروں کی حسین اور ماہ پیکر بیویاں شامل تھیں۔ جو وہ بجایا کر فوج میں جوش پیدا کر رہی تھیں۔ قریش مکہ سے خفیہ طور پر روانہ ہوئے تھے تاکہ یخبری میں حملہ کر دیا جائے

حضرت عباسؓ نے خفیہ طور پر فخر عالم کو قریش کے ارادوں اور تیاریوں کی اطلاع کر دی تھی۔ اس لئے آپ بھی مقابلے کے لئے نکلے۔ اس مرتبہ آپ کے ساتھ ایک ہزار لشکر تھا۔ آپ نے احتیاط کے طور پر پہاڑی کے عقب میں پچانس تیر انداز مامور کر کے انہیں حکم دے دیا تھا کہ وہ کسی حالت میں بھی اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ مسلمانوں کے حربہ تو قلعہ اس مرتبہ بھی قریش کو سخت ہزیمت ہوئی۔

مسلمان غنیمت کا مال بوٹنے میں مصروف ہو گئے۔ پہاڑی کے عقب میں مامور دستہ نے یہ سمجھ کر کہ اب کفار کو شکست تو ہو ہی چکی ہے اپنے فریق کو فراموش کر دیا۔ اور وہ بھی اپنی جگہ سے ہٹ کر مال غنیمت بوٹنے میں مصروف ہو گئے۔ اس موقع کو غنیمت سمجھ کر قریش گھومے اور گھوم کر پہاڑی کے عقب سے حملہ کیا اس اچانک افتاد سے مسلمان گھبرا اٹھے۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ جو حضور نبی کریم کے ہم شبیر تھے شہید ہو گئے جس سے ایک شور مچ گیا کہ آپ شہید ہو گئے۔ مسلمانوں کی ہمتیں پست اور توجہ سے کھنڈے پڑ گئے حضرت فاروق اعظم نے تو یہ کہہ کر تمہیں رھینک دیتے کہ اب لڑنا بیکار ہے۔ ابن نضرؓ یہ کہہ کر فوج میں گھس گئے اور شہید ہو گئے کہ حضور کے بعد اب میں زندہ رہ کر کیا کروں گا۔

مسلمان ہر طرف ڈھونڈتے پھرتے تھے کہ آخر حضرت کو ب بن مالکؓ نے پکارا کہ لوگو! حضور اس طرف ہیں۔ ایک طرف سے تو مسلمان اُدھر دڑے اور دوسری طرف کفار نے یہ آواز سن کر سارا زور اُدھر ہی ڈال دیا اور تیروں کی

بارش شروع کر دی۔ مسلمانوں نے آپ کو حصار میں لے لیا۔ مگر آپ مسلمانوں کو مرتب صورت اختیار کرنا بہت مشکل تھا۔ ایک شخص عبداللہ نے بڑھ کر تلوار سے آپ کو مجروح کر دیا۔ مگر آپ کسی نہ کسی طرح پیاز کے ایک محفوظ حصے میں پہنچ گئے۔ وندان مبارک بھی شہید ہوا۔ اور سر مبارک میں بھی زخم آئے۔ اس کے بعد قریش کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ کوئی انتہائی قدم اٹھاتے۔ ابوسفیان سپہ سالار افواج یہ کہہ کر واپس ہو گیا کہ یہ بدر کا انتقام ہے۔ اور سب اسے پیر نقصان

اس جنگ میں مسلمانوں کو واقعی نقصان پہنچا اور سب سے بڑا نقصان یہ تھا کہ حضرت حمزہ شہید ہو گئے۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے ان کی لاش کا مثلہ کیا اور جوش عناد میں ان کا کلیجہ نکال کر گچا ہی چبا لیا۔ کچھ ہو۔ جو کچھ نقصان مسلمانوں کو اس جنگ میں پہنچا وہ قریش کی سے نہیں بلکہ مسلمانوں کی خود اپنی غلطی کا نتیجہ تھا۔ اس لڑائی میں، مسلمان شہید ہوئے۔ شہیدوں میں سب سے بڑی ہستی حضرت حمزہؓ کی تھی۔ حضور پر اس کا بڑا اثر ہوا۔ مگر مجال کیا تھی جو صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑتا۔ اتنا فرمایا کہ آہ! حمزہؓ پر کوئی رونے والا بھی نہیں۔ انصار نے سنا اپنی عورتوں کو ہدایت کی کہ پہلے حمزہؓ کا ماتم کرو۔ چنانچہ سب زن و مرد نے اپنے مردوں کو چھوڑ کر حمزہؓ کی تعزیت کی۔ اور اب تک عرب میں یہ رسم ہے کہ کوئی کسی مرد سے کی تعزیت کو روئے تو اول حمزہؓ کی تعزیت کرے گا۔ اس لڑائی میں جو مسلمان شہید ہوئے وہ شہداء کے اُحد کہلاتے ہیں۔ اور خدا کے ہاں ان کا بڑا رتبہ ہے۔ یہ اشعبان کو جس کی شام کو شب برات ہوتی ہے شہداء کے اُحد اور اموات کے لئے استغفار کرنا اور ان کو ثواب پہنچانا سنت ہے۔

اسی زمانہ میں فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندو و ختراہیمہ سے جو سردار
اعظم قوم قریش تھا۔ نکاح کیا۔ یہ مومنہ حسب احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ہجرت کر کے مکہ سے حبشہ کو اپنے شوہر کے ساتھ گئے گئی تھیں۔ وہ بیوہ ہو کر مدینہ
آئیں۔ اس وقت ان کی عمر ۲۰ سال کی تھی۔ اور وہ بہایت ہی حسین تھیں۔ ان کے
ایک ہی بیٹا تھا۔ سلمہ نام۔ اس واسطے ان کی کنیت ام سلمہ تھی۔ اور اسی نام سے
پکاری جاتی تھیں۔

بنی قینقاع سے لڑائی

شوال ششم

شوال ششم میں ایک اتفاقی واقعہ نے جنگاری کو اور بھڑکا دیا۔ ایک
مسلمان بی بی بنی قینقاع کے حملہ میں کسی کام سے ان کی دکان میں گئی۔ انہوں نے
اس کو چھیڑ کر بے حرمت کیا۔ یہ دیکھ کر ایک مسلمان آپے سے باہر ہو گیا۔ اور اس
یہودی کو مار کر گرا دیا۔ یہودیوں نے اس مسلمان کو مار ڈالا۔ اس واقعہ نے ایک
بلوہ کی صورت اختیار کر لی۔ مسلمانوں نے پہلے ان کو بہت سمجھایا مگر ان کو اپنے
ہتھیاروں اور قلعوں پر اتنا ناز تھا کہ وہ صلح پر تیار نہیں ہوئے۔ اب مسلمانوں
نے ان کو بغل کا گھونسہ سمجھا کر سب سے ان سے نپٹنا ضروری سمجھا۔

لڑائی کا اعلان ہوا تو بنی قینقاع نے اپنا قلعہ بند کر کے مقابلہ کیا۔ مسلمانوں
نے ان کے قلعہ کو گھیر لیا اور پندرہ دن تک گھیرے رہے۔ مسلمانوں کی یہ طاقت
دیکھ کر قلعہ والے گھبرا گئے۔ اور آخر اس پر رضی ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جو فیصلہ کریں وہ ہم کو منظور ہے۔ عبداللہ بن ابی نے جو ان کا علین تھا آکر آنحضرت سے عرض کی کہ ان کی اتنی ہی سزا بہت ہے کہ وہ یہاں سے نکال دیئے جائیں۔ آپ نے منظور فرمایا۔ اور بنی قینقاع بھی اس پر رضامند ہو گئے اور اپنی ساری زمین اور جائداد چھوڑ کر شام کے ملک میں چلے گئے۔

بنی نضیر کی جلا وطنی

ربیع الاول سنہ ۳

بنو قریظہ نے تو آپ سے معاہدہ کر لیا۔ مگر بنو نضیر اپنی شرارتوں اور شیطنت کاریوں پر برابر قائم رہے۔ انہیں اپنی شجاعت و ولتمندی اور مضبوط دستکم قلعوں پر بڑا ناز تھا۔ قریش کے بھروسوں میں آئے ہوئے تھے۔ علانیہ کہتے تھے کہ مسلمان ابھی قریش ہی سے لڑے ہیں۔ ہمارے دست و بازو انہوں نے نہیں دیکھے۔ ہم سے مقابلہ پڑے تو ہم انہیں دکھا دیں۔ رسول ہم انہیں سمجھانے کے لئے گئے۔ انہیں جو اس کا علم ہوا تو انہوں نے یہ انتظام کیا کہ آپ کو صوک سے بلا کر اور اوپر سے پتھر لٹھہر کا کر شہید کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے آگے بلایا مگر آپ کو ان کی سازش کا علم ہو گیا۔ اور آپ لوٹ آئے۔ یہ تو سمجھے ہوئے تھے کہ اگر کوئی نازک صورت پیش آئی تو قریش اور بنو قریظہ ان کا ساتھ دیں گے۔ اور مسلمان ان کا بال بیکار نہ کر سکیں گے۔ عبداللہ بن ابی رئیس المناقیہ نے بھی انہیں پورا اطمینان دلایا تھا کہ کوئی مخالفت صورت پیدا ہوئی تو دو ہزار آدمی لیکر فوراً مدد کو پہنچ جائے گا۔ جب یہ کسی طرح باز نہ آئے تو انہیں سزا دینے کا

تہیہ کیا گیا۔ اور حضور نبی کریمؐ نے ایک جمعیت لے کر ان کا محاصرہ کر لیا۔ جب یہ ہر طرح مجبور ہو گئے تو انہوں نے اظہارِ عجز کیا اور یہ خود ہی جلا وطنی پر راضی ہو گئے۔ حضور نبی کریمؐ نے ان کی درخواست منظور کر لی اور انہیں اپنے تمام مال و متاع سمیت نکل جانے کی اجازت دے دی۔ یہ جلا وطن ہوئے اور نیکے تو اس شان سے نکلے مگر جشن کا دھوکا ہوتا تھا۔ اونٹوں پر اپنا تمام مال و متاع لاد کر دف بجاتے ہوئے چلے گئے۔

غزوہ بنو مصطلق

۳

بنی مصطلق بھی ایک دوہتمند یہودی قبیلہ تھا۔ جو مدینہ منورہ سے ۹ میل کے فاصل پر آباد تھا۔ گو یہ حضور نبی کریمؐ سے معاہدہ کر چکا تھا۔ لیکن اس نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ یہ قریش اور منافقین سے سازش کئے ہوئے تھا۔ اور انہی کی امداد و اعانت کے بھروسہ پر یہ مسلمانوں کے جانی دشمن تھے۔ ایک مقام میر تسبیح میں ایک چشمہ کے کنارے خروج کرنے کی غرض سے مجتمع ہو رہے تھے۔ یہ سنتے ہی نحر عالم ماہ شعبان ۳ھ میں مجاہدین کا ایک لشکر ہمراہ لے کر ان سے لڑنے کو تشریف لے گئے۔ چشمہ پر اچھی خاصی جنگ ہوئی اور بنی مصطلق نے شکست کھائی۔ مال غنیمت میں ۱۰۰ اونٹنی اور غلام ۵۰۰ بکریاں اور ۱۰۰ اونٹ بار برداری ہاتھ آئے۔ اور سرگروہ (سپہ سالار) الحارث بن ضرار تیر سے مارا گیا۔

قبیلوں میں ام المومنین حضرت جویریہ (جنکو برہ بھی کہتے ہیں) بھی تھیں۔ ان کے باپ عارث اپنی قوم کے سردار تھے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر

ہو کر عرض کی کہ میری بیٹی بھی قیدیوں میں گرفتار ہو کر آئی ہے اور اس کا کنیز بن کر رہنا میری شان کے خلاف ہے۔ استدعا کرتا ہوں کہ آپ اسے اپنی زوجیت میں قبول فرمائیں۔ جویر پہ بھی موجود تھی بولی کہ میں اسے اپنی سعادت سمجھوں گی۔ چنانچہ انہیں یہ سعادت نصیب ہو گئی۔

اس پر مسلمانوں نے خود عرض کی کہ جس خاندان میں ہمارے آقائے گرامی کی شادی ہو جائے وہ غلام نہیں رہ سکتا۔ اس پر چھ سو کے چھ سو قیدی فوراً آزاد کر دیئے گئے۔ یہ تھا سلوک حضور نبی کریم ﷺ کا ان لوگوں کے ساتھ جو اسلام اور حلقہ بگوشان اسلام کے شدید ترین دشمن تھے۔

مورخ ابوالفدا لکھتا ہے کہ عبداللہ ابن ابی منافق جو عین جنگ بنی مصطلق میں تھا۔ بوقت مراجعت حضرت عائشہ صدیقہ پر صفوان بنی ان کی پاکدامنی پر انرا باندھا۔ اور یہ افواہ اڑانے میں مسطح ابن اثاثہ (جو خالد زاد بھائی ابو بکر کا تھا) احسان بن ثابت شاعر اور ایک عورت امم منہ بنت نجس عبداللہ ابن ابی منافق کے شریک تھے۔ مگر آنحضرت کو عائشہ صدیقہ کی پاکدامنی اور بریتگی آیت سورہ آور نازل ہوئی، اسی وقت آپ نے بہتان باندھنے والوں کو سزا دی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ ان کی والدہ کو ام رومان بنت عامر کہتے تھے۔ فخر عالم کی نبوت کو چار سال ہو چکے تھے۔ جب عائشہ پیدا ہوئیں، چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بی بی خدیجہ کا انتقال ہو چکا تھا لہذا آپ کو نکاح کی ضرورت تھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس دست چھ سال کی عمر تھی۔ ہجرت سے تین سال قبل ماہ شوال میں

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے حضور کا نکاح ہوا۔ یہ زمانہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایسے بچے خبری اور بچپن کا تھا کہ ان کو اس نکاح کی خبر بھی نہ ہوئی اور یہ معلوم نہ ہوا کہ دین دنیا کے سب سے بڑی برکت اور عزت جو کسی عورت کو مل سکتی ہے، مجھ کو حاصل ہوئی۔

پہر چار سو درہم کا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد حضرت سوره رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا۔ رشتہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہوتی ہیں۔

خندق یا اُخراب کی لڑائی

ذیقعدہ ۵ھ

بنو نضیر کو ان کی شرادوں کی بنا پر جلا وطن تو ضرور کیا گیا تھا۔ مگر ساتھ ہی انہیں اجازت دیدی گئی تھی کہ وہ اپنا تمام اندوختہ اور زر و مال بھی لیکر چلے جائیں۔ اس احسان کا بدلہ احسان ناشناسوں نے یہ دیا کہ مدینہ منورہ سے نکل کر یہ سید خیر پہنچے اور اپنی جلا وطنی کے انتقام کی تدابیر سوچنے میں منہمک ہو گئے۔ اس قبیلہ کے تین ممتاز و نامور سردار تھے بنو اخطب۔ کنانہ بن الربیع اور سلام بن ابی تمیمہ اپنی اولین فرصت میں قریش کے پاس پہنچے۔ اور کہا کہ اگر آپ ہماری امداد و اعانت کا پختہ وعدہ فرمائیں تو ہم صرف اپنی سہی و کوشش سے شمع اسلام کو گل کر کے رکھ سکتے ہیں۔ زر و دولت میں۔ اسلحہ و سامان جنگ میں۔ شجاعت و بسالت میں جمعیت میں کسی سے کم نہیں۔ خیر والوں کو بھی ہم نے اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ قریش فوراً آمادہ ہو گئے۔ اس کے بعد بنو عطفان کے پاس پہنچ کر انہیں آمادہ کیا۔

یہ بہت کثیر الافراد اور دلیر قبیلہ تھا۔ کہا کہ ہم تمہیں خیر کی زر خیز زمینوں کے

نصف حاصل ہمیشہ اس امداد کے صلہ میں دیتے رہیں گے۔ بنو اسد عطفان کے حلیف ہی تھے انہیں بھی کوئی عذر نہ ہوا۔ عرب کا تیسرا بڑا قبیلہ بنو سعد خود یہود کا عدیف تھا۔ بنو تیم قریش سے قرابت رکھتے تھے۔ ان بڑے بڑے قبائل کے ساتھ اور بھی بہت چھوٹے چھوٹے قبائل کھڑے ہو گئے۔ آخر... ۲۴ ہزار سرفرد شان عرب کا ایک شکر سیلاب عظیم کی طرح اُمنڈتا استیصال اسلام کا عزم لیکر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا۔ یہ اتنی بڑی تعداد اور اتنی بڑی فوج تھی جس سے بڑی کیا نصف بھی کہیں ریگزار عرب میں کسی ایک مقصد کے ساتھ ایک سمت میں متحرک روان ہوتی نہ دیکھی گئی تھی اور نہ تاریخ میں اس کی کوئی مثال موجود تھی۔

ابوسفیان سپہ سالار تھا جس طرف یہ فوج گذرتی تھی زمین دہل اٹھتی تھی اور پورے عرب میں ایک شور مچا ہوا تھا کہ اب اسلام کا خاتمہ ہے۔ مدینہ منورہ میں مسلمان بچتے ہی کتنے زیادہ۔ سے زیادہ ایک ہزار جمعیت میدان لاسکتے تھے۔ ایک ہزار اور چوبیس ہزار میں کوئی نسبت ہی نہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس مرتبہ عرب کا بچہ بچہ استیصال اسلام کا یقین کئے بیٹھا تھا۔ ان پر بھی اس یلغار کی خبر سنکر ایک ہفت طاری ہو گئی اور مدینہ منورہ میں ایک ہل چل سی چم گئی گویا واقعا اپنی نوعیت میں انتہائی نازک اور سب سے زیادہ خوفناک واقعہ تھا۔

لیکن بتایا جا چکا ہے کہ عزم و ثبات، صبر و استقلال اور ہمت و جوصلہ میں فخر عالم ۴ رض عالم میں جواب ہی نہ رکھتے تھے۔ اور گھبراہٹ اور پریشانی کہیں طاری ہی نہ ہوتی تھی ہر حالت میں پرامید رہتے تھے اور خدا پر بھروسہ رکھتے تھے آپ نے مسلمانوں کو مدینہ منورہ کے غیر محفوظ گوشہ کی طرف خندق گھودنے کا

حکم دیا۔ ایک اور مصیبت تھی کہ باہر کی طرف سے تو یہ سیلاب اُمتڑ رہا تھا اور اندر ایک افتاد کا سامنا تھا کہ یہودیوں کا داد قبیلہ بنو قریظہ جو مدینہ منورہ میں باقی رہ گیا تھا وہ مصروفِ رخا رہا ہو گیا۔

ام المومنین حضرت صفیہؓ کا باپ اور بنو نضیر کا سردار تھی بنی اخطب جو درمیان میں خدا کو ضامن دے کر آئندہ کسی معاندانہ کارروائی میں حصہ نہ لینے کا عہد کر کے نکلا تھا عرب بھر میں مخالفت کی آگ لگا کر غصہ طور پر مدینہ منورہ آیا۔ بنو قریظہ کے یہاں مقیم ہوا اور بولا کہ میں تمام عرب کو مدینہ پر چڑھا لایا ہوں۔ ایک لشکر گراں پیکر آئندہ ہوا چلا آ رہا ہے۔ اب اسلام کا خاتمہ ہے۔

پہلے تو بنی قریظہ نے کہا کہ نہیں محمدؐ زبان کے پکتے ہیں، اُن سے عہد شکنی مناسب نہیں۔ مگر اُس نے کہا کہ اب تو اسلام کا ہی خاتمہ ہوا جاتا ہے۔ اس موقع کو ہاتھ سے نکل جانے دیا تو عمر بھر پھپھتاؤ گے۔ تو یہ بھی اس کی سارشل کا شکار ہو گئے چونکہ وقت نازک تھا۔ حضور نبی کریمؐ کو جوان کی حالت معلوم ہوئی تو خود اُن کے پاس گئے اُن کو سمجھایا۔ یاد دہانی کرائی۔ مگر یہ تو ہوا کے گھوڑے پر سوار نطفے ذرہ برابر ٹھٹی پر شاہ نہ کی اور صاف جواب دیدیا کہ جانیے ہم کچھ نہیں جانتے معاہدہ کیا اور یاد دہانی کس کی؟ جو آپ کے دل میں تھے وہ آپ کریں اور جو ہمارے دل میں آئیگا وہ ہم کریں گے۔

اتنے میں حملہ ہو گیا۔ یہ وقت سخت مصیبت کا وقت تھا۔ نہایت خوفناک ننگ کا سلسلہ جاری تھا۔ دشمن بڑھ بڑھ کر حملہ کرتے تھے۔ مگر خندق کو عبور نہ کر سکتے تھے ایک دفعہ تو نماز عصر بھی قضا ہو گئی۔ عرب تو یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ ہم ایک ہی ریلے میں۔ مسلمانوں کو بہا کر لیا جائے گا۔ وہاں محاصرہ نے لہول کھینچنا شروع کر دیا۔ اس سے

محاصرین کے اندر گھبراہٹ اور اضطراب پیدا ہوا۔ اوپر سے شدید آندھی آگئی اتنی
شدید کہ چولھوں پر ہانڈیاں رکھنی مشکل ہو گئیں۔ خیموں کا کھڑا رہنا دشوار تھا چنانچہ
محاصرین میں محاصرہ قائم رکھنے نہ رکھنے پر اختلاف پیدا ہو گیا۔

یاغیوں روز کے بعد محاصرہ چھوڑ کر چلے گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت
اسلام کی تباہی اور مسلمانوں کی بربادی میں تو کوئی شبہ رہ نہیں گیا تھا وہ توفیقاً
قدوس نے اپنے دین کی لاج رکھ لی وحی الہی میں بھی اس احسان کا ذکر کیا گیا کہ ہم
نے دشمنوں پر آندھیاں مسلط کر دیں اور ایک ایسا لشکر بھیجا جسے تم دیکھ سکتے
تھے۔ غرضیکہ اس کامیابی سے مسلمانوں کی عظمت میں چار چاند لگ گئے۔ سب مرعوب
ہو گئے۔ اور ترقی کے دروازے کھل گئے۔ اور پھر سیلاب بڑھ کر تمام عرب پر
ہو گیا۔ تاریخ میں یہ جنگ جنگ اخراب یا غزوة خندق کے نام سے مشہور ہے۔

غزوة بنو قریظہ

۵ھ

مخیر عالم جنگ اخراب سے واپس ہوئے تو حکم دیا کہ مسلمان ابھی اپنی مکرمیں نہ
کھولیں اور اسلحہ نہ اتاریں اور بنو قریظہ کی طرف بڑھیں۔ چنانچہ آپ نے پڑھ کر
محاصرہ کر لیا۔ بنو نضیر انہیں اپنی برابر نہ سمجھتے تھے۔ آپ نے دونوں کا درجہ برابر کر دیا
تجدید معاہدہ کی ہر طرح امداد کی برابر احسان کرتے رہے مگر انہوں نے دھوکہ دیا
اور ایک نہایت نازک موقع پر دغا کی۔ اس وقت جبکہ مدینہ کا محاصرہ تھا۔ ان لوگوں
نے منافقین اور بنو نضیر اور حنی بن اخطیب سے سازش کی اور تنہا عورتوں پر حملہ

میں حملہ آور ہونا چاہا۔ اس غدار ہی پر دنیا کی کوئی قوم بھی کسی حالت میں نہ اٹھیں
معاف کر سکتی تھی اور نہ ایسے غداروں کو مارا آستین بنا کر رکھ سکتی تھی۔

اس پر بھی اگر یہ منت و زاری سے نہ سہی صلاح و آشتی سے پیش آتے
تو رحمتِ عالم کے سایہ عاطفت میں انہیں جگہ مل سکتی تھی۔ لیکن انکا وقت
تو قریب آچکا تھا۔ موت اُن کے سروں پر کھیل رہی تھی۔ انہیں اب تک اپنی
قوت۔ اپنی دولت اپنے مضبوط قلعوں اور منافقین کی امداد پر ناز تھا۔ مسلمان
جو انکی طرف بڑھے ہیں تو یہ مقابلہ پر آمادہ ہو گئے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ
کہ انہوں نے مسلمانوں کے سامنے فخرِ عالم کو رو در رو گالیاں دینی شروع
کر دیں۔ آخر ان کا محاصرہ کر لیا جو ایک ماہ تک برابر جاری رہا۔

عرب میں حلیف ہونا گویا تعلق ہم نشی کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ حضرت
سعدان کے حلیف تھے انہوں نے درخواست پیش کی کہ وہ جو فیصلہ دیں گے
وہ ہمیں منظور ہو گا۔ چنانچہ انہوں نے یہودی کی شریعت کے مطابق یہ
فیصلہ کیا۔ تمام لڑنے والے قتل کئے جائیں۔ ان کے زن و فرزند قید ہوں
اور ان کا تمام مال غنیمت قرار دے کر ضبط کر لیا جائے۔ انہیں عذری کیا
ہو سکتا تھا۔ جو کچھ فیصلہ ہوا تھا وہ انہی کی شریعت کے مطابق انہی کے حلیف
نے کیا تھا۔ چنانچہ چھ سو افراد قتل کئے گئے جن میں ایک عورت بھی تھی
جس پر ایک مسلمان کے قتل کا الزام تھا۔ حتیٰ بنِ اخطیب ابھی تک یہاں موجود تھا
اور وہ بھاگنے نہ پایا تھا چونکہ سارے مشر و قتل کا بانی تھا۔ بہت دولت مند اور
نہایت با اثر سردار تھا۔ جب اسے قتل میں لچایا گیا تو اس کی زبان پر جو عبرت انگیز

میں عرب کے اندر لاثانی تھا۔ اور مسکن یہودیوں کا تھا۔ یہاں ان کی بڑی بڑی
 کہٹھیاں تھیں اور باغات تھے۔ اور یہودیوں کا قبیلہ جو مدینہ سے نکالا گیا تھا
 وہ بھی یہیں آباد تھا۔

یہودیوں کا وجود ترقی اسلام کی راہ کا ایک زبردست پتھر تھا۔ یہ لوگ
 بعد کو قریش سے بھی زیادہ خوفناک صورت اختیار کر چکے تھے۔ یہ جنگ
 خراب ہی کی ناکامی پر بہت مشتعل تھے جس کی آگ انہی کی بھڑکانی ہوئی
 تھی۔ اب جو انہیں بنو قریظہ کے قتل کی اطلاع پہنچیں تو برا فروخت ہوئے اور
 انہوں نے ایک دفعہ اور اسلام سے متصادم ہونے اور مسلمانوں سے مقابلہ
 کرنے کی پرشور تدا بیر شروع کر دیں۔ عرب کے چند بااثر قبائل کو بھی ساتھ بلا لیا۔ ان
 کے سردار نے تمام یہود کو جمع کر کے ایک پڑجوش تقریر کی جس کے دوران میں اُس
 نے یہ کہا کہ میرے پیشرووں نے استیصال اسلام کے لئے جو طریقے اختیار کئے
 وہ غلط تھے۔ یہی وجہ تھی کہ انہیں کامیابی نہ ہوئی۔ صحیح تدبیر یہ ہے کہ محمد
 کے دارالریاست پر براہ راست حملہ کیا جائے۔ جب آپ کو اس کی اطلاع
 پہنچیں تو حسب معمول پہلے تو یہود کو پیغام مصالحت دیا اور جب انہوں نے
 اس کی کوئی پرواہ نہ کی تو آپ ۴۰۰ مسلمانوں کی جمعیت لے کر خیبر پر
 حملہ آور ہوئے۔

خیبر کی لڑائی شروع سال ۶۲۷ھ ہجری (ماہ حرم الحرم) میں ہوئی۔
 فوج دو سو سواروں بارہ سو پیادوں کی تھی جس نے پہنچتے ہی خیبر یوں کا محاصرہ
 کر لیا۔ چونکہ یہ قلعہ نہایت مضبوط اور مستحکم تھا۔ دس روز کے محاصرہ کے بعد

فتح ہوا۔ بہت سے حملے اس پر کئے گئے۔ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے علم لے کر
 خیبر یوں سے مقابلہ کیا اور خوب لڑے اور ناعم نامی ایک قلعہ کو فتح کیا۔
 پھر دوسرے روز حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے بڑی مردانگی اور شجاعت سے کافروں کو
 جہنم واصل کر کے دوسرا قلعہ القموص فتح کیا۔ ان دونوں قلعوں سے بہت سی
 عورتیں قیدیں آئیں جو مسلمانوں کے درمیان تقسیم ہوئیں۔ اسی طرح اور کئی
 حملے یہودیوں پر پیہم ہوئے اور تیسرا قلعہ مصعب حضرت عثمان کے نام سے فتح ہوا
 جس میں اقسام عمدہ چربی، گوشت، اشیائے خوردنی اور بہت کچھ کھانے پینے
 کا سامان بھرا ہوا تھا۔ آخر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حملہ مشہور اور مضبوط قلعہ
 خیبر پر ہوا۔ یعنی نو روز کے محاصرہ کے بعد بوقت شب تاجدار مدینہ نے یہ ارشاد
 فرمایا کہ "خدا کی قسم میں کل کے روز صبح یہ علم ایسے شخص کو دوں گا جو خدا اور
 اس کے رسول کا دوست اور بڑا حملہ آور اور زبردست بہادر ہے۔ فخر عالم نے
 نے صبح کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ اس وقت ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔
 آپ پٹی باندھے ہوئے تھے اور آنکھوں سے پانی جاری تھا۔ حضور نے یہ
 دیکھ کر اپنے مبارک لبوں سے لعاب لیکر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں ملا۔ فوراً
 آنکھیں اچھی ہو گئیں اور درد جاتا رہا۔ رحمت عالم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہ مقدس
 علم عطا فرمایا کہ فتح خیبر کے لئے روانہ فرمایا۔

بازو کے پاکستانی ناظرین ہر مذکی رقم اس پستہ پر روانہ فرمائیں۔
 یعقوب علی معرفت ایوب علی۔ شاندار جیل اسٹور
 موچی گلی صدرا کراچی

۴۔ فوج کے ساتھ کچھ مسلمان بی بیسیاں بھی آئیں تاکہ پیاسوں کو پانی پلا سکیں۔
 زنجیوں کی مرہم بٹی کر سکیں لڑائی کے میدان سے تیراٹھا اٹھا کر لائیں۔ یہ پہلا موقع تھا
 کہ اسلام کی فوج نے پہرہ برادرایا۔ تین جھنڈے تیار ہوئے تھے۔ ایک جناب بن ہریرہ
 کو دوسرا سعد بن عبادہ کو اور تیسرا جس کا پہرہ حضرت عائشہؓ کی اور تھی سے بنایا گیا
 تھا اسلام کے شیر حضرت علی مرتضیٰ کو سپرد ہوا۔

۵۔ حضرت علیؓ جب قریب پہنچے ایک سوار مرہب نامی بڑا پہلوان تھا گھوڑا
 دوڑا رقلہ کے باہر آپ سے مقابلہ کرنے آیا۔ حضرت علی مرتضیٰ شیر خدانے اس کے ایک
 ضرب میں زور سے ماری کہ ذوالفقار عبدری پھرتی ہوئی چھاتی سے گزری اور گھوٹے
 کی پشت پہنچی۔ وہ پہلوان دوڑ کر ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا آپ نے اس کی گردن اس کے
 بدن سے علی راہ کر دی۔ ایک دوسرے زور آور پہنچے حضرت علیؓ کے ایک ایسی ضرب
 لگائی کہ آپ کی ڈھال زمین پر گر پڑی۔ اس وقت حضرت علی ابن ابی طالب اسد اللہ غالب
 شیر خدانے نعرہ اکر کہا کہ خیر کے وردازہ کو توڑ ڈالو۔ اور گوار بطور تبرکات میں لیا
 اور خوب نشہ و مد سے دڑے تعلقہ فتح ہوا۔ گوار اتنا بھاری تھا کہ ۱۶ آدمیوں نے ایک ساتھ
 زور آزما کر چاہا کہ گوار کو پلاٹ دیں مگر وہ اٹانہ گیا۔ آپ نے لڑائی ختم ہونے پر اتنی
 بالشت دور پھینک دیا۔

۶۔ بہت مال و اسباب غنیمت میں آئے۔ اور بہت سی یہودی لوٹیاں تیار ہوا
 چنانچہ انہی میں حضرت صفیہؓ و خیرہؓ ابی اخطب سردار خیر جو گرفتار ہو کر آئی تھیں حضور
 کے حصہ میں آکر آپ کے حصہ میں آئیں۔

۷۔ لڑائی میں پندرہ مسلمان کام آئے۔ یہودیوں نے صلح کر لی اور صلح کی شرط

یہ ٹھہرائی کہ زمین ہمارے قبضہ میں چھوڑ دی جائے۔ پید اور کار کا آدھا حصہ ہم مسلمانوں کو دیا کریں گے۔ یہودیوں کی یہ درخواست منظور ہوئی۔ یہ گویا زمینہ اری کا پہلا سبق تھا۔ جو یہودیوں نے مسلمانوں کو سکھایا۔ آپ نے ان پر ترس کھا کر اس کو قبول کر لیا خیر کی آدھی زمینوں کی ملکیت لٹنے والے مسلمانوں کو دی گئی۔ اور آدھی اسلامی خزانہ کی ملکیت ترار پائی اس میں آپ کا بھی پانچواں حصہ مقرر ہوا جس کی آمدنی آپ کی گھر کی ضرورتوں اور اسلام کی دوسری مسلمانوں میں کام آئی۔

۸۔ حضرت صفیہؓ دختر حمزہؓ ابن ابی طالب سردار خیر نے ایک خط ہری رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے موقوفہ فی خراج لکھوا کر اپنی قوم کو دیا۔ چنانچہ اب تک وہ خط ان کے پاس موجود ہے۔ واللہ علم بالصواب۔

۹۔ واضح ہو کہ اسی جنگ خیر میں زینب بنت عارثؓ یہودیہ نے فخر عالمؓ کو بطریقہ بکری کے دست کا گوشت زہر الودہ پکا کر بھجوا تھا۔ یہ وہ عورت تھی جس کے چچا مرہب کو حضرت علیؓ نے اپنی ذوالفقار سے دو ٹکڑے کر دیا تھا۔ آپ نے ایک ٹکڑا اس گوشت کا چبایا تھا کہ زہر محسوس ہوا۔ ذرا اپنے پھینک دیا۔ اور فرمایا کہ یہ گوشت زہر الودہ ہے۔ حضرات یہ وہی زہر تھا جس نے آپ کو مرض الموت میں تکلیف دی اور اس کے اثر سے آپ کی شہادت مخفی ہوئی۔

۱۰۔ مورخین اسلام کہتے ہیں کہ حضرت صفیہؓ پہلے ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار خواب میں دیکھ کر آپ کے حصول شرف خدمت کی متمنی تھیں۔ اپنی شادی کے بعد ہی اپنے خواب دیکھا کہ: کہ آفتاب عالم تاب روشن و تاباں آسمان سے اتر کر میرے گود میں ٹھہر گیا۔ اسی روز فخر عالم نے فکہ خیر کا محاصرہ کیا تھا۔ صبح کو اٹھ کر حضرت صفیہؓ نے اپنے شوہر

کنعانہ نامی سے جو قلعہ دار تھا۔ اپنے خواب کو بیان کیا۔ یہ سنتے ہی اس نے آپ کے
 رخسار پر ایک سختہ طمانچہ مارا اور کہا کہ تو ایک عرب سرور کی نسبت جس نے ہم پر چڑھائی
 کی ہے ایسی عمدہ تمثیل دیتی ہے۔ آخرش حضرت صفیہؓ کا خواب بہت سچا ہوا۔ وہ
 جب لونا پوٹا میں آئی تو آپ کے اخلاق، مروّت، مہرّم، شفقت اور دردمندت کو
 دیکھ کر فوراً مسلمان ہو گئیں۔ حضور نے اس نو عرس کو جن کی شادی کنعانہ کے ساتھ
 ہوئے چند ہی روز گزسے تھے لوندی بنا کر رکھنا سب سے پہلے فرمایا اور ان کو اپنی زوجہ
 مسطرہ بنایا۔ یہ بی بی نہایت عقیدہ فہم اور بہت پارسا تھیں حضور کی وفات کے بعد
 چالیس برس تک زندہ رہیں۔

۱۱۔ ابو ذرین کہتے ہیں کہ خیبر کی لڑائی ختم ہونے پر آنحضرت صلعم کے مدینہ منورہ میں
 تشریف لائے اور وہ اصحاب ہاجرین جو مہاجرین و عیال اور لونا یوں اور غلاموں کے
 ملک حبشہ کو حسب احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے چلے گئے تھے۔ واپس آئے
 ان میں ایک بیوہ بی بی ام حبیبہ بنت ابو سفیان بھی تھیں۔ ان کی عمر ۳۰ سال کی تھی
 یہ بی بی اپنے شوہر مسیحی عبداللہ جو آپ کا بھوپنی زاد بھائی تھا کے ساتھ ہجرت کر کے
 حبشہ کو تشریف لے گئی تھیں وہ صحابی بقیعہ الہی و ہاں فوت ہو گئے۔ اور ان
 سے صرف ایک بیٹی جس کا نام حبیبہ رکھا گیا تھا پیدا ہوئی تھی۔ اس کے نام سے یہ
 بی بی ام حبیبہ مشہور تھیں۔ مدینہ پہنچ کر انہوں نے آپ کی خدمت میں اپنے نکاح کا
 پیغام پہنچایا۔ حضور نے قبول فرمایا۔ اور ان کو اپنی زوجہ مسطرہ بنا لیا۔

۱۰۔ اسلام قبول کرنے کی صورتیں

۱۔ اسلام ہندوؤں سے دین بن کر آیا۔ اسی دن سے وہ سلطنت بھی بنا۔ دین اور

دنیا کی الگ الگ تہذیبوں کی تعلیم میں تھیں۔ دنیا کی زندگی میں خدا اور اس کی مخلوقات کے جو فرض ہم پر ہیں۔ ان کو خوبی کے ساتھ ادا کرنا ہی دین ہے۔ اس لئے حکومت اور سلطنت ہمارے دین سے کوئی الگ چیز نہیں۔ مدینہ منورہ جیسے اسلام کا مرکز تھا۔ اس کی سیاسی قوت کا مرکز ہی بننا چاہتا تھا۔ اسلام جہاں تک پھیلتا تھا وہاں تک اس کی حکومت کی حد بڑھ کر امن و امان قائم ہو جاتا تھا۔ چوریوں اور قوت ہو جاتی تھیں راتے بند ہو جاتے تھے۔ بدکاریاں مٹ جاتی تھیں اور عرووں کی بے نظام زندگی کی جگہ اسلام کی مرتب زندگی شروع ہو جاتی تھی۔ امام ابو ذر، محصل اور قاضی مقرر ہونے لگتے تھے اور اسلامی قانون کی حکومت سب پر ایک ساتھ جاری ہو جاتی تھی۔

۲۔ اسلام نے شروع شروع میں صرف عقیقہ وں کی دستی پر زور دیا۔ جب یہ عقیدہ کچھ کچھ چل نکلا تو خدا کی عبادت و طاعت کا سبق پڑھایا۔ جب طبیعتیں اذہر بھی متوجہ ہوئیں تو اسلام کا قانون اترنے لگا۔ اس سے پہلے تک تو یہ حال تھا کہ باپ مسلمان تو بیٹا کافر، ماں اسلام لائی ہے تو بیٹی کافرہ ہے۔ شوہر مسلمان ہو چکا مگر بیوی ابھی تک کفر کی حالت میں ہے۔ بدر کے بعد مسلمانوں میں اطمینان کی خانہ دانی زندگی پیدا ہونے لگی۔ اس لئے سسٹم میں وراثت کا قانون اتر لڑکیاں جو عربوں میں ترکہ پانے کا حق نہیں رکھتی تھیں۔ اسلام نے ان کو بھی ان کا جائز حق دیا۔ اب تک مشرک عورتوں سے مسلمان نکاح کر لیتے تھے۔ اب وہ موقع آیا کہ گھر کی اندرونی زندگی کے سکھ اور چین کے لئے ان سے نکاح ناجائز ٹھہرا۔

۳۔ یہ سسٹم میں بدکاریاں کی روک تھام کے لئے مجرم کو پتھروں سے مار ڈالنے کا حکم جو... تورات میں تھا، جاری کیا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ شراب کا پینا پلانا بھی اس

بند ہووا.....
 ۲۔ عرب میں منہ بولنے، بیٹیر، کاروان تھا جن کو متنی کہتے ہیں، اور جن کے
 حقیقی بیٹوں کا معاملہ کیا جاتا تھا۔ اور ان کی بیویاں حقیقی بیویں سمجھی جاتی تھیں
 ۳۔ میں اسلام نے اس دنیوی نسب کا خاتمہ کیا۔ جاہلیت کے زمانہ میں عورتیں بناؤ
 رگڑ کے میلوں ٹھیلوں میں اور مردوں کی منگولوں میں بے روک ٹوک آتی جاتی تھیں
 سے معاشرت کی بدنامی تھی۔ اسلام نے سہ ماہی میں ان باتوں کی مناسب اصلاحیں
 گھر سے نکلیں تو ایک بڑی چادر لگا کر اور ہنس، سینہ پر آنچل ڈالیں، گھونگڑا اور بچے
 زور پہنکر دھولے سے نہ چلیں۔ مسلم مردوں سے لوط کے ساتھ باتیں نہ کریں۔ کنہاروں
 لیے بارگاہی کی سزا سنو کوڑے مارنا کر ہوتی۔ بعض شتم کی طلاقوں کی اصلاح کی گئی۔

۱۱۔ صلح حدیبیہ

۱۔ عزیزندانِ توحید کو گھرا اور وطن سے جدا حاضر ہوئے سبھی سال کا زمانہ گذر چکا تھا
 اس کی زیارت کے لئے بے چین تھے۔ اسلام کی پوجا کرتے، عورت پر پہنچ گئی تھی صفحہ ۱۰۱
 سو مسلمانوں کو بے کر عمرہ کے ارادہ سے مکہ منکرہ روانہ ہوا۔ قریش نے روکا آخر
 بار دوں کے بعد حدیبیہ کے مقام پر یہ چارہ ہو گیا کہ.....

۲۔ مسلمان اس سال تو واپس جائیں البتہ ایک سال کے بعد۔

۳۔ اگر عمرہ کر سکتے ہیں.....

اس صلح سے گویا بڑی حد تک تمام مخالفتوں کا خاتمہ ہو گیا۔ ایک تیسرے چارہ گذرے

۴۔ یہ بھی مصالحت ہوئی دونوں کے مابین تعلقات قائم ہو گئے۔ اور آمدورہ

ہوگئی۔ قریش کو مسلمانوں کے اعمال و اخلاق کے آزادانہ مشاہدہ نہ ملتا تھا۔ اس کا موقع ملا۔ جس سے ان میں بھی اسلام پھیلنے لگا۔ اور اس مدت میں بکثرت عرب مشرف بہینہ منیٰ و اسلام ہوئے۔ اسی فرصت میں اپنے سلاطین عالم کو بھی دعوت اسلام دی اور تمام اہم جہانوں کا ورد سائے قوم کو دعوت نامے ارسال کئے اور اسلام کو دن و دن اور رات چوگنی تر پھوریاں ہونے لگی۔

۱۲۔ فتح مکہ

رمضان ۶۱۰ھ

۱۔ تاریخ ابو الفدا میں لکھا ہے کہ وہ صلح نامہ جو درمیانیہ بن فخر عالم اور اہل قریش نے حدیبیہ میں کیا تھا۔ اس کو قریش نے توڑ دیا۔ فتح ہو جانے کی گاہ سبب یہ تھا کہ اس صلح میں قبیلہ بنی اہل قریش مکہ کا طرفدار تھا اور قبیلہ بنی خزاعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محافظت میں آگیا تھا۔ یہ ہیں ایسی امتداد ہوتی کہ بنی کھزیمہ اور بنی خزاعہ کا آپس میں تقاضی و ادا ہو گیا۔ اور بنی بکر نے کفار قریش کی مدد سے مکہ ہی خزاعہ پر غفلت کی حالت میں رات کے وقت چھا پانا را۔ اسی وجہ سے وہ عہد نامہ جو تھا قریش اور فخر عالم کے ساتھ ہوا تھا فسخ ہو گیا۔ مگر آؤ کار قریش اپنی اس حرکت ناشائستہ اور اپنی ہمت شکنی سے ناواقف ہوئے اور ابوسفیانؓ عرب جو حضور کا خسر تھا صلح نامہ جدید کی تکمیل کے لئے مدینہ گیا اور اپنی بیٹی ام حبیبہؓ مطہرہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ان کے مکان پر جا کر وہ چاہتا تھا کہ آؤ کے بستر پر بیٹھ جائے۔ کہ ام حبیبہؓ نے فوراً وہ بستر لپیٹا دیا۔ اس فعل کے باعث ان سے بیت نہ تھا ہوا۔ اور کہنے لگا کہ: سچے بیٹی تو نے ایسی حرکت کیوں کی۔ وہ یہ کہ یہاں رسالت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور تو کافر مشرک بیدینا

نایاب ہے "یہ سُنکر وہ اور بھی خفا ہوا۔ اور اُن کو برا بھلا کہنے لگا۔ اور وہاں سے اٹھ کر حضور کی خدمت میں آیا۔ اور بائیں کرنے لگا۔ مگر آپ نے کچھ بھی جواب نہ دیا۔ اور منہ پھیر لیا۔ پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ عمر فاروق اور حضرت علی مرتضیٰ سے جو آنحضرت صلعم کی خدمت بابرکت میں اس وقت تشریف رکھتے تھے باتیں کرنے لگا۔ انہوں نے بھی کچھ جواب نہ دیا۔ اور وہ ناچار ہو کر مکہ واپس چلا گیا اور اہل قریش سے مدینہ کا سارا قصہ جا کر دہرایا۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصہ کیا کہ کفار کی سبقت سے پہلے ہی بے خبری کی حالت میں مکہ پر چڑھائی کرنی چاہی۔ اور ۱۰ رمضان ۱۰ھ کے اختتام کے بعد آپ ۱۵ ہزار مہاجرین اور انصار جن میں پیادہ اور سوار شامل تھے اور دو ہزار مختلف قبائل عرب ہمراہ لے کر مکہ کی طرف گام فرمایا۔ قریب مکہ پہنچے اہل اسلام کی یہ جلالتِ جلالہ ت دیکھ کر ابو سفیان سردار مکہ بہت ہی گھبرایا۔ اور اُس کو اس طرح اضطراب ہوا کہ خوفِ جان اُس پر غالب ہوا۔ اور عہدہ برائی کی امید نہ دیکھ کر حضرت عباسؓ کے وسیلے سے آپ کی خدمت مقدس میں حاضر ہوا۔ حضرت عباسؓ نے اُن کے امن کی درخواست پیش کی۔ حضور نے اُن کی درخواست قبول فرمائی اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالی و سراپا برکت میں حاضر ہو کر ایمان لایا اور شہادت دی کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر اٹھ گھڑے ہوئے۔ افواجِ اسلام کو دیکھتے اور متحیر ہوتے۔ اللہ اکبر اتنے مسلمان جوق جوق صف بندی کیے چلے آتے۔ اور ہر چار طرف سے مکہ کے اندر داخل ہوتے جا رہے ہیں۔ اصحابہ ارا بوعہ سردار فوج تھے۔ ایک طرف حضرت علیؓ علم اسلام ہاتھ میں لئے ہوئے مکہ میں جا پہنچے۔ دوسری

جانب سے اور دوسرا صحاب کبار اپنی اپنی فوج لے کر داخل ہوئے ایک دوسرے
 صحابی بھی سردار تھے جو مکہ کے نیچے سے اپنی فوج ہمراہ لے کر چلے آ رہے تھے۔ کہ
 چند کفار قریش نے اُن سے مزاحمت کی اور تیر اندازی کرنے لگے۔ اس حالت کو دیکھ کر
 وہ قریشوں سے لڑے اور اڑتالیس کافروں کو جہنم واصل کر کے حضورؐ کی خدمت
 اقدس میں حاضر ہوئے اس لڑائی میں دو مسلمان بھی شہادت پیکر میٹھی بنیں
 سو رہے۔

۳۔ مکہ اخیر ہفتہ یا آخر عشرہ رمضان بروز جمعہ فتح ہوا چونکہ سردار ابوسفیان اور
 اُن کے نائب بھی مسلمان ہو چکے تھے اس لئے رفتہ رفتہ تمام اہل مکہ مسلمان ہو گئے خالد بن
 ولید بھی بہت جری اور بہادر سپاہی تھے اپنے دوست و احباب اور عزیز واقارب
 سمیت دین اسلام میں داخل ہوئے اور اسی دن ظہر کی اذان کے وقت بلالؓ نے
 بام کعبہ پر چڑھ کر باواز بلند اذان دی آپ نے جماعت کثیر کے ساتھ نماز پڑھی اور
 تمام شہر والوں کو امان عطا فرمائی۔ اور ابوسفیان جو اسلام کے سخت دشمن تھے جنھوں
 نے ہر موقع پر اسلام کو نقصان پہنچایا تھا اور جو ہر لڑائی میں آگے آگے تھے اُن
 تک کو حضورؐ نے معاف کر دیا۔ اور صرف معاف ہی نہیں کیا بلکہ اُن کے ساتھ یہ عزت بخشی
 کہ جو اُن کے گھر میں پناہ لیتا اُسے بھی معافی مل جاتی۔

۴۔ بعد فتح مکہ تمام اہل مکہ یکے بعد دیگرے مسلمان ہو گئے اور کل عورتیں بھی ایمان
 لائیں۔ منجملہ ان کے ایک بیوہ بی بی میمونہ بنت حارث مسلمان ہوئیں اور یہ خالد بن ولید
 کی رشتہ میں پھوپھی ہوتی تھیں۔ یہ بی بی اپنا کوئی وارث نہیں رکھتی تھیں۔ اور اُن کی
 عمر قبل اسلام کی وقت ۵۵ برس سے کچھ تجاوز کر چکی تھی۔ مگر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو اپنا وارث قرار دینے کے لئے اپنے نکاح کا پیغام بھیجا حضور نے نہ نظر رحم بوقت مراجعت نکاح کر لیا۔ یہ بی بی آنحضرت صلعم سے از حد محبت رکھتی تھیں۔ آپ نے سب بیبیوں کے بعد انتقال فرمایا مگر واہ کے عشق صادق کہ فغانی از رسول ہو گئیں جس جگہ حضرت موجودہ نکاح ہوا وہی مقام پر جبکہ وہ مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ حج کے لئے تشریف لارہی تھیں کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

۵۔ سسے شہر میں صرف گیارہ مرد اور چھ عورتوں کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ جہاں دیکھو ان کی گردن مار دو۔ کیونکہ ان کے جرم بہت سخت تھے۔ ان میں ایک وہ تھا جو وحی لکھا کرتا تھا۔ اور پھر اسلام چھوڑ کر مکہ بھاگ گیا تھا۔ ایک ابوسفیان کی بیوی ہندہ تھی جس نے حضرت حمزہؓ کا کلیجہ دانتوں سے چبایا تھا۔ نقاب اور ہ کر سانسے آتی ہے اور رحمت عالمؐ کے عام معافی کے پیغام سے خوش ہو جاتی ہے اور چلا اٹھتی ہے کہ اے اللہ کے رسول! آج سے پہلے مجھے آپ کے خیمہ سے زیادہ کسی خیمہ سے نفرت نہ تھی مگر آج سے آپ کے خیمہ سے زیادہ کوئی خیمہ مجھے پیارا نہیں معلوم ہوا۔

۱۱۔ رسول اللہ شریفؐ

۱۔ جب آپؐ کی ہجرت پر اسلام کا جھنڈا بلند ہو چکا تو سائے خوب سنے اس کو دین اسلام کی سچائی کا نشان مان لیا۔ اور ہر طرف سے لوگ کفر کے پھندے سے نکل کر اسلام کی امان میں آ رہے تو کعب ابن زہیر جو کلام اللہ۔ رسول اللہ اور دین محمدیؐ کا جہانی دشمن تھا۔ بدل و جان مسلمان ہو گیا۔ کعب بہت بڑا زبردست کا فر اور مشہور نامی گرامی شاعر اور کفار مکہ سے تھا۔ آنحضرت صلعم کے معتقدان اور دین اسلام کی طرف سے ہر ایک کو بوجہ و صلح برابر

اشعار و قصائد میں کرتا تھا۔ جس روز مکہ فتح ہوا تھا وہ خوف کے ماتے مسلمانوں سے روپوش ہو گیا۔
 مگر اللہ جل شانہ نے کچھ ایسی توفیق اس کے دل میں عطا کی اور اسلام کی روشنی اس کے سامنے
 ایسی شعل ہوئی کہ فوراً دینہ میں مخفی طور سے چلا آیا اور دفتہ محمد بنوی میں داخل ہوا۔
 جہاں فخر عالم لوگوں سے مخاطب ہو کر وعظ و نصیحت بیان کر رہے تھے اور کل اصحاب جو
 طرفہ حلقہ بانہ سے خاموش بیٹھے ہوئے بہت ہی بگوش سے سن رہے تھے۔ کتب نے پہچانا
 کہ یہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پیٹر کے اندر گھس کر اس مجلس وعظ میں حضور کے
 قریب پہنچا اور باوا بلند کہا کہ یا رسول اللہ اگر میں کعب ابن زبیر کو ایک مسلمان کی صورت
 حضور اقدس میں پہچان کر لوں تو کیلئے اس کی خطا آپ معاف فرماؤں گے رحمت عالم نے جواب
 فرمایا "ہاں" تب اس شاعر نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں کعب ابن زبیر ہوں یہ سن کر
 بہتر سے صحابہ میں نے چاہا کہ اگر آنحضرت صلعم، اجازت دیں تو اس شاعر کی گردن اڑا دیں
 کیونکہ اس نے اہل اسلام اور بانی اسلام کی پوری ناپاکیت کی ہے اپنے فرمایا۔ ہرگز ایسا نہ
 کروں میں نے اس کی خطا معاف کی ہے۔

۲۔ اس وقت کتب نے جو فن شاعری میں کامل دستگاہ اور ایک عمدہ جوش رکھتا تھا۔
 آنحضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے چند قصائد پڑھنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے ارشاد فرمایا
 تمام حاضرین اس کی طرف مخاطب ہو گئے۔ وہ تمام عرب میں فن شاعری میں کامل سمجھا جاتا
 تھا ایک تصدیق فضائل اسلام و بانی اسلام نہایت پاکیزہ اور فصیح و بلیغ الفاظ میں پڑھا آپ
 ایسے خوش و محظوظ ہوئے کہ اپنی رولے مبارک اتا کر اس کو انعام دیدی۔ جس کو اس نے اپنی
 تمام زندگی میں بہت حفاظت اور عظمت کیساتھ رکھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد
 نے حضرت معاویہؓ کو ۴۰۰ ہزار دینار سرنج میں ہدیہ کیا۔ اور اس زمانہ سے آج تک برابر وہ

وہ روئے مبارک شاہان اسلام کے پاس دست بدست محفوظ رہتی تھی۔ اور بنی امیہ
شاہان دمشق سے بنی عباسیہ شاہان بغداد کے خزانہ میں پہنچی اور اب تک وہ تیشہ
خانہ سلطنت ترکی میں محفوظ ہے۔

۱۴۔ غزوہ حنین

انقیاف اور بنو ہوازن عرب کے یونہایت نامیرا درویش تھے اور بہت بڑے قبائل
تھے ریاست امارت میں یہ قریش سے ہمسری کا دعویٰ رکھتے تھے۔ اور اسلام کی روز
انفروز وقت ان کے صبر و شکیب کے دامن کی وجہیاں اڑا کر رکھے دیتی تھی۔ اور یہ اس خیال
سے بہت ہی پریشان تھے کہ ان کے امتیازات اور مشرف کا خاتمہ ہمیشہ کے لئے ہوا
جاتا ہے۔ پہلے تو یہ دور سے بیٹھے ہوئے تماشہ دیکھتے تھے مگر فتح مکہ کے بعد ہمدردی کا
دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا اور انہوں نے اپنی ہمارت جنگ اور کثرت دولت و تعداد
کے زعم میں جنگ کی زبردست تیاریاں شروع کر دیں: آپ چودہ ہزار جرار لشکر
لے کر ان کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے یہ ایک اتنی بڑی تعداد تھی کہ مسلمانوں کے
مخبر سے بیباختہ نکل گیا کہ آج کون ہے جو ہمارا مقابلہ کر سکے خدا کو نیکو و غرور ناگوار
گزارا اور پہلے ہی حملہ میں مسلمانوں کے قدم اکٹھے اور آپ میدان میں منہا رہ گئے۔
مگر اللہ تعالیٰ کو جہاں انہیں اس تغلی کا بدلہ دینا تھا وہاں دین کی لاج بھی رکھنی تھی
جو جان نثار حضور نبی کریم کے گرد و پیش رہ گئے تھے حضور کے اشارہ سے انہیں آواز
دی گئی۔ ان اوزوں پہ جو مسلمان جہاں تھے وہیں سے لوٹ پڑاؤ کی جنگ ہوئی
اور فضل الہی سے مسلمان کا ایسا ہوسے۔ چھ ہزار تیاری گرتا رہے اور مال غنیمت

تو اس کثرت سے ہاتھ آیا کہ اس کا بچہ شمار ہی نہ تھا۔

۲۔ گرفتار گان میں آپ کی رضاعی بہن اور بھائی بھی تھے۔ اور آپ نے اس قبیلہ میں پرورش پائی تھی چنانچہ ایک سفارت قیدیوں کو آزاد کرانے کے لئے حاضر ہوئی۔ دریا زرم بخش میں آگیا اور آپ نے چھ ہزار قیدیوں کو کھڑے کھڑے چھوڑ دئے اس طرح کہ سب کو لباس وغیرہ بھی تقسیم ہو گئے۔

۳۔ حنین کے شکست خوردہ مشرک بھاگ کر طائف کے قلعہ میں جمع ہوئے اور لڑائی کا سامان شروع کر دیا اس لئے حنین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف تشریف لے گئے اور تھوڑے دنوں قلعہ کا محاصرہ کر کے بوٹ آئے۔

۱۰۔ غزوہ تبوک

تبوک مدینہ اور دمشق کے درمیان شام میں ایک مقام ہے ۹۰ میل میں آنحضرت نے اس پر فوج کشی کی، اس کا باعث یہ ہوا کہ ۹۰ میل میں مدینہ میں ہنا پٹ زور شور سے خبر پھیلی کہ رومی بڑے سامان سے مدینہ پر چڑھائی کی تیاری کر رہے ہیں۔ نجم و جذام عرب قبیلے بھی ان کے ساتھ ہیں، چونکہ مسلمان اور شامیوں میں چھڑ چکی تھی۔ اس لئے مسلمانوں کو اس کے صحیح سمجھنے میں تاثر ہوا۔ اور رسول اللہ نے تیاری کا حکم دیا یا۔ اتفاق سے اس سال عرب میں سخت قحط تھا۔ گرمی بڑے غضب کی پڑ رہی تھی اس لئے لوگوں کو سکنا بہت شاق تھا۔ منافقوں کو موقع مل گیا۔ انہوں نے خفیہ مسلمانوں کو روکنا شروع کر دیا۔ مسلمان یونہی تنگ دست تھے۔ قحط نے اور حالت زبوں کر دی تھی۔ اس لئے اپنے تمام قبائل عرب سے چندہ طلب کیا، متمول صحابہ نے بڑی بڑی رقمیں پیش کیں حضرت

عثمان نے تین سو اڈنیوں سے مدد کی۔ پھر بھی بہت سے صحابہؓ ناداری کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے قرآن نے ان کی معذوری کی وجہ سے انہیں چھوڑ کر شرکت سے مستثنیٰ کر دیا۔ اور آپ حضرت علیؓ کو مدینہ میں اپنا نائب بنا کر تیس ہزار صحابہؓ کو لے کر مدینہ سے شام روانہ ہوئے۔ تب تک پہنچ کر معلوم ہوا کہ رومیوں کے حملہ کی خبر صحیح نہ تھی لیکن بالکل غلط بھی نہ تھی۔ ایک عذابی سردار عربوں سے ساز باز کر رہا تھا۔ حضور نے بیس دن قیام فرمایا۔ اس دوران میں ایلہ رئیس یوحنا اور جبریا اور ادرج کے عیسائیوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر حیرت انگیز دینا قبول کیا۔ دو دنہ لاجل کا عرب سردار کیدر قیسر کے ماتحت تھا۔ آنحضرتؐ نے حضرت خالدؓ کو اس کے گرفتار کرنے کے لئے بھیجا انہوں نے جا کر اس کو گرفتار کر لیا پھر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دینے کی شرط پر رہا کر دیا۔ چونکہ تبوک میں رومیوں کی تباہی کی کوئی خبر نہ ملی اس لئے بیس دن قیام کرنے کے بعد آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔

نواب

۱۔ سفارت اسلام

اسلام کو اپنی زبان کی انیسویں برس یہ موقع ملا کہ وہ دنیا کا اطمینان کے

حیرت انگیز اسلام میں نکلے پیغمبروں کی امتوں کے ساتھ یہ عاقبت رہی گئی ہے کہ وہ اگر تھوڑا سا محصول لے کر مسلمانوں کی رعایا بن جائیں تو مسلمان ان کی ہر طرح کی حفاظت کی ذمہ داری اٹھالیں، اس محصول کا نام قرآن پاک میں "جزیہ" رکھا گیا ہے۔

۱۲-۳-۱۲

ساتھ اپنا پیغام سنا سکے اس زمانہ میں لوگ اپنے اپنے رئیسوں اور بادشاہوں کے تابع ہوتے تھے۔ جو وہ کرتے تھے وہ سب کرتے تھے۔ اس لئے آپ نے ایک دن مسلمانوں کو مسجد میں جمع کر کے فرمایا۔ لوگو! خدا نے مجھے ساری دنیا کی رحمت بنا کر بھیجا ہے اب وقت آیا ہے کہ تم اس رحمت کو دنیا والوں میں بانٹو۔ اٹھو۔ اور حق کا پیغام ساری دنیا کو سناؤ۔ اس کے بعد آپ نے اپنے ساتھیوں میں چند ہوشیار مسلمانوں کو چنا۔ اور ان کو اسلام کی دعوت کے خطا دے کر اس پاس کے رئیسوں اور بادشاہوں کے پاس بھیجا۔ جن کے حالات ذیل میں اختصار کے ساتھ درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) بصرہ کے حاکم کے نام نامہ

جنگ موتہ

۱۔ شہ میں آنحضرت نے حارث بن عمر کو ایک خط دے کر بصرہ کے حاکم کے پاس بھیجا۔ لیکن راستے میں موتہ کے حاکم شرجیل نے انہیں پکڑ کر شہید کر دیا۔ اور خط پھاڑ دیا۔ و سورا کے ایلی کو کوئی بھی کچھ نہ کہتا تھا۔ نیز قاصد ان اسلام کے ساتھ بھی کسی نے یہ حرکت نہیں کی تھی۔ قاصد کا قتل معمولی بات نہ تھی آنحضرت کو بہت افسوس ہوا۔ اور تین ہزار کے لشکر پر زید بن حارثہ کو (جو آپ کے آزاد غلام تھے) اور جن کی پرورش آپ نے بیٹے کی طرح کی تھی۔ سردار بنا کر حاکم موتہ کو سزا دینے کے لئے روانہ کیا۔ چلتے وقت آپ نے فرما دیا تھا کہ اگر زید شہید ہو جائیں۔ تو ان کی جگہ جعفر ابوطالب سپہ سالار ہوں۔ اگر وہ بھی نہ رہیں تو عبد اللہ بن رواحہ علم سنبھال لیں۔ اور ان کے بعد جس کو مسلمان پسند کریں۔ وہی سپہ سالار ہو۔ شرجیل کو بھی کسی طرح پتہ چل گیا۔ اس

نے اپنے بھائی شدوس کو لشکر وے کر مقابلہ کے لئے بھیجا۔ تھوڑی دیر کے بعد شدوس مارا گیا۔ شرجیل کو خبر ہوئی تو اس نے بضرہ اور روم کے بادشاہوں سے فوجیں منگائیں اور ایک لاکھ کی فوج لیکر مقابلہ پر آؤٹا۔ مسلمان صرف تین ہزار تھے۔ بعض کی رائے تھی کہ ہم بھی آنحضرت کو لکھ کر فوج منگائیں لیکن عبداللہ بن رواحہ نے ایک جوشیلی تقریر کر کے مسلمانوں کو گرا دیا۔ اور وہ پھرتے ہوئے شیر کی طرح کفار کی صفوں میں جا پڑے۔ غضب کارن پڑا۔ بہت سے مسلمان شہید ہو گئے۔ زید بن حارثہ جعفر بن ابوطالب اور عبداللہ بن رواحہ آنحضرت کے ارشاد کے مطابق باری باری سے علم بردار ہو کر شہید ہوئے پھر خالد بن ولید نے جھنڈا سنبھالا۔ اور سپاہیوں کو آگے پیچھے کچھ اس طرح کھڑا کیا کہ کفار بھی سمجھے کہ مسلمانوں کو بھی مدد پہنچ گئی ہے۔ حضرت خالدؓ نے اس روز سے حملہ کیا کہ آپ کے ہاتھ میں اس روز آٹھ تلواریں ٹوٹیں۔ ان کی اس بہادری سے کفار پر ہیبت چھا گئی۔ اور بجاگ کھڑے ہوئے اور مسلمان کامیابی سے واپس آئے۔

۳۔ آنحضرت مدینہ میں بیٹھے اس جنگ کا سارا حال بتاتے رہتے کہ اب زید شہید ہوئے اور اب جعفرؓ اور اب عبد اللہؓ۔ جب حضرت خالدؓ نے حکم لیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اب سیف اللہ نے علم سنبھالا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ یہ آنحضرت کا کھانا معجزہ تھا۔ اسی دن سے حضرت خالدؓ کو سیف اللہ یعنی اللہ کی تلوار کہنے لگی۔

(۴) سنجاشی کے نام نامہ

یہ حبشہ کا بادشاہ تھا۔ اس کے نام عمرو بن أمیہ ضمزی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ ایک

نامہ بھیجا جس میں ارشاد تھا کہ

"میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ وہ سارے جہان کا بادشاہ ہے۔ وہ سب عیبوں سے پاک سلامتی بخشنے والا اور سب پر غالب ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ خدا کا بندہ۔ اس کی روح اور اس کا کلمہ ہے۔ اور مریم روح دکلمہ کے باعث حاملہ ہوئی۔ خدائے عیسیٰ کو اپنی روح پیدا کیا تھا۔ جو مریم کے پیٹ میں رکھ دی گئی تھی جیسا کہ اُس نے آدم کو اپنی مہربانی سے بغیر ماں باپ کے پیدا کیا تھا۔ اُس میں اپنی روح چھونک دی۔۔۔۔۔ بخاشی! میں تمہیں اُس اللہ کی طرف بلاتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اُسکی عبادت کی دعوت دیتا ہوں۔ مناسب ہے کہ تم میری نبوت پر ایمان لے آؤ۔ کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں تمہیں اور تمہارے لشکر کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے تم کو پیغام پہنچا دیا۔ اور نصیحت کر دی۔ سو تم میری نصیحت مان لو۔ اُس شخص پر سلامتی ہو۔ جو سیدھے راستے پر چلا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

بخاشی نے آپ کے خط کو بڑی عزت سے لیا۔ اور پڑھتے ہی مسلمان ہو گیا۔ پھر اُس نے آنحضرت کے خط کا جواب دیا جس میں اپنے اسلام اور زیارت کے شوق کا حال لکھا۔ اور اپنے ایک رشتہ دار کے ہاتھ بہت سے تحفے دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا۔ اور آپ کے دونوں حکموں کی تعمیل کی۔

۱۳) ہرقل قبضہ روم کے نام نامہ

اس نامہ کو وجہہ کلہی کے ذریعہ بھیجا۔ ہرقل نے بھی سفیر کے ساتھ بہت اچھا

سلوک کیا۔ اس نامہ کا مضمون یہ تھا

”اے ہرقل روم! اسلام قبول کرنا کہ سزا موت ہے۔ اور

خدا تجھے اس کا اجر دے گا۔ اگر تو منہ پھیر لے گا اور دین اسلام

قبول نہیں کرے گا تو ایک تو تیرے اپنے انکار کا وبال تجھ

پر پڑے گا۔ دوسرے تیری رعایا کے اسلام کو نہ قبول کرنے کا

عذاب بھی تجھ کو ہو گا۔“

جس وقت یہ نامہ وجہہ کلہی لے کر پہنچے۔ اس وقت ایران پر فتح حاصل کر چکی

خوشی بیت المقدس آیا ہوا تھا۔ اس واسطے وجہہ کلہی ہاکم بصرہ کی وساطت سے

بیت المقدس میں اس کے پاس جا پہنچے۔ ہرقل نے وجہہ کلہی کو خلوت میں بلا کر

کہا مجھے یقین ہو گیا کہ یہ وہی پیغمبر ہیں جن کے ہم منتظر تھے اور جن کی تعریف و توصیف

آسمانی کتابوں میں ہم نے پڑھی ہے۔ مگر افسوس کہ میں ان کے متابعت نہیں کر سکتا

کیونکہ ایسا کروں تو مجھے مار ڈالیں گے۔ میں نبوت کا قائل ہوں۔ بعد ازاں اس نے

وجہ کلہی کو ایک پادری کے پاس پہنچایا۔ جس نے حالت سنکر آپ کی نبوت کی تصدیق کی

اور گرجا میں آکر لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی۔ مگر انہوں نے اسے وہیں شہید

کر دیا۔ وجہہ کلہی نے یہ حال ہرقل کو سنایا۔ تو اس نے کہا عیسائیوں میں یہ شخص مجھ سے

زیادہ ہر دلعزیز اور ذی وقار صاحب فضل و کمالی تھا۔ جب اس کا یہ حال ہوا تو میرے ساتھ

اگر ایمان لاؤں تو اُس سے بھی برابر بناؤ کریں گے۔

رسم شاہ ایران کے نام نامہ

ان دنوں خسرو پرویز ایران کا بادشاہ تھا۔ آپ نے عبداللہ بن خذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ حاکم بکھرین کی معرفت اُسے نامہ بھیجا۔ جس میں تحریر فرمایا کہ:-

"اے فارس کے بزرگ! میں خدا کا رسول ہوں۔ اور

میری رسالت کا مقصد یہ ہے کہ تمام لوگوں کو آخرت کے عذاب

سے ڈراؤں سو اگر تم بھی عذابِ آخرت سے امن میں رہنا چاہتا ہو

تو خدا کا حکم میں تجھے سناؤں۔ اُس کو مان۔ اور میری پیروی اختیار

کر ورنہ تیرے اپنے انکار اور تیری تمام رعایا کے نہ ماننے کا عذاب

تیری گردن پر ہو گا"

خسرو نے نام پڑھ کر نہایت ہیچ و تاب کھایا۔ اور مارے غصہ کے اس نامہ کو

پھاڑ ڈالا۔ خسرو کی شقاوت نے یہی نہیں کیا۔ بلکہ اسی وقت یمن کے حاکم کے نام حکم

بھیجا کہ حجاز کے اُس شخص کو جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ پکڑ کر میرے پاس بھیج

دے۔ حاکم مذکور نے اپنے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی۔ عرض اس نے دو آدمی آپ کے

پکڑنے کے واسطے مدینہ روانہ کئے۔ یہ شخص جب مجلس نبوی میں آئے تو ان پر ایسی ہیبت

چھائی کہ اگر آپ ان کو اپنے سامنے سے نہ اٹھا دیتے تو ان کا بندہ بنا۔ جدا ہو جاتا۔ دوسرے

دن آپ نے ان کو پھر بلا یا۔ اور فرمایا کہ جاؤ اور اپنے حاکم کو خبر دو کہ رات تمہارے بادشاہ

کو اس کے بیٹے شیروہ سے قتل کر ڈالا اور قریب ہے کہ میرا دین اس ملک میں پھیل جائے۔

اگر تو اسلام قبول کرے گا تو جتنا ملک تیرے ماتحت ہے وہ تیرے ہی پاس رہے گا۔ جب
 یمن کے حاکم کو یہ پیغام پہنچا اور ساتھ ہی فارس سے خسرو کے مرے کی خبر کی تصدیق
 بھی ہو گئی تو وہ اپنی رعایا سمیت مسلمان ہو گیا۔

(۵) متوقس والی مصر کے نام نامہ

اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعزہ رضی اللہ عنہ نامہ لے کر گئے۔ اس نے سفیر اور
 نامہ کی بہت تعظیم کی۔ مضمون یہ ہے :-

"اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمدؐ کی طرف سے قوم

قبط کے سردار متوقس کی طرف ہدایت کی پیروی کرنا اور اس لیے

سلام ہو! اب بعد میں تجھے اسلام کی طرف بلاتا ہوں اگر تو نے

اسلام قبول کر لیا تو محفوظ ہو جائے گا۔ اور خدائے تعالیٰ کا اجر دیکھا

اور اگر تو نے انراض کیا تو قوم قبط کا گناہ بھی تیرے سر لازم

آئے گا۔ اے اہل کتاب آؤ ہم ایک ایسی بات پر اتفاق کر لیں کہ

جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے (یعنی) یہ کہ ہم سرف

اللہ ہی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔

اور یہ کہ ہم میں سے کوئی دوسرے کو اپنا کارساز نہ سمجھے۔ اگر وہ

انراض کریں تو نہیں رو کہ اس بات پر گواہ رہنا کہ ہم اللہ ہی کے

مترمانہ وار ہیں!"

مضمون نامہ پڑھ کر حاطبؓ سے فخرت میں بہت سی باتیں کہیں اور یہ بھی کہا کہ جو

اوصاف تو نے بیان کئے ہیں وہ سب اس پیغمبر کے ہیں جس کے آنے کی خبر حضرت عیسیٰ نے دی ہے..... بے شک سب پر غالب آئے گا۔ اور اس کے اصحاب اس ملک کو فتح کر لیں گے۔ پھر حاطبؓ کو چند تختے اور نامہ کا جواب دے کر واپس کر دیا۔ اس نامہ کا مضمون یہ تھا:-

” میں نے آپؐ کا خط پڑھا۔ اور اُسے سمجھا۔ میں جانتا ہوں کہ ایک پیغمبر خاتم النبیین ہو گا۔ اُسے والا ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ شام میں ہو گا۔ میں آپ کے پیغمبر کے ہاتھ آپ کے لئے اپنی ہاں کی عمدہ چیزیں بطور تحفہ بھیجتا ہوں۔ قبول ہوں۔“

تختوں کی تفصیل یہ ہے:- مار یہ قبلی اور اس کی بہن سرین۔ چار تڑکی لونڈیاں ایک خواجہ سرا، ایک سفید چمچر جس کا نام دلدل تھا، ایک گدھا جس کا نام عَضِیر یا یَغْفُور تھا، کچھ کپڑے کچھ شہر، ہزار مثقال سونا۔ اس کے علاوہ حاطبؓ کو بھی پانچ جابے اور ستر مثقال سونا عطا کیا۔

(۱۶) والی شام کے نام نامہ

اس کا نام حارث بن ابی سمر غالی تھا۔ اس کے پاس شجاع بن وہب تقریباً اسی مضمون کا نامہ لے کر گئے تھے جو موقوفہ کے نام بھیجا گیا تھا۔ یہ قیصر روم کے ماتحت تھا۔ اور ان دنوں وہ اس علاقہ میں آیا ہوا تھا۔ اس لئے کچھ عرصہ تک اس کی ملاقات نہ ہوئی۔ اسی اثنا میں اس کے درباریوں میں ایک شخص مسلمان ہو گیا۔ اس نے شجاعؓ کی بہت خاطر تواضع کی اور موقع پا کر حاکم سے ملاقات کرا دی۔ جب شجاعؓ حاکم

کے سامنے ہوئے تو انہوں نے فخرِ دو عالم کا فرمان پیش کیا۔ مگر اس نے اسس کے
 پڑھتے ہی پھینک دیا اور بہت سی نامناسب باتیں کیں۔ بلکہ خوش میں آکر فوج کو بھی
 جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ لیکن جنگ کے واسطے قیصر کی منگوری یعنی ضروری تھی اس
 لئے فوراً اس کی خدمت میں ایک درخواست لڑائی کی منظور ہو کے واسطے بھیج دی۔
 اور اس میں سب حالات مفصل درج کر دیئے۔ جب یہ تحریر قیصر کے پاس پہنچی تو اس
 نے جواب دیا کہ ابھی ارادہ سے کو ملتوی رکھو۔ اور میرے پاس چھٹے آؤ۔ مشورے کے بعد
 جیسی مصلحت ہوگی اس پر عمل کیا جائے گا۔ اس جواب اُس نے پر حاکم مذکور نے شجاع
 کو تنو مشقال سونا دے کر رخصت کر دیا۔ ایک فرمان من ربن سادی شاہ بحرین کے
 پاس بھیجا تھا

(کے) والی یہامہ کے نام نامہ

اس کا نام ہو وہ تھا۔ اس کے پاس سلیمان بن عبد غامری نامہ لے کر گئے تھے فرمان

کا معقول یہ تھا :-

"میں خدا کا رسول ہوں۔ میرا دین عنقریب ان سب ممالک

میں پھیل جائے گا جہاں چار پاؤں کے پاؤں پہنچتے ہیں بس

تم کو بھی چاہیے کہ مسلمان ہو جاؤ تاکہ دنیا اور آخرت کی آفتیں اور

معصیتوں سے محفوظ ہوؤ۔"

بو وہ نے سفیر کی بہت تعظیم کی اور معقول انعام دیا۔ اور فرمان کا جواب یہ تحریر کیا۔

"جس طریق کی طرف آپ تعلقت کو بلا رہے ہیں۔ بہت

اچھا ہے میں شاعر اور خطیب ہوں۔ اس واسطے عرب میں میرا

بہت بڑا رعب ہے اور لوگ میری بڑی عزت کرتے ہیں۔ آپ اپنی

دلکے سے کچھ دے دیں تو میں متابعت کر لوں گا۔

لیکن آپ نے اس کے اس دنیا پرستی کے ساتھ ایمان لانے کو پسند نہیں فرمایا

اور کچھ جواب نہیں دیا۔

سوال باب

۱۔ عمرہ شہ

عمرہ ایک قسم کا چھوٹا حج ہے، جس میں احرام کے ساتھ کعبہ

کے گرد گھوم کر اور صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے بیچ میں تیز

چل کر کچھ دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔

پچھلے سال حدیبیہ میں طے پایا تھا کہ اگلے سال مسلمان مکہ آکر عمرہ ادا کر لیں۔ اس

شرط کے مطابق فخرِ دو عالم نے عمرہ کا اعلان کیا، اور مسلمانوں کا ایک بڑا حصہ جوش

کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ شرط تھی کہ مسلمان ہتھیار اتار کر مکہ میں داخل ہوں گے۔ اگرچہ

یہ شرط پوری کرئی، مگر خطرے سے خالی نہ تھی مگر مسلمانوں نے خانہ کعبہ کی زیارت کے شوق

اور معاہدہ کے احترام میں اس شرط کو پورا کیا۔ مکہ سے آٹھ میل ادھر ہی سائے ہتھیار

اتار کر رکھ دیئے گئے۔ اور دو سو سواروں کا ایک دستہ اس کی حفاظت پر متعین ہوا باقی

مسلمانوں نے مکہ میں داخل ہو کر جوش و خروش کے ساتھ جھومتے تینتے عمرہ کے سب کام پورے کئے۔ تین دن بعد شرط کے مطابق آپ مکہ سے نکلے۔

۲۔ پہلا حج کب

۱۔ اسلام کی دعوت شروع ہوئے بائیس برس ہو چکے تھے۔ بائیس برس کی لگاتار کوششوں سے اب عرب کا ذرہ ذرہ اسلام کے نور سے چمک رہا تھا۔ لا الہ الا اللہ کی آوازیں اس کی ہر گھائی ٹہ سے اڑتی ہو رہی تھیں۔ یمن کی سرحد سے لیکر شام کی سرحد تک اب اسلام کی حکومت تھی۔ اوزن کا گھرا ب توجیہ کا مرکز بن چکا تھا۔ اب وہ وقت آیا کہ اسلام کا وہ مذہبی دربار جو حج کے نام سے مشہور ہے اللہ کے بتائے اور حضرت ابراہیمؑ کے بتائے ہوئے دستور کے مطابق آراستہ ہو۔ بتوک سے واپسی پر فخر و عالم نے سجدہ میں ذیقعد کے آخر یا ذی الحجہ کے شروع ہینہ میں تین سو مسلمانوں کا ایک قافلہ مدینہ منورہ سے مکہ کو روانہ فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس قافلہ کے سردار، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس کے نقیب اور حضرت سعید بن ابی وقاص، حضرت جابرؓ اور حضرت ابی ہریرہؓ منادی اور معلم بنائے گئے تھے۔ اور قربانی کے لئے بیس اونٹ ساتھ تھے۔

۲۔ قرآن نے اس حج کا نام حج اکبر (بڑا حج) رکھا ہے۔ کیونکہ یہ کفر کی حکومت ختم ہو جانے اور اسلام کے عہد کے شروع ہونے کا سب سے پہلا اعلان تھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے لوگوں کو حج کے اصلی طریقے بتائے اور سکھائے۔ اور قربانی کے

دن کھڑے ہو کر اسلام کا خطبہ پڑھا۔ اور ان کے بعد حضرت علیؓ بن ابی طالب نے برات کی اس سورۃ سے چالیس آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ جن میں کافروں سے ہر طرح کے تعلق توڑے جانے کا اعلان تھا۔ اور منادی کر دی گئی کہ اب سے کوئی مشرک خانہ کعبہ میں نہ آئے پائے گا، اور نہ کوئی تنگنا ہو کر حج کر سکے گا۔ اور صلح کے وہ تمام معاہدے جو مشرکوں سے ہوئے تھے آج سے چار ہینہ کے بعد سے ٹوٹ جائیں گے۔

گیارہواں باب

۱۔ حکومتِ اسلام

سندھ میں مکہ تمام کافروں سے پاک ہو گیا۔ اور اسلام کا نور سارے عرب اور حجاز میں پھیل گیا لیکن عرب کے کچھ صوبے ایسے باقی تھے جو آفتاب رسالت کے دامن سے نہیں لپٹے تھے۔ چنانچہ فخرِ دو عالم نے ایک ایسا گروہ یمن، عمان، بحرین، عمان، ملک شام اور دنیا کے دوسرے حصوں میں بھیجا جو دینِ اسلام کا نمونہ اور اسلامی پیام کا قاصد بن کر ہدایت کا پیام اور عمل پہنچا سکے۔ اور اس طرح ساری دنیا اسلام کی تعلیم سے منور ہو سکے۔ چنانچہ ان کی کوششوں سے حق کی آواز عرب کے ایک ایک گوشہ اور دنیا کے دوسرے حصوں میں پہنچ گئی۔ اور خدا کے سوا ہر باطل کا خوف آسمان و زمین کی ہر قوت کا ڈر، ہر باطل و سومہ کا ہراس، دیو، فرشتہ، بھوت، پرنیت، چاند، سورج، ستارے، دریا، جنگل، پہاڑ، عرض کہ ہر مخلوق، ہر طاقت اور ہر مادی

اور روحانی مظہر کی خدائی ہیبت جو کمزور انسانوں پر چھائی تھی اس سارے ظلم کو توڑ کر ایک نئی قوم، نئی امت، نیا تمدن، نیا قانون اور نیا نظام زمین کے پردہ پر قائم کر دیا۔

۲۔ تکمیل دین اور اسلامی منظم

اب عرب بلکہ سارے حجاز میں اسلام کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ توحید کی اشاعت کی راہ سے مشکل کا ہر پہر پتھر سمیٹ چکا تھا۔ اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی آواز سے عرب کا پورا جزیرہ گونج اٹھا۔ تو وقت آیا کہ دین اپنے پورے احکام کے ساتھ تکمیل کا درجہ پاسے۔ چنانچہ اس کا نظام قائم کیا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ سب سے پہلے قرآن پاک کی وہ آیتیں اتریں جو دلوں میں نرمی، خون میں گرمی اور خیالوں میں تبدیلی پیدا کریں، جب یہ ہو چکا تو احکام کی آیتیں آئیں۔

۱۔ نماز

اس وقت اللہ نے اپنے رسولؐ کے ذریعہ اپنے سارے حکموں سے ان کو آگاہ کیا۔ ان کو بتایا گیا کہ دن میں پانچ دفعہ حضرت ابراہیمؑ کی مسجد کعبہ کی طرف منہ کر کے خدا کے حضور میں کھڑے ہوں۔ گھٹنوں کے بل جھک کر درکوع (اپنی بناگی کا اقباس) کریں۔ پھر زمین پر سر رکھ کر سجدہ، اپنا بجز نما پاں شکل میں ظاہر کریں۔ یہ نماز کھلائی۔

۲۔ جماعت

یہ نماز سارے مسلمان ایک وقت پر ایک جگہ اکٹھے ہو کر امام کے پیچھے ایک

ساتھ ادا کریں۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ نماز جس طرح خدا اور بندہ کے لگاؤ کی سب سے مضبوط کڑی ہے اسی طرح یہ مسلمان کے قومی نظام کی حقیقی شکل بھی ہے۔ یعنی سارے مسلمان ایک ہو کر ہر فرق کی قید کو توڑ کر۔ ایک صف میں کھڑے ہو کر ایک ایسی متحد جماعت کی صورت بن جائیں کہ ان کے تمام ظاہری فرق مٹ جائیں۔ اور وہ سب مل کر ایک امام کے ایک ایک اشارے پر حرکت کریں۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ نماز میں سارے مقتدی پاؤں سے پاؤں ملا کر خوب مل کر کھڑے ہوں تاکہ ان کے دل بھی اسی طرح مل جائیں۔ اسلام کے سارے احکام میں نماز کی حیثیت سب سے بڑی ہے۔ اس لئے اس کو دین کا ستون فرمایا۔ اس میں قرآن اور دعا کے سوا ہر قسم کی انسانی بول چال، اشارے، سلام و کلام وغیرہ کی ممانعت ہے۔ اور ایک ساتھ ایک جگہ مل کر نماز پڑھنا جس کو جماعت کہتے ہیں واجب ٹھہرایا گیا۔

سبق اول

نماز کی سمت خانہ کعبہ مقرر ہوئی تاکہ دنیا بھر کے مسلمان وحدت کے ایک رنگ میں نمایاں ہوں۔

جمعہ

بیفہ کی اجتماعی نماز جس کا نام جمعہ ہے آبادی کے سارے مسلمان مل کر ایک ساتھ دن کی روشنی میں دوپہر کے وقت زوال کے بعد ادا کریں۔ اور امام جمعہ کا خطبہ پڑھا جائے۔

۵۔ خطبہ

نماز سے پہلے خدا کی تعریف و حمد اور قرآن کی تلاوت کے ساتھ مسلمانوں کی تعلیم، تہنیت اور نصیحت سے بھری ہوئی مختصر تقریر جس کو خطبہ کہتے ہیں پڑھائیں۔

۶۔ ایسٹام

مسلمانوں کے معلم، مبلغ، مفتی اور پیشوا کی حیثیت رکھتے ہیں وہ ان کو اچھی باتیں سکھائیں بری باتوں سے روکیں۔ ان کو ضرورت کے مسئلے بتائیں۔ اور بچوں کو اللہ رسول کا کلمہ سکھائیں۔ دین کی باتیں بتائیں۔ اور قرآن کی تعلیم دیں۔

۷۔ مسجد

ہر آبادی میں خدا کے نام سے نماز اور مسلمانوں کی دوسری اجتماعی ضرورتوں کے لئے مسجدیں بنائیں یہ مسجدیں ان کی نماز اور جماعت کا گھر، ان کی تعابیم کا مدرسہ، ان کے وعظ و پند کا مقام، ان کے قومی و دینی کاموں کی مشورہ گاہ اور ان کے قاضیوں اور حاکموں کی عدالت قرار پائیں۔

۸۔ زکوٰۃ

زکوٰۃ کا نظام عزیز مسلمانوں کی امداد کے لئے مقرر ہوا۔ یعنی یہ کہ ہر مسلمان ہر سال اپنے اس سولے چاندی کے مال پر جو اس کی ضرورت سے زیادہ ہو اس سال ہبہ کے

بعد اس کا چالیسواں حصہ خدا کی راہ میں دے۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس سونے چاندی کے علاوہ جانور ہوں، یا کھیت ہوں تو ان پر مختلف تعدادوں کے مطابق ایک حصہ خدا کے کاموں کے لئے فرض کیا گیا۔

۹۔ بیت المال

یہ ساری زمینیں اور جانور اور پیداواریں مسجد کے مؤذن یا کسی عامل کے پاس جمع کی جائیں۔ اور ضرورت کے مطابق ضرورت مندوں میں بانٹ دی جائیں۔ فخر و عالم کے بعد اس کام کے لئے ایک الگ دفتر بنا دیا گیا تھا۔ جس کا نام بیت المال رکھا گیا۔

۱۰۔ عامل

زکوٰۃ کے تحصیل وصول کے لئے لوگ مقرر کئے جائیں جن کو عامل کہتے ہیں۔

۱۱۔ روزہ

مسلمان کو اللہ کی طرف سے قرآن کی صورت میں زندگی کا جو ہدایت نامہ ملا اس کی خوشی اور تقریب میں اس کی سالانہ یادگار اسی مہینہ میں جس میں قرآن پاک پہلی دفعہ آسمان اول پر نازل ہوا۔ یعنی رمضان کے مہینہ میں ہر سال سنانا ضروری ٹھہرایا گیا۔ تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر شکر یہ ادا کریں۔ اور مہینہ بھر اسی کیفیت میں گزاریں۔ جس کیفیت میں اس مہینہ کو اسلام کے پیغمبر اور قرآن کے پہلے مخاطب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گزارا۔ یعنی صبح سے شام تک مہینہ بھر ہم کھانے پینے

اور دوسری نفسانی کاموں سے پرہیز کریں جس کا نام روزہ ہے۔

۱۴۔ تراویح

اور ہوسکے تو راتوں کو گھڑے ہو کر دو دور کعتوں میں کلام پاک سنیں جبکو تراویح کہتے ہیں اور دوسری عبادتوں میں یہ ہینہ بسر کریں۔

۱۵۔ عید

ہینہ کے ختم ہونے پر سوال کی پہلی تاریخ کو عید کا دن منائیں۔ اچھے اچھے کپڑے پہنیں۔ خوشبو لگائیں اور سب مل کر عید گاہ جا کر شکرانہ کی دو کعتیں ادا کریں۔

۱۶۔ صدقہ الفطر

اور اسی دن نماز سے پہلے غریبوں کے کھانے کے لئے غلہ کی کچھ مقدار ان کی نذر کریں تاکہ وہ بھی یہ دن خوشی خوشی منائیں۔ اس کو صدقہ الفطر کہتے ہیں۔ اس غلہ کی قیمت دیدینا بھی جائز ہے۔

۱۷۔ حج

۱۔ اسلام کا چوتھا رکن ہے۔ خانہ کعبہ وہ مقدس مسجد ہے جس کی دنیا کے ہر حصہ سے ایک خدا کے ماننے والے سال میں ایک دفعہ اکٹھے ہو کر ابراہیمؑ کے طریق سے خدا کی عبادت کریں اور جن مسلمانوں کو طاقت ہو اور ان کے پاس راستہ کا خرچ ہو

علائے عزیز اور محتاج کو

وہ عمر میں ایک دفعہ اس مسجد میں حاضر ہوں اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اس مسجد کے چاروں طرف پھیریں کریں۔ جو طواف کہلاتا ہے۔ اور صفا اور مروہ۔ نامی دو پہاڑیوں کے بیچ میں ویسے ہی دوڑ دوڑ کر اللہ سے دعا مانگیں جیسے حضرت ہاجرہؑ دوڑی تھیں۔ اور عرفات و منیٰ کے مہمانوں میں خدا کی بارگاہ میں گڑ گڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ اور منیٰ میں آکر حضرت اسمعیلؑ کی طرح قربانی کا جشن منائیں۔

۴۔ کلمہ توحید کے بعد اسلام کے یہ چار رکن ہیں۔ یہ چاروں رکن اب تکمیل کو پہنچنے گئے اور دین کے وہ احکام جو اخلاق کی پاکی اور معاملات میں عدل اور انصاف کا لحاظ رکھنے کے لئے ضروری تھے۔ وہ مسلمانوں کو سکھا دیئے گئے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے انسانیت نے مساوات کا سبق سیکھ لیا۔ قریش اور غیر قریش عرب اور عجم، کاتے اور گوتے، امیر اور غریب سب ایک خدا کے بندے ہو کر اسلام کے ہر حق میں اور آخرت کے ہر مرتبہ میں برابر ٹھہر گئے۔ انسانوں کی پیدا کی ہوئی ساری تفریقین مٹ گئیں۔ آپ ایک آدم کے بیٹے ٹھہرے اور آدم مٹی کا پتلا تھے۔

پارہواں باب

حجۃ الوداع سلمہ

۱۔ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس مقصد کی خاطر زمین کے پردہ پر بھیجا تھا۔ جب وہ انجام پاچکا تو اطلاع آئی کہ تمہارا کام پورا ہو چکا اب تم خدا

کے پاس واپسی کے لئے تیار ہر جاؤ۔ سورۃ نصرہ۔ **يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَلْقِيْطَمَ**۔ اس واقعہ کی خبر ہے۔

۳۔ ذیقعد سنہ ۶ میں فخر و عالم مکہ معظمہ حج کے ارادہ سے تشریف لے گئے۔ ۴۔ ذیقعد کو آپ نے غسل فرمایا اور چادر اور تہمہ باندھا۔ اور ظہر کی نماز کے بعد مدینہ سی باہر نکلے۔ مدینہ سے چھ میل پر ذوکلیفہ کے مقام پر رات گزاری اور دوسرے دن دوبارہ غسل فرما کر دو رکعت نماز ادا کی اور احرام باندھ کر قحطوانامی اونٹنی پر سوار ہوئے اور بلند آواز سے یہ الفاظ فرمائے جو اب تک ہر حاجی کا ترانہ ہے

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ

اے خدا ہم تیرے لئے حاضر ہیں

لَا شَرِيْكَ لَكَ

اے خدا ہم تیرے لئے حاضر ہیں

لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ

تیرا کوئی شریک نہیں ہم تیرے سامنے

وَالنِّعْمَةُ لَكَ وَالْمَلَكُ

حائز میں تشریف اور نعمت سب تیری ہے

لَا شَرِيْكَ لَكَ

اور بادشاہی تیری ہی تیرا کوئی شریک نہیں

حضرت جابر جو اس حدیث کے بیان کرنے والے ہیں کہتے ہیں کہ ہم نے انکے اٹھا کر دیکھا تو آگے پیچھے دائیں بائیں جہانتک نظر کام کرتی تھی۔ آدمیوں کا جنگل نظر آتا تھا۔ جب فخر و عالم لبیک فرماتے تھے تو اس کے ساتھ کم و بیش ایک لاکھ آدمیوں کی زبان سے یہی نعرہ بلند ہوتا تھا۔ اور دفعۃً پہاڑوں کی چوٹیاں اس کی آواز سے گونج اٹھتی تھیں۔ اس طرح منزل بہ منزل آپ آگے بڑھتے چلے یہاں تک کہ انوار کے روزہ ذوالحجہ کو مکہ میں داخل ہوئے۔ کعبہ نظر آیا تو ہر ماہانے خدا اس گھر کو عزت اور شرف دے "کعبہ کا فدا کیا۔ مقام ابراہیم میں گھر سے ہو کر دو رکعت نماز

اداکی۔ اور صفائی پہاڑی پر چڑھ کر فرمایا :-

”خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں

اسی کی بادشاہی اور اسی کی حمد ہے وہی مانتا اور جلاتا ہے۔

اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ کوئی خدا نہیں۔ مگر وہی اکیلا

خدا ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے بندہ کی مدد کی اور

اکیلے سارے جتنوں کو شکست دی“

عمر ۶۰ سال ہو کر آپ نے دوسرے صحابیوں کو احرام کھولنے کی ہدایت

فرمائی۔ جمعرات کے روزہ رومی الحجہ کی آپ نے سارے مسلمانوں کے ساتھ منیٰ میں قیام

فرمایا۔ دوسرے دن ۹ رزی الحجہ کو صبح کی نماز پڑھ کر منیٰ سے روانہ ہوئے۔ عام مسلمانوں

کے ساتھ عرفات آکر ٹھہرے۔ دوپہر ۲ بجے گئی تو قصوا پر سوار ہو کر میدان میں آئے۔

اور اسی اونٹنی پر بیٹھے بیٹھے حج کا خطبہ دیا۔ خطبہ ختم ہوا تو آپ نے لوگوں کو پوچھا

”تم سے خدا کے میری ^{ہاں} بابت پوچھا جائیگا تو تم کیا جواب دو گے؟“

ایک لاکھ زبانوں نے ایک ساتھ گواہی دی :-

”ہم کہیں گے کہ آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا۔ اور اپنا فرض

ادا کر دیا“

یہ سن کر آپ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور تین بار فرمایا :- ”اے خدا تو

گواہ رہ“

۴۔ عین سو قوت جب آپ نبوت کا یہ آخری فرض ادا کر رہے تھے خدا کی

بارگاہ سے یہ بشارت آئی :-

آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین

کو پورا کر دیا۔ اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی

اور تمہارے لیے اسلام کے دین کو چن لیا۔

الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ

وَأَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي قَدْ

لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا

ماہنامہ ۵-۱

خطبہ سے فارغ ہوئے تو ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ ادا فرمائی۔ بعد فراغت نماز
ناتہ پر سوار ہو کر مسلمانوں کے ساتھ موقف تشریف لائے اور وہاں کھڑے ہو کر دیر تک قبلہ
کی طرف منہ کئے ہوئے دعا و زاری میں مصروف رہے۔ جب آفتاب ڈوبنے لگا تو مزدلفہ
کے مقام پر پہنچے۔ جہاں پہلے مغرب پھر نورا عشا کی نماز ہوئی۔ صبح سویرے فجر کی نماز
پڑھ کر حجرہ پہنچ کر کنکریاں پھینکیں۔ یہاں سے نکل کر آپ متی میں تشریف لائے اور
سمارڈی الحجہ کو فجر کی نماز خانہ کعبہ میں پڑھ کر تیز دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل حیرت اور
انصار کے تھرمٹا میں مدینہ کی راہ لی۔

وقت شریف

بیس الاول ۱۱۳۲ھ مطابق جون ۱۹۱۳ء

حضور کی پاک روح کو اس دنیا میں اس وقت تک رہنے کی ضرورت تھی کہ نبوت کا کام پورا
اور توحید کی روشنی سے دنیا کا نام میرا دور ہو جائے اور حبیب یہ کام پورا ہو چکا اور پھر خدا کے
پاس واپسی کا حکم آپہنچا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر تمام مسلمانوں کو اپنے ویرانے مشرف
فرما کر خدا کے آخری احکام سے مطلع فرمایا۔ حج کے سفر سے واپس ہونے کے دو

مٹ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ حج میں نوبہ نبویؐ کو ظہر اور عصر ایک ساتھ اور عشا ایک ساتھ نماز ادا کی جاتی ہے۔

ماہ بعد صفر کی آخری تاریخوں میں آپ کو بخارا آیا۔ اور دن بدن بڑھتا ہی گیا۔ آخر ماہ برس کی عمر میں دوشنبہ کے دن ۲۲ ربیع الاول ۶۳۷ء مطابق ۵ جون ۶۳۷ء کو وفات پائی۔ جیسے ہی انتقال کی خبر پھیلی سارے مدنیہ میں کہرام مچ گیا۔ بڑے بڑے مہذبوں اور لوگوں کو اس ہو گئے۔ حضرت علیؓ جہاں تھے وہیں بیٹھ گئے۔ حضرت عثمانؓ کو سکتہ ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن ابی سہل کا مارے صدمہ کے انتقال ہو گیا۔ حضرت عمرؓ کو پہلے یقین ہی نہ آتا تھا۔ جب یقین آیا تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ لوگوں کو جب سکون ہوا تو پھر یقین کا انتظام ہوا۔ اور منگل کے دن ۲۲ ربیع الاول ۶۳۷ء مطابق ۵ جون ۶۳۷ء کو خاندان کے حجرے میں دفن ہوئے۔ وفات کے وقت ۶۳ سال کا سن مبارک تھا۔ جس حجرہ میں آپ دفن کئے گئے۔ وہ حجرہ آج کے دن روضہ نبوی کے نام سے موسوم ہے۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

تہذیب و عادات

۱۔ اخلاق و عادات

عزیز عالمہ کے اخلاق و عادات کے متعلق ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اپنے کبھی کسی کو انتقام نہیں لینا کسی کو برا بھلا نہ کہتے تھے۔ برائی کے بدلے میں برائی نہ کرتے تھے بلکہ دراز رکھ لیتے اور معاف کرتے تھے۔ کبھی کسی پر لعنت نہیں کہے۔ انعام اور جانور تک کو کبھی نہ مارا کسی کی جائز درخواست رد نہیں کی۔ اندر کٹر لطف لگتے تو ہنستے اور سرتانے لیتے حضرت علیؓ کو م اللہ و جہم کا ارشاد ہے کہ آپ خندہ، جبین اور نرم خو تھے۔ تنگدلیاں سنگ گیر اور عیب پر ہنستے تھے۔ کسی کو مارا تو سنا نہ کرتے تھے۔ فضول باتیں نہ کرتے تھے جن باتوں پر دوسرے ہنستے آپ جی مسکاتے تھے۔ نہایت جفا خوار است گو اور خوش صحبت تھے۔ برائی تو نہیں پسند نہ کرتے تھے کوئی ذلت آپ کو دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا تھا۔ لیکن جیسے جیسے آشنا ہو جاتا تھا نہایت کھلے لگتا۔ اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ خود غلطی سے قہر سے آپ کی تعریف نہ کرے۔ نہایت خوش اخلاق اور فزول طبیعت تھے۔ کسی کی دشمنی کو ادا نہ کرتے تھے۔ کسی کو کوئی بات پسند نہ ہوتی تو اس کا ذکر اس کے سامنے نہ کرتے تھے کہ خدا کے نزدیک سب سے برا شخص وہ ہے جس کی بد زبانی کی وجہ سے لوگ اگرتے۔

۱۱) جو وسخا

بذل و سخا میں بھی جواب نہ رکھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔

افاقا سم و نھاذن واللہ معی

میں تو صرف باٹنے والا اور خازن ہوں

دیئے اور عطا کرنے والا صرف خدا ہے

ایک مرتبہ ایک شخص کے سوال پر بکریوں کا رپورٹ سے دیدیا۔ جو کچھ پاس آتا سب شام ایک تقسیم کر دیتے ایک دفعہ بحرین سے خراج آیا۔ تقسیم کرنے بیٹھ گئے جو سامنے آتا دیتے چلے جاتے تھے۔ حضرت عباسؓ کو اتنا ملا کہ بوجھ سے چل نہ سکتے تھے۔ جب کچھ نہ رہا تو کپڑے بھاڑ کر کھڑے ہو گئے۔ حنین کی فتح پر جو ملا وہ بھی وہیں کھڑے کھڑے تقسیم کر دیا۔

(۲)۔ گراگری سے منقصر

گو مانگے پیر دینے میں مستحق وغیر۔ مستحق کی تمیز شاذ ہی کرتے تھے۔ تاہم ضرورت شد یاد کے بغیر سوال کرنا آپ کو ناگوار گذرتا تھا۔ ایک دفعہ قبصیہ نے خود کو مفروض بنا کر کچھ مانگا۔ فرمایا تین آدمیوں کو مانگا روا ہے۔ زیر بار قرض ہو یا تمام سرمایہ تباہ ہو گیا ہو اور کسی ناگہانی مصیبت میں پھنس گیا ہو فقر و فاقہ میں مبتلا ہو۔ اور محلہ کے تین آدمی اس کے شاہد ہوں۔ اس کے علاوہ جو مانگ کر کھاتا ہے حرام کھاتا ہے چند انصاری خدمت مبارک میں حاضر ہوئے۔ حاجت پیش کی اپنے فوراً پیش کر دیا۔ جب کچھ نہ رہا ارشاد فرمایا میرے پاس جب تک کچھ نہ رہیگا میں تم سے بچا کر نہ رکھوں گا لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگے کہ وہ اُسے سوال کی ذلت سے بچائے تو وہ

بچا لیتا ہے۔ اور جو اس سے غنا و صبر طلب کرتا ہے اسے غنی و صابر بنا دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی پیٹھ پر گدیوں کا گھٹالا دکھلائے اور اسے فروخت کر کے اپنی آبرو بچائے یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے۔

(۳) سادگی

ہر قسم کے جائز مخلوق و بیوی سے طمع جائز رکھتے تھے اور کبھی خود بھی ان سے متمتع ہوتے تاہم تکلف و عیش پرستی پسند نہ تھی۔ مخالف میں کبجواب اور اطلس کے کپڑے آتے مگر تھوڑی دیر پہنکر انہیں اتار دیتے اور دوسروں کو دیکھتے۔ خاص خاص صحابہ کو بھی قیمتی کپڑا نہ پہننے دیتے۔ حضرت عائشہ کے ہاتھ میں طلائی کنگن دیکھا فرمایا اگر انہیں اتار کر دو روں کے کنگن زعفران سے رنگ کر پہن لیتیں تو بہتر ہوتا۔ بستر بالعموم کمبل کا ہوتا۔ کبھی چمڑے کا بستر بھی بچھا لیتے۔ اس وقت بھی جبکہ مین سے لے کر شام تک کے مالک زیر لوئے اسلام تھے۔ فرمانروا نے اسلام کے گھر میں صرف ایک کھری چار پائی اور چمڑے کا ایک سوکھا ہوا مشکیزہ تھا۔ ہر کام خود کر لیتے تھے۔

(۴) عدل و مساوات

دربار رسالت میں آنا و غلام، امیر و غریب، سب یکساں تھے، ابلاں و صہیبہ و مسلمان کا رتبہ روسائے قریش سے ہرگز کمتر نہ تھا۔ کوئی ایسی حرکت پسند نہ تھی جس سے امتیاز کی بوائی ہو نہایت شرمیہ تھے۔ حمام میں نہانے تک پرہیز کرنے کی نصیحت کرتے تھے غرم و استقلال کے منظر تھے دنیا میں کوئی اتنی الوا العزم ہستی پیدا ہی نہیں ہوئی

شجاعت کا یہ عالم تھا کہ میدان سے قدم پیچھے ہٹانا جانتے ہی نہ تھے۔ نہایت ہی رقیق القلب تھے۔ نخل و عصفور کا یہ عالم تھا کہ ٹہری سے شہید دشمنوں کو معاف کر دیتے تھے۔ عدل و انصاف کے معاملے میں بالکل رورعایت نہ کرتے تھے انتہائی بیگنس نواز اور عہد کے پختہ تھے۔ مارکس ڈوٹونے لکھا ہے کہ.....

محمد امیر و غریب کی یکساں عزت کرتے تھے مگر روپوشی کے لوگوں کی خدمت کا بہت خیال رکھتے تھے۔

ڈاکٹر "لیٹو ویل" نے لکھا ہے کہ.....

"آپ کی فیاضی و سیر چشمی غیر محی و بھتی اصلاح قوم کی فکر میں ہمہ وقت رہتے تھے"

(۵) - سوا شہر و منزلی زندگی

ذرا بوجہ سوا شہر تجارت تھا۔ مدنی زندگی ماں غنیمت کے حصول و تحائف و ہارایا اور غیر و خاک کے ارضی حصہ کی پیداوار پر گزری۔ بہت کچھ آتا تھا۔ لیکن پیسہ ہاتھ میں نہ رکھتا تھا۔ اس لئے گذر عمرت کے ساتھ ہوتی تھی۔ بیوی بچوں سے محبت تھی گھر میں مشائش بٹاش رہتے تھے اعزاء و اقربا سے بہت محبت کرتے تھے۔ غرض جنوری کی زندگی ہر پہلو اور ہر اعتبار سے نہایت شاندار اور دنیا کے لئے ایک بہترین نمونہ عمل زندگی تھی۔

وہ بیویوں میں رحمت لقب پائی والا، مراد میں غریبوں کی بر لاسنے والا
 معیبت میں غیروں کے کام آئی والا، وہ اپنے پرانے کا غم کھلنے والا
 فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا مادی!

یتیموں کا وافی۔ غلاموں کا مولیٰ

خطا کا راستہ ورگزر کرنے والا: پدا نڈیش کے دل میں گھر کرنے والا

مقامد کا زبرد بر کرنے والا: قبائل کا شیردشکر کرنے والا

اتر کر حسرت سے سوئے قوم آیا

اور ایک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

میں خام کو جس نے کنڈین بنایا: کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا۔

عرب جس پہ قرنون سے تھا جہل چھایا: پلٹ دی بس ایک آں میں اسکی کایا

رہا ڈرنہ بیڑے کو موج بلا کا

ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا

ایک ایسا فاتح جس وقت دنیا سے دارالینقا کو سدھاڑتا ہے تو نہ اپنے پیچھے کیم و ز
 انبار چھوڑتا ہے۔ نہ لونڈی غلام بلکہ چند کپڑے چند سیر غلہ چند ہتھیار اور کچھ زمین جو وہ
 مسلمانوں کا حق ہوئی۔ لیکن آج مسلمان جس دور سے گزر رہے ہیں اگر وہ سیرت رسول
 پاک کا مطالعہ کریں تو وہ دیکھیں گے کہ حضور کی مکہ کی زندگی ان کے لئے تسکین و
 اور سکون قلب کا باعث ہوگی۔ اور انانیت کے اس چشمہ فیض سے وہ اپنی زندگی
 کے لئے شمع ہدایت روشن پائیں گے ان کی تمام مصیبتیں ان کو ایسے معلوم ہونے لگیں
 گی۔ اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ سیرت کا مطالعہ کرے اور مستقبل کیلئے
 راہ مستقیم کرے۔

سلام اس خاتم النبیین پر جس نے ہمیں دین کامل دیا۔ سلام اس حبیب

پر جس نے ہمیں قرآن و یا سلام اس سید المرسلین پر جس نے ہمیں انسانیت کے اعلیٰ مراتب کا اہل بنایا جس کی امت میں ہزاروں شہنشاہوں نے اس دنیا کے ناپائیدار میں اپنی حکومت و سیاست کا لوہا منوایا۔ اور دنیا کو حکمرانی و جہا نبانی کا درس دیا۔ اور آج بھی ستر کروڑ انسان اس پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔

۴۔ حلبہ مبارک

۱۔ فی مبارک میاں اور گندم رنگ تھا۔ کشادہ پیشانی دونوں ہویں پتی اور باریک کتیس آہنختہ زنجیس زنج میں تھوڑا فاصلہ تھا درمیان دونوں ہویوں کے ایک رگ تھی نازک دراز اور اونچی تھی چہرہ برابر اور ملائم دہن کشادہ اور دانت صاف روشن تھے البتہ اوپر کے زودانتوں میں کچھ رٹا سا شگاف تھا ریش اور سر مبارک میں تین بال سفید تھے جو نہایت خوبصورت اور گہنگر و لمبے تھے، چہرہ چوڑھویں چاند کی مانند چمکتا تھا دونوں مونڈھوں کے درمیان پاؤں گوشت کبوتر کے بیضہ کی طرح چمکتا تھا جس میں نقش رنگ برنگ کے تھے وہ ہی ہر نبوت تھی اور اس پر محمد رسول اللہ لکھا تھا۔ بعد وفا وہ اٹھالی گئی تھی۔ سینہ بے کینہ کشادہ اور چھاتی سے ناف تک ایک خط تھا بازو مونڈھے اور چھاتی پر بال تھے ہر دو ہندو دست دراز اور ہر دو کھنڈیا پر نرم گوشت تھا۔ جسم مبارک نورانی پاکیزہ اور لطیف تھا۔ لہلہ میں ہال نہ تھے۔ سایہ جسم کا زمین پر نہ پڑتا تھا۔ آواز آپ کی دو سردان کے آواز سے زور جاتی تھی اور دوسرے بات سن لیتے تھے۔ سیاہ پتی اور کشادہ چشم مگر آنکھ کی سفیدی سرخ تھی۔ انگلیاں لمبی لمبی اور خوبصورت تھیں گردن نہایت خوبصورت اور پیرہ گول تھا بوسورج اور چاند کی طرح روشن تھا سر مبارک

اوپنا اور بدن مبارک سے ایسی خوشبو آتی تھی جو نہ ہنر اور نہ کستوری میں تھی۔ جہاں بول ہوا زبردگی
بیٹھے تھے وہ زمین میں غائب ہو جاتا تھا اور وہاں سے خوشبو آتی تھی۔

۴۔ جب آپ پیدا ہوئے تو نجاست سے بدن پاک تھا۔ مچھون پیدا ہوئے تھے
اور گہوارے میں باتا کرتے تھے اگر چنانچہ طرف اشارہ کرتے تو چاند ہی متوجہ ہو کے آپ
سے بات کرتا۔ اور آبر ہمیشہ سر مبارک پر مانند چھتری سایہ ڈالتا تھا۔ چہرہ مبارک ہمیشہ بشارت
اور خرم رہتا تھا۔ جب خاموش بیٹھے رہتے تو ایک ہیبت اور شکوہ بشرے پر ظاہر ہوتا۔
اور جس وقت بات کرتے تو نزاکت اور لطافت معلوم ہوتی تھی۔ جو چیز آپ کے پیچھے پڑے
میں ہوتی وہ چیز مثل سامنے کے نظر آتی اور شب تاریک میں مانند روز روشن کے دیکھتے
لعاب وہن سے آبِ شیر شیرین ہو جاتا تھا۔ اگر کوئی طفل چاٹ جاتا تو تمام دن اس کو
دودھ پینے کی حاجت نہ ہوتی۔

۳۔ معجزات

۱۔ معجزہ عالم کو اللہ تعالیٰ نے شمار معجزات عنایت فرمائے ہیں۔ اور جو معجزے ہر پیغمبر کو
ملے تھے آپ کو سب ملے۔ اور تقریباً آپ سے تین ہزار معجزے صادر ہوئے۔ جو جو معجزے آپ
سے صادر ہوئے ہیں وہ کسی نبی مرسل سے نہیں ہوئے۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو چیز ہے وہ معجزہ ہے۔ قرآن ہے تو وہ معجزہ، حدیث
ہے وہ معجزہ، ہے عالم ہے وہ معجزہ، آدم ہے وہ معجزہ، ایمان ہے وہ معجزہ، اسلام ہے
وہ معجزہ، مگر نہیں ہرگز اتنا کچھ معجزات بھی آپ کے اس کتاب میں درج ہونا چاہئیں تاکہ
اس شرف سے بھی کتاب محروم نہ رہے۔

۳۔ ایک درخت چھو ہائے گا اپنے ہاتھ سے لگایا۔ خدائے اُس کے پہلے میں تریاق سے زیادہ تاثیر رکھی کہ جو صبح کے وقت اُسے کھالے دن بہر جادو اور زہر اس پر اثر نہ کرے اور یہ تاثیر ان درختوں میں کہ اُس گٹھلی سے پیدا ہوئے اب تک موجود ہے۔ اہل مدینہ ان کو عجبہ رعالیہ کہتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں بخوبی رعالیہ ہر بیماری کی شفا اور اس کا ناشتہ تریاق ہے۔

۴۔ مسلم بن حجاج اپنی صحیح میں حضرت سلمہ بن اکرم رکوع سے روایت کرتے ہیں کہ حنین کے روز جب کفائے خضر عالم پر ہجوم کیا۔ شاہت الومینا اور مٹی بھر خاک ان پر پھینکی۔ وہ خاک سب کافروں کی آنکھ میں پہنچی اور ان کو شکست ہوئی۔ اسی طرح جنگ بدر میں مسیحی بھرتکریاں پھینکیں کہ سب کفار کی آنکھوں میں پہنچیں۔

۵۔ حدیث کے دن لشکر کو پانی کی حاجت ہوئی آپ کی انگلیوں سے پانی نہر کی طرح جاری ہوا۔ تین سو یا ایک ہزار پانسو آدمیوں نے پانی پیا۔ اور وضو کیا۔ معراج کی صبح کو جب قوم نے قصہ اسری سے انکار کیا۔ پروردگار نے بیت المقدس آپ کے سامنے کر دیا کہ اس کے سب نشان منکروں کو بتائیے۔ اور ان کے سب سوالات کے جواب دے۔ مشارق و مغارب زمین کے آپ کو دکھائے گئے ہیں اور خبر دی گئی کہ اس قدر زمین جو آپ نے دیکھی آپ کی امت کے قہضہ میں آئے گی۔ بوجہ اُس وعدہ کے آپ کی امت کی سلطنت اہل مشرق یعنی بلا و ترک سے آخر مغرب یعنی اندلس اسپین یا ہسپانیہ اور بلا و بربرک پہنچی جیسا کہ نقشہ سے ظاہر ہے۔ اور ابتو بفصلہ تعالیٰ تمام عالم میں اسلام پھیلا ہوا ہے۔

۶۔ اسی طرح حضور کے مددگاروں کو کیا بلکہ ان کے ہجرات ہیں جن کے ذکر سے قرآن

حدیث و کتب بوجہ طوالت کتاب انہیں مجزات پر اکتفا کیا گیا۔

۴۔ ثبوت نبوت

۱۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

”لوگو محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ وہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کی ہر۔ اور اللہ تمام چیزوں کے مال سے واقف ہے۔“

سورۃ احزاب پارہ ۲۲۵

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہری اور باطنی طور پر انتہائی درجہ کا ارتقا حاصل ہے اور آپ کا وجود باوجود خود خیر مجسم اور مقررین سے اعلیٰ و اکمل اور الوہیت کا مظہر اتم ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

”پیغمبر جو ہم نے بھیجے ان میں سے بعض کو بعض پر برتری دی ان میں سے کوئی تو ایسے ہیں جن کے ساتھ خود اللہ نے کلام کیا اور بعض کے درجے بلند کیے۔“

سورۃ البقرہ پارہ ۳

اس آیت شریف میں صاحب درجات رفیعہ سے آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں جن کو تجلی طور پر انتہائی درجہ کے کمالات الوہیت کے اظہار و شمار میں بخشے گئے ہیں۔ ۲۔ سلسلہ جمادی کی طرف نظر ڈالو اس سلسلہ میں پہلے چھوٹے سے چھوٹے

جسم سے جو ایک ذرہ ہے شروع ہو کر ایک بڑے سے بڑے جسم پر نیز اعظم ہے۔ آفتاب ظاہری کمالات کا جامع ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی جسم جمادی نہیں۔ اس لیے کچھ شک و شبہ نہیں کہ سلسلہ جمادی میں خداوند عالم نے آفتاب کو ایسا عظیم الشان نافع اور ذی برکت وجود پیدا کیا ہے کہ طرف ارتقاع اس کے برابر کوئی دوسرا وجود نہیں یہ ہی حال روحانی سلسلہ کا ہے چونکہ جسمانی اور روحانی دونوں سلسلہ ایک ہی صانع حقیقی کے ہاتھ نکلے ہیں اس لیے بلا تامل یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جس طرح جسمانی سلسلہ میں انحصار اور ارتقاع موجود ہے۔ اسی طرح روحانی سلسلہ میں بھی موجود ہے روحانی سلسلہ میں انتہائی نقطہ انحصار پر جو بشرانگیز وجود ہے۔ اس نام قرآنی اصطلاح میں شیطان ہے۔ او وجود باوجود و غیر مجسم، رحمتہ العالمین انتہائی نقطہ ارتقاع پر واقع ہے وہ حضرت سرور کائنات محمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ روحانی آفتاب ہیں اور آپ کو اللہ نور السموات والارض نے اس کثرت اور کمال باطنی سے نور عطا فرمایا کہ آپ نور مجسم ہو گئے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ آپ کا نام قرآن حکیم میں نور اور سراج منیر بھی مذکور ہے۔ (صورتا بلادہ پارہ ۷۷)

۱۳۔ اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور ہدایت اور قرآن آچکا ہے جس کے احکام

بالکل صاف اور صریح ہیں.....

”طے بنی ہم سے تمہیں گواہی دینے والا اور نیکیوں کو خوشنودی خدائی

خوشخبری دینے والا اور بدوں کو اس عذاب سے ڈرانے والا۔ اللہ کا“

حکم سے اس کی طرف بلائے اور ہدایت کا روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے“ سورة الاحزاب پارہ

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم روحانی آفتاب اور نور مجسم ہیں۔ آپ کو جو کتاب خداوند تعالیٰ

نے عطا فرمائی ہے اس کا نام بھی نور ہے.....

پس لوگو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور میری پیدائش میں

قرآن حکیم پر جس کو ہم نے اتارا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔
 ۵۔ قرآن حکیم اور اس کی سالگرہ

امد رمضان شریف کے مقدس مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنی آخری کتاب
 نازل فرما کر عظیم الشان تاریخی انعام فرمایا۔ اس ماہ میں اسرائیل کی گود خالی کر کے نبی
 اسماعیل کا دامن حکمرانی اور خلافت کے پھولوں سے بھرا گیا تھا۔ اسی ماہ میں نوید جانفزا
 سائے گئی تھی کہ.....

”سے پیغمبر قرآن ایک بڑی اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ اس کو ہم نے تم پر
 اس غرض سے اتارا ہے کہ تم لوگوں کو ان کے پروردگار کے حکم سے کفر
 کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لاؤ۔ یعنی اُس ذات
 کے راستے پر لاؤ جو سب سے زبردست اور ہمہ وقت اور ہر حال
 میں تعریف کے لائق ہے.....“

سورہ ابراہیم پارہ ۱۳۵
 جناب رسالتنا بجز عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر دین اسلام مکمل
 ہو گیا.....

”اب ہم تمہارے دین کو کامل تمہارے لئے کر چکے اور ہم نے تم پر احسان
 پورا کر دیا۔ اور ہم نے تمہارے لئے اسی دین کو پسند فرمایا۔“

سورہ مائدہ پارہ ۶۵
 اسلام میں تمام دنیا چھان کی صداقتیں موجود ہیں۔ کوئی صداقت کسی الہامی
 کتاب میں ایسی نہ نکلے گی جو قرآن مجید میں موجود نہ ہو.....

”کلام الہی کے مقدس اوراق میں ہنسی اور محقوب باتیں ہیں۔ پھر جس
قدر طاقتیں ہیں ان کو دلائل قاطح اور براہین اساطح سے ہر سہ کیا گیا ہے“

سورہ بقرہ پارہ ۳

یہ بالکل صحیح ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کتاب نازل ہوئی ہے
وہ سب سے پہلی اور سب سے آخری کتاب ہے۔

۲۔ چونکہ ملتِ اسلامیہ رمضان شریف کے مہینہ میں اللہ تعالیٰ کے بیسٹار انعام و اکرام
سے نوازی گئی تھی۔ اور اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن کریم نازل ہوا
تو اسے مرتبت اور برتری کا اعلان کیا گیا۔ اس لئے ملتِ مسلمہ کو حکم دیا گیا کہ یہ مہینہ ختم
کرنے کے بعد انعام الہی کے نزول کی یادگار میں نئے سال کے پہلے دن کو اپنا جشن قرار
دیں اور اس دن قرآن حکیم کی سالگرہ منائیں۔

۳۔ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ مجزہ کتاب مبین ہے
جس میں..... کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ ۱۳۶ سال گذر چکے
ہیں قرآن مجید۔ الا ان لہا کائن۔ موجود ہے۔ اور قیامت تک موجود رہے گا۔ کیونکہ
اس کی حفاظت کا ذمہ دار خود خداوند تعالیٰ ہے جس نے اس کو نازل فرمایا.....

”بیشک ہم نے قرآن اتارا ہے اور بیشک ہم ہی اس کے نگہبان ہیں“

غور کرو کہ یہ قرآن شریف کے متن میں بیشک گویا ہے اور کیسے عمدہ طور پر پوری ہوئی
ہے خدا نے مسلمانوں کو اس کی زبان یاد کرنے کا شوق دیا ہے۔ دنیا میں اس اثر سے
ممانعت قرآن ہمہ وقت موجود رہتے ہیں کہ اگر خدا نخواستہ بغرض مجال مکتوبی قرآن روئے
زمین سے معدوم ہو جائے تو بھی قرآن کا ایک لفظ ایک حرف بھی ضائع نہ ہو سکتا ہے۔

اور نہ بدلایا جاسکتا ہے۔

۴۔ قرآن شریف کے سوا کسی آسمانی کتاب کو یہ فضیلت حاصل نہیں قرآن مجید کی حفاظت آخری زمانہ تک فرشتے کریں گے۔ اس کے خلاف کوئی غلطی ثابت نہیں ہو سکتی۔ سائنس نے بحد ترقی کی۔ تاریخ فلسفہ میں کسی بدوشگافی کی جاتی ہے۔ مگر قرآن شریف میں کوئی حالات واقعہ ثابت نہ ہو سکی۔

۵۔ یہ خدا کی اتاری ہوئی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنی کتابیں انبیاء پر نازل فرمائی ہیں۔ ان سب کتب اور صحائف آسمانی کا جامع خلاصہ اور زبدہ ہے۔ اس کا مجزہ ہے کہ اس کی مثل اور نظیر کسی کلام میں نہیں تیار ہو سکتی۔ اس پر یہ اعتقاد کہ یہ خدا کا کلام ہے فرض ہے اور اس پر عمل کرنا بھی فرض ہے۔ اس کی مخالفت کفر ہے۔

۶۔ قرآنی معلومات

۱۔ قرآن حکیم خدا تعالیٰ کی کتاب ہے۔ جو حضرت محمد مصطفیٰ پر ایک ایک دو دو چار چار رکعتوں کے نازل ہوئیں ہیں۔ پورا قرآن ایک بار نازل نہیں ہوا۔ اس کے نزول میں ۲۳ برس لگے ہیں۔

۲۔ قرآن پاک کی موجودہ ترتیب حضرت عثمان غنی خلیفہ سوم کے زمانہ میں ہوئی۔ قرآن کریم میں پہلے اعراب تھے جس سے اہل عجم کو قرآن پڑھنے میں وقت ہوئی۔ حاج بن یوسف نے چند علماء کی مدد سے قرآن حکیم پر نقطے اور اعراب لگوائے۔

۳۔ قرآن شریف کا پہلا ترجمہ ۱۱۵۰ھ میں مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی نے کیا۔

۱۹۲۹ء میں انگریزی میں ۱۹۴۹ء میں ڈچ ترجمہ شایع ہوا۔ اور ۱۹۵۸ء میں مولانا عبدالقادر کا ترجمہ شایع ہوا۔

۴۔ قرآن کریم کی جو آیت سب سے پہلے نازل ہوئی وہ اقول باسم ربك الذی
 ہے اور سب سے آخری آیت الیوم الملتکم دینکم ہے (مائدہ)
 قرآن حکیم کی جب پہلی آیت نازل ہوئی تو اس وقت رسول اللہ کی عمر چالیس سال
 تھی اور آپ غار حرا میں عبادت کر رہے تھے۔ اور جب آخری آیت نازل ہوئی تو آپ
 ۶۰ سالہ میں حج کے بعد آخری خطبہ دیکر فارغ ہوئے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۳ برس
 کی تھی اس آیت کے نزول کے بعد ۵ دن بعد آپ نے رحلت فرمائی۔

۵۔ اس وقت اردو و فارسی۔ زبان کے ترجموں کو چھوڑ کر قرآن حکیم کے تراجم
 یورپ کی ۳۲ زبانوں میں موجود ہیں۔ انگریزی میں ۱۹ جرسن ہیں، ۱۵، فرینچ میں ۱۱۳
 لاطینی میں ۱۱، روسی میں ۱۶، ڈچ میں ۴، ہسپانوی میں ۶، اور آلمین میں ۹ ترجمے ہیں۔ اردو
 میں حضرت شیخ الہند اور مولانا نانا نانا نانا کے ترجمے مشہور ہیں۔

۸۔ قرآن کریم میں۔ پائے ۳۰، سورتیں ۱۱۴، کلمات ۲۲۰۰۰، رکوع ۳۰، آیتیں
 کوئی ۶۷، متفرق ۱۶۳۱۶، شامی ۱۶۳۵، کی ۶۲۱۲ آیات عراقی ۶۲۱۴۔ آیات عام ۶۶۶۶
 حروف ۶۷۶۷۶، زبر ۳۳۳، زیر ۳۵۵۸، پیش ۱۸۸۰، نقطے ۱۰۵۶۸
 ۱۱۶۱، تشدید ۱۱۲۵۳، کی سورتیں ۱۸۷، مدنی سورتیں ۲۷۔

۹۔ قرآن کریم کی تلاوت صحیح اور احتیاط سے ہونی چاہیے کیونکہ قرآن میں کچھ ایسے
 مقامات ہیں جن میں ذرا کمی بے احتیاطی سے نا دانستہ کلمہ کفر کا ارتکاب ہو جاتا ہے ایسے

چودھوان باب

اس ازواج مطہرات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں اور ان کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت عائشہؓ اور زینبؓ کی لڑکی حضرت سوڈ سے نکاح کیا اس کے بعد دوسری بیویاں نکاح میں آئیں جن کے نام یہ ہیں۔

حضرت زینب بنت جحش۔ حضرت جوہرہؓ۔ حضرت ام حبیبہ بنت

ابوسفیان۔ حضرت حفصہ بنت عمرؓ بن خطاب۔ حضرت میمون بنت

حارث اور حضرت صفینہؓ.....

ان میں حضرت زینب ام المہاجرین کے علاوہ اور سب بیویاں آپ کی وفات کے وقت زندہ تھیں۔ اور آپ کے بعد اپنے دنیا اور علیٰ فیض و برکت سے دنیا کو مال کر تے رہیں۔ آپ کی ایک بیوی اور تھیں جو کثیر تھیں۔ اور مگر سے آئیں تھیں۔ اور ہا یہ قبیلہ کہلاتی تھیں۔ یہ سب ساری امت کی مائیں تھیں۔ اس لئے اہل بیت علیہم السلام کی جانی ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا ان کے ساتھ ہو۔

۴۔ اولاد پاک

۱۔ آپ کی ساری اولاد میں صرف پہلی بیوی حضرت خدیجہؓ ہوئیں۔ اخیر بیوی حضرت زینبؓ سے ایک صاحبزادہ حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔ جو بچپن ہی میں وفات پائے

حضرت خدیجہ سے تین صاحبزادے۔ حضرت فاطمہ، حضرت طاہرہ اور حضرت طیب ہوسے
تھے انہوں نے بھی بچپن ہی میں وفات پائی، باقی اور چار صاحبزادیاں ہوئیں اور سب
نے اسلام کا زمانہ پایا۔

۲۔ سب سے بڑی حضرت زینب جن کا نکاح ابو العاص سے ہوا تھا۔ انہوں نے
۶ شہ میں امامہ نام کی ایک بچی چھوڑ کر وفات پائی۔ منجھلی کا نام رقیہؓ تھا جو اسلام کے
بعد حضرت عثمانؓ کے نکاح میں آئیں۔ اور مدینہ آکر ۲۷ھ میں انتقال کیا۔ تیسری صاحبزادی
کا نام ام کلثومؓ تھا۔ حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
نے نکاح کیا اور ۹ھ میں وفات پائی۔

۳۔ چھوٹی صاحبزادی جو حضرت کو سب سے زیادہ پیاری تھیں۔ حضرت فاطمہ زہرہ
تھیں۔ آپ کا لقب زہرہ اور اسم گرامی فاطمہ تھا۔ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ آپ بعثت نبوی
سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئیں۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ حضور نبی کریم کی تمام اولاد وہاں
ابراہیم بعثت نبوی سے پیشتر ہی کتبہ علم سے مریض و جوڑیا آئیں۔ لیکن صحیح تر یہاں ہے
کہ آپ ۱۰ھ ہجری میں اس وقت جبکہ حضور نبی کریم کی عمر چالیس سال کی ہو چکی تھی
پیدا ہوئیں۔ آپ کا شجرہ حضرت علیؓ سے ۱۷ھ میں ہوا تھا۔

۴۔ اہلبیت اظہار میں تمام ازدواج منظر ہات و آپ اور آپ کے شوہر و اولاد شامل
ہیں لیکن ان میں خود اکل صرف حضرت فاطمہ زہرہ کا وجود گرامی ہے۔ عذر حیم پر حضور نبی کریم
نے جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس میں صاف طور پر وضاحت کر دی تھی کہ امت والوادی کو
تم میں سے دو بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ قرآن اور اہل بیت۔ آیت تالیفیر بھی انہی
بزرگوں کی شان میں نازل ہوئی تھی۔ جب ہمارے بھرانے حضور نبی کریم سے معاہدہ کیا

ہے تو حضور آپ کو اور حضرات حسین کرام کو لیکر غبار اڑائے ہوئے سامنے آئے اور فرمایا کہ خدایا یہ میرے اہل بیت ہیں۔ حضرت فاطمہؑ کی عظمت و بلند پائینی کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہے :- فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے جو اسے ناراض کرے گا وہ مجھے ناراض کرے گا۔ اصحاب میں لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبوب ترین اور نہایت لادلی اولاد ہیں۔

۵۔ حضور نبی کریم کے انتقال کے صرف چھ ماہ بعد رمضان ۱۱ھ میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ وفات کے وقت آپ کی عمر صرف ۲۹ سال کی تھی۔ ابن زبیر اور مسعودی نے لکھا ہے کہ آپ جنت البقیع میں دفن ہوئیں اور آپ کا مزار حضرت امام حسن کے مزار کے پاس موجود ہے۔ ۳۲ھ میں بقیع کے اندر مسجدؑ کے لئے خود ایک کتبہ دیکھا تھا جس پر لکھا تھا کہ یہ حضرت فاطمہ زہرا کی قبر ہے۔ لیکن کچھ روایتیں ایسی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ آپ دار عقیل کے ایک گوشہ میں مدفون ہوئیں ایک اور روایت کا ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اپنے خاص مکان میں دفن کی گئیں آج متفقہ طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ آپ کی قبر دار عقیل ہی میں ہے عام خیال بھی یہی ہے۔

۱۱۔ حضور نبی کریم کی اولاد میں یہ تنہا صرف حضرت فاطمہ زہرا ہی کے حصہ میں آیا کہ آپ سے حضور نبی کریم کی نسل چلی آپ کے بطن سے پانچ اولادیں ہوئیں حسن، حسین، محسن، ام کلثوم اور زینب ان میں محسن کا انتقال تو بچپن ہی میں ہو گیا۔ باقی چاروں بچے جوان ہوئے اور عمر کو پہنچے۔ والدین تو ان محترم بچوں کے ساتھ محبت کرتے ہی تھے حضور کو بھی ان کے ساتھ بے در محبت نثری بالخصوص حضرت حسن و حسینؑ تو

۱۲۔ حضرت آمنہ کا نکاح حضرت فاطمہؑ کے بعد حضرت علیؑ سے ہوا سنہ ۱۱ھ میں حضرت علیؑ شہید ہوئے تو عدت کے بعد حضرت مغیرہ نے عقد کر لیا۔

آنغوش نبوت ہی میں اس شفقت و محبت کے ساتھ پلے تھے کہ دنیا میں بہت کم خوش نصیبوں کو یہ سعادت حاصل ہوتی ہے۔ ہمہ وقت حضور آنغوش نبوی میں کھیلنے رہتے تھے۔ کبھی دوش نبوی پر سوار ہوتے اور کبھی عین نماز میں پشت مبارک پر بیٹھ جاتے۔ تاہم واقعات کے لحاظ سے یہ چاروں منترم بچے تاریخ اسلام میں بھی یگانہ شہرت رکھتے ہیں۔

۷۔ علم و فضل میں بھی حضرت خاتمہ زمہرا امتیازی شان رکھتی ہیں احادیث کا بھی کافی ذخیرہ آپ کے حافظہ میں موجود تھا۔ لیکن بر بنائے احتیاط روایت کم کرتی تھیں۔ اس لئے آپ سے کتب ۱۰ میں صرف ۱۸ روایات ہی منقول ہیں۔ فقہیہ جہ، خمس۔

حضرت امامِ طہ

۱۔ حضرت امامہ حضور نبی کریم کی صاحبزادی اکبر حضرت زینب کی صاحبزادی ہیں چونکہ اولادِ فاطمہؑ کی ذات گرامی کے ساتھ اہم تاریخی واقعات کا تعلق رہا ہے اس لئے انہیں شہرت نصیب ہو گئی اور آپ کی ذات سے اس نوع کے واقعات کے عدم کی بنا پر آپ کو شہرت نصیب نہیں ہوئی ورنہ عظمت و بلندی میں آپ کو کوئی امتیاز حاصل ہے۔ سرکارِ دو عالم کو آپ کے ساتھ بھی درجہ غایتِ محبت تھی اتنی کہ اوقاتِ نماز میں بھی آپ کو اپنے پاس سے جدا نہ کرتے تھے۔

۲۔ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ خاندانِ نبوت کے انتہائی قریب کی سعادت سے محروم ہو گئے تھے چنانچہ حضرت نے آپ ہی سے عقد کیا۔ اور حضرت فاطمہؑ کے بعد انہیں آپ سے بہتر اور کوئی بیوی صفحہ عالم پر مل بھی نہ سکتی تھی۔ آپ کا عقد اللہ کے آئین میں ہوا۔ دونوں میاں بیوی میں بہت محبت تھی اللہ میں حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ شہید ہو گئے عادت کے بعد بوجوب وصیت حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ حضرت منیرہ سے باجائزت حضرت امامِ حسنؑ کا عقد کر لیا۔ ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جس کا نام بھی اسی تھا تاریخِ وفات کا پتہ نہیں لگ سکا۔

۴۔ رسول کریم کی اولاد اور نواسے

۱۔ حضرت حسنؑ

۱۔ کنیت آپ کی ابو محمد اور لقب مجتبیٰ ا بید اور سبط اکبر ہے۔ نقش آپ کی خاتم کا العزیزۃ اللہ تھا۔ ولادت آپ کی ۱۵ شعبان ۹۳ھ میں ہوئی۔ اور پیغمبر خدائے آپ کا نام حسن

رکھا۔ آپ سر سے سینہ تک پیغمبرِ قدس سے نہایت مشابہ تھے۔ آپ کے فضائل میں بہت حد میں آئی ہیں۔ ترمذی میں ابن عباس سے روایت ہے کہ رسولِ کریم امام حسن کو کانٹھ پر سوار کے ٹکڑے تھے کسی نے کہا اچھی سواری پر سوار ہے۔ حضرت نے فرمایا اور اچھا سوار ہے۔ آپ کے ساتھ محترم نانا کو جو غیر معمولی محبت تھی وہ کم خوش قسمتیوں کے حصہ میں آئی ہوگی بڑے ناز و نعم میں پلے۔ دیکھے بغیر چین ہی نہ پڑتا تھا۔ آپ بھی نانا سے بچد مانوس تھے۔ عمر عثمانی میں جوان ہو گئے تھے۔ سب سے پہلے آپ نے طبرستان کی فوج کشی میں حصہ لیا آپ نہایت کریم و رحیم، متواضع، زاہد، عابد، سخی، حلیم، بردبار، کمال باوقار تھے۔ آپ نے چند مشرکوں پر امیر معاویہ کے حق میں دستبرداری دیکر اس خانہ جنگی کا خاتمہ کر دیا جو پانچ سال سے مسلمانوں کے لئے وبال جان بنی ہوئی تھی اور اپنے اہل و عیال کو کوفہ سے لیکر مدینہ منورہ چلے آئے۔ اور چھ ماہ خلافت کی۔ حضور بنی کریم کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ میرا بیٹا سید ہے خدا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے فرقوں میں مصالحت کر لے گا۔

۲۔ سن ۵۷ھ میں جبکہ عمر ابھی ۴۴ سال ہی کی تھی دنیا سے فانی سے رخصت ہوئے۔ موت آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث کے زہر دینے سے ہوئی۔ آپ کو اس کا علم تھا مگر آپ نے نام نہ بتانے سے انکار کر دیا۔ جنت البقیع میں حضرت عباسؓ نے آپ کے قبہ میں وادی فاطمہ بنت اللہ علیہ الرحمۃ کی قبر کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ وصال کے وقت چار بیویاں موجود تھیں۔ جن میں سے تین بہت وفادار تھیں۔ آٹھ لڑکے چھوٹے۔ متعدد وراثت پیادہ پائے۔

۲۔ حضرت حسینؓ

ارکینت آپ کی ابو عبد اللہ اور لقب ثیبیہ اور سببہ اصغر ہے اور نفس آپ کی فاطمہ کا

ان اللہ کا نام آ میرہ تھا۔ شبان سہ میں پیدا ہوئے۔ سرکارِ دو عالم نے آپ کا نام حسین رکھا۔ آپ ناف سے قدم تک جناب رسالت سے کمال الشہرت تھے۔ آپ بہت خوبصورت اور نہایت باجمال تھے۔ رسول اللہ کو بھی محبت غیر معمولی شفقت کا سواک کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اہل بیت اظہار میں مجھے حسن و حسین زیادہ محبوب ہیں دعا کرتے تھے "خدا یا میں انہیں محبوب رکھتا ہوں ایسے تو بھی انہیں محبوب رکھ۔ دونوں نواسوں کے ساتھ یکساں محبت تھی۔

۲۔ عہدِ صدیقی اور عہدِ اروقی میں بھی آپ کا پورا اعزاز ہوا۔ جنگِ جمل اور جنگِ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پہلو میں پورے مجاہدانہ اور شجاعانہ جوش کے ساتھ لڑے۔ ۶۵ھ میں قسطنطنیہ پر جوہم روانہ ہوئی تھی آپ اس میں بھی شریک تھے۔ امیر معاویہ کو آپ حق پر نہ سمجھتے تھے۔ اس لئے ان کی طرف سے دل صاف نہ لگتا۔ تاہم ظاہری تعلقات ہمیشہ خوشگوار رہے۔ امیر معاویہ اپنے عہد میں آپ کے ساتھ برابر سلوک کرتے ہیں۔ جب امیر معاویہ نے بیعتِ یزید کے لئے سعی کی ہے تو آپ نے بیعت نہ کی۔ امیر معاویہ کو آپ کا احترام مقصود تھا اس لئے بیعت عام ہو جانے پر آپ سے بیعت کے لئے کوئی اصرار نہ کیا۔

۳۔ امیر معاویہ بہت بڑے مدبر عاقبت اندیش اور زمانہ شناس بزرگ تھے۔ آنے والے واقعات کا اندازہ بہت پہلے کر لیتے تھے اس لئے یزید کو وصیت کر گئے تھے کہ عراق والے حسین کو ضرور تیرے مقابلہ پر کھڑا کریں گے اگر تو ان پر قابو پالے تو کوئی سختی ہرگز نہ کرنا بلکہ درگزر اور چشم پوشی سے کام لینا کیونکہ وہ قرابتِ اربڑے حقدار اور رسول اللہ کے عزیز ہیں۔ مگر یزید نے باپ کی وصیت کو پیش نظر نہ رکھا۔ اور ۶۱ھ

میں جمعے کے دن..... ٹھیک دوپہر ڈھلے چھپن برس پانچ بیٹے پانچ دن کے سن میں
 اپنے شہادت پائی اور ۱۲ محرم ۱۰۶۰ روز یکشنبہ فرات کے کنارے مدفون ہوئے۔ سر مبارک
 کے دفن میں اختلاف ہے۔ جنت البقیع میں جناب حضرت فاطمہ زہرا کے پہلو میں دفن ہوا
 خلاصتہ الوفا میں لکھا ہے کہ جسم شریف کربلا میں مدفون ہے۔ ان کربلا میں آپ کے ساتھ
 ۷۲ بزرگ شہید ہوئے اور خاندان رسالت کا تقریباً خاتمہ ہی ہو گیا ذکور میں صرف ایک آپ
 کے صاحبزادے حضرت مجاہد کو خزانے بچا لیا۔

۴۔ آپ علم و فضل میں بڑے بلند مرتبہ کے عامل تھے تقریر و خطابت میں آپ نیک نظر نہ
 رکھتے تھے۔ آپ کی تقاریر آج بھی موجود ہیں۔ جنہیں دیکھ کر آپ کے زور بیان اور فصاحت
 و بلاغت پر انسان حیران رہ جاتا ہے۔ ذوق عبادت میں آپ مرشار تھے۔ حج بھی بہت
 زیادہ کئے۔ آپ نے پچیس حج پیادہ پائے۔ مالی حالت آپ کی بہت بہتر تھی۔ بڑے عیش
 کے ساتھ زندگی بسر کی، پھر خاندان آپ کو جیسی فارغ البالی عطا کی تھی ویسے ہی آپ راہ
 خدا میں خرچ بھی کرتے تھے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ کے دروازے سے کوئی سائل محروم
 گیا ہو۔ آپ نہایت مستقل الرائے اور عزم کے پکے تھے اور بڑے باوقار اور باعرب بزرگ تھے
 اپنے جس عہد و ثبات اور شجاعت و حق پرستی کا ثبوت دین کے سامنے پیش کیا ہے اس کی
 کوئی نظیر دنیا میں ڈھونڈا جے نہیں مل سکتی۔ ہر قوم و ہر ملک کی تاریخ اس قسم
 کے واقعہ اور ایسی روشن مثال سے خالی اور کیر خالی ہے۔

۵۔ خلفائے رسول اکرم

رسول کے بعد اسلام کا صحیح نمونہ ان کے پیار ساتھی ہیں جنہوں نے ان کے بعد اسلام

کو پھیلا یا۔ اور ان کے ہاتھوں میں حق کی بنیادیں مستحکم ہوئیں۔ تاریخ اسلام ہی نہیں بلکہ دنیا کی تاریخ میں حبیب خدا کے ان چاروں ساتھیوں کو جو بلند مقام ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں انہوں نے دنیا کے سلسلے اخوت، انصاف، رواداری، اور حق و صداقت کا ایک ایسا غیر فانی نقش چھوڑا ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ انہوں نے حصول جہان بنانی کی ایک ایسی مثال قائم کی ہے کہ وہ آج بھی دنیا کے لئے ستمح راہ ہے اور جس کا اعتراف بدترین دشمنوں اور مخالفین نے بھی کیا ہے۔

۱۱) امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی

خلیفہ اول

نام عبد اللہ۔ کنیت ابو بکر۔ لقب صدیق اور عتیق۔ آنحضرت نے بجائے عبد اللہ کے عبد اللہ نام رکھا اور عتیق اور صدیق کا لقب عطا فرمایا۔ دو برس چار ماہ بعد عام الفیل بروز شنبہ پیدا ہوئے۔ اور ۶۳ برس کی عمر میں ۱۳ رجب دی الثانی ۱۳ھ بروز جمعہ فوت ہوئے۔ ۸ ربیع الاول ۱۱ھ میلاد عام۔ ۱۲ فروری ۱۱ھ حضور پر ایمان لائے۔ حضرت عائشہ کے حجرے میں پہلے قبر میں حضرت رسول اللہ علیہ وسلم دفن ہوئے۔ اپنے کل دو برس تین مہینے دس دن حکومت کی اتنی ذرا سی مدت میں جتنے بڑے بڑے کام اپنے کئے وہ دوسروں سے ساہا سال میں مشکل سے ہو سکتے ہیں۔ نواح شام اور عراق آپ کے وقت میں فتح ہوا۔

۱۲) فاروق اعظم امیر المؤمنین عمر بن خطاب خلیفہ دوم

عام الفیل سے ۱۳ سال بعد آپ کی ولادت ہوئی۔ کنیت ابو حفص لقب امیر المؤمنین

اور فاروق اعظم - اور اشرف قریش سے ہیں۔ ۲۷ سال کی عمر میں نبوت کے چھٹے سال ۱۱
 ربیع الاول ۶۱۰ء میلاد عام ۵ فروری ۵۷۲ء میں داخل اسلام ہوئے۔ والد کا نام خطاب
 تھا اور والدہ ابو جہل کی بہن کھیل خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر کی وفات کے بعد ۱۳ھ
 میں آپ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ ۲۶ رزی الحجہ ۲۳ھ کو فیروز نامی مجوسی النسل
 عیاشی غلام نے آپ کو صبح کی نماز میں شہید کیا۔ آپ کے دور میں اسلام کو بڑی فتوحات
 حاصل ہوئیں۔ چار ہزار مسجدیں تعمیر کرائیں ایک ہزار ۳۶۰ مہر فتح ہوئے روم اور فارس کے
 حکمران آپ کے نام سے کہتے تھے۔ شام، فلسطین، مصر، خورستان، عراق، عجم، آذربائی
 جان، کومان، سیستان، مکران، خراسان، وغیرہ وغیرہ آپ کے عہد خلافت میں ہی
 اسلامی جہد کے ماتحت آئے، روم اور ایران، جیسی عظیم الشان سلطنتوں کو نچا دکھینا
 پڑا۔ آپ کا زمانہ خلافت تاریخ اسلام کا ایک سنہری زمانہ کہلانے کا مستحق ہے۔ آپ کا نقشہ
 اور شجاعت تاریخ عالم میں ایک دائمی یادگار ہے اور آپ کے دشمنوں اور اسلام کے
 منکروں نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔ آپ کے دور خلافت میں ذمیوں کو جو حقوق
 حاصل ہوئے وہ دنیا کی غیر مسلم حکومتوں میں آج تک حکومت کے ہم نامہ نہیں ہوئے۔
 کو حاصل نہیں ہوئے۔ آپ کا دور خلافت آج بھی دنیا کو چہا بزلانی کا درس دیتا ہے
 مرد مدنیہ منورہ۔

(۳) جامع القرآن امیر المؤمنین عثمان بن عفان

خلیفہ سوم

۱۔ جامع القرآن، امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بن ابی العاص بن امیہ

بن عبد شمس بن عبد منان بن قحطی بن کلب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی
 الاموی۔ اسم مبارک عثمان، اور کنیت ابو عمر ذی النورین اس واسطے کہتے ہیں کہ رقبہ ر
 اور کلثوم اور صاحبزادیان۔ شمرہ زینب بنت جحش۔ آپ کے نکاح میں آئیں۔ ۶۸ھ میں حج الاول
 سنہ میلاد عام ۱۲ فروری سنہ ۶۸ میں آپ تلاوت قرآن پاک کرتے ہوئے شہید
 ہوئے مرقدہ بنہ منورہ۔ آپ کے زمانہ میں اسلام نے اس قدر عروج حاصل کیا کہ اندلس
 سے کابل قسطنطنیہ سے عدن تک اسلام کا ڈنکا بج رہا تھا۔

۲۔ آپ کے حکم سے زیادہ عبد اللہ رضی اللہ عنہ، شعیب بن عبد الرحمن نے کلام پاک جمع کیا اور موجودہ
 قرآن کی ترتیب آپ کے ہی زمانہ میں ہوئی۔ آپ کی حیا اور سخاوت ضرب المثال ہے
 اسی لئے آپ عثمان غنی کے نام سے مشہور ہیں۔

۳۔ آپ کے ہم خلافت میں یزدگرد پشاه ایران مارا گیا۔ خراسان، افغانستان اور
 خوارزم سے لیکر تھرہ تک قبضہ ہو گیا۔ ایران پہلے ہی فتح ہو چکا تھا۔ لیکن آرمینا کے
 علاقہ میں گھس گئے۔ اور طغلس تک فتح کر لیا۔ ایک زبردست بیڑا بنا کر قبرص پر قبضہ کر لیا
 اور خشکی اور تری دونوں پر اسلام کا جھنڈا اڑنے لگا۔ ۲۷ھ میں اسکندریہ اور شمالی افریقہ
 کے علاقے طرابلس، تونس، مراکش اور الجزائر وغیرہ فتح ہوئے اور یورپ کی سرحد
 تک مسلمان پہنچ گئے۔ اسی زمانہ میں ہسپانیہ (اندلس یا اسپین) پر بھی حملہ کیا۔ ہرقل
 بادشاہ روم نے اپنا ملک واپس لینے کی کوشش کی اور سمندر کی راہ سے شام کے ساحل
 پر حملہ کیا کھلے میاں۔ ان میں گھسان کی لڑائی ہوئی جس میں رومیوں کو شکست ہوئی مشرق
 کا قریب قریب کل علاقہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتح ہو چکا تھا۔ ان میں سے بعض بعض
 مقامات پر بناؤں ہوئیں حضرت عثمان نے نہایت مستعدی سے انہیں فرو کیا۔ اسی سلسلہ

میں ارمینا آذربائیجان اور ایران کے گوشوں کے بعض وہ علاقے رہ گئے تھے جو فتح ہوئے
خراسان، افغانستان میں بعض نئے علاقے زیر نگین ہوئے اور آہستہ بہرگنی فوج کشی کی۔
لیکن یہاں کے باشندوں نے صلح کر لی۔ یہ سب کچھ آپ نے کیا۔

۴۴) حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

خلیفہ چہارم

۱۔ اسم مبارک علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔ کنیت ابو الحسن۔ القاب ابی طالب
حیدر کرار۔ آپ فاتح خیبر، بڑا تراب حیدر کرار اور اسد اللہ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ
رسول اللہ کے چچا زاد بھائی بھی تھے۔ اور داماد بھی۔ آپ کی پرورش رسول اللہ ہی نے کی۔
آپ کی نسبت رسول اللہ کا قول تھا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔
۲۔ رجب الاول ۱۲ میلاد عام ۱۲ فروری ۶۲۸ء کو مدینہ میں سب سے پہلے جناب
رسالت کی رسالت کا اقرار کیا۔ حضرت عثمان غنی کی شہادت کے بعد آپ مسند خلافت
پر بیٹھے اور چار برس نو یا چھ ماہ خلافت کی۔

۳۔ آپ کو تین باتوں کا خسر ہے۔ کہ کسی کا خسر مجھ جیسا نہیں اور نہ کسی کی بیوی مجھ جیسی
ہے۔ اور نہ کسی کے فرزند ہیں مانند حسین۔ نفع ہونا قلعہ خیبر کا ناصر حقیقی نے آپ ہی
پر موقوف رکھا تھا۔ ۲۱ رمضان المبارک کو ۳۵ء میں سحری کے بعد کوفہ کی مسجد میں آپ
کی شہادت ہوئی۔ بعد اللہ ابن بطیم خارجی پہلے ہی سے مسجد میں مسنون کے پیچھے کھڑا تھا اس
نے ایک زہر دار تیار آپ کے سر پر ماری اور آپ نے جام شہادت نوش کیا۔ مزار
بخفا اشرف۔

۲۔ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا سے آپ کا عقد مبارک ہوا۔ بعد وفات حضرت فاطمہ حضرت امامہ سے نکاح ہوا۔ امام حسن اور امام حسین آپ ہی کے تحت جگر ہیں ان چشم و چراغ خاندان نبوت کا خون ناحق بڑید پلید کے سر پر ہے۔ روح حضرات جنتین کی نہایت اطیب، لطیف اور اطہر تھی۔ اسی سبب سے زید نے دوزخ شہزادوں سے عداوت رکھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے بجائے کوفہ کو دار الحکومت بنایا اور کوفہ میں مستقل سکونت اختیار کی۔ شام اور اُس کے ملحقات پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عراق اور اس کے ملحقات حجاز و خراسان وغیرہ پر آپ کی حکومت رہی۔



خاتمہ

۱۔ اب میں اپنی اس تالیف کو ختم کرتا ہوں اگرچہ بہت یاد رکھنے کی قابل واقعات اور ضروری باتوں کا اس میں ذکر ہو گیا ہے۔ تاہم رحمت اللطیفین فخر و عالم خاتم الانبیاء و المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حالات کو ضبط کر کے مختصر مضمون لکھ دئے گئے ہیں۔ خدا سے دعا ہے کہ وہ اس مبارک میرٹ کو مقبول فرمائے اور مسلمانوں کے گھر کی زینت بن جائے۔ اور اپنے آقا۔ اپنے مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کا شوق ہر مسلمان کے جام ہائے دل میں بسر نیز ہو جائے۔

۲۔ الہی ایسی زبان نہیں جس سے تیرا شکر یہ ادا کر سکوں کہ تو نے مجھ عاجز سے اتنا بڑا کام لیا جو یقیناً میری طاقت سے کہیں بلند ہے۔ اب اللہ! میری یہ نذر بارگاہ

ت میں مشہور اور مسلمانوں کے لئے آفتاب ہدایت ہو جائے اور اس کے چلنے میں میرا
 بھیر کرے اور میری اولاد کو دین و دنیا میں شاد و آباد رکھے۔ آمین۔ آمین۔ یا سبحان
 العالمین۔ اس کتاب میں دیگر کتب کا محض اقتباس ہی نہیں بلکہ بعض بقول کر لئے گئے
 ہیں۔ جس قدر کتب سے اس کا لیا گیا وہ حسب ذیل ہیں.....

(۱) تفسیر غزیزہ (۲) تحفۃ الادیب فی الروایۃ علی اہل الصلیب (۳) کتاب اشیاء
 ب ۱۵۱۵، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، (۴) خطبات احمدی (۵) صحیح بخاری (۶) تاریخ الانبیاء
 بن خالد (۷) مکاشفۃ (۸) ترجمان القرآن (۹) کلام آزاد (۱۰) قصص القرآن
 (۱۱) روف رحیم (۱۲) تذکرۃ الکرام خلفائے عرب و اسلام (۱۳) مجالس المؤمنین م عطا
 (۱۴) دلائل النبوة (۱۵) شرف المصطفیٰ (۱۶) السائیکلو پیڈیا فارس جلد ۲۲ ۱۸۹۶ء
 مرتبہ ابراہام ایس (۱۷) جغرافیہ فریڈ (۱۸) تاریخ محمدی مرتبہ واشنگٹن اردنگ۔
 (۱۹) بیکر مشرطاس کارلائل (۲۰) یوشاکی انجیل فصل ۱۴ و ۱۶ (۲۱) انوار الحق فی ضلّ تحقیق
 مولوی رحمۃ اللہ (۲۲) تورات فصل ۱۶ (۲۳) انجیل متی باب عبدالغایۃ (۲۴) کتاب مسکا
 باب ۲۰۵ (۲۵) تفسیر حقانی مولانا عبدالحق (۲۶) خیر الکلام فی البعاد عرب و السلام (۲۷)
 سفر نامہ ابن جمیرانیسی (۲۸) زین القصص (۲۹) تاریخ اطمینی (۳۰) تاریخ الکاہل (۳۱)
 شمس التواریخ (۳۲) جامع التواریخ (۳۳) تفسیر سورۃ الم نشرح (۳۴) رد صنفہ الاحباب
 (۳۵) سرور القلب (۳۶) حراة العبر (۳۷) تاریخ ابوالفدا (۳۸) اسپرٹ آف اسلام مرتبہ
 مشر حبش امیر علی (۳۹) سیرۃ النبی جلد دوم (۴۰) گلزار شاہی (۴۱) تاریخ طبری (۴۲)
 منہ ابن الججاج (۴۳) شرح مواہب جلد اول۔ (۴۴) سوانح عمری رسول کریم (۴۵) رحمت
 عالم (۴۶) معارج النبوة (۴۷) اخبار مدینہ جلد ۳۸ ۱۹۲۹ء از نمبر ۱۱ الفایۃ (۴۸) انیس الارواح

رحمہم رحمت اللعالمین (۲۹) دلیل العارفین (۵۰) تاریخ سیر المتأخرین (۵۱) قصص الانبیاء
 (۵۲) معارفہ وسلم مرتبہ زین الدین (۵۳) تاریخ عالم (۵۴) تاریخ عجم (۵۵) عجائب الغصص
 (۵۶) جغرافیہ عالم (۵۷) جغرافیہ ای مارشکن بی کے۔ (۵۸) تاریخ ایران (۵۹) تاریخ ایران
 (۶۰) موضح القرآن (۶۱) جامع ترمذی (۶۲) تاریخ بیت المقدس (۶۳) الفاروق

۴۔ الغرض یہ کتاب عامہ مسلمین کے لئے ایک نعمت غیر متزقبتہ ہے جو
 ایک جامع اور مکمل مرتبہ کر کے قوم کی خدمت میں پیش ہے تاکہ اس کے ذریعہ فخر و عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان تازہ، اور احکام الہی سے واقفیت ہو۔ قوم اس سے
 فائدہ اٹھائے اور دعائے خیر میں یلدر کھے۔ کیا عجب ہے کہ کسی بندۂ خاص کی نظر
 ہرے حق میں اکیسرا کام ہے جو ذریعہ نجات ہو جائے۔ اور یہ چند اوراق اس ناپائیدار
 میں یادگار باقی رہیں۔

۱۔ التماس

جناب باری میں عجز و نیاز سے التجا ہے کہ اس کتاب میں عمدتاً یا غلطاً غلطی ہوئی
 ہو یا نہ ہو، غلطی حق میرے قلم سے نکلا ہو تو اپنی کریمی سے بخش دے اور رسوائیِ آخرت سے
 پناہ دے۔ اور میں ان صاحبانِ کاتبی بھی مشکور ہوں کہ جنہوں نے اس کارِ خیر کے
 سلسلہ میں اپنی ذاتی معلومات و تحریروں کی بنا پر مجھے عند اللہ امداد فرمائی۔

۲۔ معذرت

باری تعالیٰ عز و جلالہ بطفیل سرور کائنات و اہل بیت اطہار صحابہ کرام و شیوخ عظام

اس کتاب کو مقبول فرمائیے، مقصود اصلی تالیف و تصنیف اس کتاب سے فائدہ خلق اللہ ہے نہ کسی کاردار و نہ کسی اظہارِ خطا منظر اور امید ہے کہ مطالعہ کتاب سے جملہ صاحبانِ سرور اور عظیموں ہوں گے۔ اخیر میں ناظرین کرام سے مکرر اہتمام کرتا ہوں کہ تیس جگہ پر ازراہ خطائے انسانی کسی قسم کی لغزش یا سہو بوجہ نگی معلومات دیکھیں تو پرودہ معفو سے چھپا کر معاف فرماتے ہوئے اس کی اصلاح سے نامہ سیاہ کو مشکور فرمائیں اور میری اولاد اور میرے والدین اور تمامی اعزاء و اقارب نیز عامۃ المسلمین کے واسطے دعائے نیک فرمائیے۔

ذیل کا مندرجہ

نامور ان عرب

صدیقِ اعظم۔ فاروقِ اعظم۔ حضرت عثمان غنی۔ حضرت امام حسن۔ سیف اللہ اور سرزمینِ عرب کی دوسری نامور ہستیوں کے مختصر حالات زندگی رفیع الشان نواب محمد صاحب قلی خان صاحب بہادر دیر جنگ صفدر جنگ فرمانروائے ریاست محمد گڑھ۔ نے موثر انداز میں قلم بند فرمائے ہیں۔ ضخامت ۱۵۰ صفحات قیمت دو روپیہ علم

قیمت ۹

اوتوں کی کھینچی

قیمت ۹

جہانگیر کا فیصلہ

مکتبہ کا پتہ ہے۔ رسالہ بانو و

عورتیں اپنی صحت کا بیمہ کرالیں

یہ دو عورتوں کی ان مخصوص اور پوشیدہ شکایتوں کو دور کرتی ہے جو ان کی صحت کو رفتہ رفتہ بالکل تباہ کر کے جوانی میں بڑھاپے کی حالت پیدا کر دیتی ہیں۔ "مجموعہ اکیس سو سوواں" ان تمام شکایتوں کو دور کر کے عورت کو طاقتور اور تندرست بنا دیتی ہے۔ تکلیف خواہ کبھی تم کی ہو اس کے استعمال سے بند ہو جاتی ہے۔ خون کی پیدائش کو بڑھا کر پھرے کو سرخ و سفید بناتی ہے آپ بھی طلب فرما کر استعمال کریں اور اپنی صحت کا بیمہ کرالیں۔ قیمت فی ڈبہ برائے بیس یوم موم محصول و غیرہ صرف پانچ روپیہ ہے۔

بیجر آزاد ہندو خانہ یونانی ریاست بیجر ضلع بجنور یو۔ پی۔

P.O. Rekar - Dist Bijnore. U.P.

مسئلہ "چلمن" سال ۱۹۵۱ء

چمکتے ہوئے پھولوں سے زیادہ دل فریب تصویریں، رنگین تصویروں سے زیادہ شوخ افشاں و غریب، اور نرم نرم لکچتی ہوئی شاخوں سے زیادہ لطیف نیم مزاجیہ انداز میں تازہ فلی خبریں، اگر آپ پڑھنا چاہتے ہیں تو آج ہی ماہنامہ "چلمن" کا سالنامہ ۱۹۵۱ء منگائیے۔ بہت تھوڑی تعداد میں رہ گیا ہے۔

قیمت صرف ایک روپیہ عمر بھر بٹری فیس

منگنے کا پتہ
رسالہ چلمن وصالی

مکتبہ

یہ کتابیں اور ان کے علاوہ ہر قسم کی دوسری کتابیں
 ہم سے طلب فرمائیے۔ علمی، ادبی، افسانوی، تاریخی
 مذہبی، سیاسی، تفریحی، علمی اور اصلاحی تمام شعبوں پر
 ہم آپ کو مہیا کر سکتے ہیں

پتہ یاد رکھئے

دفتر رسالہ "پالو" دہلی

اپنی شان اور تقدس کے اعتبار سے
ماہنامہ ”بانو“ دہلی کی بے نظیر اشاعت خاص

قرآن نمبر

جس میں قرآن کریم کی اہم آیات کی تفسیر اردو میں شائع کی گئی ہے۔
اس کے علاوہ قرآن مقدس پر کھوس مضامین ہیں۔ مثلاً قرآن کیا ہے۔؟
قرآن دوسروں کی نظر میں، ریاست اور قرآن، اقتصادیات اور قرآن، عورت اور
قرآن اور قرآنی تعلیم کے آسان طریقے عرض یہ کہ اردو پڑھے لکھے بھائی بہن اور بچے
سمجھ سکیں گے کہ قرآن پاک جس کی وہ عربی زبان میں روز آند تبادلت کرتے ہیں۔
انہیں کیا سکھاتا ہے۔؟ اور وہ اس سے کیا کچھ حاصل کر سکتے ہیں؟ یہ نمبر اپنی شان کا
پہلا نمبر ہے جو چار سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ بہت کھوڑی سی تعداد میں رہ گیا،
اس لئے جلد سنگامیں۔ قیمت صرف چار روپے ہے۔

ملنے کا پتہ: دفتر ماہنامہ ”بانو“ دہلی

اللہ تعالیٰ کا پیغام اتمامِ دنیا کے نام

ذَالِكَ الْكِتَابُ الَّذِي فِيهِ
بہی وہ کتاب ہے کہ جس میں شک ہی نہیں

تاج کمپنی کی نگرانی میں چھپا ہوا۔ نہایت شاندار اور خوشنام سفید
ولایتی کاغذ اور بے حد حسین و جمیل کتابت اور طباعت اور

بے شمار خوبیوں والا

قرآن مجید تفسیر ترجمہ

چھ سو بارہ صفحے۔ جلد نہایت خوبصورت سبز کاہی۔ اس قدر صحیح چھپا ہوا کہ چھپنے
کے بعد کئی حافظوں نے جس کی صحت کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ سرورِ قلوبانی
دیدہ زیب اور ہفت رنگ۔ سبز اور سرخ چھاپے کا۔ باوجود اس قدر
بینیبنیوں کے بیسیوں کے

ہدایہ: صرف پانچ روپے

موصول ایک جلد پر تیرہ آنے، دو جلدوں پر ایک روپیہ چھ آنے۔ تین جلدوں پر دو
روپے۔ پانچ جلدوں پر محمول تین روپے دو آنے۔

کتاب فروش حضرات خط و کتابت کے معاملہ طے فرمائیں

پتہ: دفتر رسالہ یا تو۔ دہلی

بیبی سالِ روان کی اچھوتی پیشکش بیبہ
حسین کشیدہ کاری نقشِ اولیٰ

دولہن کشیدہ کاری!

بیبی نقشِ ثانی ہے بیبہ

”دبانو“ پڑھنے والی سینکڑوں بہنوں کے فرمائی خطوط سے متاثر ہو کر ادارہ ”بانو“ نے
زنانہ دارالاشاعت و تجارت دہلی کے تحت سب سے پہلی کتاب حسین کشیدہ کاری کا دوسرا
حصہ ”دولہن کشیدہ کاری“ کے نام سے شائع کیا ہے۔ حسین کشیدہ کاری کی بے پناہ مقبولیت
نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مدیرہ ”بانو“ کی مرتب کردہ کشیدہ کاری اپنی مثال آپ ہوتی ہے۔
حسین کشیدہ کاری سے کہیں زیادہ محنت کر کے ”دولہن کشیدہ کاری“ کو مرتب کیا گیا ہے ہر
قسم کے نئے سال کے نئے ڈیزائن جمع کر دیئے گئے ہیں۔ صفحات ڈھائی سو سے زائد
ہیں۔ اور قیمت صرف دو روپے اکڑ آنے ہے۔

آج ہی آرڈر دے کر منگائیے کیوں کہ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن بہت کم
تعداد میں شائع ہوا ہے۔

نوٹ:۔ اونی کام سلائیوں سے اس کتاب کا اہم حصہ ہے جس میں ہر قسم کے سوئیٹر
دیگرہ بننے کی ترکیبیں مفصل طریقہ سے بتلائی گئی ہیں۔

سبب پتہ دہکنی اور فیشن کی سبب

شکلی برقعے

یہ برقعے اعلیٰ قسم کے ریشمی کپڑے کے بنے ہوئے ہیں۔ ان کا ڈیزائن مین والا چہرہ نما اور ہاڈی کالر اور جھالروالی ہے اور پیر کے رومال گول اور چوکور ہیں۔ اصلی تارکشی کی بنی ہوئی آنکھیں لگی ہوتی ہیں۔ یہ نہایت خوبصورت اور فیشن ایبل برقعے ہیں۔ نیلا۔ کالا۔ سرخ۔ تر بوزی۔ کریم کلر۔ براؤن۔ گلابی۔ بہر رنگ کے ریشمین اور سوئی برقعے موجود ہیں اپنے اطمینان کے لئے پہلے کپڑے کا نمونہ منگا کر دیکھ لیں یا ہمارے اطمینان پر برقعے منگائیں آپ کو کوئی شکایت نہ ہوگی۔ برقعہ پسند نہ آئے پر اگر اسی حالت میں واپس کر دیا گیا تو پوری قیمت واپس کر دی جائے گی۔

ریشمی برقعہ کی قیمت۔ تیس روپے۔ سوئی برقعہ کی قیمت۔ سولہ روپے

(محصول ڈاک ایک روپیہ بذمہ خریدار ہوگا۔)

نوٹ، پاکستان یہ برقعہ قانونی مجبوری کی وجہ سے نہیں بنا سکتا۔

صلحہ کا پتہ۔ دفتر رسالہ ”پالو“ دہلی

مضبوط اور خوشحال کے

شاندار دوپٹے

ہندوستان پھر میں خوب پسند کیے جارہے ہیں۔ ہندوستان کی پردہ نشین خواتین کی سہولت کے پیش نظر ادارہ "بانو" دہلی نے نہایت شان دار مضبوط اور خوشحال کے بنے ہوئے اور کڑھے ہوئے دوپٹوں کو گھر گھر پہنچانے کا انتظام کیا ہے۔ ڈوپٹہ پورے ڈھائی گز کا ہوگا۔ ذیل کی اقسام میں سے جس قسم کا چاہیں طلب کر سکتے ہیں، رنگ سب مل سکتے ہیں آرد دیتے وقت لکھ دیں۔

دوپٹہ قسم اول:۔ باریک جالی اور پچی تار کشی سے ہاتھ کا کڑھا ہوا قیمت بیس روپے
 دوپٹہ قسم دوم:۔ باریک جالی سادہ۔ قیمت پندرہ روپے
 دوپٹہ قسم سوم:۔ جالی معمولی موٹی اور مشین کی پچی کڑھائی قیمت بارہ روپے
 (نوٹ، جالی کی قیمتوں میں بہت زیادہ اضافہ ہونے کے سبب قیمتیں بڑھادی گئی ہیں
 محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔ ایک ڈوپٹہ پردس آنے اور دو دوپٹوں سے لے کر چار تک
 صرف ایک روپیہ لگتا ہے۔)

ملنے کا پتہ: دفتر سالہ "بانو" دہلی

کامنٹی ہیرائل

کامنٹی ہیرائل بالوں کو بڑھاتا ہے اور ریج و خم دیتا ہوا خوب خوشنما بنا دیتا ہے
 بالوں کو گرنے نہیں دیتا جڑوں کو مضبوط، بالوں کو نرم اور چمکدار بنا دیتا ہے
 گنچ پن کو دور کر کے نئے بال پیدا کرتا ہے۔ اس کے قدرتی اجزا بالوں کو سیاہ
 بنائے رکھتے ہیں۔ سفید بالوں کو رفتہ رفتہ سیاہ کرتا ہے یہ مقوی دباغ ہے
 نزلہ ہرگز نہیں ہونے دیتا۔ اس کا پکنگ اور خوبصورتی دلائی تیلوں کا
 مقابلہ ہی نہیں کرتا بلکہ ان سے بڑھ چڑھ کر معلوم ہوتا ہے۔ اس کی بھینی
 بھینی خوشبو میں کبھی بیلہ، کبھی نرگس اور کبھی رات کی رائی کی جھمک ہوا کے
 جھونکوں کے ساتھ آتی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور پاس سے گزرنے والا
 خوشبو سے مسحور ہو کر گھوم کر دیکھنے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے گویا باغ کے تمام
 مشہور اور دل پسند پھولوں کا ایک نادر و نایاب مجموعہ ہے۔ جو کامنٹی ہیرائل
 میں آپ کو ملے گا۔

قیمت فی شیشی ڈیڑھ روپیہ۔ دو یا اس سے زیادہ شیشیاں منگوانے پر محسول
 میں کفایت ہے گی۔ بخور کا کام کرنے والے حضرات اس کی کامیاب و کتابت سے کٹ کر لیں

پتہ: بھارت نیشنل کمپنی، پٹنہ، بی۔ بی۔

سنگین کوشی کامی

فنون کشیدہ کاری پر ایک مکمل کتاب

گھر کی عورتوں، بچیوں، بھوپتیوں کو ہنرمند بنانے کے لئے یہ کتاب ضرور خریدیے۔ اس میں سینکڑوں قسم کے بوٹے کونے، مرکز ڈالیاں، ٹہنیاں، بلیں، جمپروں کے گلے، دوسوتی کروشیاں، ٹیل درک، اونی سوئیٹر، کٹ ورک، جالی کا کام اور موتیوں کا کام، ربن ورک، تکیوں کے اشعار، عرضیکہ جدید فنش کے کپڑے تک اس کتاب میں موجود ہیں۔

۲۵ صفحات رنگین بلاکوں کے، کل ۲۷۷ صفحات ہیں۔ پورنگا خوبصورت ٹائٹل پیج۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے۔

چینپنچپنچپنچپنچ

صلنے کا پتہ: دفتر رسالہ "باتو" دہلی

اگر آپ اردو زبان کے افسانہ نگار، شاعر، یا ناول نویس ہیں !
 اگر آپ اردو زبان کے ماہوار رسالے، اخبار، یا کتابیں فروخت کرتے ہیں
 اگر آپ نے خود کوئی ماہوار رسالہ، اخبار یا کوئی کتاب چھاپی ہے۔
 اگر آپ کے شہر یا قصبہ میں کوئی اردو زبان کی لائبریری ہے۔
 - - - - -
 - - - - -

اردو زبان کی شان بڑھانے کے لیے

آج ہی اپنے شہر کی لائبریریوں کا، اپنی فرم کا، اور اپنا مکمل پتہ اور
 جس سٹی سے آپ اردو کی خدمت کر رہے ہیں۔ ہمیں لکھ کر بھیج دیجئے۔

اردو زبان کی شان بڑھانے کے لیے

دفتر رسالہ ”بانو“ وہلی سے عنقریب شائع کی جا رہی ہے۔
 جس میں اردو زبان کی خدمت کرنے والے ہندوستانی و پاکستانی
 حضرات کا نام اور پورا پتہ بلا امتیاز مذہب و ملت شائع کیا جائیگا۔

پتہ: دفتر رسالہ ”بانو“ وہلی

مذہبی کتابیں

اعجازِ مآپارہ سورہ

اس کا عربی قلم بے حد موزوں ہے۔ ترجمہ حضرت علامہ اشرف علی تھانوی کا ہے۔ حاشیہ پر خواص القرآن، فوائد القرآن، شان نزول اور ربط آیات چڑھائے گئے ہیں۔ ہر سورہ کے شروع میں اس کے مجرب اور مستند اعمال و وظائف اور نقش دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ درود تاج، درود لکھی، دعائے حزب البحر درود مشتغلات ختم خواجگان چشت و نقشبند اور اسماء الحسنیٰ اور اسم مبارک سرور کائنات اور اسمائے بدریں وغیرہ ضروری مجرب اور مستند وظائف خاندانِ چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ وغیرہ درج کئے ہیں۔ کاغذ سفید چکنا، سائز ۱۰x۱۲.۵، ضخامت تقریباً ۰.۸ صفحات رنگین ڈسٹ کور۔ لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ قیمت دو روپے۔

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب
 کے عام فہم ترجمہ کا مکمل اور مدلل ہفت سورہ

شائع کیا گیا ہے۔ ہر سورہ کے خواص اس کے پڑھنے کا طریقہ، ہر سورہ کا نقش و تعبیر خواب بھی اس ہفت سورہ میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو سکے۔ خوبصورت اور مضبوط جلد قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

پتہ: دفتر رسالہ بانو، دہلی

قرآن اور تصوف

اس گرانمایہ تالیف میں حقیقی اسلامی تصوف
اسو منطقی ترتیب و وضاحت سے پیش کیا گیا
ہے۔ اپنے موضوع نے لحاظ سے قابل مطالعہ کتاب ہے۔ ۱۰ صفحات۔ بڑا سا کوزہ،

قیمت دو روپے۔ مجلد تین روپے۔

قرآن مجید کے آسمان ہونے کے کیا معنی ہیں؟ اور قرآن شریف
فہم قرآن کا صحیح مندر معلوم کرنے کے لئے شارع عظیمہ السلام کے اقوال
و افعال کا معلوم کرنا کیوں ضروری ہے؟ احادیث کی تدوین کب اور کس طرح ہوئی
یہ کتاب خاص ہی موضوع پر لکھی گئی ہے۔ قیمت دو روپے چار آنے۔ مجلد تین روپے چار آنے۔

ہنایت منہجوں تصنیف جو عربی کی مستند ترین تاریخی
علمائے سلف کتابوں کے تقریباً ہزار صفحات کے عمیق مطالعہ کا

نتیجہ ہے اس کتاب سے ایک نظر میں معلوم ہو سکتا ہے کہ اپنے عروج کے زمانہ میں
مسلمان مردوں اور عورتوں کے اندر ظلم کا کس قدر ذور تھا۔ اور مسلمان علماء کی
پیابک اور پراپیٹریٹ زندگی کی کیا کیفیت تھی۔ محض ماؤں کی علم دوستی کے طفیل مجتہد اور
امامان فن پیدا ہوئے۔ حتیٰ کہ بڑے بڑے جید اور مشہور علماء اور استادوں میں بیویوں
کے نام بھی پائے جاتے ہیں۔ مختصر یہ کہ ایسی کتاب دنیا کی کسی زبان میں آج تک نہیں
لکھی گئی۔ قیمت دو روپے۔

یہ کتاب اسلامی معلومات کا خزانہ ہے۔
اسلام کی بنیادی معلومات سینکڑوں مسائل بیان گئے ہیں۔ اس
سے آپ کے ایمان کو تقویت پہنچے گی۔ اور معلومات میں انداز ہوگا ہم اسے قیمت ۱۰ روپے

اسلام میں غلامی کی حقیقت

شیشہ شیشہ شیشہ شیشہ شیشہ شیشہ شیشہ شیشہ شیشہ شیشہ

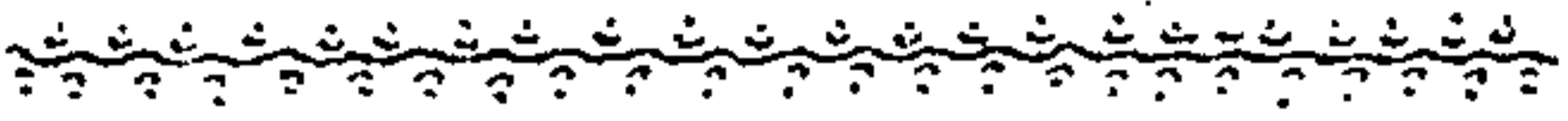
یورپ کے ارباب تالیف و تبلیغ نے اسلامی تعلیمات کو بدنام کرنے کے لئے جن حربوں سے کام لیا ہے ان میں سلیوری کا حربہ بہت ہی موثر ثابت ہوا ہے۔ اگر آپ اس باب میں اسلامی نقطہ نظر کے ماتحت ایک محققانہ بحث دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کتاب کو ضرور پڑھیے۔ اس میں غلامی کی حقیقت، اس کے اقتصادی، اخلاقی اور نفسیاتی پہلوؤں پر بحث کے بعد بتایا گیا ہے کہ غلامی یعنی انسانوں کی خرید و فروخت کی ابتدا کب سے ہوئی اسلام نے اس میں کیا اصلاحیں کیں اور کیسے پر حکمت طریقے اختیار کئے۔ اس کے ساتھ مشہور مصنفین یورپ کے بیانات اور یورپ کی ہلاکت خیز اجتماعی غلامی پر بھی مبسوط تبصرہ کیا گیا ہے۔ ۲۶۰ صفحات، بڑا سائز قیمت تین روپے۔ مجدد چار روپے

حقائق و معارف، فصاحت و بلاغت
قرآن ایک معجز نما کتاب ہے کے اعتبار سے قرآن پورا دوسری سب

سے آخری کتاب ہے۔ قرآن پر غیر مسلم رہنماؤں اور سردارانِ قریش کے تبصرے منکرانِ الہی کا اس کو سن کر مسلمان ہونا۔ یہ تمام باتیں اس کتاب میں درج ہیں یہ تمام صحائف آسمانی کا چوڑا ہے۔ قیمت بارہ آنے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے حالات زندگی اور
سیدہ فاطمہ کلال واقعات کربلا کی مستند تاریخ جس کو مفتی انتظام اللہ
 شہابی نے نہایت اندوہناک اور موثر پیرایہ میں لکھا ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

پتہ:- دفتر رسالہ "بانو" دہلی



الایمان

اسلامی عقائد میں چار کتابوں کا سلسلہ، اس مضمون پر اس ترتیب سے آج تک کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ ترتیب اور تدوین دونوں نے مل کر مضامین کا پچوں تک کے ذہن نشین ہونا نہایت آسان کر دیا ہے۔ علاوہ تمام دوسرے پیغمبروں کے دین کا ذکر قرآن میں ہے۔ حضرت پیغمبر آخر الزمان صلعم کی سیرت پاک نہایت دلچسپ اور سبق آموز ہے عقائد کے علاوہ اسلامی حقوق، اخلاق اور ادب کے متعلق جو مضامین ہیں ان کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ آخر میں احادیث اور آیات کا بہترین مجموعہ ہے پانچواں رسالہ "الاسلام" سورتوں اور دعاؤں کا مجموعہ ہے جو نماز اور روزانہ کی زندگی میں معمول بنانے چاہئیں۔ مضامین کے علاوہ کاغذ، لکھنائی چھپائی کبھی بہت عمدہ ہے۔ پانچوں کتابوں کی قیمت چار روپے چار آنے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی سوانح حیات الواعزمی اور جرات
سعید اللہ ودلیری کا مرقع ہے جو خدا سے ڈرتا ہے وہ سب کو خذ فرودہ
 کر دیتا ہے۔ یہ کتاب آپ کے خون کو گرمادے گی۔ اور بحیثیت مسلمان اپنا مقام بتائے
 گی۔ آپ کو فتوحات اسلامیہ کا حال معلوم ہوگا۔ آپ اپنے ماضی پر فخر ہی نہیں کریں
 گے۔ مستقبل میں اپنے آپ کو کامیاب مسلمان بنانے کی کوشش کریں گے۔ آپ میں تسلیم
 پیدا ہوگی۔ آپ میں ڈسپن آجائے گا۔
 ..ہم صفحہ ۱۲۰ - قیمت :- مبلغ دو روپے۔

پتہ: دفتر رسالہ "بانو" دہلی

سیرت معاویہ رضی

یہ کتاب پڑھ کر آپ کو اندازہ ہوگا کہ ابتدائی سخت
زندگیوں سے گزر کر مسلمانوں نے اپنے کیر کٹر کو اتنا
بلند کر لیا کہ دنیا اور خصوصاً عرب میں ان کے نیک

اخلاق کی دھوم ہو گئی۔ اور جب بھی انہوں نے لشکر کشی کی اس ملک کے باشندوں نے
ان کا استقبال کیا۔ کیونکہ ان سے پہلے حاکم رعایا سے بے خبر اور خود غرض تھے۔ مسلمانوں
کی فتوحات کے ساتھ امن و سلامتی اور مساوات و انسانیت بھی ساتھ ساتھ چلی اور حضرت
معاویہ کے حسن تدبیر نے عوام کے دلوں پر حکومت کی اور باقی ریاستوں کے لوگ دعائیں
مانگتے کہ مسلمان ہمارے بھی حاکم ہوں۔۔۔ صفحے قیمت مجلد ایک روپیہ آٹھ آنے۔

تحقیق مذاہب عالم پر بزبان اردو یہ ۶۰۸ صفحات کی کتاب ہے۔

نوید جاوید

اقوام دنیا کے مذاہب ادیان، ان کے اصول و ذروع، ان کی
مختلف شاخوں سے نکلنے والے اور ظاہر ہونے والے اسباب

اور ان شاخوں کے موجودہ اور اقوام عالم کے بیان پر مشتمل ہے۔ اور مذاہب دنیا کا آئینہ
ہے۔ ایک مرتبہ شروع کر کے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ شروع سے لے کر آج تک عقلاً
و نقلاً غیر مذاہب کی طرف سے اسلام و قرآن پر جو اعتراض ہوئے یا ہوں گے۔ ان
سب کا اس میں تحقیق سے جواب دیا گیا ہے۔ ہر علم دوست کے لئے بہترین کتاب ہے۔
جس کو آج سے بہت پہلے علامہ ناظر الدین نے لکھا ہے یہ اردو ترجمہ ہے قیمت دو روپے۔

پیغمبری دعائیں

اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ فخر کائنات، رسول خدا،
در بار خداوندی میں کس طرح اپنی مرادیں طلب کیا کرتے تھے

تو آج ہی پیغمبری دعائیں منگائیے جس میں بڑی بڑی مستند احادیث کی تمام دعائیں جمع کر دی گئی ہیں
قیمت:۔۔۔ ۱۱۲

صحیح بخاری شریف کامل

ایک لاکھ احادیث نبوی کا عظیم الشان ذخیرہ، اس امر سے ہر مسلمان واقف ہے کہ کلام اللہ کے بعد صحیح بخاری شریف کا درجہ ہے اس لئے کہ اس میں تمام احکامات اسلامی ہیں۔ عربی بخاری شریف کی قیمت اس وقت اتنی روپے ہے۔ مگر اس ایک لاکھ کے ذخیرے میں سے ضعیف اور کمزور احادیث چھوڑ کر ڈھائی ہزار سچی احادیث کا ذخیرہ مصر کے امام الحدیث حضرت علامہ مبارک زیدی نے تقسیم ابواب کے تحت تجرید بخاری کے نام سے شائع کیا ہے جس کو تمام علمائے حجاز مصر و شام نے پسند کیا ہے۔ یہ اسی کتاب کا اردو ترجمہ ہے۔ قیمتی سفید چمکا کاغذ سائز ۲۶×۲۰ قیمت سات پچیسے اور چار روپے

غوث پاک کی سب سے بڑی اور جامع سوانحی اس میں آپ کی کرامات کا تذکرہ ہے اگر آپ کو حضرت غوث پاک سے عقیدت ہے تو ان کی سیرت

غوث الاعظم

ملاحظہ فرمائیے اور دین و دنیا کی گونا گوں برکتوں سے بالامال ہو جائیے۔ ۳۰ سے زائد صفحات، قیمت تین روپے چار آنے۔ پہلا ایڈیشن ۲۷۷ صفحات۔ قیمت دو روپے ۱۲ فرمائش کے وقت یہ ضرور لکھنے کو نسا ایڈیشن چاہیے۔

مجلس میلاد اور عید میلاد النبی کی مجلس میں

پڑھنے کے لئے مشہور و معروف کتاب "اصلی

میلاد شریف" منگائیے۔ مصنفہ: اکبر وارفی میرٹھی۔ ہر مضمون کیساتھ نظمیں اور نغمے ہیں

قیمت ایک روپیہ

پتہ: دفتر رسالہ "بانو" دہلی

دو تاجدارِ دو عالم، رسولِ اکرم حضرت محمد مصطفیٰ کے مختصر
تاجدارِ دو عالم | حالاتِ زندگی حکیمِ خواجہ شوکت علی گیلانی نے ایسے دلکش
 پیرایہ میں تحریر فرمائے ہیں کہ کتاب ایک بار پڑھ کر آپ بار بار پڑھنے کے لئے مجبور ہو
 جائیں گے۔ پیارے رسول کے دل و دماغ روشن کرنے والے ارشادات۔ شہنشاہِ دو عالم
 کی سادہ معاشرت۔ اسلام کی توسیع کے لئے جلیانہ جدوجہد۔

غرض یہ تمام حالات آپ اس چھوٹے سے مجموعہ میں پائینگے۔ قیمت اکیروپہ چار آنے
 جب مایوسیوں کے تیرے کلیجہ پہنی ہو رہا ہو تو خداوندِ کریم کی
قرآنی دعائیں | اس کتاب سے شروع کیجئے۔ بچنے نہایت محنت سے قرآن
 مجید کی وہ تمام دعائیں یکجا کر دی ہیں جو مختلف مقاصد کے لئے تیر بہارت ہیں دنیا
 کا ہر کام ان پاک دعاؤں سے سہرا انجام ہو سکتا ہے۔ قیمت اکیروپہ

حضرت امامِ اعظم کی فقہِ اردو زبان میں، فتاویٰ عالمگیری
اسلامی تعلیم | کے بعد دین و دنیا کی ہر مشکل کا حل اس کتاب میں ملے
 گا۔ یہ کتاب عرصہ دس سال سے ناپید تھی۔ اب دوبارہ زکثیر صرف کر کے تیار کی گئی
 ہے۔ اچھی لکھائی چھپائی سفید چکن کاغذ۔ ۷۰ صفحات۔ سائز ۲۰ x ۲۶۔ ٹائٹل خوشنما اور
 رنگین قیمت بلا جلد دس روپے۔ مجلد پارچہ گیارہ روپے۔ مجلد پارچہ پشتہ بارہ روپے۔

”اسلامی عقائد اور اسلامی فرائض“
ارکانِ اسلام | نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج کے ضروری مسائل اور
 محاسن اور فوائد سہل انداز میں جاننے کے لئے کتاب ”ارکانِ اسلام“ ضروری لائحہ عمل ہے۔

مؤلفہ: مولوی محمد احتشام الحسن صاحب۔ سفید عہد کاغذ مجلد گرد پوش دو رنگہ قیمت پندرہ روپے۔

بارہ مجالس

مسلمانوں پر جو شدید وقت آیا ہے۔ ابتدائے اسلام کا وقت اس سے بھی سخت
 تھا۔ یہ تعلیمات اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیر نکیر ہی تھا جس سے مسلمان اس آگ
 کے سمندر سے صرف پار ہی نہ ہوتے بلکہ انہوں نے ظالموں کو رحمہاں، بدکاروں کو
 نیک کار بنا دیا۔ اس کتاب میں وعظ کے طور پر ان تعلیمات کی تفصیل ہے جن سے مسلمانوں
 کو اوج ہوا۔ مثلاً توحید الہی۔ شمع توحید کے پڑانے۔ نبوت و رسالت۔ ختم نبوت۔ حضور
 کی عظمت۔ حضور کا اسوہ حسنہ۔ محبت رسول۔ اسلامی اخلاق۔ اسلامی وحدت و مساوات
 اسلام میں عورت کے حقوق، یہی وہ تعلیمات ہیں۔ جن پر عمل کر کے مسلمانوں نے اپنے کو
 بلند کیا۔ جس میں خاص طور سے رسول پاک کی اعلیٰ بشریت دکھائی گئی ہے۔

قیمت:- جلد ایک روپیہ چار آنے۔

”آداب معیشت“

شروع ہی سے نو عمر لڑکوں اور لڑکیوں کو
 کھانے پینے سونے پہننے کے سلیقے اور
 مختصر آداب سکھائیے۔ قیمت آٹھ آنے

”تبلیغی چالیس سبق“

تبلیغی طالب علموں کے لئے ایک بہترین
 کتابچہ۔ قیمت چار آنے

”حیاتِ فخر“

امام فخر الدین رازیؒ کی سوانح عمری۔ ایک معلوماتی اور تاریخی کتاب۔ قیمت ۸/-

پتہ:- دفتر رسالہ ”بانو“ دہلی

استاد عربی اس زبردست تعلیمی ایجاد کی مدد سے ایک جہینہ میں آپا ہے
 نکان عربی بول سکتے ہیں۔ لیکہ پڑھ سکتے ہیں تقریر کر سکتے ہیں
 مصر و شام اور ہندوستان کے روشن خیال علماء اور ماہرین تعلیم کے مشورے سے
 مشرق و مغرب کے سہل ترین اصولوں کے ماتحت یہ کتاب تیار کی گئی ہے یہ مصنف کا
 دعویٰ ہے کہ جو شخص اس کو دو مرتبہ توجہ سے پڑھے گا اس کو عربی قلمی آجائے گی۔
 ۱۲۸ صفحات ساکر ۲۶۲۲۲۰ خوبصورت گروپوش قیمت ایک روپیہ اکٹھا آنے۔

ایوبی جہاد اعظم حضرت صلاح الدین ایوبی کی مکمل سوانح عمری، سلطان نے اپنے
 بلند اخلاق سے کس طرح عینا نیت اور اس کے صالحی جوش کا مردانہ وار
 مقابل کیا یہ اللہ کا سپاہی انسانیت نواز، رحم دل، مہذب، شریف، غیر مسلم بچوں اور
 خواتین کے لئے باپ اور بھائی سے زیادہ رفق کنجا۔ ۲۵۰ صفحات، شرو و غ میں سونے
 کا فوٹو قیمت: تین روپے چار آنے۔

شاہراہ ترقی سیدھا وصاف، اسے دکھانے والی کتاب جس
 پر چل کر ہر شخص ترقی و کمال حاصل کر سکتا ہے قیمت: ۱۰

کامیاب شہر اور بیوی بننے کا راز

پہلا ایٹ نامہ مسلمان خاوند

مصنف: حکیم شوکت علی گیلانی۔ قیمت: تین روپے اکٹھا آنے

پہلا ایٹ نامہ مسلمان بیوی

مصنف: حکیم شوکت علی گیلانی۔ قیمت چار روپے اکٹھا آنے

قرآن اور حدیث کی دعائیں | مایوسی کو دور کر کے ہر کام بنانے والی دعائیں مانگنے کے طریقے اور

ان کے اثرات بھی درج ہیں۔ ۱۲۸ صفحات قیمت: ۱۰ روپیہ

”صد پارہ دل“ اردو ادب کا لائٹانی شاہکار یہ کتاب سیف الحق جناب مولانا سید عزیز حسن نقالی کی تصنیف ہے۔ مولانا شاعر نہیں ہیں۔ لیکن ان کی نثر نگاری بھی نظم نگاری سے کم نہیں ہے۔ اور ہمارے اس دعوے کی تصدیق آپ ”صد پارہ دل“ پڑھ کر ہی کر سکتے ہیں۔ صفاست۔ ۱۰۰ صفحہ قیمت صرف دو روپے آچھ آنے۔

انجمنوں والی اسلامی جہتیری

شیخ الہند جہتیری کے چوتھے ایڈیشن میں
ذیقعد ۱۳۷۰ھ تک کی انگریزی

اسلامی، ہندی اور فارسی کی چھ قسم کی جہتیری بڑے بڑے شہروں کے اوقات طلوع و غروب کے علاوہ تیس مضامین۔ سرور کائنات صلعم کے شاہ مصر اور شاہ بحرین کے نام خطوط کا عکس مشہور انبیاء علیہم السلام۔ خلفاء راشدین۔ خواتین اسلام اور اسلامی ممالک کے موجودہ حکمرانوں، اور رہنماؤں کے حالات۔ اسلامی تعلیمات کا خلاصہ تمام اسلامی ممالک کے حالات اور نقشہ ہند اور پاکستان کے عرسوں کی تاریخیں۔ تین ہزار سال کیلنڈر۔ نکاسی جانکادوں کا قانون۔ پاکستان جانے کے لئے پورٹ حاصل کرنے کا طریقہ ڈاک و تار کے قواعد اور دیگر مفید معلومات جن کے ساتھ دس گوشوارے بھی شامل ہیں۔ قیمت: ۱۰ روپیہ

پس منتظر اسلام مصنف، محمد اجمل خاں پرائیویٹ سکرٹری مولانا ابوالکلام آزاد۔ قیمت

پتہ: دفتر رسالہ ”بانو“ دہلی

کار آمد کتابیں

صنعت و تجارت کے پوشیدہ راز

پانچ دس روپے کے معمولی سرمایے سے اپنے شہر میں رہ کر آزادی و عزت سے شاندار آمدنی پیدا کرنے کے خواہش مند آج ہی ہماری مشہور عالم کتاب "صنعت و تجارت کے پوشیدہ راز" منگو کر مطالعہ کریں۔ جس میں روپیہ کمانے کے سینکڑوں اور نئے نئے کاروبار کرنے کی بے شمار اسکیمیں درج ہیں۔ کھوڑا پٹھا لکھا آدمی بھی اس کتاب کی مدد سے یورپ و امریکہ کی گھریلو انڈسٹریوں اور مشہور کاروباروں کے رازوں سے واقف ہو کر اپنی غریبی و مفلسی کو امیری سے بدل سکتا ہے یہ کتاب سات سو سے زائد انگریزی اور ہندوستانی رسائل و کتب کے مطالعہ و عملی تجربات کے بعد سات سال میں تیار ہوئی ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ سینکڑوں روپیہ خرچ کر کے اور سالوں شاگردی کر کے بھی اتنے راز نہیں مل سکتے۔ قیمت چار روپے۔

صنعت و حرفت سے دولت پیدا کرنے کے راز

یورپ و امریکہ کی صنعت و حرفت کی کتابوں کا پتھر کوئی شخص ترقی کامیابی حاصل کرنا چاہے تو کسی ایک کام کو پکڑ کر کھوڑے ہی عرضہ میں خوش حال ہو سکتا ہے۔ ہر کام سے متعلق مکمل ہدایات درج ہیں۔ مثلاً سابن سازی، خوشبودار تیل بنانا، آئینہ سازی، خضاب سازی اور

پتہ: دفتر رسالہ "بازو" دہلی

ردشنائیاں وغیرہ بنانا قیمت دو روپے۔

صنعت و حرفت کے قیمتی راز

اس کتاب میں سینکڑوں ایکس سے ایکس مجرب تجارتی فارمولے، لاکھ لاکھ روپے قیمت کے پٹینٹ نسخے، آسان دستکاریاں، باعزت و پرمنافع روزگار، مفید ہنر، عملی اسکیمیں وغیرہ درج ہیں۔ جن کی بدولت اگر آپ نوکری پر لگے ہوئے ہیں۔ تو فالتو وقت میں اپنی آمدنی کو دوگنا کر سکتے ہیں۔ اور اگر بے کار ہیں تو آزادی کے ساتھ روٹی کمانے کے قابل بن سکتے ہیں۔ یہ کتاب مرہا تندرستی نے لکھی ہے اور گورنمنٹ سے باقاعدہ رجسٹرڈ ہے۔ قیمت تین روپے۔

کہنہائے صحت

اس کتاب میں صحت و تندرستی کے نہرے اصول و قواعد، بیماریوں سے بچنے اور تندرست رہنے کے لیے مفید مشورے، ہر طرح کی کمزوری لاغری کو دور کر کے ہمیشہ جوان بنانے رکھنے والی با تصویر کسریٹیں، عمر بڑھانے اور سو سال تک جینے کے قدرتی طریقے، عام ہونیوالی بیماریوں اور ان کے لئے آسان اور بچھا نسخے، سر سے لے کر پیر تک تمام مردانہ و زنانہ اعضاء کی جوانی و خوبصورتی بڑھانے اور اسے مدت تک برابر قائم رکھنے کے پوشیدہ راز، رگ رگ میں طاقت و توانائی کا کوئٹا بھر دینے والی ویسی اور دلالتی دوائیں۔ اس میں دو سو بیش قیمت اور پُر از معلومات مضامین، ہر معنی خیز تصاویر اور ایک ہزار تیر بہارٹ نسخے ہیں۔ ۶۰۰ صفحات۔ قیمت پانچ روپے۔

پتہ: دفتر رسالہ "بانو" دہلی

صنعت میں دولت

اپنی طرز کی پہلی اور انوکھی کتاب ہے جو چھان بین اور ذاتی تجربات کے بعد عوام کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ مصنف دوسری کتابوں کی نقل پر یقین نہیں رکھتا۔ بلکہ ایک تجربہ کار اور باعمل انسان ہے۔ مصنف نے کوشش کی ہے کہ کتاب میں صرف تجربہ میں کامیاب اترنے والے فارمولے اور نسخے درج کئے جائیں۔ اس کے علاوہ بے شمار خام کے ضروری سامان کی تصویریں بھی ہیں۔ قیمت پانچ روپے۔

اس کتاب میں قدیم و جدید ہر وضع کے کپڑے کاٹنے
فائن ٹیکر ماسٹر اور سینے کی مکمل تعلیم ہے۔ کوٹ۔ جلیون۔ چپٹر۔ واسکوٹ

شیردانی۔ بروس۔ جمبر، فریک، برقتے۔ عرض ہر قسم کے کپڑوں کے سینے کی ترکیبیں
 درج ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔

خوشنما کشیدہ کاری۔ دستکاری۔ ادنیٰ کام
کشیدہ کاری کروشیا، دوسوی نیوفیشن زنانہ، مردانہ اور

بچکانہ، بیل بوٹے، دامن، کالر کونے اور تکیہ کے اشعار کا مجموعہ، بڑا سا کتبہ۔
 قیمت تین روپے آٹھ آنے۔

سیدہ کالال دو روپے آٹھ آنے آئینہ کالال سے لخت جگر سے
 قمر کشیدہ کاری کا تین روپے خاتون حیات چھ آنے کشمیر حیات نظر سے

پتہ: دفتر رسالہ بانو، دہلی

آپ

ادیب اور شاعر بن سکتے ہیں!

اگر آپ ادیب اور شاعر بننے کے خواہشمند ہیں تو ہم سے خط و کتابت کیجئے۔ ہم آپ کو بہترین غزلیں، معیاری افسانے اور ہر قسم کے ادبی مضامین نظم و نثر معمولی معاوضہ پر مہیا کر سکتے ہیں۔ جواب کے لئے جو ابی خط یا ٹکٹ آنے چاہئیں۔ خط و کتابت صیغہ راز میں رکھی جائے گی۔ شائع کرانے کا بندوبست بھی کیا جاسکتا ہے۔

”ادبی محل“ چٹلی قبر وہلی

انہیں خواتین

اس کتاب میں عورتوں بچوں کی مخصوص شکایتوں اور دیگر عام بیماریوں کا بیان اور ان کا علاج سادہ زبان میں لکھا گیا ہے۔ علاوہ ازیں حسن و دل کشی اور جوانی قائم رکھنے کے راز و راج ہیں کارڈ بھیج کر مفت منگائیے۔

اپنا پتہ صاف اور خوشخط لکھیے۔

مرتبہ بیگم محمد عظیم زبیری پبلسٹیٹی ٹال (دیوبند)

مولانا اشرف علی صاحب و مولانا احمد سعید صاحب و دیگر حضرات کی مذہبی و سیاسی کتابیں:

۲/۱۰	پہلی تقریر سیرت	۳/۴۱۰	جنت کی کنجی
۱/۸۱۰	اعمال قرآنی	۲/۸۱۰	مضامین احمد سعید
۱/۸۱۰	رسول اللہ	۲/۱۲۱۰	خدا کی باتیں
۱/۱۲۱۰	حیات المسلمین	۲/۱۰۱۰	شوکت آرابیگم
۱/۱۲۱۰	رُباعیات قدسی	۲/۱۰۱۰	سفر نامہ اسیر مالٹا
۲/۱۰۱۰	ایسٹ انڈیا کمپنی و باغی علماء ہند	۲/۴۱۰	دوزخ کا کھڑکا
۱/۸۱۰	علماء حق اور انکی منطلو سیرت کی داستان	۲/۴۱۰	تقاریر احمد سعید
۱/۱۲۱۰	فکر کے چند علماء	۱/۲۱۰	پردہ کی باتیں
۲/۴۱۰	اسلامی معاشرت	- ۱/۲۱۰	صلوٰۃ و سلام
۱/۱۲۱۰	ہفت سووہ مجلد	۱/۱۲۱۰	تعلیم الدین
۱/۱۰۱۰	سیاسی نظریے	۲/۴۱۰	رسول کی باتیں
۱/۸۱۰	ارکان اسلام (مولانا احتشام الحسن)	۲/۸۱۰	دوسری تقریر سیرت
- ۱/۸۱۰	آداب معیشت	۲/۲۱۰	مشکل کشا
- ۱/۱۰۱۰	حیات فخر و سوانح امام فخر الدین رازی	۱/۱۲۱۰	از بلا احمد سعید
۳/۱۰۱۰	اسلامی معاشرت	۲/۴۱۰	فاطمہ کلال

پتہ: دفتر رسالہ بانو، دہلی

۲۱۰۱۰	۱۸۱۰ - علم بیان (از ناصر الدین محمد اسد الرحمن قادری)	شاہ راہ ترقی امت مسلمہ اور اس کا مخصوص طرز زندگی
۲۱۰۱۰	۱۸۱۰ - صراطِ مستقیم	حافظ سعید الدین صاحب
۱۴۶۰ -	۱۴۱۰ - رسالہ تجوید	تبلیغی طالب علموں کے لئے چالیس سبق
۲۱۱۲۱ -	۱۴۱۰ - نعمات (از ناصر الدین محمد اسد الرحمن قادری)	رحمت کا دربار نوائے دین (حافظ منیر الدین صاحب)
۲۱۸۱۰	۱۴۱۰ - بلاغ الحق (از مولانا محمد الحق صاحب)	ہماری مصیبتوں کے اسباب (مولانا عاشق الہی صاحب بلند شہر)
۱۱۰۱۰	۱۴۱۰ - پیغمبر اسلام (از پرنسپل رگھوناتھ سہانی)	اسلامی نام
۲۱۰۱۰	۱۴۱۰ - خلفائے راشدین (از مولانا عبد الشکور شمال بنوی)	شاہ دلی اللہ کی خوابی پہل حدیث
۱۱۸۱۰	۱۴۱۰ - آئینہ کلال (علامہ راشد الخیری)	تبلیغی چھ اصول

سیپارے قاعدے وغیرہ

۲۱۰۱۰	۱۲۱۰ - نور نامہ معہ عہد نامہ کلال سفید گلینڈ کاغذ فی سینکڑہ	سیپارہ عم و الم تا اولواتنا ۲۶ x ۲۰ سفید گلینڈ کاغذ ۲۲ صفحات فی سینکڑہ
۱۳۱۰۱۰	۴۱۰۱۰ - راہ نجات سفید گلینڈ کاغذ فی سینکڑہ	قاعدہ بغدادی نصف جزہ فی سینکڑہ
۴۱۰۱۰	۱۱۰۱۰ - نماز کی کتاب	قاعدہ بغدادی ایک جزہ ۱۶
۱۳۱۸۱۰	۱۶۱۰۱۰ - دعائے گنج العرش پاکٹ سائز	قاعدہ بغدادی دو جزہ سفید گلینڈ

۱/۴۱۰	مسلمان خاوند	۱/۴۱۰	شہان قدرت شانِ رحمت فی کاپی
-۱۱۰/۰	مسلمان بیوی	-۱/۴۱۰	جنگ نامہ محمد حنیفہ فی کاپی
-۱۱۰/۰	صحابی غور توں اور پوچی سچی کہانیاں	-۱/۴۱۰	خطباتِ علمی سفید گلینڈ کاغذ بلا ٹائٹل
-۱۱۳/۰	جنت کا شکرٹ	-۱/۴۱۰	خطباتِ علمی سفید گلینڈ کاغذ معہ چار رنگا
-۱۱۴/۰	تبلیغی بہشتی زیور حصہ اول	-۱/۴۱۰	ٹائٹل فی کاپی
-۱۱۴/۰	تبلیغی بہشتی زیور حصہ دوم	-۱/۴۱۰	شہادت نامہ امام حسینؑ کلاں سفید
-۱۱۴/۰	اکرامِ مسلم	-۱/۴۱۰	گلینڈ کاغذ فی کاپی
-۱۸۱/۰	اخلاص نیت غیر مجلد	-۱/۴۱۰	رسالے نماز ان فی کاپی
-۱۱۴/۰	اخلاص نیت مجلد	-۱/۴۱۰	آمین فی کاپی
-۱۱۴/۰	خدا کی جنت	-۱/۴۱۰	قاعدہ سیرنا القرآن بطرز قادیان سفید
-۱۸۱/۰	خواتین اسلام غیر مجلد	-۱/۴۱۰	گلینڈ کاغذ فی کاپی
-۱۱۴/۰	خواتین اسلام مجلد	-۱/۴۱۰	قاعدہ سیرنا القرآن چار رنگا ٹائٹل سفید
-۱۱۴/۰	خدا کا ذکر	-۱/۴۱۰	گلینڈ کاغذ فی کاپی
-۱۱۰/۰	بہشتی زیور ۱۴-۱۳-۱۲-۱۱-۱۰-۹-۸-۷-۶-۵-۴-۳-۲-۱ اول	-۱/۴۱۰	اصلی میلاد اکبر سفید گلینڈ کاغذ بلا
-۱۹۱/۰	دوم	-۱/۴۱۰	ٹائٹل فی کاپی
-۱۸۱/۰	سوم	-۱/۴۱۰	اصلی میلاد اکبر سفید گلینڈ کاغذ چار
-۱۱۰/۰	چہارم	-۱/۴۱۰	رنگا ٹائٹل فی کاپی
-۱۸۱/۰	پنجم	-۱/۴۱۰	آمد نامہ فارسی فی کاپی
-۱۱۰/۰	ششم	-۱/۴۱۰	میری نماز

۱/۴۰	حل المشکلات	۱۰/۰	بہشتی زیور $\frac{۳۰ \times ۲۰}{۱۶}$ ہفتم
	عورتوں اور مردوں کے مخصوص	۱۰/۰	ہشتم
۱۶/۰	مسائل	۱۳/۰	نہم
۱۶/۰	تعلیم القرآن	۱۰/۰	دہم
۱۶/۰	قرآنی قاعدہ	۱۴/۰	یازدہم
۱۶/۰	نماز مکمل		بہشتی زیور کا بل خورد سائز
۱۶/۰	تبلیغی تحریک نمبر، اول کلمہ	۱۰/۰	$\frac{۳۰ \times ۲۰}{۱۶}$ غیر مجلد
۱۶/۰	دوم نماز		بہشتی زیور کا بل خورد سائز
۱۶/۰	سوم و علم و ذکر	۲۱/۰	$\frac{۳۰ \times ۲۰}{۱۶}$ دو جلدوں میں، مجلد -
	تبلیغی تحریک نمبر، چہارم	۱۰/۰	اسلام کا اصلاحی پروگرام مجلد
۱۶/۰	اکرام مسلم	۱۰/۰	ہماری تعلیم مجلد
	تبلیغی تحریک نمبر، پنجم	۱۰/۰	ازواج مطہرات مجلد
۱۶/۰	(خلوص نیت)	۱۰/۰	برکات الصالحین
	تبلیغی تحریک نمبر، ششم	۱۶/۰	رسول اللہ کی نصیحتیں
۱۶/۰	(تفریق وقت)	۱۶/۰	پہل حدیث
	تبلیغی تحریک نمبر، ہفتم	۱۶/۰	قصص الصحابہ حصہ اول
۱۶/۰	دترک الایمنی	۱۶/۰	دوم
۱۶/۰	فارسی کی پہلی کتاب	۱۶/۰	سوم
۱۶/۰	فارسی کی دوسری کتاب	۲۱/۰	قصص الصحابہ مکمل مجلد

۱۶۱-	دوسری انجمن حمایت الاسلام	۱۲۱۰	تعلیم الاسلام مکمل کلاں
۱۶۰-	تیسری " "	۱۲۱۰	" خورد سائز
۱۱۲۱-	چوتھی " "	۱۲۱۶	قاعدہ تعلیم الاسلام کلاں سائز
۱۱۱۶-	دینیات حصہ اول " "	۱۲۱۰	" " خورد سائز
۱۵۱-	" " دوم " "	۱۲۱۰	قاعدہ انجمن حمایت الاسلام
۱۱۲۱۰	یازدہ سورہ	۱۲۱۰	پہلی اردو " "

علاقہ اقبال (مجموعہ) کی

دو مقبول ترین تصانیف

پانک در (مجلد)

قیمت: ساڑھے چار روپے

پانک جبریل (مجلد)

قیمت: ساڑھے چار روپے

قاضی عبد العفار کی

دو پہلے حد و لحد پر نذر کتابیں

سلا کے خطوط

قیمت: سو اور روپے

مجنون کی امرکی

قیمت: دو روپے

پتہ: دفتر رسالہ "بانو" دہلی

بیسویں صدی

مفید اور دلچسپ کتابیں

نام کتاب	ادارہ	قیمت	نام کتاب	ادارہ	قیمت
پریم شاستر (مجلد)	بیسویں صدی	۳/۰-۱	دل کے پیام مجلد	بیسویں صدی	۲/۰-۱
کام شاستر	"	۳/۰-۱	شاہی محلات کی پریم کہانیاں	"	۲/۰-۱
گرچہ شاستر	"	۳/۰-۱	رنگین و دلکش ڈائری مجلد	"	۳/۰-۱
صحت اور زندگی	"	۳/۰-۱	بڑے آدمیوں کا عشق	"	۲/۰-۱
فلمی پریاں	"	۳/۰-۱	بیسویں صدی کی کشیدہ کاریاں	"	۳/۰-۱
میرے پسنے	"	۳/۰-۱	بچوں کیلئے پیاری کتابیں	"	۳/۰-۱
سنگھار کرے میں	"	۲/۰-۱	ہمارا گاندھی	بیسویں صدی	۲/۰-۱
ایک تمام میں تین نئی	"	۲/۰-۱	ہمارا ابو ابراہیم لال	"	۲/۰-۱
جو عورت نئی ہے مجلد	"	۲/۰-۱	ہمارا ابو الکلام آزاد	"	۲/۰-۱
سُن پرست	"	۲/۰-۱	ہمارا پٹیل	"	۲/۰-۱
دکھتی رنگیں	"	۲/۰-۱	ہمارا سبھاش	"	۲/۰-۱
یہ لڑکیاں	"	۲/۰-۱			

پتہ: دفتر رسالہ "بات و دہلی"

رضیہ کاشاہتی دسترخوان

لڑکی کی سب بڑی خوبی امور خانہ داری کی واقفیت ہے

اگر آپ

کامیاب و ربا عزت بیوی بننا چاہتی ہیں تو رضیہ کاشاہتی دسترخوان پڑھیں۔
اس کتاب میں انگریزی ناستے، ہندوستانی ناستے، پھلکیاں، پرائیٹھے۔

سموسے، پوریاں، بسکٹ، دالیں، سالن، کباب، پلاؤ، پکوان، حلوسے، اچار، مربے،
انگریزی کھانے بیماریوں اور مریضوں کے کھانے وغیرہ چار سو قسم کی چیزیں تیار کرنے
کے مکمل اور آزمودہ طریقے درج ہیں۔ رضیہ سلطانہ دہلوی کے اس لذیذ تحفہ کی قیمت ہے

محترمہ رضیہ سلطانہ نے خواتین کیلئے کئی کتابیں تیار کیں

رضیہ کراچی اسٹیج ان کتابوں نے خواتین کے ذوق و شوق کو نیا تازیانہ
رسید کیا ہندستان کا فن ملک کے کونے کونے تک چمکا

آپ کی رضیہ ایک بار بھر بیدار ہوتی ہیں۔
اور رضیہ کراچی اسٹیج پیش کرتی ہیں۔

مشرقی بہنوں کے لئے یہ کتاب ایک حیرت انگیز شاہکار ہے جس میں ایسی ایسی
حصین اور دیدہ زیب بلیں و لفریب دامن اور دلکش کونے اور مرکز پیش کئے گئے ہیں کہ
بے اختیار چوم لینے کو جی چاہتا ہے۔ یہ کتاب آپ کے لئے اتالیق کی حیثیت رکھتی ہے
بڑا ساگز۔ رنگین اور حصین جلد۔ قیمت: صرف چار روپے

آپکی خوبصورتی کو چار چاند لگانے والی اور گھریلو زندگی میں کام آنے والی
کتاب

زنانہ درزی خانہ

چھپ گئی ہے فوراً آرڈر کیجئے

مشرقی بہنوں کے لئے اور ان کی گھریلو زندگی کو آراستہ اور خوشنما بنانے کے لئے
دفتر رسالہ "بانو" نے ایک نئی کتاب "زنانہ درزی خانہ" کے نام سے تیار کی ہے اس
کتاب میں تقریباً دو سو قسم کے زنانہ اور خورد رسال بچوں اور بچیوں کے کپڑے سینے اور
کاٹنے کے طریقے عام فہم انداز میں لکھے ہوئے ہیں۔ اور ہر ترکیب و طریقہ تراش کیساتھ
ساتھ قلمی تصاویر بھی بنا دی گئی ہیں۔ تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔ درجنوں قسم کے
جمیر، درجنوں قسم کی قمیصیں، فرائٹ۔ نیوٹیشن اور نیوٹ گائین۔ اور پٹی کوٹ۔ قمیسی پاجامے
غزارے۔ اور بلاؤز گریبان بنانے کی ترکیبیں۔

کتاب زنانہ درزی خانہ میں آپ کو ملیں گی۔ اس کتاب کا ہر گھر میں رہنا ضروری ہے
جو بہنیں اس کتاب کو خریدنا چاہتی ہیں۔ وہ وی۔ پی کے ذریعہ منگاسکتی ہیں۔ وی۔ پی
کے لئے دفتر کو لکھئے۔ کتاب مجلد ہے۔ سرورق رنگین اور خوبصورت۔

۱۰۴ صفحے۔ لکھائی پھپائی عمدہ۔ سفید کاغذ۔ مجلد سرورق۔ قیمت دو روپے

پتہ: دفتر رسالہ "بانو" دہلی

رضیہ کی مشرقی مغربی کشیدہ کاری

کشیدہ کاری امیر لڑکیوں کا بہترین شغل ہے۔

کشیدہ کاری عزیز خواتین کا ذریعہ معاش ہے۔

کشیدہ کاری سے ایک معمولی کپڑا حسن کا موقع بن جاتا ہے

کشیدہ کاری معمولی گھر کو رشک فر دوس بنا دیتی ہے

اپنے اس لطیف ذوق کی تشنگی کے لئے اپنے اس فن کو عروج تک پہنچانے کے لئے رضیہ کی مشرقی مغربی کشیدہ کاری کا مطالعہ کیجئے۔ بڑے سائز کی یہ حسین کتاب خوشنما انگلش گنل بوٹوں دیدہ زیب سیلوں، دلکش مرکوزوں، حسین میز پوشوں، کف، تیکے اور فلاور باسکٹوں کے دل نشین اور حسین ترین ڈیزائنوں اور نمونوں سے مزین ہے۔ اور رضیہ سلطانیہ کی محنت قابلِ داد ہے۔ قیمت صرف چار روپے۔

ضرور خریدیئے۔ ضرور حاصل کیجئے۔ ضرور پڑھئے۔
رضیہ ماڈرن فیشن بک

اس کتاب میں اڑھائی سو فیشن ایبل کپڑے تیار کرنے کی آسان ترکیبیں اور مکمل نقشے درج ہیں۔ اور حسین لباسوں کے ساتھ حسین عورتوں اور بچوں کی حسین تصویریں بھی دی گئی ہیں۔ ہر چیز کی سلیقہ شعار بیوی۔ اور گھڑ بیوی کے لئے اس کتاب کا استعمال ضروری ہے سینکڑوں لڑکیوں نے اس کتاب کی مدد سے درزیوں کے مقابلے میں کپڑے تیار کرنے شروع کر دیئے۔

بڑا سائز نہایت خوبصورت۔ ہبلد۔ قیمت: چار روپے

پتہ: دفتر رسالہ "بانو" دہلی

پاپ کا خط بیٹی کے نام

ہر عورت کے لئے خواہ وہ بیوی ہے یا ماں، نندہ ہے یا بھابی، بہو ہے یا ساس۔ اس کتاب کا مطالعہ فرض ہے۔ اور اس فرض کی ادائیگی اس کے گھر کو رشک زد و س بنا دے گی۔ اگر آپ کے ہاں بیٹی ہے یا آپ خود کسی کی بیٹی ہیں تو آج ہی یہ حسین تحفہ صرف بارہ آنے میں خریدیے۔

لعل و گوہر

ایک سبق آموز اور نہایت ہی دلچسپ کتاب کا نام لعل و گوہر ہے جو اپنی حسن و خوبی کے سبب واقعی لعل و گوہر جیسی قیمتی ہے۔ اس میں وہ اشارے ہیں جو زندگی کے دشوار گزار راستہ میں تمہیں چراغ ہدایت کا کام دینگے اسے پڑھ کر تم زندہ رہنے اور زندہ رہ کر حقیقی معنوں میں انسان بنا سیکر جاؤ گے۔ قیمت :- ایک روپیہ

سرخ بچے

اگر آپ اپنے بچوں کو بہادر بنا نا چاہتے ہیں۔ تو ان بہادر بچوں کے دلچسپ اور دلنریبا کارنامے انہیں پڑھنے کے لئے دیجئے جو کمبل کو دہی میں اپنی آئندہ زندگی کے پروگرام بنا رہتے ہیں سرخ بچے ایک نہایت دلآویز اور دلکش ناول ہے جس میں بچوں کی ایسی انوکھی اور حیرت انگیز باتیں درج ہیں جنہیں پڑھ کر آپ کے جسم میں بھی بہادری کا خون کھولنے لگے گا۔

اسرار احمد آزاد نے یہ دلچسپ ناول آپ ہی کے لئے لکھا ہے۔ قیمت :- ڈیڑھ روپیہ

قیمتی جہیز

اس کتاب میں ایک قابل فخر باپ نے اپنی ناز و نعمت سے پٹی ہوئی لڑکی کو وہ انمول نصیحتیں کی ہیں جو ہر گھر کو جنت نظیر اور ہر بیوی کو قابل رشک اور قابل پرستش بنا دیتی ہے۔ قیمت :- ایک روپیہ

پتہ :- دفتر رسالہ "بانور" دہلی

”سرخ اپنل“

سرخ اپنل اردو کی تیرہ ممتاز افسانہ نگار خواتین کے منتخب افسانوں کا مجموعہ ہے۔ سرخ اپنل کے افسانے سرمایہ دارانہ نظام کے غلات زبردست احتجاج کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔

سرخ اپنل موجودہ سیاسی بہران کی صحیح عکاسی ہے۔

سرخ اپنل میں آپ کو کچلے ہوئے عوام کی ابھرتی ہوئی جدوجہد اور امن عالمگیر کی ستودہ کوششیں سر بلند نظر آئیں گی۔ قیمت:۔ تین روپے بارہ آنے۔

”اچھے ہمارے“

اویبہ بھوپال مس رشتہ فرحت الطاف کے مختصر طویل افسانوں کا مجموعہ ہے یہ افسانے زندگی کی سلگتی ہوئی آہوں تڑپتے ہوئے اشکوں اور گھٹی گھٹی سبکیوں کو یکجا کر کے

تخلیق کئے گئے ہیں۔ ان افسانوں میں روحانی زندگی کے لطیف احساسات۔ چاندنی کی دروہیا کرہیں۔ جگمگاتے ہوئے ستاروں کی آنکھ چولیاں، سمودی گئی ہیں۔ ان افسانوں کو پڑھ کر آپ زندگی کی الجھنوں کو تسلیا سکتیں گے۔ قیمت:۔ ایک روپیہ آٹھ آنے۔

”اسرار مصر“

اسرار مصر کی اس سے دلگداز داستان، نہ آپ نے آج تک پڑھی ہوگی نہ سنی ہوگی۔

”بن باپ کا بچہ“۔۔۔ ”بغیر شوہر کی بیوی“۔ ”بے بیوی کا شوہر“ اس ناول کے یہ کردار آپ کو حیرت میں ڈال دیں گے۔

تاریخ میں بھی یہ ناول ایک اہم حیثیت رکھتا ہے۔ عجیب و غریب دلکش پیرایہ میں تحریر کیا گیا ہے۔ اس پڑا اسرار ناول کے اسرار و

زبانوں کے ماہر کے ہاتھ لگ جاتی ہے
اور وہ شخص۔ اس تین ہزار سالہ دوشیزہ
کو دوبارہ زندگی بخشتا ہے۔

اس کے بعد کیا ہوتا ہے "یہ محو خواب"
ناول پڑھ کر معلوم کیجئے جو انگریزی کے
مشہور ناول (SHE WHO SLEEPS)
کا ترجمہ ہے۔ قیمت: تین روپے بارہ آنے

”داستانِ دل“

ڈاکٹر نصیر الدین ہاشمی کا بے حد
دلچسپ ناول جس میں شوخ و طرح دار
لڑکیوں اور ان کے نوجوان عشاق کے
بہر و وصال کی رنگین داستانیں ہیں۔
اس ناول کی ابتداء عدن کے ایک بارغ
سے ہوتی ہے۔ قیمت: تین روپے آٹھ آنے

”عمیر کی پھاپنی“

پروفیسر محمد جمیل ایم اے کا ایک بہترین ناول
جو بہت زیادہ عجیب و دلچسپ قیمت صرف پندرہ

ونکات آپ کو حیرت میں ڈال دیں گے
رومان کے سنہرے تاروں سے بنے
ہوئے خواب اس ناول میں آپ کو
جگمگانے ہوئے نظر آئیں گے۔

صفاست دو سو اسی صفحات
قیمت دو روپے بارہ آنے

محو خواب کو

مصر کی میوں کے متعلق تو تمام
دنیا جانتی ہے لیکن انہیں میوں میں
سے تین ہزار سال بعد جب ایک حسین
دوشیزہ عالم وجود میں آنکھیں کھول
دیتی ہے تو تمام دنیا انگشت بندھاں
رہ جاتی ہے۔

اس ماہتاب رخ حسین دوشیزہ
کو اب سے تین ہزار سال پیشتر مصر کے
کاہنوں نے ایک خاص سائنسکارا صول
سے سزا کر محی بنا دیا تھا۔ اتفاق سے
اس راز کی ایک دستاویز ایک مردہ

کارآمد اور مفید کتابیں

شرح دیوانِ غالب

حضرت جوش ملیح آبادی نے دلدادگانِ کلامِ غالب کے لئے یہ نادر کتاب بڑی محنت سے مرتب کی ہے۔ یہ غالب کے کلام پر ایک مکمل تنقید ہے شروع میں ۵۵ صفحات پر ایک بیسٹ تبصرہ ہے جس سے غالب کے کلام اور زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔

سربراہ اور وہ ادیبوں، شاعروں اور کالج کے پروفیسروں نے اس کتاب کو اردو ادب میں ایک قابل قدر اضافہ قرار دیا ہے۔ گلاب کے لئے یہ ایک نعمت ہے۔ ۴۴۴ صفحات۔

لیکھائی چھپائی عمدہ۔ خوشنما جلد۔

قیمت: - پانچ روپے

صحت و زندگی

اس کتاب میں غذا، صحت، شباب اور تندرستی کے متعلق وہ تمام باتیں تفصیل سے لکھ دی گئی ہیں۔ جن کا جاننا ہر انسان کے لئے ضروری ہے صحت و جوانی کے خواہش مند اس کتاب کو ضرور پڑھیں یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ اور اس میں ۲۲۰ سے زائد کارآمد مضامین درج ہیں دنیا کے نامور ڈاکٹروں اور چوٹی کے سائنس دانوں کے عملی تجربات کا پچوڑ ہے۔

بچپن سے امراض کا علاج بغیر دوا کے درج ہے۔ صحت و زندگی کو برقرار رکھنے کے قیمتی راز ہیں۔

لیکھائی چھپائی عمدہ۔

دونوں حصوں کی قیمت مین روپے

شادوں کے چراغ

”نحتِ جگر“

کی بے بسی ہے حسن و عشق کی کرشمہ سازی ہے۔ اور عیاش زمیندار کی اصلاح کا مبارک انجام ہے اس اصلاحی ناول کو پڑھ کر ہماری گھریلو زندگی میں خوش گوار انقلاب آسکتا ہے قیمت دو روپے۔

”پیرنگ نامے“

شری رندھیر ایم اے کی یہ کتاب ادبی حزانے کی حیثیت رکھتی ہے۔ فصیح اور سلیس زبان میں سینکڑوں دیہکنوں کی لافانی مسکراہٹیں اور آہیں اپنے اندر سمائے ہوئے ہے اسے پڑھ کر آپ کے دل کی دیہکن تیز ہو جائے گی۔

لکھائی چھپائی دیدہ زیب ہے قیمت :- ایک روپیہ آٹھ آنے۔

بشیر الدین احمد دہلوی فرزند ڈوٹی نذیر احمد مرحوم کی دوسری لاجواب کتاب جس میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ لڑکیوں کو ازدواجی زندگی کی مشکل ترین گھاٹی سے بہ آسانی گزرنے کی سہل ترین ترکیبیں بتائی گئی ہیں۔ اور ایک شفیق باپ نے اپنی بیٹی کو نصیحت آمیز خطوط سے راہ ہدایت دکھائی ہے۔

قیمت دو حصص مجلد تین روپے آٹھ آنے۔

”شادی خانہ“

بنگال کے سحر نگار ادیب مسٹر بیٹا چاریہ کے غیر فانی شاہکار کا اردو ترجمہ اس میں زمینداروں کے ظلم اور کسانوں

جو ہمارے افسانوی ادب کی سب سے زیادہ
ترقی یافتہ شکل ہے۔ گزشتہ دس سال میں
اس سے بہتر ناول نہیں لکھا گیا قیمت سے

”سنگھار کمرے میں“

جوانی مسکراتی ہے۔ حسن گنگنا تا ہے اور عشق
مچلتا ہے ان ہی کیفیتوں کو پروفیسر کرشنا
کماری ایم اے نے دلکش افسانوں میں سمو
دیا ہے ہر افسانہ ایک ولد و حقیقت ہے
لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت دو روپے۔

”لغزش“

فصل حق قریشی کا رومان آفریں ناول
جس میں عورت کی فطرت کو ایک عجیب انداز
سے پیش کیا گیا ہے۔ اور یہ ثابت کیا گیا ہے۔
کہ عورت مرد کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔
لیکن اس کے باوجود مرد کی زندگی بغیر
عورت کے نامکمل ہے۔

(قیمت دو روپے)

”فلمی پریاں“ (با تصویر)

۷۷ سے زائد خوبصورت اور جوان
ایکٹروں کے حالات زندگی اور ساکھ ہی
ان محبوب ایکٹروں کی دلکش اور نظر افروز
تصاویر کئی آرٹ پیپر پر چھاپ کر شامل کی
گئی ہیں۔ کاغذ اعلیٰ کتابت عمدہ مضبوط
اور خوشنما جلد۔ سرورق نہایت رنگین ان
تمام خوبیوں کے باوجود قیمت اردو ایڈیشن
تین روپے۔ ہندی ایڈیشن تین روپے۔

”فلمستان کی پریاں“

مشہور ایکٹروں ایکٹروں اور ڈائریکٹروں
کے حالات زندگی، پرائیویٹ پتے اس
کتاب میں درج ہیں۔ جا بجا فوٹو بھی ہیں۔
۴۲۴ صفحے۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے۔

”شکست“

کرشن چندر کا سب سے بہترین ناول

جوانی کی حکمتی ہونے پر چھانیا!

”ایک حمام میں تین ننگے“

زندگی کی عریاں تصویریں، اُن
لوگوں کے عشق و محبت کی داستانیں جنہوں نے
گھٹ گھٹ کر مر جانے کے بجائے کسی کی خوش
میں جی کر مانا سیکھا۔ ان نوجوانوں کی عریاں
تصویریں جنہوں نے عورت کے بدن اور
اسکی جوانی کو ایک کھیل سمجھا۔ اُن دلوں کی
کہانیاں جن کی دہرکتوں میں جذبات نے
اپنا گھر بنایا تھا۔ وقت کی دکھتی ہونی رگ پر
سعی اہرت کی فن کارانہ ضرب۔ ان افسانوں
کو آپ بار بار پڑھتے پڑھتے مجبور ہوں گے۔
قیمت دو روپے (ع)

”فریبِ مسلسل“

شفیق بانو شفیق کے دلچسپ رومانی

افسانوں کا مجموعہ۔ مردوں کی خود عرضی،
مکر و فریب کی عریاں تصویریں، مرد عورتوں
کو اپنا زرخیز غلام سمجھتے ہیں۔ اور اُن کے
جسموں کو اپنی جاگیر، یہ زندگی کی برہتہ
حقیقتیں ہیں جو آپ کے سامنے بھیانک صورت
میں پیش کی گئی ہیں۔ قیمت دو روپے۔

شاہی محلات کی پریم کہانیاں

عشق و محبت کی پر کیف اور سچی داستانیں۔
جس میں ملکہ یونان کی ایک وحشی غلام سے
محبت، ملکہ ڈنمارک کی ایک چرواہے سے الفت
ملکہ مصر کی داستانِ عشق، ہسپانوی شہزادے
کا ایک وحشی عورت سے عشق اور ملکہ البانیہ
کے عشق و محبت کی داستانیں درج ہیں سو
فیصدی سچے، دلکش اور رومانی افسانے۔
حصین گردپوش۔ قیمت دو روپے۔

ہو گیا ہے۔ اس میں حسن و عشق کی نیرنگیاں
ہیں اور فراق و وصل کے قصے ہیں۔ پڑھیے
اور مزہ لوٹئے۔ قیمت دو روپے چار آنے

”چوسبہ“

مصوّر اشاروں میں وہ کیفیاتی نظمیں
اور کیف و رنگ سے بھر پور جذبہ باقی غزلیں
جو ایک ایسا ماحول رکھتی ہیں کہ ہر صاحب
مطالعہ زندگی کے مدغم سرگم کو کبھی گھر گھر
کر آتے ہوئے ابر کی طرح خراشاں پاتا ہے
نظر ادیب کا مجموعہ کلام۔

خوبصورت گرد پوش قیمت ایک روپیہ اٹھ آنے

”ترقی پسند“ ادیبوں کے

”خبر و خیال“

دیکھتے ہوں تو فکر تو نسوی کی
کتاب ”خبر و خیال“ تنگائی
قیمت: دو روپے بارہ آنے۔

”چو عورت نشکئی ہے“

نامور فن کار رام لال ورمائی کی رومان
پرورد اور تلخ کہانیوں کا مجموعہ ان افسانوں
میں رومان و محبت کی نیرنگیاں بھی ہیں اور
حسن و شباب کی سرمستیاں بھی بہر افسانے
میں ایک نئی عورت ہے۔ رام لال جدید
ادب کا حامی ہے۔ اسکی یہ کتاب آپ ختم
کئے بغیر نہیں چھوڑ سکتے۔ قیمت دو روپے

”ناقابل فراموشی“

شہنشاہ صحافت سردار دیوان سنگھ
مفتون ایڈیٹر ”یاست“ دہلی کے قابل قدر
اور نادر الوجود مضامین کا مجموعہ۔
قیمت دو روپے اٹھ آنے۔

”گناہ“

دست بھارتی کا وہ ناول جس کے
انتظار میں آپ بے چین تھے۔ چھپ کر تیار

پاپے بچوں کیلئے پیاری کتابیں

۱۳	ہندے شاہ	۱۳	پرستان	۱۳	طلسمی لڑکا
۱۴	آب حیات	۱۴	شیر ماموں	۱۴	نقلی آدمی
۱۵	دو پیسے	۱۵	گھٹی شکر	۱۵	دو احمق
۱۶	جادو کا جھولنا	۱۶	نئی کہانیاں	۱۶	جاں نثار گھوڑا
۱۷	آگ بیگم	۱۷	خجہ خوار دوست	۱۷	نہنھے ہوا باز
۱۸	بچوں کا تحفہ اول	۱۸	کارٹون	۱۸	خونناک کشتی
۱۹	بچوں کا تحفہ دوم	۱۹	تحفے	۱۹	نرالا انتقام
۲۰	اسلامی نظمیں	۲۰	بڈوس کا اڑدیا	۲۰	پری کی چھڑی
۲۱	چار بہنیں	۲۱	پاپ کی ناؤ	۲۱	تارا کا ڈنڈا
۲۲	بادشاہ کا انعام	۲۲	مزدور کا بیٹا	۲۲	بوسنے کا بٹوا
۲۳	چور شہزادی	۲۳	انوکھی چھتری	۲۳	انار راجہ
۲۴	گھیسٹا کی بھتا شاہی	۲۴	شہزادی حور بانو	۲۴	پرستان کی سیر
۲۵	شریر لڑکا	۲۵	تاج میاں	۲۵	بطخ شہزادی
۲۶	جادو کی بنسری	۲۶	مزیدار پہلیاں	۲۶	تین شہر میں
۲۷	صبر بادشاہ زادہ	۲۷	ساجدہ	۲۷	جادو کا شیشہ
۲۸	شہزادہ نے نواز	۲۸	لاڈلا شہزادہ	۲۸	خالہ بی
۲۹	ٹھوڑی تارا ماتھے چاند	۲۹	دلچسپ پہلیاں	۲۹	تازہ شکار

۵	لالہ پری	۵	لال دیو	۴	وردیا کی شہزادی
۵	گرم حلوہ	۵	چکلا دیو	۴	لعن شہزادی
۴	یا قوت کی ملکہ	۵	ژالہ پری	۵	شہزادہ گوہر
۴	بیاد شہزادہ	۵	سبزہ پری	۵	کالا دیو
۵	انقلابی مولوی	۴	فردوسی خور	۶	مرد زیادہ ہر کار پوتے ہیں یا عورتیں
۱۰	ایک کتھے انبی ایک کتھے حکیم جی	۱۸	یادان بنی	عہ	ستارے

پڑوں کے لئے دلچسپ کتابیں

عہ	ہم اور وہ (خواجہ محمد شفیع)	عہ	شمع (اے آرخاتون)
عہ	فلمی رنگ محل (خوشباش بی لے)	عہ	تصویر
عہ	پتھر سے ہیرا (ڈاکٹر سعید احمد)	عہ	جواہر لال کی کہانی دارو، محمد رحیم دہلوی
عہ	سیل نور (محمد امین شہر پوری)	عہ	جواہر لال کی کہانی (ہندی)
عہ	جھنکاریں	عہ	قیمتی جہیز
عہ	تصویریں	عہ	زارینہ
عہ	زنجیریں	عہ	تازیانہ
عہ	پتنگے	عہ	ہمارے شاہ کا خواب (خواجہ محمد شفیع)
عہ	جنت میں شاعرہ (عارف ثالوی)	عہ	شرح میر درد
عہ	مجاورات، داغ دلی احمد خاں	عہ	ابلیس

پتہ: دفتر رسالہ "بانو" دہلی

یہ کتابیں اپنی زندگی سنوار سکتی ہیں

الیکٹریک گائیڈ (باتصویر) نوید ناہی ایس بی

درکشاپ گائیڈ (فنٹر ٹریننگ) »

معاون الخراد (باتصویر) »

جنتری پیمائش چوب »

بیوپار دستکاری یعنی ہرن اُتار »

آئل اینج گائیڈ (باتصویر) »

الیکٹریک وائرنگ »

ریڈیو گائیڈ (باتصویر) »

بغیر بجلی کار ریڈیو (باتصویر) »

ہومیو پیتھک میٹریامیڈیکا ڈارو »

پریکٹس آف میڈیسن ہومیو پیتھک حصہ اول »

» » » حصہ دوم »

موڈرن میکینک ٹیمپ (باتصویر) شری کرشنا نند شرما

فونڈری پریکٹس (دھلائی کام) جے نرائن شرما

صنعت میں دولت (باتصویر) »

رفیق ہومیو پیتھکی

.....

نہ بھولنے والی بات (رام سمرن شرما)

انوکھا سنار (عشرت رحمانی)

مجھے تم سے محبت ہے (نقی نور)

دو جز (مضطر ہاشمی)

غالب کے لطیفے (انتظام اللہ شہابی)

الجھے تار (رضیہ فرحت الطاف)

جنت کا بھوت (عظیم بیک جغتائی)

فل بوٹ »

لفٹنٹ »

روح صہبائی (آثر صہبائی)

سُنی سنائی (شوکت بھانوی)

چوٹ (دت بھارتی)

صد پارہ دل (عزیز حسن بھائی)

کشمیر جنت نظیر (عبدالقدیر)

چودھری سلطان کے ڈرامے

ڈائری

ریڈیو سیور

انقلاب کا سرچشمہ بچہ

فلمی ستارے - آگدا آنے

پتہ: دفتر رسالہ "بانو" دہلی

کودنی ناول (راہبندز ناٹھ ٹیکور) پندرہ	آخری تھن (منشی پریم چند) دو روپے بارہ آنے
منشی تیرتھ رام فیروز پوری کی کتابیں (ترجمہ)	وفا کی دیوی افسانے بارہ آنے
خونی دلہن ناول تین روپے آٹھ آنے	قاتل " "
اسیر بلا " تین روپے	جیل " "
قاتل کی بیٹی " چار روپے	غبن ناول پانچ روپے
دیران محل " تین روپے آٹھ آنے	پردہ حجاب " چھ روپے
سانپ کی چوری " تین روپے آٹھ آنے	خواب و خیال افسانے دو روپے آٹھ آنے
تہہ خانہ کاراٹھ " " "	روکھی رانی ناول ایک روپہ چار روپے
جنگل میں لاش " " "	فطرت نگار سدرشن کی کتابیں
مجرم " تین روپے	سولہ سنگھار افسانے چار روپے
سونی سیج " دو روپے	زہر ہلا آب حیات ناول دو روپے چار آنے
قاتل ہار " چار روپے	خوش انجام ناول آٹھ آنے
بیلا ہیرا " تین روپے	ٹالسٹائی کے افسانے دکنٹ ٹالسٹائی، پندرہ
منزل مقصود " تین روپے	راجہ پر جا " ایک روپہ چار آنے
کرنی کا بھیل " چار روپے	عذرت مرد کے تعلقات " ایک روپہ
ڈاکٹر نکیلا " چار روپے	پہارے زمانہ کی غلامی " بارہ آنے
لعل شب چراغ " تین روپے	سرگزشت ٹالسٹائی ایک روپہ آٹھ آنے
نازک کنار " چار روپے	ٹیکور کے ڈرامے (راہبندز ناٹھ ٹیکور) پندرہ
	اندھیرے میں ناول " دو روپے

حصولِ شہرت کیلئے
تیس روپے کوئی بڑی رقم نہیں ہے

اور جبکہ یہ رقم ایک نیک مقصد پر خرچ کی جا رہی ہو
آپ یہ حقیر سی رقم بڑی آسانی کے ساتھ خرچ کر سکتے ہیں
ملک کے سینکڑوں اچھے لکھنے والے ادیبوں کو گناہی کی زندگی بسر کرتے
ہوئے دیکھ کر۔ زندگی کے ہر شعبہ میں سرمایہ دارانہ نظام کو کار فرما دیکھ کر طبقہ پرست
بلشوروں کی "احباب نوازی" دیکھ کر ادارہ "چلمن" نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک کتاب
"یہ گیت ہیں دروٹے" کے نام سے شائع کی جائے جس میں ان
اچھے انسانہ نگاروں کے شاہکار افسانے شریک کئے جائیں جن کی ملک و قوم کو
بے حد سخت ضرورت ہے۔

لہذا آپ بھی آج ہی اپنے تین مختصر اور بہترین افسانے مندرجہ ذیل پتہ پر
روانہ فرما دیں جن میں سے ایک افسانہ انتخاب کر کے کتاب میں شریک کر لیا جائیگا
چونکہ مخلص کام کرنے والے ہمیشہ مفلس ہوتے ہیں اس لئے مالی مشکلات پر
عبور حاصل کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ ہر افسانہ نگار افسانوں کے ساتھ ہی مبلغ تیس
روپے بھی بذریعہ منی آرڈر روانہ کرے۔ یہ روپے بھی آپ کے شائع نہیں ہوئے
بلکہ کتاب چھپنے کے بعد اس رقم کی کتابیں آپ کی خدمت میں روانہ کر دی جائیں گی۔
ہم آپ سے اپیل کرتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں اور اس کار خیر میں
حصہ لیں جو عوامی ادیبوں کی بہترائی کے لئے شروع کیا گیا ہے۔

پتہ: دفتر رسالہ چلمن، لاہور

فلم انڈسٹری سے محبت کرنے والوں کا ماہنامہ

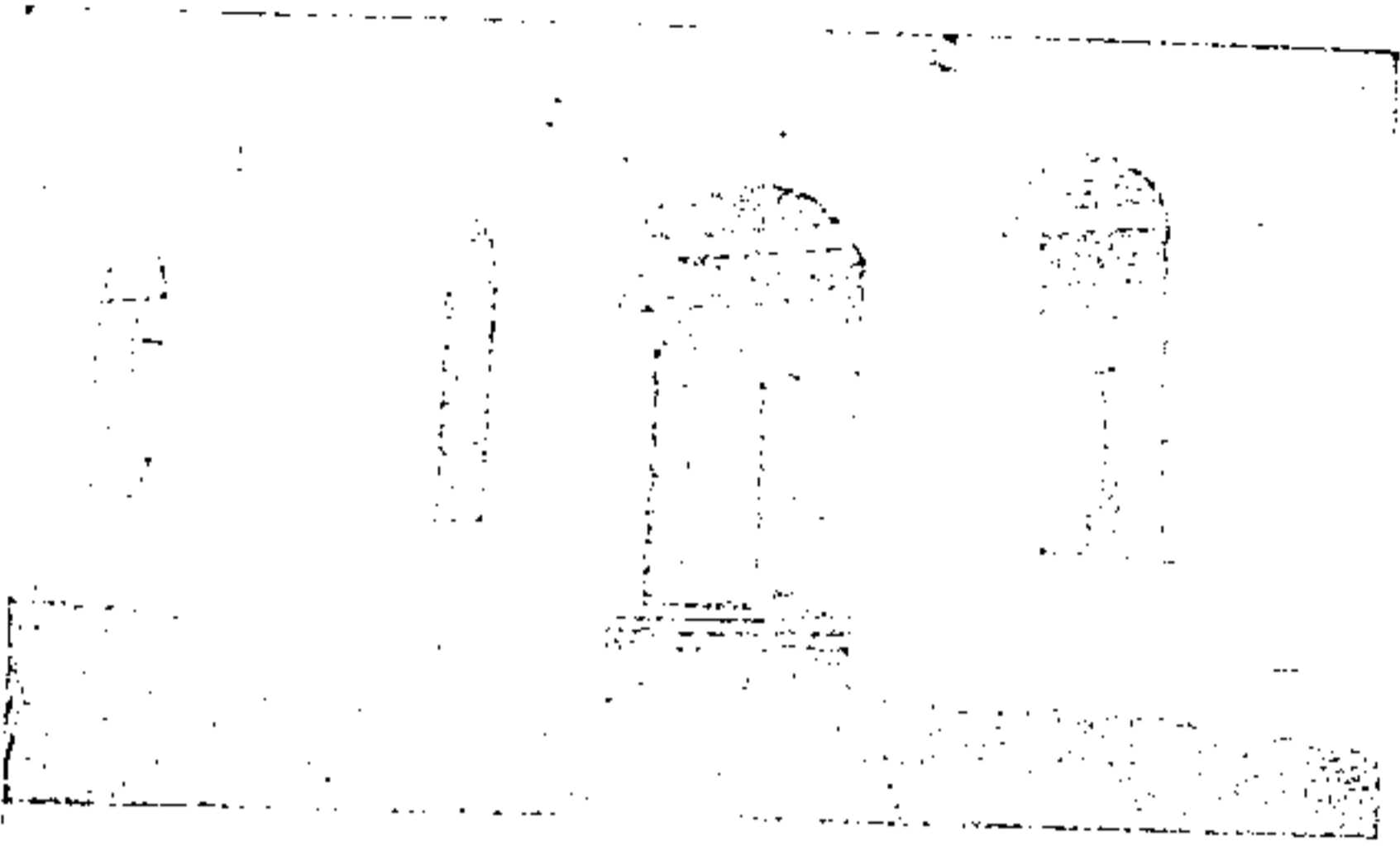


- ماہ اکتوبر ۱۹۷۹ء سے باقاعدہ شائع ہو رہا ہے ● دھڑکتے ہوئے افسانے۔
- فلمی ایکٹرسوں کے متعلق نظمیں۔ ● کیف زانظمیں وغزلیں۔
- فلمی محبت کی کہانیاں۔ ● فلمی اور ادبی مقالے۔
- فلمی چٹکلے۔ ● فلمی سوالات کے جوابات۔
- فلم ایکٹرسوں سے ملاقات۔ ● فلموں پر تبصرے۔
- فلم ایکٹرسوں و ایکٹروں سے چھٹ چھاڑ۔ ● ناظرین کے پیامات۔
- ترقی پسندی پر مزاحیہ نظمیں۔ ● فلمی خبریں۔

سالانہ قیمت پانچ روپے فی پرچہ آٹھ آنے

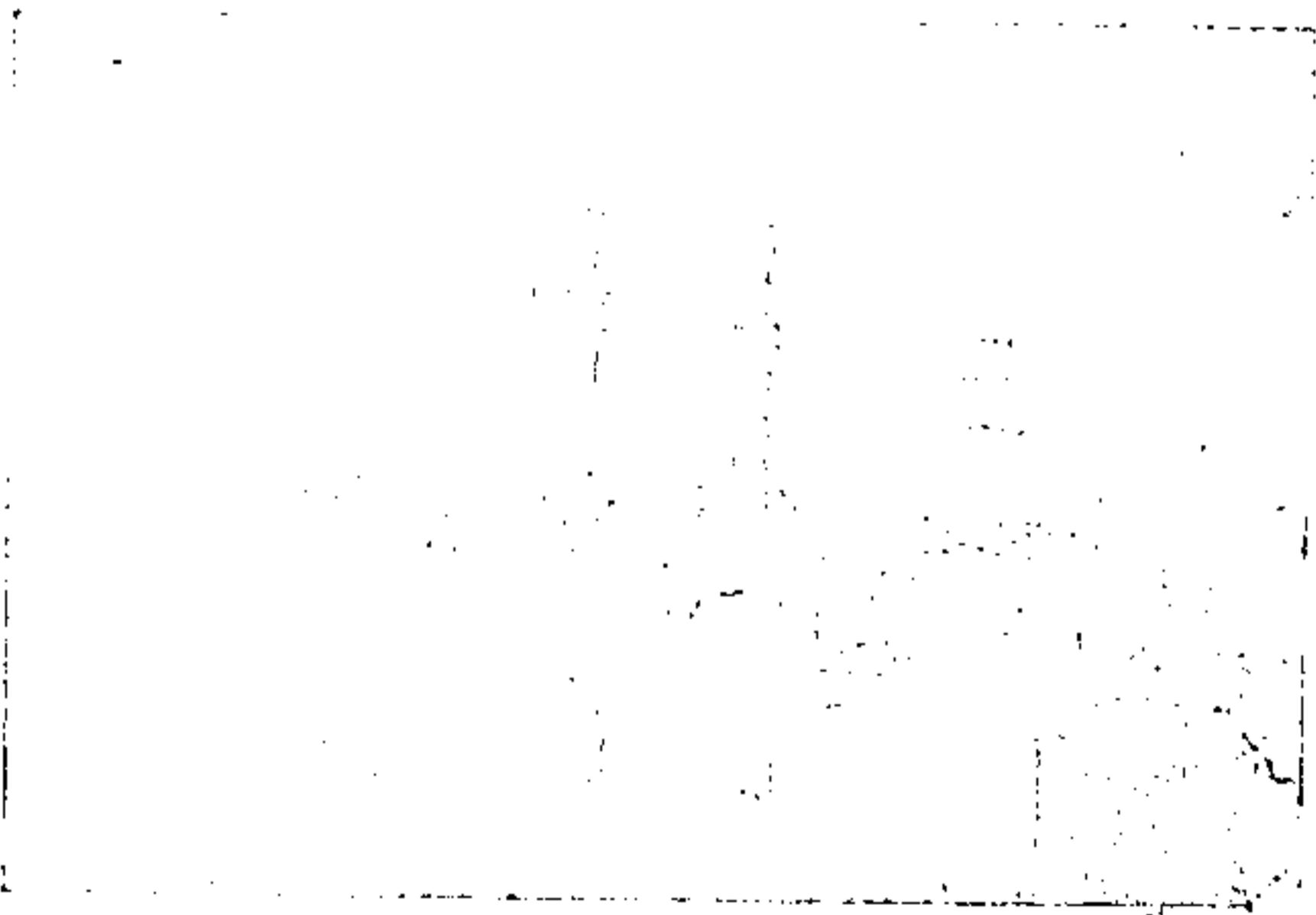
یہ ہیں چند خصوصیات آپ کے ظہن کی انجمن انجمنی کا معاملہ خط و کتابت
شائع کر رہا ہے۔ دفتر ماہنامہ "چل چل" دہلی

«سیرت فخر دو عالم»



فندق الثریبی بین مکہ و جدہ

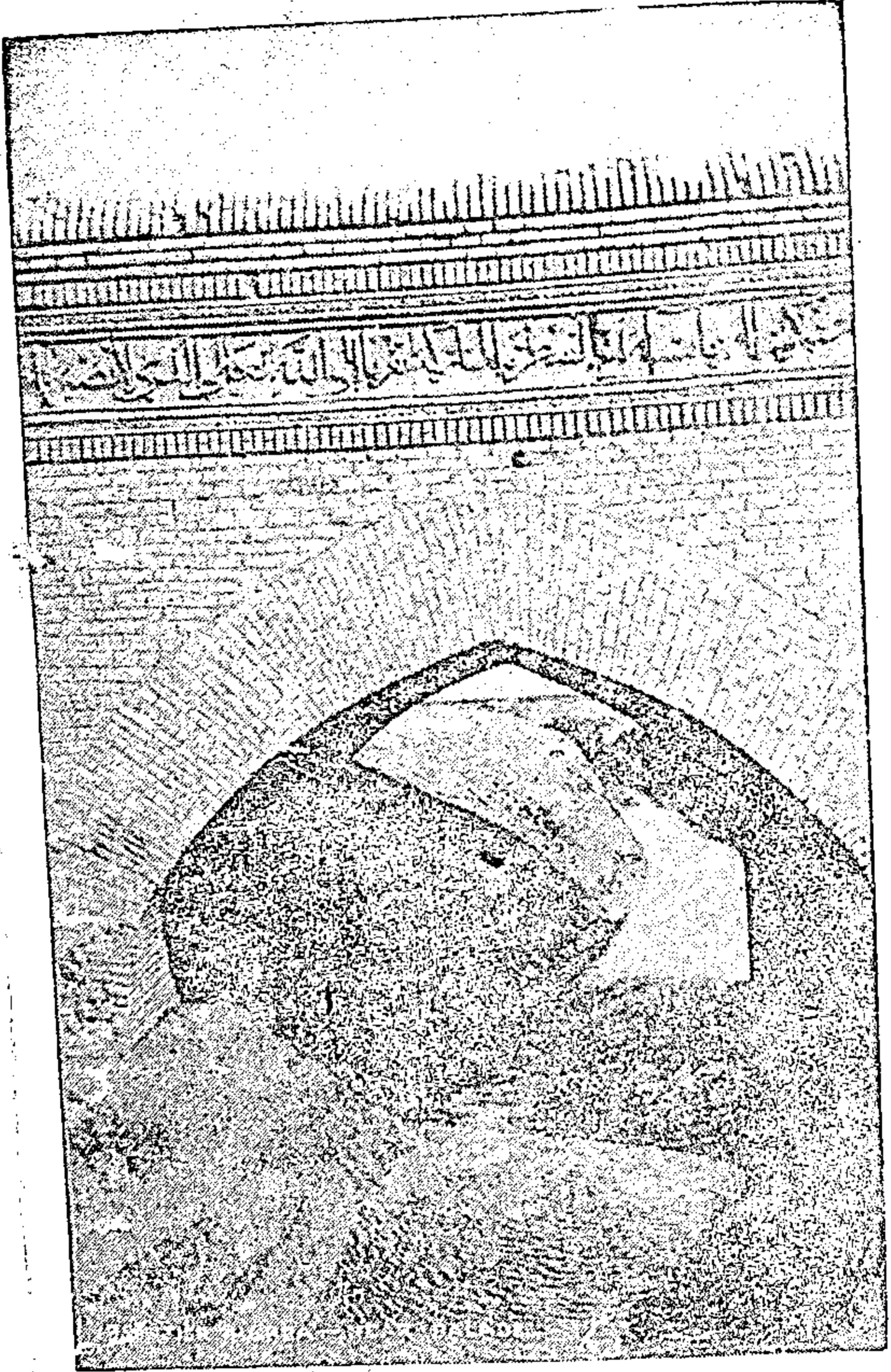
کربلاءِ معلی



روضہ حضرت عباس بن مولا علی

سیرت فخر دو عالم

ماہنامہ بانو دہلی



خلیفہ ہارون رشید کے زمانے کا ایک پل
(جسر حرہ)

انسانیت خاص
ماہنامہ بانو و بی
سیرت
دو عالم

انسانیت خاص
ماہنامہ بانو و بی